جلد تصحیح و اضافہ شدہ ایڈیشن

آئمہ کرام، خطباء اور مقررین کے لئے بیانات جمعہ پر مشتمل مستند مواد

اصلاحی خطبات و رسائل

جلد ہشتم

39) محبت الٰہی کی اہمیت و فضیلت، اسباب و علامات اور اسلافِ امت کے ایمان افروز واقعات

40) تواضع کی اہمیت و فضیلت اور اسلافِ امت کے پر تاثیر واقعات

41) خدمت خلق کی اہمیت، فوائد و ثمرات نصوص اور واقعات کے تناظر میں

42) غیبت کی مذمت، قباحت، اسباب، معافی کی صورتیں اور عبرت آموز واقعات

43) رشوت کی مذمت و قباحت اور رشوت لینے والوں کا بھیانک انجام

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم عمران ٹاؤن کورنگی کراچی

مکتبۃ المتین

فہرست

۴۱......خدمت خلق کی اہمیت، فوائد وثمرات نصوص اور واقعات کے تناظر میں

قرآنِ کریم کی روشنی میں خدمت خلق کی اہمیت وفضیلت

غیبت کی مذمت سے متعلق حضراتِ انبیاء علیہم السلام اور سلف کے چوالیس (۴۴) اقوال

۳۴......رشوت کی مذمت وقباحت اور رشوت لینے والوں کا بھیانک انجام

۳۹......محبت الٰہی کی اہمیت وفضیلت، اسباب وعلامات اور اسلافِ امت کے ایمان افروز واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. أمّابعد:فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ﴾(البقرة:١٦٥)

وَفِىْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾(المائدة:۵۴)

قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ،وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ،وَأَعْطَى لِلّٰهِ،وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ.❶

---

❶سنن أبى داود: كتاب السنة،باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، رقم الحديث: ۴٦٨١

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَايُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں محبت الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ سے محبت کا تذکرہ ہے۔

طبیعت کا کسی لذیذ شئی کی طرف مائل ہوجانا محبت کہلاتا ہے، اور محبت الٰہی سے مراد اللہ عزوجل کا قرب اور اس کی تعظیم ہے۔ بندے کی اللہ رب العزت سے محبت وہ ایک صفت ہے جو فرماں بردار مؤمن کے دل میں ظاہر ہوتی ہے، جس کا معنیٰ تعظیم وتکریم بھی ہے، یہاں تک کہ بندہ محبوب کی رضا طلب کرنے میں لگا رہتا ہے اور اس کے دیدار کی طلب میں بے خبر ہوکر اس کی قربت کی آرزو میں بے چین ہوجاتا ہے اور اِسے اُس کے بغیر چین وقرار حاصل ہی نہیں ہوتا۔ اس کی عادت اپنے محبوب کے ذکر کے ساتھ ہوجاتی ہے اور وہ بندہ غیر کے ذکر سے دور اور متنفر رہتا ہے۔ وہ تمام طبعی رغبتوں اور خواہشوں سے کنارہ کش ہوجاتا ہے، وہ غلبہ محبت کے ساتھ متوجہ ہوتا ہے اور خُدا کے حکم کے آگے سر جھکا دیتا ہے اور اسے کمال اوصاف کے ساتھ پہچاننے لگتا ہے، اور اسکی اطاعت میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔

---

❶ صحيح البخارى: كتاب الإيمان، باب حلاوة الإيمان، رقم الحديث: ١٦

قرآن کریم کی روشنی میں محبت الٰہی کی اہمیت وفضیلت

ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾(البقرة:١٦٥)

ترجمہ: اورلوگوں میں کچھ وہ بھی ہیں جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اسکی خدائی میں اسطرح شریک قرار دیتے ہیں کہ ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسے اللہ کی محبت (رکھنی چاہیے) اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ اللہ ہی سے سب زیادہ محبت رکھتے ہیں۔

اس آیت میں یہ بیان ہے کہ ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ رب العزت سے کرتے ہیں۔

محبت الٰہی متقین کو نصیب ہوتی ہے

جو انسان تقوی والی زندگی اختیار کرے گا اُسے اللہ تعالی کی محبت نصیب ہوگی، اللہ تعالی نیک بندوں سے محبت کرتا ہے اور نیک بندے اللہ سے محبت کرتے ہیں، قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ﴾(آل عمران:٧٦)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی پرہیز گاروں سے محبت کرتا ہے۔

آج کا نادان دوشیزہ کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے، اپنے دل میں ایک خیال بٹھالیتا ہے کہ یہ کس قدر خوبصورت ہے، اس کی تصاویر اپنے موبائل میں رکھی، ایک دوسروں کو دیکھا رہا ہے، اس کے حسن پر فریفتہ ہے، اللہ کے نادان بندے! تو نے اس کے حُسن کو دیکھا اس پر فریفتہ ہوا، تو نے کبھی نہ سوچا! اس کا بنانے والا کتنا حسین ہوگا، حالانکہ اس کا حسن

تو عارضی ہے،اب چند دن کے لئے بیماریاں آجائیں سارا حسن ختم ہوجائے گا،آج اگر دست کی بیماری لگ جائے،سارا حسن چلا جائے گا،آج ہر انسان جو پریشان ہے وہ اپنے دل کے سکون کی وجہ سے پریشان ہے،''أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ'' تقوی میں ہم نے سکون رکھا ہے، اطمینان قلب ایک بہت بڑی نعمت ہے، اسے دولت سے نہیں خریدا جاسکتا۔ مادیت پرستی کی دوڑ میں انسان سکون کے لیے بے قرار ہے۔اس نعمت کو حاصل کرنے کا آسان طریقہ اللہ سے تعلق قائم کرنا اوراس کی یاد دل میں بسالینا ہے،آج کا نادان یہ سمجھا کہ یہ چیز ملے گی تو سکون مل جائے گا،تمام چیزوں میں سب سے زیادہ لذت اللہ کی یاد میں ہے،اللہ کی یاد سے بڑھ کرلذت کسی چیز میں نہیں ہے، بہرحال جو انسان تقوی والی زندگی اختیار کرے گا، اسکو اللہ تعالی کی محبت حاصل ہوگی،مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کا نام میری زبان سے نکلتا ہے تو کیا محسوس ہوتا ہے؟ میرے بال بال شہد کے دریا ہوجاتے ہیں۔

تو اللہ کی محبت کا یہ مقام کیسے حاصل ہو کہ ہمارے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہوجائے اور اگر اشد نہ ہوئی تو یاد رکھیے! ہم اللہ تعالیٰ کے پورے فرماں بردار نہیں ہوسکتے۔ کیوں؟ اس لیے کہ جب ہم کو اپنا دل زیادہ پیارا ہوگا تو جہاں ہمارے دل کو تکلیف ہوگی وہاں ہم اللہ کے قانون کو توڑ دیں گے۔ مثلاً کوئی ایسی حسین صورت سامنے آئی کہ دل چاہتا ہے اس کو دیکھیں، نہ دیکھیں تو دل کو تکلیف ہوگی،تو اگر دل سے خدا پیارا ہے تو دل کو توڑ دیں گے، خدا کو راضی کرلیں گے،اوراگر دل زیادہ عزیز ہے، اللہ تعالیٰ سے محبت کم ہے تو گویا دل محبوب ہوگیا، دل کی محبت احب اور اشد ہوگئی، پھر آدمی گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔ نافرمانی سے بچنے کے لیے قلب میں اللہ تعالیٰ کی محبت اشد ہونا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس وقت

سلطان محمود نے اپنے پینسٹھ وزیروں کو بلایا اور کہا کہ شاہی خزانے کا یہ نایاب موتی توڑ دو، لیکن ہر وزیر نے کہا کہ حضور یہ خزانے کا نایاب موتی ہے، اس کی خزانۂ شاہی میں کوئی مثال نہیں، میں اس کو نہیں توڑوں گا۔ یہاں تک کہ ان سب وزیروں نے انکار کردیا اور معذرت کرلی، آخر میں شاہِ محمود نے ایاز کو بلایا، اسے دراصل وزیروں کو ایاز کا مقامِ عشق دکھلانا تھا، یہ دکھلانا تھا کہ ایاز میرا سچا عاشق ہے، باقی سب وزراء ریالی اور تنخواہی ہیں، اس نے کہا ایاز! تم اس موتی کو توڑ دو، ایاز نے فوراً پتھر اُٹھایا اور موتی کو توڑ دیا، پورے ایوانِ شاہی میں شور مچ گیا، سب نے کیا کہا، مولانا رومی کی زبان سے سنیے:

ایں چہ باکی ست واللہ کافراست

انہوں نے کہا: ارے ایاز بڑا بے باک بالکل کافر اور ناشکرا ہے۔

کافر کے معنیٰ یہاں ناشکرے کے ہیں۔ شاہ محمود نے کہا: ایاز! تم نے موتی کیوں توڑا؟ ان وزراء کو جواب دو۔ اس نے کیا جواب دیا:

گفت ایاز اے مہترانِ نامور
امر شہ بہتر بقیمت یا گہر

ایاز نے وزراء کو خطاب کیا کہ اے معزز لوگو! آپ نے موتی کو قیمتی سمجھ کر نہیں توڑا، لیکن شاہی حکم کو توڑ دیا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ شاہی حکم زیادہ قیمتی تھا یا یہ موتی۔ اس واقعے سے مولانا رومی رحمہ اللہ یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ اسی طرح ہمارے دل اگر ٹوٹتے ہیں تو ٹوٹ جائیں، لیکن اللہ کا فرمان نہ ٹوٹے۔ دل کی وہ خواہشات جن سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہیں، مثل بیش بہا موتی کے خواہ کتنی ہی قیمتی اور لذیذ نظر آئیں ان کو توڑ دو لیکن حکم الٰہی کو نہ توڑو۔

میرے دوستو! اللہ کی محبت کا یہی حق ہے۔ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمہ اللہ نے

فرمایا کہ ایک بزرگ کہیں جارہے تھے۔ چلتے چلتے انہوں نے عرض کیا کہ اے خدا! آپ کی کیا قیمت ہے؟ آسمان سے آواز آئی کہ دونوں جہاں! انہوں نے فوراً کہا:

قیمتِ خود ہردو عالم گفتی
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

یا اللہ! آپ نے اپنی قیمت دونوں جہاں بتائی ہے، ارے ابھی قیمت اور بڑھایئے! دونوں جہاں کے بدلے میں تو آپ سستے معلوم ہوتے ہیں۔

خواجہ عزیز الحسن صاحب رحمہ اللہ نے اسی مضمون کو اپنے اُردو شعر میں کیا خوب فرمایا ہے

دونوں عالم دے چکا ہوں مے کشو یہ گراں مے تم سے کیا لی جائے گی

جس دن اللہ کی محبت آئے گی تو اللہ کے راستے کے جتنے کنکر پتھر ہیں سب پس جائیں گے:

عشق ساید کوہ را مانند ریگ

خدا کی محبت پہاڑوں کو پیس دیتی ہے، یہ جو کہتے ہیں کہ صاحب میرے لیے یہ مشکل ہے، وہ مشکل ہے یہ اسی وقت تک ہے جب تک اللہ کی محبت نہیں ملی، جس دن خدا کی محبت دل میں پیدا ہو جائے گی مشکل کے سارے پہاڑ پیس کر ریت بنا دے گی:

عشق ساید کوہ را مانند ریگ
عشق جوشد بحر را مانند دیگ

عشق پہاڑ کو پیس کر ریت بنا دیتا ہے، اللہ کی محبت سمندر کو جوش دے سکتی ہے تو یہ ہمارا آپ کا سینہ کیا چیز ہے؟ ❶

محبتِ الٰہی کے حصول والے اعمال واوصاف

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

---

❶ مواعظِ دردِ محبت: تعلق مع اللہ، ج ۱ ص ۷، ۸، ۲۳

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾(المائدة: ۵۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے جو مومنوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوں گے۔ اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے، اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جو وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا، بڑے علم والا ہے۔

یعنی اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو اللہ سے محبت کرتے ہیں، جو مندرجہ بالا اوصاف کو اختیار کرے گا وہ اللہ رب العزت کا محبوب ہوگا۔

اپنے قریبی رشتہ داروں سے زیادہ اللہ سے محبت ہو

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾(التوبة: ۲۴)

ترجمہ: (اے پیغمبر! مسلمانوں سے) کہہ دو کہ: اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے

اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرما دے، اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔

فیصلے سے مراد سزا کا فیصلہ ہے، اس آیت نے واضح فرمادیا ہے کہ ماں باپ، بھائی بہن، بیوی، بچے، مال و دولت، گھر، جائیداد، تجارت اور کاروبار، ہر چیز اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لیکن اسی وقت جب وہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے میں رکاوٹ نہ بنے، اگر رکاوٹ بن جائے تو یہی چیزیں انسان کے لئے عذاب بن جاتی ہیں، اعاذنا اللہ منہ۔ (1)

پورے کے پورے اللہ کے ہو جاؤ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا﴾ (المزمل: ۸)

ترجمہ: اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو، اور سب سے الگ ہو کر پورے کے پورے اسی کے ہو کے رہو۔

سب سے الگ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا کے سارے تعلقات چھوڑ دو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان سارے تعلقات پر اللہ تعالیٰ کے تعلق کو غالب رکھو، یہاں تک کہ دنیا کے تعلقات بھی اللہ تعالیٰ ہی کے احکام کے مطابق اور اسی کے حکم کی تعمیل میں ہونے چاہئیں۔ اس طرح وہ تعلقات بھی اللہ ہی کے لیے ہو جائیں گے۔

---

(1) آسان ترجمہ قرآن: ص ۴۰۹

احادیث مبارکہ کی روشنی میں محبت الٰہی کی اہمیت وفضیلت

ایمان کی مٹھاس تین چیزوں میں ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاوَةَ الْإِيمَانِ :أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا،وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ،وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ. ❶

ترجمہ: یہ تین باتیں جس کسی میں ہونگیں وہ ایمان کی مٹھاس (مزہ) پائے گا، اللہ اور اس کے رسول اس کے نزدیک تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں اور جس کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ ہی کے لئے کرے اور کفر میں واپس جانے کو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو۔

جو چل کر آتا ہے میں اسکی طرف دوڑ کر جاتا ہوں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي،وَأَنَا مَعَهُ حِينَ يَذْكُرُنِي،إِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ، ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي،وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ،ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ هُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ،وَإِنْ تَقَرَّبَ مِنِّي شِبْرًا،تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا،وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا،تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا،وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً. ❷

---

❶صحیح البخاری: کتاب الإیمان،باب حلاوة الإیمان،رقم الحدیث: ١٦

❷صحیح مسلم: کتاب الذکر والدعا والتوبة والاستغفار،باب الحث علی ذکر اللّٰه تعالی ،رقم الحدیث:٢٦٧٥

ترجمہ: میں اپنے بندوں کے گمان کے مطابق ان سے معاملہ کرتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی گروہ میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے، اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف (مایلیق بشانہ) دوڑ کر آتا ہوں۔

یعنی کہ جتنی محبت انسان اللہ سے کرتا ہے تو اللہ اس سے زیادہ کرتا ہے۔

محبت الٰہی اور محبت رسول ایمان کی نشانی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا. ❶

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک تمام چیزوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

قیامت کے دن ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے، ہم مسجد کی چوکھٹ پر ایک آدمی سے ملے، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ یہ سن کر اس آدمی پر خاموشی چھا گئی، پھر اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة: مسندأنس بن مالك رضى الله عنه، ج ٢٠ ص ٣٩٧، رقم الحديث: ١٣١٥١

مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَبِيرَ صَلَاةٍ وَلَا صِيَامٍ وَلَا صَدَقَةٍ،وَلَكِنِّى أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. ❶

ترجمہ: میں نے اس کے لئے نمازیں اورروزے اورصدقہ وغیرہ تو زیادہ تیارنہیں کئے، البتہ اللہ اوراس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ'' تو انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے محبت رکھتا ہے۔

اللہ سے محبت کرو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَحِبُّوا اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعَمِهِ وَأَحِبُّونِى بِحُبِّ اللَّهِ وَأَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِى لِحُبِّى. ❷

ترجمہ: تم اللہ سے محبت کرو اس لیے وہ تمہیں اپنے نعمتیں کھلاتا ہے، اور مجھ سے اللہ کے محبت کی وجہ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

محبت الٰہی کی وجہ سے لعنت مت کرو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب پینے کے سبب کوڑے لگوائے تھے، ایک دن

❶ صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحبّ، رقم الحديث: ۲۶۳۹

❷ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب أهل بيت النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، رقم الحديث: ۳۷۸۹

پھر نشہ کی حالت میں لایا گیا آپ نے اس کو کوڑے مارے جانے کا حکم دیا، تو اس کو کوڑے لگائے گئے، قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو، کسی قدر یہ (نشہ کی حالت میں) لایا جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لَا تَلْعَنُوهُ، فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ إِنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ ❶

محبت الٰہی کے حصول کے لیے دعا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِي حُبُّهُ عِنْدَكَ، اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِي فِيمَا تُحِبُّ، اَللّٰهُمَّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! مجھے نصیب کر اپنی محبت اور اس شخص کی محبت جس کی محبت تیرے نزدیک مجھے نفع دے، اے اللہ! تو نے مجھے اس چیز میں سے جسے میں پسند کرتا ہوں جو کچھ بھی عطا کیا ہے اس کو میرے لئے اس چیز میں قوت کا سبب بنا جسے تو پسند کرتا ہے۔ (یعنی تو نے مال وزر، عافیت واطمینان اور دوسری دنیاوی نعمتوں میں سے جو کچھ بھی عطا فرمایا ہے اور ان کو شکر گزاری اور اپنی اطاعت کا سبب بنا کہ میں اسے تیری راہ میں اور تیری خوشنودی کے لئے خرچ کروں) اے اللہ! تو نے مجھے اس چیز میں سے جسے

❶ صحيح البخاري: كتاب الحدود، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الخَمْرِ، وَإِنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ المِلَّةِ، رقم الحديث: ٦٧٨٠

❷ سنن الترمذي: أبواب الدعوات، باب ماجاء عقد التسبيح باليد، باب، رقم الحديث: ٣٤٩١

میں پسند کرتا ہوں جو کچھ نہیں دیا ہے اس کو میرے لئے اس میں فراغت کا سبب بنا جسے تو پسند کرتا ہے۔

اللہ کی خاطر محبت وبغض ایمان کی علامت ہے

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ،وَأَبْغَضَ لِلَّهِ،وَأَعْطَى لِلَّهِ،وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ. ❶

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی، اللہ کی وجہ سے نفرت کی اور اللہ ہی کی خاطر (مال) دیا اور اللہ ہی کی خاطر (مال) روکا تو بیشک اس نے ایمان مکمل کرلیا۔

اللہ تعالیٰ متقی لوگوں سے محبت کرتا ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک دن مسجد نبوی میں تشریف لے گئے، تو انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس بیٹھ کر روتا ہوا پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ (کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی رلا رہی ہے یا کسی آفت ومصیبت کے پیش آجانے کی وجہ سے رو رہے ہو، یا اِس کے علاوہ کسی اور سبب نے تمہیں رونے پر مجبور کردیا ہے؟) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: مجھے ایک بات کی یاد نے رلا دیا ہے جس کو میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

إِنَّ يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ،وَإِنَّ مَنْ عَادَى لِلَّهِ وَلِيًّا،فَقَدْ بَارَزَ اللَّهَ بِالْمُحَارَبَةِ،

❶سنن أبي داود: كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، رقم الحديث: ۴٦٨١

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْأَبْرَارَ الْأَتْقِيَاءَ الْأَخْفِيَاءَ، الَّذِينَ إِذَا غَابُوا لَمْ يُفْتَقَدُوا، وَإِنْ حَضَرُوا لَمْ يُدْعَوْا، وَلَمْ يُعْرَفُوا قُلُوبُهُمْ مَصَابِيحُ الْهُدَى، يَخْرُجُونَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ. ❶

ترجمہ: تھوڑا ریا بھی شرک ہے، (نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ) جس شخص نے اللہ کے دوست سے دشمنی اختیار کی (یعنی اولیاء اللہ کو اپنے کسی قول وفعل کے ساتھ ناحق تکلیف پہنچائی یا ان کو غصہ دلایا) تو اس نے گویا اللہ سے مقابلہ کیا اور اس کے ساتھ جنگ کی اور ظاہر ہے کہ جس شخص نے اللہ کے ساتھ مقابلہ آرائی کی اس کی تباہی وبربادی اور ذلت ورسوائی میں کوئی شبہ نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ نیکوکاروں، پرہیزگاروں اور مخفی حال لوگوں کو دوست رکھتا ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی ظاہری حالت تو اتنی خستہ اور عام نگاہوں میں اس قدر نا قابل توجہ ہوتی ہے کہ جب وہ نظروں سے غائب ہوں تو ان کو پوچھا نہ جائے اور جب موجود ہوں تو انہیں کسی دعوت ومجلس میں بلایا نہ جائے۔ اور اگر وہ بلائے بھی جائیں تو پاس نہ بٹھائے جائیں، لیکن باطنی وروحانی طور پر ان کا مقام بہت بلند ہوتا ہے، چنانچہ ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں جن کے نور سے راہ راست پائی جاتی ہے اور یہ لوگ ہر تاریک زمین سے نکل کر آتے ہیں۔

اکثر اولیاء اللہ اپنی اصل حیثیت اور حقیقت کے اعتبار سے عام نگاہوں سے پوشیدہ رہتے ہیں اور اپنی ظاہری حالت میں وہ ایک بہت معمولی درجہ کے مسلمان نظر آتے ہیں، ان کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ وہ کس بلند مقام پر فائز ہیں اور اللہ کی نظر میں ان کی کتنی بڑی حیثیت ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے نیک بندوں کو ستاتے ہیں تو رب العالمین بسا اوقات آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ایسے لوگوں کو عبرتناک سزا دیتا ہے۔

❶ سنن ابن ماجة: كتاب الفتن، باب من ترجى له السلامة من الفتن، رقم الحديث: ۳۹۸۹

اللہ تعالیٰ جس سے محبت کریں اُسے مقبولیت عطا فرماتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ إِذَاأَحَبَّ عَبْدًادَعَاجِبْرِيلَ فَقَالَ :إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًافَأَحِبَّهُ،قَال : فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ،ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ،فَيَقُولُ :إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ،قَالَ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ،وَإِذَاأَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ :إِنِّي أُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضْهُ،قَالَ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ،قَالَ :فَيُبْغِضُونَهُ،ثُمَّ تُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو اسے محبوب رکھ فرمایا، پس جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر آسمان میں منادی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، پھر زمین میں اس کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب کسی بندے کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے (وہ دنیا والوں کے لئے مقبول ہو جاتا ہے) اور جب اللہ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے بغض رکھتا ہوں تو بھی اِسے مبغوض رکھ، پس جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے بغض رکھتے ہیں، پھر زمین میں اس کے لئے عداوت رکھ دی جاتی ہے۔

❶ صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب إذا أحب الله عبدا حببه لعباده، رقم الحديث: ٢٦٣٧

محبت الٰہی سے متعلق اللہ رب العزت اور انبیاء علیہم السلام کے ارشادات

قربِ الٰہی کن لوگوں کو نصیب ہوتا ہے

۱...... جب انسان اللہ رب العزت سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنا قرب عطا کرتے ہیں، جس کے ساتھ اللہ ہے، اُس کے ساتھ سب کچھ ہے، اللہ رب العزت کا قرب عبادت سے نصیب ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِذَا تَقَرَّبَ مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِذَا أَتَانِي مَشْيًا أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً. ❶

ترجمہ: جب بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہوتا ہوں۔ اور مجھ سے ایک گز قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع (دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے برابر) قریب ہوتا ہوں، اور جب وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر آتا ہوں۔

تو اللہ کا قرب اُسے ملے گا جو تقویٰ پر چلے گا، جب انسان اللہ رب العزت کی اطاعت وفرمابرداری میں زندگی گزارتا ہے تو رب العالمین کی غیبی نصرت ومدد ہر موقع پر اُس کے ساتھ شامل حال ہوتی ہے، اور اُن کے کام بعافیت انجام پذیر ہوتے ہیں۔

محبت الٰہی کے سبب غیبی نصرتِ خداوندی

۲...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي

---

❶ صحیح البخاری: کتاب التوحید، باب ذکر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وروایتہ عن ربہ، رقم الحدیث: ۷۵۳۶

يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ،فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ: كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ،وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ،وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا،وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا،وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ،وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ،وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ،يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَ تَهُ. ❶

ترجمہ: اور میرا بندہ جن چیزوں سے مجھ سے قریب ہوتا ہے ان میں سب سے محبوب وہ چیزیں ہیں جو میں نے اس پر فرض قرار دی ہیں، بندہ میرا تقرب حاصل کرتا ہے ہمیشہ نوافل پڑھنے کے ذریعے، یہاں تک کہ میں اسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں، اور جب میں اسے اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں کہ وہ اسی کے ذریعہ سنتا ہے، میں اس کی بینائی بن جاتا ہوں وہ اسی کے ذریعہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں کہ وہ اسی کے ذریعہ پکڑتا ہے، میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں کہ وہ اسی کے ذریعہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اور وہ برائیوں اور مکروہات سے میری پناہ چاہتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں، اور جس کام کو میں کرنے والا ہوں اس میں اس طرح تردد نہیں کرتا جس طرح کہ میں بندہ مؤمن کی جان قبض کرنے میں تردد کرتا ہوں، کیونکہ وہ موت کو پسند نہیں کرتا حالانکہ اس کی ناپسندیدگی کو میں ناپسند کرتا ہوں اور موت سے کسی حال میں مفر نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا قرب عبادت کے ذریعے ملتا ہے، پھر انسان آنکھوں سے وہی دیکھتا ہے جس کا شریعت نے حکم دیا ہے، کانوں سے وہی سنتا ہے جس کی شریعت میں اجازت ہے، ہاتھوں کو اسی کاموں میں لگاتا ہے جس کی شرع اجازت دے، ایسا شخص قرب خداوندی کے ذریعے محبت الٰہی کو پالیتا ہے۔

❶صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحديث: ۶۵۰۲

اللہ سے محبت کسی غرض کی وجہ سے نہ ہو

۳......اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی:

إنَّ أَوَدُّ الأَوُداءَ إِلَى مَنُ عَبَدَنى بِغَيْرِ نَوالٍ لَكِنُ لِيُعْطِيَ الرُّبُوبِيَّةَ حَقَّهَا وَفِى الزُّبُورِ مَنُ أَظْلَمَ مِمَّنُ عَبَدَنى لِجَنَّةٍ أَوُنَارٍ لَوُ لَمُ أَخُلُقُ جَنَّةً وَلا نارًا أَلَمُ أَكُنُ أَهْلًا أَنُ أُطاعَ. ❶

ترجمہ: میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ شخص ہے جو مجھ سے کسی عطاء کے بغیر محبت کرے لیکن ربوبیت اپنا حق ضرور ادا کرتی ہے۔ زبور میں ہے کہ اس شخص سے بڑا ظالم کوئی نہیں جو مجھ سے جنت یا دوزخ کے لیے محبت کرے، اگر میں جنت اور دوزخ پیدا نہ کرتا تو کیا میں اطاعت کا مستحق نہ ہوتا۔

محبت الٰہی کے ہوتے ہوئے کوئی چیز مضر نہیں

۴......اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا:

قُلُ لِعِبادِىَ الْمُتَوَجِّهِينَ إِلَى مُحَبَّتِى مَا ضَرَّكُمُ إِذَا احْتَجَبْتُ عَنُ خَلْقِى وَرَفَعْتُ الْحِجَابَ فِى مَا بَيْنِى وَبَيْنَكُمُ حَتَّى تَنْظُرُوا إِلَىَّ بِعُيُونِ قُلُوبِكُمُ وَمَا ضَرَّكُمُ مَا زَوَيْتُ عَنكُمُ مِنَ الدُّنُيَا إِذَا بَسَطْتُ دِينِى لَكُمُ وَمَا ضَرَّكُمُ مَسُخَطَةَ الْخَلْقِ إِذَا التَمَسُتُمُ رِضَائى. ❷

ترجمہ: اے داؤد! میرے ان بندوں سے کہہ دو جو میری محبت میں غرق ہیں کہ اگر میں مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہوں اور تمہارے اور اپنے درمیان سے حجاب اٹھالوں تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا، تم مجھے اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھو گے، اس طرح اس

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۰۶

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۲۶

میں بھی تمہارا کوئی نقصان نہیں اگر میں تم سے دنیا کو دور کردوں اور دین کو فراخ کر دوں، تمہیں اہل دنیا کی ناراضگی سے کیا نقصان ہوسکتا ہے اگر تم میری رضا کے متلاشی ہو۔

اللہ رب العزت کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے

۵......اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ وحی نازل فرمائی:

يَا دَاوُدُ لَوْ يَعْلَمُ الْمُدْبِرُونَ عَنِّي كَيْفَ انْتِظَارِي لَهُمْ وَرِفْقِي بِهِمْ وَشَوْقِي إِلَى تَرْكِ مَعَاصِيهِمْ لَمَاتُوا شَوْقًا إِلَيَّ وَتَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُمْ مِنْ مَحَبَّتِي، يَا دَاوُدُ هَذِهِ إِرَادَتِي فِي الْمُدْبِرِينَ عَنِّي فَكَيْفَ إِرَادَتِي بِالْمُقْبِلِينَ عَلَيَّ!. [1]

ترجمہ: اے داؤ! جو لوگ مجھ سے اعراض کرتے ہیں اور میری اطاعت سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں، اگر انہیں معلوم ہوجائے کہ مجھے ان کا کس قدر انتظار ہے اور میں ان سے کتنی نرمی اور مہربانی کا معاملہ کرنا چاہتا ہوں اور مجھے کس قدر شوق ہے کہ وہ گناہوں سے بچے رہیں، اگر انہیں یہ تمام باتیں معلوم ہوجائیں تو وہ مجھ سے ملنے کے اشتیاق میں اس قدر بے چین ہوں کہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور میری محبت کی تپش سے ان کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں، اے داؤد! اعراض کرنے والوں کے لیے میرا ارادہ یہ ہے۔ اس سے اندازہ لگالو کہ میری طرف لو لگانے والوں کے لیے میرا ارادہ کیا ہوگا۔

محبوب پر محبّ کی مخالفت بہت گراں ہوتی ہے

۶......ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام پوری رات حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں سوچتے رہے اور فرمایا:

[1] التبصرة لابن الجوزی: المجلس الأول، ج ۱ ص ۳۴

يَا رَبِّ خَلَقْتَهُ وَنَفَخْتَ فِيهِ مِنْ رُوحِكَ، وَأَسْجَدْتَ لَهُ مَلَائِكَتَكَ، ثُمَّ بِذَنْبٍ وَاحِدٍ مَلَأْتَ أَفْوَاهَ النَّاسِ حَتَّى يَقُولُوا: (وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى) (طه: ۱۲۱)

ترجمہ: اے میرے رب! تو نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور تو نے اپنی روح اس میں پھونکی اور تو نے ملائکہ کے لیے مسجود بنایا، پھر ایک گناہ کی وجہ سے آپ نے لوگوں کے منہ بھر دیئے حتی کہ کہنے لگے: اور آدم نے اپنے رب کا کہا ٹالا اور بھٹک گئے۔

اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ "أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ مُخَالَفَةَ الْحَبِيبِ عَلَى الْحَبِيبِ شَدِيدَةٌ" کیا تو نہیں جانتا کہ محبوب کی مخالفت محبوب پر بہت گراں گزرتی ہے۔❶

قرب الٰہی محبت کرنے والوں کو نصیب ہوتا ہے

ے...... حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ:

يَا دَاوُدُ ذِكْرِي لِلذَّاكِرِينَ وَجَنَّتِي لِلْمُطِيعِينَ وَزِيَارَتِي لِلْمُشْتَاقِينَ وَأَنَا خَاصَّةٌ لِلْمُحِبِّينَ.❷

ترجمہ: اے داؤد! میرا ذکر ذاکرین کے لیے ہے، میری جنت اطاعت گزاروں کے لیے ہے اور میرا دیدار اہل شوق کے لیے ہے اور میں محبت کرنے والوں کے لیے خاص ہوں۔

❶ تاريخ دمشق: حرف الألف، الترجمة: آدم نبي الله، ج۷ص ۴۴۱، ۴۴۲، رقم الترجمة: ۵۷۸

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۱

خواہشات اور لذات پر چلنے والے محبت الٰہی سے محروم رہتا

۸......اللہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام کی طرف وحی نازل کی:

يَا دَاوُدَ خَلَقْتُ الشَّهَوَاتِ وَاللَّذَّاتِ لِضَعَفَةِ عِبَادِي،فَأَمَّا الْأَبْطَالُ فَمَا لَهُمْ وَلِلشَّهَوَاتِ وَاللَّذَّاتِ،يَا دَاوُدُ فَلَا تَعْقِلَنَّ قَلْبَكَ مِنْهَا بِشَيْءٍ فَأَدْنَى مَا أُعَاقِبُكَ بِهِ أَنْ أَنْسَخَ حَلَاوَةَ حِبِّي مِنْ قَلْبِكَ. ❶

ترجمہ:اے داؤد! میں نے خواہشات اور لذات اپنے کمزور بندوں کے لیے پیدا کی ہیں، اے داؤد! آپ اپنے دل کو ان میں سے کسی شئی کے ساتھ نہ لگانا (ورنہ اس پر) سب سے کم تر گرفت جو میں تجھے دوں گا وہ یہ ہوگی کہ اپنی محبت کی حلاوت تیرے دل سے ختم کر دوں گا۔

محبت الٰہی والے اللہ کے مقرب لوگ ہیں

۹......حضرت عیسی علیہ السلام کا گزر تین ایسے شخصوں پر ہوا جن کے بدن کمزور اور رنگ متغیر تھے، آپ نے دریافت کیا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ دوزخ کے عذاب کے خوف سے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالی خائفین کو ضرور محفوظ رکھے گا۔ آپ کچھ اور آگے بڑھے، وہاں تین ایسے شخص ملے جو پہلے والوں سے بھی کمزور لاغر و زرد رنگ تھے، حضرت عیسی علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہو گیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ جنت کے شوق میں ہم لوگوں کا یہ حال ہو گیا ہے، آپ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالی تمہیں وہ چیز ضرور عنایت فرمائے گا جس کے تم مشتاق ہو۔ آپ اور آگے بڑھے وہاں تین اور شخص ملے جو پچھلے لوگوں سے زیادہ کمزور تھے اور جن کا رنگ پہلوں سے زیادہ متغیر تھا، نور کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ گویا چہروں

❶ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج ٢ ص ٣٣٣، الرقم: ١ ٥ ٤

پرآئینے لگے ہوئے ہیں، آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہوا؟ انہوں نے جواب دیا کہ "نُحِبُّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ"، ہم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "أَنْتُمُ الْمُقَرَّبُوْنَ أَنْتُمُ الْمُقَرَّبُوْنَ"، تم ہی لوگ مقرب ہو، تم ہی لوگ مقرب ہو۔ ❶

۱۰......اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ:

إِنِّي إِذَا اطَّلَعْتُ عَلَى سِرِّ عَبْدٍ فَلَمْ أَجِدْ فِيهِ حُبَّ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَلَأْتُهُ مِنْ حُبِّي وَتَوَلَّيْتُهُ بِحِفْظِي. ❷

ترجمہ: جب میں کسی بندے کے راز پر مطلع ہوتا ہوں اور اس میں دنیا اور آخرت کی محبت نہیں پاتا تو اسے اپنی محبت سے لبریز کردیتا ہوں اور اسے اپنی حفاظت میں لے لیتا ہوں۔

محبت الٰہی افضل اعمال میں سے ہے

۱۱......کسی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل اعمال کے بارے میں دریافت کیا؟ آپ نے فرمایا: "اَلرِّضَاعَنِ اللّٰهِ تَعَالَى وَالْحُبُّ لَهُ" اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا اور محبت کرنا۔ ❸

محبّ اپنے محبوب کی ملاقات کو ناپسند نہیں کرتا

۱۲......حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے اس وقت جب وہ ان کی روح قبض کرنے کے لیے آئے فرمایا:

هَلْ رَأَيْتَ خَلِيلًا يُمِيتُ خَلِيلَهُ؟ فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالَى إِلَيْهِ: هَلْ رَأَيْتَ مُحِبًّا

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والإنس والرضا، ج۴ص ۲۹۵
❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۰
❸ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۰

يَكْرَهُ لِقَاءَ حَبِيبِهِ؟❶

ترجمہ: کیا تم نے کوئی ایسا دوست دیکھا ہے جو اپنے دوست کو موت دیتا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے ابراہیم! کیا تم نے کوئی ایسا محبّ دیکھا ہے جو اپنے محبوب سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ اب تم روح قبض کرلو۔

لیکن یہ امر صرف انہی بندگان خدا کے قلوب پر منکشف ہوتا ہے جو دل سے اللہ تعالیٰ کو چاہتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں، جب انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ موت ملاقات کا سبب ہے تو ان کا دل اس کی طرف کھنچتا ہے، ان کا کوئی اور محبوب نہیں ہوتا کہ اس کی کشش محسوس کریں۔

انبیاء علیہم السلام محبت الٰہی اور قرب خداوندی میں عمل کرتے ہیں

۱۳...... ابو خالد الصغار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک نبی کی ملاقات کسی عابد سے ہوئی، آپ نے فرمایا:

اِنَّكُم مَعَاشِرَ العِبادِ تَعمَلُونَ عَلَى أَمْرٍ لَسْنَا مَعْشَرَ الأَنْبِيَاءِ نَعمَلُ عَلَيْهِ، أَنتُم تَعمَلُونَ عَلَى الخَوْفِ وَالرَّجَاءِ، وَنَحْنُ نَعْمَلُ عَلَى المَحَبَّةِ وَالشَّوقِ. ❷

ترجمہ: تم عابدوں کی جماعت ہمارے امر پر عمل نہیں کرتے جس پر ہم انبیاء کی جماعت عمل کرتے ہیں، تم خوف اور رجاء کے سبب عمل کرتے ہو اور ہم محبت اور شوق کے سبب عمل کرتے ہیں۔

❶ إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۲۹۵

❷ إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۱

حضراتِ انبیاء علیہم السلام اور محبت الٰہی

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور محبت الٰہی

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے، کیونکہ اس کی بیوی بھی ہے اور اولاد بھی ہے، تو اللہ پاک نے فرمایا: اس کے دل میں میرے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، جاؤ، اس کو آزماؤ، تو جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام ان کے پاس آئے، اس حال میں کہ وہ بکریاں چرارہے تھے اور ان کے ہزار کتے تھے، ان میں سے ہرایک کتے کے گلے میں سونے کا ہار تھا، تو انہوں نے حضرت سے ان کے متعلق پوچھا، تو آپ نے فرمایا: یہ اس لیے ہے کہ دنیا مردار ہے اور اس کا طالب کتا ہے، پھر آپ نے ان کے آگے کھانا رکھا تو انہوں نے کہا: ہم کھانا بغیر قیمت کے نہیں کھائینگے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اس کھانے کی قیمت اس کے شروع میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنا ہے اور اس کے آخر میں الحمد للہ پڑھنا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ واقعتاً آپ خلیل اللہ ہونے کے لائق ہو، پھر انہوں نے خوبصورت آواز سے یہ کلمات پڑھے: "سُبْحَانَ اللّٰہِ مِنْ قَدِیْمٍ مَاأَقْدَمَہٗ وَمِنْ کَرِیْمٍ مَاأَکْرَمَہٗ وَمِنْ رَحِیْمٍ مَاأَرْحَمَہٗ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْحِ" تو حضرت ابراہیم علیہ السلام جوش میں آگئے اور کہنے لگے کہ یہ کلمات دوبارہ بھی سناؤ، تو انہوں نے کہا کہ ہم یہ کلمات مفت میں نہیں سنائینگے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میں نے آپ لوگوں کو اپنی بکریوں کا پورا ریوڑ دے دیا مجھے صرف یہ کلمات دوبارہ سناؤ، تو انہوں نے یہ کلمات دوبارہ پہلی آواز سے بھی زیادہ خوبصورت آواز سے سنائے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ الفاظ تیسری دفعہ بھی سناؤ، انہوں نے کہا: ہم مفت میں نہیں سنائینگے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

میں نے اپنا گھر مال اور اولاد سب آپ لوگوں کو دے دی، مجھے یہ کلمات دوبارہ سناؤ، تو انہوں نے پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت آواز کے ساتھ سنائے، تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: چوتھی دفعہ بھی سناؤ، انہوں نے پھر وہی بات کی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میں آپ لوگوں کی بکریوں کا چرواہا بن جاؤں گا، مجھے صرف یہ کلمات دوبارہ سناؤ، اس پر انہوں نے کہا کہ اللہ آپ کے مال اور اولاد میں برکت فرمائے، میں جبرائیل اور یہ میکائیل ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: میں خلیل اللہ ہوں، اس لیے میں اس ہبہ کردہ مال میں رجوع نہیں کرسکتا، تو اللہ پاک نے آپ کو اس مال کو بیچ کر زمین خریدنے کا حکم فرمایا اور پھر حکم دیا کہ اس زمین کو وقف کردیں۔❶

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رقّت وخشیت

عبد اللہ بن ریاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے ''اِنَّ اِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ اَوَّاهٌ مُنِيبٌ'' کی تفسیر میں سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ حالت تھی کہ جب جہنم کا ذکر ہوتا تو جہنم کی وجہ سے بہت دردمند ہو جاتے اور اللہ کے عذاب سے بہت آہیں بھرتے تھے۔❷

حضرت داؤد علیہ السلام کی محبت الٰہی اور خشیت

یونس بن خباب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سجدے میں مسلسل چالیس روز تک روتے رہے حتی کہ انکی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہنے لگے، اسکے بعد وہ بارگاہِ ایزدی میں عرض کرنے لگے کہ:

❶نزهة المجالس :باب الكرم والفتوة وردالسلام، ج ١ ص ٢٠٩، ٢١٠

❷تفسير ابن أبی حاتم: ج٦ ص ٢٠٥٩، رقم الحديث: ١١٠٤٥

رَبِّ قَرُحَ الجَبِينُ وَرَقَأَ الدَّمْعُ وَخَطِيئَةُ دَاوُدَ.

ترجمہ: اے میرے پروردگار! اتنے لمبے سجدے کی وجہ سے میری پیشانی زخمی ہوگئی، آنکھوں سے آنسو آنا بند ہو گئے، اور میری خطا اب تک باقی ہے۔

بارگاہِ صمدی سے جواب ملا:

يَا دَاوُدُ أَظمآنٌ أَنتَ فَتُسقَى أَم جَائِعٌ فَتُطعَمُ أَم مَظلُومٌ فيُنتَصَرُ لَكَ. ❶

ترجمہ: اے داؤد! کیا تم پیاسے ہو کہ تمہیں پانی پلایا جائے یا بھوکے ہو کہ کھانا کھلایا جائے، یا کسی نے تم پر ظلم کیا ہے کہ اسکے خلاف تمہاری مدد کی جائے۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک درد بھری آہ لی، اور اِن پر رقّت طاری ہوگئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خوفِ خدا میں رونا

اسمعیل بن عبداللہ بن ابی مہاجر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو زیادہ رونے کی وجہ سے جب عتاب کیا جاتا تو آپ فرماتے تھے:

ذَرُونِي أَبكِيْ قَبلَ يَومِ البُكَاءِ قَبلَ تَحرِيقِ العِظَامِ وَاشتِعَالِ اللِّحى وَقَبلَ أَن يُؤمَرَ بِيْ مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ، لَا يَعصُونَ اللّٰهَ مَا أَمَرَهُم، وَيَفعَلُونَ مَا يُؤمَرُونَ. ❷

ترجمہ: چھوڑو! رونے کا دن آنے سے پہلے ہی میں رولوں اور ہڈیوں کے گھل جانے اور داڑھیوں کے سفید ہونے سے قبل ہی میں رولوں اور اس وقت کے آنے سے پہلے

❶ الرقة والبكاء لابن قدامة: الفصل الثانی، ص ۶۵، الرقم: ۱۶۶

❷ الزهد لإمام أحمد: زهد داود عليه السلام، ص ۵۹، الرقم: ۳۶۰/صفة النار لابن أبی الدنيا: ص ۱۳۸، الرقم: ۲۲۱

پہلے رولوں کہ مضبوط وتندخوفرشتوں کومیرے متعلق کوئی حکم دیا جائے جواللہ کے نظم میں کسی قسم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جس بات کاحکم دیا جائے وہی کرگزرتے ہیں۔

حضرت یحیی علیہ السلام کی محبت الٰہی اور خشیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: حضرت یحیی علیہ السلام خوفِ خدا میں بہت رویا کرتے تھے، ان کے چہرے کی رنگت تبدیل ہوگئی، نہایت کمزور ہو گئے اور دانت نظر آنے لگے، آپ کی والدہ محترمہ نے یہ دیکھا تو ان سے رہا نہ گیا فرمایا: بیٹا! مجھ سے تمہاری یہ حالت دیکھی نہیں جاتی، اگر میں تمہارے دانتوں کے چھپانے کا بندو بست کروں تو کیسا رہے گا؟ آپ نے عرض کی: بہت بہتر جیسے آپ کی مرضی۔

آپ کی والدہ محترمہ نے اون لے کر پٹی کی طرح آپ کے چہرے پر رخساروں کی جگہ رکھ دی، لیکن حضرت یحیی علیہ السلام جب رونا شروع کرتے تو وہ بھی تر ہو جاتی، آپ کی والدہ محترمہ اس گیلی اون کو اتار کر اس کی جگہ نئی اون رکھ دیتیں، حضرت یحیی علیہ السلام پھر روتے اور آپ کے آنسوؤں سے تر بتر ہو جاتی، آپ کی والدہ محترمہ پھر اِسے بدل دیتیں اور کبھی اپنے ہاتھوں سے آنسوؤں کو پونچھتی۔ ❶

حضرت یحیی علیہ السلام کے مسلسل رونے کی وجہ سے رخساروں پر نشانات پڑ گئے

حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام کے رونے کی وجہ سے دونوں رخساروں پر دو لکیریں بن گئی تھیں، تو ان سے ان کے والد حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اللہ تعالی سے ایسے بیٹے کا سوال کیا تھا جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، تو آپ نے فرمایا:

يَاأَبَهُ إِنَّ جِبْرِيلَ أَخْبَرَنِي أَنَّ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِمَفَازَةً لَايَقْطَعُهَاإِلَّا كُلُّ بَكَّاءٍ. ❷

❶ الرقة والبكاء لابن أبی الدنیا: بُكَاءُ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّاعَلَيْهِ السَّلَامَ، ص ٢٦٣، الرقم: ٤٠١

❷ الرقة والبكاء لابن أبی الدنیا: بُكَاءُ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّاعَلَيْهِ السَّلَامَ، ص ٢٦٣، الرقم: ٤٠٢

ترجمہ: اے ابا جان! بے شک جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک میدان ہے اس کو کوئی عبور نہ کر سکے گا مگر ہر رونے والا شخص۔

حب الٰہی کی وجہ سے بھیڑیئے کا بکریوں کی حفاظت کرنا

ایک مرتبہ حضرت موسی علیہ السلام بکریاں چراتے چراتے ایک ایسے بھیانک جنگل میں پہنچ گئے جہاں کثرت سے بھیڑیے رہا کرتے تھے، چونکہ حضرت موسی علیہ السلام دور دراز کا سفر طے کر کے آئے تھے تھک کر لیٹ گئے اور ٹھنڈی ہواؤں کے خوش آئند دنوں میں نیند کا غلبہ ہونے لگا، آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا کہ ایسی حالت میں کس طرح بکریوں کی حفاظت کرسکوں گا؟ تکان کے غلبہ نے عاجز کر دیا ہے، اگر اسی حالت میں اور زیادہ جاگتا رہا تو ممکن ہے تکلیف کا اضافہ ہو جائے اور اگر آرام حاصل کرنے کے لئے سو جاتا ہوں تو بکریوں کی خیر نہیں، کیونکہ ہر طرف بھیڑیوں کا ہجوم ہے، اسی کشمکش میں تھے کہ آسمان کی جانب نظر کر کے فرمانے لگے: الٰہی! تیرا علم ہر چیز کو محیط ہے، اور تیرا ارادہ وتقدیر سب پر غالب ہے، اور یہ کہہ کر ایک پتھر پر سر رکھ کر سو گئے، جب سو کر اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کندھے پر لکڑی رکھے ہوئے بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے، یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا اور حیرت میں پڑ گئے کہ بھیڑیا جو بکریوں کا دشمن ہے وہی خود بکریوں کی حفاظت کر رہا ہے، اتنے میں وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اے موسیٰ! اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ تو میری مرضی پر چلتا رہ، میں تیری مرضی پوری کرتا رہوں گا۔ ”مَنْ كَانَ اللّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهُ“، یعنی جو اللہ کا ہو گیا، اللہ اس کا ہو گیا۔ (۱)

(۱) حکایتوں کا گلدستہ: ص ۱۶۶/ حکایات قلوبی: حکایت نمبر ۱۸۹، ص ۳۳۱، ۳۳۲

محبت الٰہی کی اہمیت اور ثمرات سے متعلق اسلاف امت کے بہتر (72) اقوال

۱......حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

مَن ذَاقَ مِنْ خَالِصِ مَحَبَّةِ اللَّهِ تَعَالَى شَغَلَهُ ذٰلِكَ عَنْ طَلَبِ الدُّنْيَا وَأَوْحَشَهُ عَنْ جَمِيعِ الْبَشَرِ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے کو جو لطف وسکون ملتا ہے وہ اسے دنیا کی طلب سے روک دیتا ہے اور تمام انسانوں سے اسے وحشت زدہ کر دیتا ہے۔

دنیا سے جاتے وقت محبت الٰہی کی وصیت

۲......حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ جب قریب المرگ تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ:

يَا عَبْدَ اللَّهِ، إِنِّي وَاللَّهِ مَا مُتُّ مَوْتًا، وَلَكِنِّي فَنِيتُ فَنَاءً، وَإِنِّي مُوصِيكَ بِحُبِّ اللَّهِ وَحُبِّ طَاعَتِهِ، وَخَوْفِ اللَّهِ وَخَوْفِ مَعْصِيَتِهِ، فَإِنَّكَ إِذَا كُنْتَ كَذٰلِكَ لَمْ تَكْرَهِ الْمَوْتَ مَتَى أَتَاكَ، وَإِنِّي أَسْتَوْدِعُكَ اللَّهَ يَا بُنَيَّ. ❷

ترجمہ: اے عبد اللہ! اللہ کی قسم! مجھے موت نہیں آئی لیکن میں فنا ہو جاؤں گا، میں تمہیں اللہ سے محبت اور اس کی اطاعت سے محبت اور اللہ سے ڈرنے اور اسکی نافرمانی سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو موت تمہیں ناپسند نہیں ہوگی جب بھی موت تم پر آئے، اور اے پیارے بیٹے! میں تمہیں اللہ کی امان میں دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر قبلہ رخ ہوئے اور کلمہ پڑھا، اسکے بعد ان کی نظر اوپر کی طرف اٹھی اور وفات پا گئے۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۲۹۵

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: العباس بن عبد المطلب، ج۲۶ ص ۳۷۶، ۳۷۷/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: العباس بن عبد المطلب، ج ۱۱ ص ۳۵۲

محبت الٰہی والے کا سکوت بھی تسبیح اور وقار شمار ہوتا ہے

۳...... مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی طرف وحی کی کہ:

أَنِّي لا أَقْبَلُ قَوْلَكُمْ، وَلَكِنْ أَقْبَلُ هَمَّكُمْ وَهَوَاكُمْ، مَنْ كَانَ هَمُّهُ وَهَوَاهُ فِي مَحَبَّتِي كَانَ صَمْتُهُ عِنْدِي تَقْدِيسًا وَتَسْبِيحًا وَوَقَارًا. ❶

ترجمہ: میں تمہارے قول کو قبول نہیں کروں گا لیکن میں تمہاری فکر اور ارادوں کو قبول کروں گا، جس کی سوچ وفکر اور مرغوبات میری محبت میں ہو تو اسکا خاموش رہنا بھی میرے نزدیک تسبیح وتقدیس اور وقار شمار ہوگا۔

گناہوں کا مرتکب محبت الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے

۴...... حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بندہ کب اللہ سے محبت کرتا ہے؟ فرمایا:

إِذَا خَافَهُ أَنِسَ بِهِ، أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّهُ مَنْ وَاصَلَ الذُّنُوبَ نُحِّيَ عَنْ بَابِ الْمَحْبُوبِ. ❷

ترجمہ: جب بندہ اللہ سے ڈرتا ہے تو اس سے محبت کرتا ہے، کیا تم نہیں جانتے کہ جو شخص گناہوں سے ملتا ہے وہ در محبوب سے دور کر دیا جاتا ہے۔

محبت الٰہی بلند اور وسیع نور کی علامت ہے

۵...... حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأُنْسُ بِاللّٰهِ نُورٌ سَاطِعٌ، وَالْأُنْسُ بِالْخَلْقِ غَمٌّ وَاقِعٌ. ❸

❶شعب الإيمان: محبة اللّٰه عز وجلّ، ج۲ص۱۶،الرقم: ۴۱۱

❷مختصر تاريخ مدينةدمشق: حرف الذال، ترجمة: ذوالنون بن إبراهيم، ج۸ص۲۵۲

❸طبقات الصوفية: الطبقة الأولى، ص۳۳

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنا بلند ہونے والا نور ہے اور مخلوق کے ساتھ محبت وانس رکھنا غم اور وحشت کا سبب ہے۔

غیر اللہ کی محبت رسوائی کا ذریعہ ہے

۶......حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں:

قُلْ لِمَنْ أَظْهَرَ حُبَّ اللَّهِ اُحْذُرْ أَنْ تَذُلَّ لِغَيْرِ اللَّه.❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی محبت ظاہر کرنے والے سے کہہ دو کہ غیر اللہ کے لئے ذلیل ہونے سے بچے۔

محبت الٰہی میں جانیں دینے والوں کے لئے دیدار خداوندی ہے

۷......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ قَتَلَتْهُ عِبَادَتُهُ فَدِيَتُهُ جَنَّتُهُ،وَمَنْ قَتَلَهُ حُبُّهُ فَدِيَتُهُ النَّظَرُ إِلَيْهِ.❷

ترجمہ: جس کو اس کی عبادت نے قتل کیا تو اِس کا بدلہ جنت ہے، اور جس نے (اللہ) کی محبت میں جان دی تو اِس کا بدلہ دیدار خداوندی ہے۔

محبت اور معرفت الٰہی کی علامات

۸......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ الْمَحَبَّةِ :الرِّضَا فِي الْمَكْرُوهِ،وَحُسْنُ الظَّنِّ بِهِ فِي الْمَجْهُودِ،وَالتَّحْسِينُ لِاخْتِيَارِهِ فِي الْمَحْذُوْدِ.وَثَلَاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ الْمَعْرِفَةِ :اَلْإِقْبَالُ عَلَى اللَّهِ،وَالانْقِطَاعُ إِلَى اللَّهِ،وَالافْتِخَارُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.وَثَلَاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ الْإِلْحَاظِ بِاللَّهِ:اَلْهَرَبُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَيْهِ،

❶إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۰

❷شعب الإيمان:محبة اللّٰه عز وجلّ، ج ۲ ص ۲۴،الرقم : ۴۲۹

وَسؤالُ كُلِّ شَيْءٍ مِنهُ، وَالدَّلالَةُ فِي كُلِّ وَقْتٍ عَلَيْهِ. ❶

ترجمہ: تین چیزیں محبت کی نشانیوں میں سے ہیں: ناپسندیدہ حالات میں راضی رہنا، پوری استطاعت کے ساتھ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھنا، ممنوع میں اس کی طرف سے اختیار ملنے پر تحسین کرنا۔ تین چیزیں معرفت کی نشانیوں میں سے ہیں: اللہ کی طرف متوجہ ہونا، (تمام مخلوقات سے) اللہ کی خاطر کنارہ کش ہونا، اللہ عزوجل پر فخر کرنا۔ تین چیزیں اللہ کے ساتھ لگاؤ اور توجہ کی علامات میں سے ہیں: ہر چیز سے اللہ کی طرف بھاگنا، ہر چیز اللہ سے مانگنا اور ہر وقت اللہ کی طرف رہنمائی کرنا (یعنی قول وفعل سے سب کو رجوع الی اللہ کی طرف متوجہ کرنا۔

اوامر کی اطاعت اور نواہی سے اجتناب محبت الٰہی کی نشانی ہے

۹......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا: انہوں نے فرمایا:

أَنْ تُحِبَّ مَا أَحَبَّ اللَّهُ، وَتُبْغِضَ مَا أَبْغَضَ اللَّهُ، وَتَفْعَلَ الْخَيْرَ لِلَّهِ، وَتَرْفُضَ كُلَّ مَا يَشْغَلُ عَنِ اللهِ، وَأَنْ لا تَخَافَ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ مَعَ الْعَطْفِ لِلْمُؤْمِنِينَ، وَالْغِلْظَةِ عَلَى الْكَافِرِينَ، وَاتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدِّينِ. ❷

ترجمہ: آپ اس چیز سے محبت کریں جس سے اللہ محبت کرتا ہے، اور اس چیز سے نفرت کریں جس سے اللہ نفرت کرتا ہے، اور خیر کے کام اللہ کے لیے کریں اور ہر اس چیز کو

❶ تاريخ مدينة دمشق: حرف الذال، ترجمة: ذو النون بن إبراهيم، ج ١٧ ص ٤١٤، رقم الترجمة: ٢١١١

❷ حلية الأولياء: ترجمة: ذو النون المصري، ج ٩ ص ٣٩٤/طبقات الصوفية: الطبقة الاولى، ص ٢٩

چھوڑ دیں جو اللہ سے غافل کرے، اور اللہ کے دین کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہ رکھیں، اس کے ساتھ ساتھ مؤمنوں سے شفقت کریں، اور کافروں کے معاملے میں سختی کریں اور دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتے رہیں۔

اللہ کی یاد سے غافل کرنے والی ہر چیز کو چھوڑ دو

۱۰......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِنْ عَلَامَةِ الْحُبِّ تَرْكُ كُلِّ مَا شَغَلَهُ عَنِ اللَّهِ حَتَّى يَكُونَ الشُّغْلُ كُلُّهُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَحْدَهُ. ❶

ترجمہ: محبت کی علامت میں سے ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ نا جو اسکو اللہ کے ذکر سے غافل کر دے حتی کہ مکمل طور پر اللہ رب العزت کی طرف مشغول ہو جائے۔

روحوں کی اقسام اور اُن کا میلان

۱۱......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سُبْحَانَ مَن جَعَلَ الْأَرْوَاحَ جُنُودًا مُجَنَّدَةً، فَأَرْوَاحُ العَارِفِينَ جَلَالِيَّةٌ قُدُسِيَّةٌ، فَلِذَلِكَ اشْتَاقُوا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَأَرْوَاحُ الْمُؤْمِنِينَ رُوحَانِيَّةٌ، فَلِذَلِكَ حَنُّوا إِلَى الجَنَّةِ وَأَرْوَاحُ الغَافِلِينَ هَوَائِيَّةٌ، فَلِذَلِكَ مَالُوا إِلَى الدُّنْيَا. ❷

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے ارواح کے لشکر بنائے، عارفین کی روحیں جلالی اور قدسی ہیں، اسی لیے وہ اللہ کی طرف مشتاق ہوتی ہیں اور مؤمنین کی روحیں روحانی ہیں

❶ شعب الإيمان: محبة الله عز وجل، ج۲ ص۱۹، الرقم: ۴۱۷

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص۳۶۱

اس لیے وہ جنت کی طرف مائل ہوتی ہیں اور غافلین کی روحیں ہوائی ہیں، اس لیے وہ دنیا کی طرف راغب ہوتی ہیں۔

محبت الٰہی بلند درجات کا ذریعہ ہے

۱۲......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الشَّوْقُ أَعْلَى الدَّرَجَاتِ، وَأَعْلَى الْمَقَامَاتِ، إِذَا أُبْلِغَهَا الْعَبْدُ اسْتَبْطَأَ الْمَوْتَ شَوْقًا إِلَى رَبِّهِ وَحُبًّا لِلِقَائِهِ وَالنَّظَرِ إِلَيْهِ. ❶

ترجمہ: شوق (اللہ سے ملنے اور دیکھنے کا) سب سے اونچا درجہ اور اونچا مقام ہے، جب بندہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے تو موت کو اپنے رب کے شوق اور اس کی ملاقات اور اس کی دیدار کی محبت کی وجہ سے مؤخر سمجھتا ہے۔

محبت ماسوا کو دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے

۱۳......حضرت علی بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ محبت اور عشق کے درمیان کیا فرق ہے؟ انہوں نے فرمایا:

اَلْحُبُّ لَذَّةٌ تُعْمِي عَنْ رُؤْيَةِ غَيْرِ الْمَحْبُوبِ، فَإِذَا تَنَاهَى سُمِّيَ عِشْقًا. ❷

ترجمہ: محبت ایسی لذت ہے جو محبوب کے سوا سب کو دیکھنے سے اندھا کر دیتی ہے، پھر جب وہ انتہاء کو پہنچتی ہے تو اسکا نام عشق رکھا جاتا ہے۔

محبت الٰہی کی علامت یہ ہے کہ انجام بد سے خوفزدہ رہے

۱۴......حضرت ابو حفص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صِدْقُ حُبِّ اللهِ أَنْ تَخَافَ سِرَّهُ فِيكَ فِي غَيْبِ الْأَزَلِ عَلَى مَا جَبَلَكَ،

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: حرف الذال، ترجمة: ذو النون بن إبراهيم، ج۱۷ ص ۴۳۱، رقم الترجمة: ۲۱۱۱

❷ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج۲ ص ۳۴، الرقم: ۴۵۵

وَفَطَرَکَ،وَفِي أَيِّ دِيْوَانٍ كُتِبَ اسْمُکَ.❶

ترجمہ:اللہ کی سچی محبت یہ ہے کہ آپ اس بات سے ڈرتے رہیں کہ تیرے بارے میں غیب میں اور ازل میں کیا راز ہے کہ اس نے تجھے کس جبلت پر پیدا کیا ہے اور کون سے دفتر میں اس نے تیرا نام لکھا ہے؟

جوشخص معرفت رکھتا ہے وہ اللہ کو پہچان لیتا ہے

۱۵......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ أَحَبَّهُ، وَمَنْ عَرَفَ الدُّنْيَا زَهِدَ فِيهَاوَالمُؤْمِنُ لَا يَلْهُو حَتَّى يَغْفَلَ، فَإِذَا تَفَكَّرَ حَزِنَ.❷

ترجمہ:جوشخص اللہ کی معرفت رکھتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور جو دنیا کی معرفت رکھتا ہے وہ اس میں زہد کرتا ہے،مؤمن لہو میں مشغول نہیں ہوتا یہاں تک کہ دنیا سے غافل ہوجائے،وہ فکر مند ہوتا ہے تو غمگین ہوتا ہے۔

محبت الٰہی ضروری ہے

۱۶......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ امام ابوعباس بن سریج رحمہما اللہ کے پاس آئے تو انہوں نے حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا:آپ کتاب اللہ کی نص میں کہاں پاتے ہیں کہ اللہ کی محبت فرض ہے؟انہوں نے کہا:میں نہیں جانتا،امام ابن سریج رحمہ اللہ نے ان سے کہا:وہ آیت یہ ہے:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ

❶شعب الإيمان:معاني المحبة،ج۲ص۳۵،الرقم:۴۵۹

❷إحياء علوم الدين:كتاب المحبة والشوق والانس والرضا،ج۴ص۲۹۵

بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾(التوبة: ۲۴)

ترجمہ:(اے پیغمبر! مسلمانوں سے) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، اور تمہارا خاندان، اور وہ مال و دولت جو تم نے کمایا ہے اور وہ کاروبار جس کے مندا ہونے کا تمہیں اندیشہ ہے، اور وہ رہائشی مکان جو تمہیں پسند ہیں، تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں۔ تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرما دے، اور اللہ نافرمان لوگوں کو منزل تک نہیں پہنچاتا۔

(اس میں محبت نہ کرنے پر وعید ہے) اور وعید ترک فرض پر ہوتی ہے۔ ❶

جس نے رب کو پہچانا تو اُسے محبت الٰہی نصیب ہوتی ہے

۱۷......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ أَحَبَّهُ، وَمَنْ أَبْصَرَ الدُّنيَا زَهِدَ فِيهَا، وَالْمُؤمِنُ لَا يَلْهُو حَتَّى يَغْفُلَ، وَإِذَا تَفَكَّرَ حَزِنَ. ❷

ترجمہ: جس نے اپنے رب کو پہچان لیا تو وہ اس سے محبت کرتا ہے، جس نے دنیا کو دیکھ لیا تو اس سے بے رغبت ہو جاتا ہے، اور مؤمن لہو ولعب میں نہیں لگتا یہاں تک کہ وہ غافل ہو جائے، اور جب غور وفکر کرتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہے۔

اللہ کو پہچاننے والا اللہ سے محبت کرتا ہے

۱۸......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ أَحَبَّهُ، وَمَنْ عَرَفَ الدُّنيَا زَهِدَ فِيهَاوَ كَيْفَ يَتَصَوَّرُ أَنْ يُحِبَّ الْإِنْسَانُ نَفْسَهُ وَلَا يُحِبُّ رَبَّهُ الَّذِي بِهِ قَوَامُ نَفْسِهِ وَمَعْلُومٌ أَنَّ الْمُبْتَلَى

❶ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج ۲ ص ۸، الرقم: ۴۰۲

❷ الهم والحزن لابن أبي الدنيا: ص ۶۹، الرقم: ۹۳

بِحَرِّ الشَّمْسِ لَمَّا كَانَ يُحِبُّ الظِّلَّ فَيُحِبُّ بِالضَّرُورَةِ الْأَشْجَارَ الَّتِي بِهَا قَوَامُ الظِّلِّ وَكُلُّ مَا فِي الْوُجُودِ بِالْإِضَافَةِ إِلَى قُدْرَةِ اللَّهِ تَعَالَى فَهُوَ كَالظِّلِّ بِالْإِضَافَةِ إِلَى الشَّجَرِ، وَالنُّورُ بِالْإِضَافَةِ إِلَى الشَّمْسِ، فَإِنَّ الْكُلَّ مِنْ آثَارِ قُدْرَتِهِ، وَوُجُودُ الْكُلِّ تَابِعٌ لِوُجُودِهِ. ❶

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہے وہ اس سے محبت کرتا ہے، اور جو دنیا کو پہچانتا ہے اس میں زہد کرتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آدمی کو اپنے نفس سے محبت ہو اور اپنے رب سے نہ ہو، دیکھو جو شخص دھوپ کی سختی برداشت کرتا ہے اسے سائے سے محبت ہوتی ہے اور جو سائے سے محبت کرتا ہے اسے ان درختوں سے بھی محبت ہوتی ہے جن سے سایہ قائم ہے اور جن سے سائے کا وجود ہے، ہر موجود شی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی قدرت کی طرف ایسی ہے جیسے سائے کو درختوں سے ہوتی ہے، سائے کا وجود درختوں سے ہے اور نور کا وجود آفتاب سے ہے، یعنی سایا اپنے وجود میں درختوں کے تابع ہے اور نور کا وجود آفتاب کے تابع ہے، اسی طرح تمام موجودات کا وجود اس ذات واحد کے تابع ہے، سب اس کی قدرت اور صنعت کے نمونے ہیں۔

قرآن سے تعلق محبت الٰہی کی علامت ہے

۱۹......حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاللَّهِ، لَا تَبْلُغُوا ذِرْوَةَ هَذَا الْأَمْرِ حَتَّى لَا يَكُونُ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ أَحَبَّ الْقُرْآنَ فَقَدْ أَحَبَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! تم اس امر (دین) کی بلندی تک اسوقت تک نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کوئی بھی چیز تمہارے ہاں اللہ سے زیادہ محبوب نہ ہو جائے، اور جس نے قرآن

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۰۱

❷ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج۲ ص ۹، الرقم: ۴۰۳

سے محبت کی یقیناً اس نے اللہ سے محبت کی۔

عبادت میں مشغول ہونا محبت الٰہی کی نشانی ہے

۲۰......حضرت ابو یزید رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اس بات کی کیا علامت ہے کہ بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالی اس بندے سے محبت کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

مَنْ يُحِبُّ اللهَ فَهُوَ مَشْغُولٌ بِعِبَادَتِهِ سَاجِدًا وَرَاكِعًا،فَإِنْ عَجَزَ عَنْ ذَلِكَ اسْتَرْوَحَ إِلَى ذِكْرِ اللِّسَانِ وَالثَّنَاءِ،وَإِنْ عَجَزَ اسْتَرْوَحَ إِلَى ذِكْرِ الْقَلْبِ وَالتَّفْكِيرِ،فَأَمَّا مَنْ يُحِبُّهُ اللَّهُ أَعْطَاهُ سَخَاوَةً كَسَخَاوَةِ السَّحَابِ،وَشَفَقَةً كَشَفَقَةِ الشَّمْسِ،وَتَوَاضُعًا كَتَوَاضُعِ الْأَرْضِ. ❶

ترجمہ: جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی عبادت میں سجدے کی حالت میں، رکوع کی حالت میں مشغول ہوتا ہے، اور اگر اس سے عاجز آجائے تو زبان سے اللہ کا ذکر اور ثناء کرتے ہوئے راحت حاصل کرتا ہے، اور اگر اس سے عاجز آجائے تو دل ہی میں ذکر کرتے ہوئے اور سوچ و بیچار کرتے ہوئے راحت پاتا ہے، رہا وہ جس سے اللہ محبت کرتا ہے اسکو اللہ بادلوں جیسی سخاوت، سورج جیسی شفقت اور زمین جیسی تواضع عطا کرتا ہے۔

مبغوض چیزوں سے بچنا محبت الٰہی ہے

۲۱......حضرت بشر بن سری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ مِنَ الْمَوَدَّةِ أَنْ تُحِبَّ مَا يَبْغَضُ حَبِيبُكَ. ❷

ترجمہ: یہ محبت نہیں ہے کہ آپ اس چیز سے محبت کرو جو تمھارے محبوب کو ناپسند ہو۔

---

❶ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج۲ ص۱۷، الرقم: ۴۱۳

❷ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل بغداد، ترجمة: بشر بن الحارث الحافي، ج۱ ص۴۷۶، رقم الترجمة: ۲۶۱

محبت الٰہی پانے کے لیے دو اعمال

۲۲......احمد بن ابوالحواری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلیمان دارانی رحمہ اللہ سے کہا: وہ کیا چیز ہے جس کے ساتھ اہل محبت اللہ تعالی سے محبت کو پا لیتے ہیں؟ فرمایا: ''بِالْعَفَافِ، وَأَخْذِ الْكَفَافِ'' حرام سے بچنے کے ساتھ اور بقدرِ ضرورت روزی پر قناعت کے ساتھ۔ ❶

اولیاء اللہ کے قلوب دنیا میں مشغول نہیں ہوتے

۲۳......حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ مِن خَلْقِ اللَّهِ خَلْقًا مَا يُشْغِلُهُمُ الجَنَّانَ وَمَا فِيهَا مِن النَّعِيمِ عَنْهُ، فَكَيْفَ يَشْتَغِلُونَ عَنْهُ بِالدُّنْيَا. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں جنت اور اس کی نعمتیں اللہ تعالیٰ سے نہیں روکتیں، دنیا کے باعث وہ کیسے رک سکتے ہیں۔

حب الٰہی میں مشغول قلب پر سردی کا اثر نہیں ہوتا

۲۴......حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو برف پر سویا کرتا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے سردی محسوس نہیں ہوتی۔ اس نے کہا ''مَنْ شَغَلَهُ حُبُّ اللَّهِ لَمْ يَجِدِ الْبَرْدَ'' جو شخص محبت الٰہی میں گرم ہو اس پر سردی کا اثر نہیں ہوتا۔ ❸

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: حرف العين، ترجمة: عبد الرحمن بن أحمد، ج۳۴ ص ۱۴۹، رقم الترجمة: ۳۷۳۸

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۲۹۵

❸ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۲۹۵

عظمت الٰہی سے واقف دنیا کو حقیر سمجھتا ہے

۲۵......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے ایک دن بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا:

إِلٰهِی إِنَّکَ تَعْلَمُ أَنَّ الجَنَّةَ لا تزِنُ عِندِی جَناحَ بَعُوضَةٍ فِی جَنْبِ مَاأَکْرَمْتَنِی مِن مَحَبَّتِکَ وَآنَسْتَنِی بِذِکْرِکَ وَفَرَّغْتَنِی لِلتَّفَکُّرِ فِی عَظَمَتِکَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! تو جانتا ہے میرے نزدیک اس محبت کے مقابلے میں جو تو نے مجھے از راہ عنایت بخشی ہے اور اس ذکر کے سامنے جس سے میں انس حاصل کرتا ہوں اور اس فراغت کے مقابلے میں جو تو نے مجھے اپنی عظمت میں تدبر کرنے کے لیے عطا کی ہے ایک مچھر کے حقیر پر کے برابر بھی دنیا کو حیثیت نہیں دیتا۔

محبت الٰہی والے کا ذکر خیر باقی رہتا ہے

۲۶......حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّ اللّٰهُ عَاشَ وَمَنْ مَالَ إِلَی الدُّنْیَاطَاشَ وَالْأَحْمَقُ یَغْدُوْ وَیَرُوْحُ فِیْ لَاشَ وَالْعَاقِلُ عَنْ عُیُوْبِهِ فَتَاشَ. ❷

ترجمہ: جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے زندہ رہتا ہے اور جو دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے ہلاک ہوتا ہے، احمق وہ ہے جو صبح وشام لغویات میں پڑا رہے اور عقلمند وہ ہے جو اپنے عیوب کی جستجو کرتا ہوں۔

محبت الٰہی والوں کے لئے روزِ محشر میں خاص خطاب

۲۷......حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تُدْعَی الْأُمَمُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِأَنْبِیَائِهَاعَلَیْهِمُ السَّلَامُ، فَیُقَالُ:یَاأُمَّةَ مُوسَی، وَیَا

---

❶إحیاء علوم الدین: کتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۰

❷إحیاء علوم الدین: کتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۰

أُمَّةَ عِيسَى، وَيَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ،غَيْرَ الْمُحِبِّينَ لِلَّهِ تَعَالَى، فَإِنَّهُمْ يُنَادُونَ:يَا أَوْلِيَاءَ اللَّهِ هَلُمُّوا إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ، فَتَكَادُ قُلُوبُهُمْ تَنْخَلِعُ فَرَحًا. ❶

ترجمہ: قیامت کے روز امتوں کو ان کے انبیاء کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا، یعنی اس طرح کہا جائے گا: اے امت موسیٰ! اے امت عیسیٰ! اے امت محمدیہ! لیکن جولوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں انہیں اس طرح آواز دی جائے گی کہ اے اللہ کے دوستو! اللہ کی طرف آؤ، یہ آواز سن کران کے دل خوشی سے جھوم اٹھیں گے۔

اللہ کی محبت میں جسم گھل گیا

۲۸......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سری سقطی رحمہ اللہ سے محبت کے بارے میں بات ہوئی، چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے کلائی پر مارا اور اس کے چمڑے کو کھینچا پھر فرمایا:

وَاللَّهِ لَوْ قُلْتُ إِنَّ هَذَا جَفَّ عَلَى هَذَا مِنْ مَحَبَّةِ اللَّهِ لَصَدَقْتُ. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر میں یہ کہوں کہ یہ اللہ کی محبت میں خشک ہوگیا تو میں اِس بات میں سچا ہوں گا۔

اس نے اس پر اللہ کی محبت کی وجہ سے ظلم کیا ہے تو میں سچا ہوں گا۔ پھر اِن پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور اِن کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہوگیا۔

اللہ کی محبت نے مخلوق سے غافل کردیا

۲۹......کسی نے حضرت رابعہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی محبت کا کیا حال ہے؟ فرمایا:

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص۲۹۵

❷ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج۲ ص۴۳، الرقم: ۴۸۷

وَاللّٰهِ إِنِّی لَأُحِبُّهُ حُبًّا شَدِيدًا، وَلَكِنَّ حُبَّ الْخَالِقِ شَغَلَنِی عَنْ حُبِّ الْمَخْلُوقِينَ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں آپ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں، لیکن خالق کی محبت نے مجھے مخلوق کی محبت سے روک دیا۔

اللہ سے اللہ کی محبت مانگیں

۳۰......حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْمُحِبُّ لَا يُحِبُّ الدُّنْيَا وَلَا الآخِرَةَ، إِنَّمَا يُحِبُّ مِن مَوْلَاهُ مَوْلَاهُ. ❷

ترجمہ: محبّ نہ دنیا سے محبت کرتا ہے اور نہ آخرت سے، وہ صرف اپنے مولیٰ سے محبت کرتا ہے اور اللہ سے اللہ ہی کی محبت کو چاہتا ہے۔

معرفت خداوندی محبت الٰہی کا سبب ہے

۳۱......حضرت ہرم بن حیان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

الْمُؤْمِنُ إِذَا عَرَفَ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ أَحَبَّهُ، وَإِذَا أَحَبَّهُ أَقْبَلَ إِلَيْهِ وَإِذَا وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِقْبَالِ إِلَيْهِ لَمْ يَنْظُرْ إِلَى الدُّنْيَا بِعَيْنِ الشَّهْوَةِ وَلَمْ يَنْظُرْ إِلَى الآخِرَةِ بِعَيْنِ الْفَتْرَةِ، وَهِيَ تُحَسِّرُهُ فِي الدُّنْيَا وَتُرَوِّحُهُ فِي الآخِرَةِ. ❸

ترجمہ: مؤمن جب اپنے رب کو پہچان لیتا ہے تو پھر اس سے محبت کرتا ہے اور جب محبت کرتا ہے تو اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جب اس توجہ کی حلاوت پاتا ہے تو پھر نہ دنیا پر خواہش کی نگاہ ڈالتا ہے اور نہ آخرت پر کاہلی کی نگاہ ڈالتا ہے، وہ اپنے جسم سے دنیا میں رہتا ہے اور روح سے آخرت میں۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۰

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۰

❸ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۲۹۶

کسی شی کی طرف مکمل میلان اور جھکاؤ محبت ہے

۳۲......حضرت حارث محاسبی رحمہ اللہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

مَیْلُکَ إِلَی الشَّیْءِ بِکُلِّیَّتِکَ مَحَبَّةً لَهُ،ثُمَّ إِیْثَارُکَ لَهُ عَلَی نَفْسِکَ وَمَالِکَ،ثُمَّ مُوَافَقَتُکَ لَهُ سِرًّا وَجَهْرًا،ثُمَّ عِلْمُکَ بِتَقْصِیْرِکَ فِی حُبِّهِ.❶

ترجمہ: تیرا کسی شئی کی طرف مکمل طور پر طرف میلان اور جھکاؤ محبت ہے، پھر اپنے نفس اور مال پر اس کو ترجیح دینا ہے، پھر اس کی ظاہراً و باطناً موافقت ظاہر کرنا اور اس کی محبت میں جو کوتاہی ہوئی ہے اُس کو جاننا ہے۔

محبت کی پہچان یہ ہے کہ اس میں کمی نہ ہو

۳۳......حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَقِیْقَةُ الْمَحَبَّةِ الَّتِی لَا تَزِیْدُ بِالْبِرِّ،وَلَا تَنْقُصُ بِالْجَفْوَةِ.❷

ترجمہ: محبت کی حقیقت یہ ہے کہ نیکی کرنے سے زیادہ نہ ہو اور برائی کرنے سے کم نہ ہو۔

محبت الٰہی غیر اللہ سے بیگانہ کردیتی ہے

۳۴......حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عَفْوُهُ یَسْتَغْرِقُ الذُّنُوبَ، فَکَیْفَ رِضْوَانُهُ وَرِضْوَانُهُ یَسْتَغْرِقُ الآمَالَ، فَکَیْفَ حُبُّهُ وَحُبُّهُ یُدْهِشُ العُقُولَ، فَکَیْفَ وُدُّهُ وَوُدُّهُ یَنْسَی مَا دُونَهُ، فَکَیْفَ لُطْفُهُ.❸

❶ الرسالة القشيرية:باب المعرفة بالله، ج۲ ص ۴۹۰

❷ صفة الصفوة:ذكر المصطفين من أهل الرى،ترجمة:يحيى بن معاذ، ج۲ ص۲۹۳، رقم الترجمة: ۶۷۴

❸ إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص۲۹۶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا عفو تمام گناہوں کو سمیٹ لیتا ہے پھر اس کی رضا کا کیا حال ہوگا اور رضا تمام امیدوں پر محیط ہوتی ہے، پھر اس کی محبت کا عالم کیا ہوگا، اس کی محبت عقل و خرد سے بیگانہ کردیتی ہے اس کی مؤدت کا عالم کیا ہوگا، اس کی مؤدت غیر اللہ کو بھلا دیتی ہے، تو پھر اس کے لطف کا کیا عالم ہوگا۔

محبت محبوب کی جانب ہوتی ہے

۳۵...... حضرت یحیی بن معاذ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَحَبَّةُ لا تَصِحُّ إِلَّا مِنْ جِهَةِ الْمَحْبُوبِ، وَلَيْسَ مَنْ أَحَبَّهُ كَمَنْ يُحِبُّهُ. ❶

ترجمہ: محبت صحیح نہیں ہوتی مگر محبوب کی جانب سے، جو محبوب سے محبت کرتا ہے وہ اس جیسا نہیں جو محبوب سے محبت نہیں کرتا۔

محبوب کے علاوہ کسی پر نگاہ نہ جائے

۳۶...... حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَقِيقَةُ الْمَحَبَّةِ أَلَّا تَرَى شَيْئًا سِوَى مَحْبُوبِكَ، وَلَا تَرَى سِوَاهُ لَكَ نَاصِرًا وَلَا مُعِينًا، وَلَا تَسْتَغْنِي بِغَيْرِهِ عَنْهُ. ❷

ترجمہ: محبت کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے محبوب کے سوا کسی کو نہ دیکھیں، اور نہ محبوب کے سوا کسی کو مددگار اور معین سمجھیں، اور مخلوق کو دیکھ کر محبوب سے مستغنی نہ ہوں۔

بغیر محبت الٰہی کے عبادت رائیگاں ہے

۳۷...... حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ مِنَ الْحُبِّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِينَ سَنَةً بِلَا حُبٍّ. ❸

❶ شعب الإيمان: محبة اللّٰه عز وجلّ، ج۲ ص۱۸، الرقم: ۴۱۴

❷ شعب الإيمان: محبة اللّٰه عز وجلّ، ج۲ ص۱۹، الرقم: ۴۱۸

❸ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص۲۹۶

ترجمہ: میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذرہ بھر محبت ستر برس کی اس عبادت سے بہتر ہے جو محبت سے خالی ہوں۔

ہر محبّ کو اپنے محبوب سے شغف ہوتا ہے

۳۸......حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِلٰهِي إِنِّي مُقِيمٌ بِفَنَائِكَ مَشْغُولٌ بِثَنَائِكَ، صَغِيرًا أَخَذْتَنِي إِلَيْكَ وَسَرْبَلْتَنِي بِمَعْرِفَتِكَ، وَأَمْكَنْتَنِي مِن لُطْفِكَ، وَنَقَلْتَنِي فِي الْأَحْوَالِ، وَقَلَّبْتَنِي فِي الْأَعْمَالِ سَتْرًا وَتَوْبَةً وَزُهْدًا وَشَوْقًا وَرِضًى وَحُبًّا، تَسْقِينِي مِنْ حِيَاضِكَ وَتَهْمِلُنِي فِي رِيَاضِكَ، مُلَازِمًا لِأَمْرِكَ وَمَشْغُوفًا بِقَوْلِكَ .وَلَمَّا طَرَّ شَارِبِي وَلَاحَ طَائِرِي، فَكَيْفَ أَنْصَرِفُ الْيَوْمَ عَنْكَ كَبِيرًا وَقَدْ اعْتَدْتُ هَذَا مِنْكَ صَغِيرًا؟ فَلِي مَا بَقِيتُ حَوْلَكَ دَنْدَنَةٌ، وَبِالضَّرَاعَةِ إِلَيْكَ هَمْهَمَةٌ، لِأَنِّي مُحِبٌّ، وَكُلُّ مُحِبٍّ بِحَبِيبِهِ مَشْغُوفٌ وَعَنْ غَيْرِ حَبِيبِهِ مَصْرُوفٌ.❶

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے محزن میں مقیم اور تیری ثناء میں مشغول ہوں، تو نے مجھے کم عمری ہی سے اپنی طرف کھینچ رکھا ہے اور اپنی معرفت کا لباس پہنا رکھا ہے اور اپنے لطف سے نواز رکھا ہے اور تو میرے احوال، اعمال کو زہد، شوق، رضا اور محبت میں بدلتا رہے، تو مجھے اپنی حوضوں سے سیراب کرتا ہے، اپنے باغوں میں گھماتا ہے، میں تیرے حکم کا پابند ہوں، اب جب کہ میری موچھیں نکل آئی ہیں اور کچھ قدرت حاصل ہوگئی ہے تو میں آج بڑا ہو کر تجھ سے کیسے منحرف ہو جاؤں جب کہ تو بچپن ہی سے مجھے اپنا مانوس بنائے ہوئے ہے اور اب میں ان امور کا عادی ہو گیا ہوں، جب تک زندہ

❶إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۲۹۶

رہوں گا تیرے ہی گرد منڈلاؤں گا اور تیرے ہی سامنے آہ وزاری کروں گا کیوں کہ میں محبّ ہوں اور ہر محبّ کو اپنے حبیب سے شغف ہوتا ہے اور غیر سے نفرت ہوتی ہے۔

محبت کی انتہاء رضا بالقضاء ہے

۳۹......ایک شخص نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے پوچھا: بندہ اللہ کی محبت کی انتہاء تک کب پہنچتا ہے؟ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِذَا كَانَ عَطَاؤُهُ إِيَّاكَ وَمَنْعُهُ سَوَاءً. ❶

ترجمہ: جب اسکا تجھے عطا کرنا اور اسکا تجھ سے روکنا برابر ہو جائے۔

محبت کے لئے اللہ کی ذات کافی ہے

۴۰......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَفَى بِاللهِ مُحِبًّا، وَبِالْقُرْآنِ مُؤْنِسًا، وَبِالْمَوْتِ وَاعِظًا، اِتَّخِذِ اللَّهَ صَاحِبًا وَذَرِ النَّاسَ جَانِبًا. ❷

ترجمہ: محبت کے لئے اللہ کی ذات کافی ہے، انسیت اور تعلق کے لئے قرآن کافی ہے، نصیحت کے لئے اللہ کو دوست بناؤ اور لوگوں کو ایک جانب چھوڑ دو۔

مال اور منصب کی محبت حب الٰہی سے مانع ہے

۴۱......حضرت ابراہیم بن احمد خواص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُطْمَعُ فِي لِينِ الْقَلْبِ مَعَ فُضُولِ الْكَلَامِ، وَلَا يُطْمَعُ فِي حُبِّ اللَّهِ مَعَ

❶ تاریخ دمشق: حرف الفاء، ترجمة: فضيل بن عياض، ج۴۸ ص ۴۰۲، رقم الترجمة: ۵۶۳۰

❷ العزلة للخطابي: باب ما جاء في العزلة، ج ۱ ص ۱۸

حُبِّ الْمَالِ وَالشَّرَفِ،وَلَا يُطْمَعُ فِي الْأُنْسِ بِاللّٰهِ مَعَ الْأُنْسِ بِالْمَخْلُوقِينَ. ❶

ترجمہ:فضول گوئی کے ساتھ دل کی نرمی کی توقع نہیں کی جاتی اور مال اور عہدہ کے محبت کے ساتھ اللہ کی محبت کی توقع نہیں کی جاتی اور مخلوق کے ساتھ انس وتعلق کے ساتھ اللہ کے ساتھ انس ومحبت کی توقع نہیں رکھی جاتی۔

محبت الٰہی غیر اللہ سے غافل کردیتی ہے

۴۲......حضرت ابراہیم بن علی مرثدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِنَ الْمُحَالِ أَنْ تَعْرِفَهُ ثُمَّ لَا تُحِبُّهُ،وَمِنَ الْمُحَالِ أَنْ تُحِبَّهُ ثُمَّ لَا تَذْكُرُهُ، وَمِنَ الْمُحَالِ أَنْ تَذْكُرَهُ ثُمَّ لَا يُوجِدُكَ طَعْمَ ذِكْرِهِ،وَمِنَ الْمُحَالِ أَنْ يُوجِدَكَ طَعْمَ ذِكْرِهِ ثُمَّ لَا يُشْغِلُكَ بِهِ عَمَّا سِوَاهُ. ❷

ترجمہ: یہ بات محال ہے کہ آپ اللہ کو پہچانے پھر اس سے محبت نہ کریں،اور یہ بات محال ہے کہ آپ اللہ سے محبت کریں پھر اسکا تذکرہ نہ کریں،اور یہ محال ہے کہ آپ اللہ کا ذکر کریں پھر اس کے ذکر میں لذت نہ پائیں،اور یہ بات محال ہے کہ آپ اللہ کے ذکر میں لذت پائیں پھر اس کے سوا دیگر چیزوں میں غافل۔

اللہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے

۴۳......بعض آسمانی کتابوں میں لکھا ہوا ہے:

عَبْدِي، أَنَا وَحَقُّكَ لَكَ مُحِبٌّ، فَبِحَقِّي عَلَيْكَ كُنْ لِي مُحِبًّا. ❸

❶شعب الإيمان:محبة اللّٰه عز وجلّ،ج۲ص۳۲،الرقم:۴۵۰

❷شعب الإيمان:محبة اللّٰه عز وجلّ،ج۲ص۱۸،الرقم:۴۱۶

❸إحياء علوم الدين:كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص۲۹۶

ترجمہ: اے میرے بندے! مجھے تیرے حق کی قسم ہے میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تجھے میرے حق کی قسم ہے تو بھی مجھ سے محبت کر۔

محبت الٰہی قربِ خداوندی کا سبب ہے

۴۴......حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ كَانَ الْيَوْمَ مَشْغُولًا بِنَفْسِهِ فَهُوَ غَدًا مَشْغُولٌ بِنَفْسِهِ، وَمَنْ كَانَ الْيَوْمَ مَشْغُولًا بِرَبِّهِ فَهُوَ غَدًا مَشْغُولٌ بِرَبِّهِ. ❶

ترجمہ: جو شخص آج اپنے نفس میں مشغول ہوگا وہ کل بھی اسی میں مشغول رہے گا اور جو آج اپنے رب میں مشغول ہوگا وہ کل بھی اس میں مشغول ہوگا۔

محبت الٰہی میں جھوٹے لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے

۴۵......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ﴾ (الزمر: ٦٠)

ترجمہ: اور قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے، ان کے چہرے سیاہ پڑے ہوئے ہیں۔

کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کیا لیکن وہ اس دعوی میں سچے نہیں تھے۔

عبادت صرف حب الٰہی کی وجہ سے ہو

۴۶......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے حضرت رابعہ بصریہ سے پوچھا کہ تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا:

مَا عَبَدْتُهُ خَوْفًا مِنْ نَارِهِ وَلَا حُبًّا لِجَنَّتِهِ، فَأَكُونُ كَالْأَجِيرِ السُّوءِ، بَلْ

❶ إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۱۰

عَبَدْتُهُ حُبًّا لَهُ وَشَوْقًا إِلَيْهِ. ❶

ترجمہ: میں نے تو اللہ کی عبادت نہ دوزخ کے خوف سے کی ہے اور نہ جنت کے شوق میں، ورنہ میں برے مزدور کی طرح ہوجاؤنگی، بلکہ میں نے اللہ تعالی کی عبادت کی اس کے محبت اور شوق کی وجہ سے۔

دیدارِالٰہی کے وقت آنکھوں کی حالت

۴۷......حضرت یحیی بن معاذ رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِذَا نَظَرَ أَهْلُ الجَنَّةِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ذَهَبَتْ عُيُونُهُمْ فِي قُلُوبِهِمْ مِن لَذَّةِ النَّظَرِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ثَمَانِمَائَةِ سَنَةٍ لا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ. فَمَا ظَنُّكَ بِقُلُوبٍ وَقَعَتْ بَيْنَ جَمَالِهِ وَجَلالِهِ؟ إِذَا لاحَظَتْ جَلالَهُ هَابَتْ، وَإِذَا لاحَظَتْ جَمَالَهُ تَاهَتْ. ❷

ترجمہ: جب اہل جنت اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے تو اس لذت دیدار کی وجہ سے اس کی آنکھیں ان کے دلوں میں چلی جائیں گی اور آٹھ سو برس تک واپس نہیں آئیں گی، ان دلوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو اللہ تعالیٰ کے جمال وجلال میں مشغول ہوں، جب جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں تو خوف زدہ ہوجاتے ہیں اور جمال کا مشاہدہ کرتے ہیں تو متحیر ہوجاتے ہیں۔

جنت کا لطف دیدارِالٰہی میں ہے

۴۸......حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَمْ بَيْنَ مَنْ يُرِيدُ الْوَلِيمَةَ لِلْوَلِيمَةِ، وَبَيْنَ مَنْ يُرِيدُ حُضُورَ الْوَلِيمَةِ لِيَلْتَقِيَ

❶ إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۱۰

❷ إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۴۸

الْحَبِيبَ فِي الْوَلِيمَةِ. ❶

ترجمہ: ان دو آدمیوں کے درمیان کتنا فرق ہے کہ ایک ولیمہ میں ولیمہ ہی کی نیت سے جاتا ہے، اور دوسرا اس نیت سے جاتا ہے کہ ولیمہ میں محبوب سے ملاقات ہو جائے۔

(مطلب یہ ہے کہ ان دو آدمیوں کے درمیان کتنا فرق ہے کہ ایک جنت میں جنت کے داخلہ کے لیے جاتا ہے، اور ایک جنت میں جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرے)۔

محبت وہ ہے جو دل پر غالب آجائے

۴۹......ایک بزرگ کہتے ہیں:

الْمَحَبَّةُ مَعْنًى مِنَ الْمَحْبُوبِ قَاهِرٌ لِلْقُلُوبِ عَنْ إِدْرَاكِهِ، وَتَمْتَنِعُ الْأَلْسِنَةُ عَنْ عِبَارَتِهِ. ❷

ترجمہ: محبت محبوب کی وہ بات ہے جو دلوں پر غالب ہو جائے اور زبان کو اس کے اظہار سے عاجز رکھے۔

غیر اللہ سے تعلق رکھنے والے محبت الٰہی کی لذت کو نہیں پاتا

۵۰......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالَى الْمَحَبَّةَ عَلَى صَاحِبِ الْعَلَاقَةِ، وَقَالَ كُلُّ مَحَبَّةٍ تَكُونُ بِعِوَضٍ، فَإِذَا زَالَ الْعِوَضُ زَالَتِ الْمَحَبَّةُ. ❸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے علاقہ رکھنے والے پر محبت حرام فرمائی ہے، یہ بھی فرمایا کہ جس

❶ شعب الإيمان: محبة اللّٰه عز وجلّ، ج۲ ص ۲۴، الرقم: ۴۳۰

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۰

❸ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۶۰

محبت کے پیچھے کوئی غرض ہوتی ہے وہ دیر پا نہیں ہوتی، جب وہ غرض زائل ہو جاتی ہے تو محبت بھی باقی نہیں رہتی۔

ہر حال میں محبوب کی موافقت کریں

۵۱......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قِوَامُ الْمَحَبَّةِ مُوَافَقَةُ الْحَبِيبِ فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ،وَأَنْشَدَ:

وَلَوْقُلْتَ مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَطَاعَةً وَقُلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ أَهْلًا وَمَرْحَبًا.

ترجمہ: قوام محبت یہ ہے کہ محبوب کی تمام احوال میں موافقت کرنا۔ اور یہ شعر کہا: اور اگر آپ کہیں کہ مرجا تو میں سمع وطاعت بجالاتے ہوئے مرجاؤں گا اور میں موت کے داعی سے خوش آمدید بھی کہوں گا۔ ❶

محبوب کی رضا میں پوری طاقت خرچ کرنا

۵۲......حضرت حسن بوشنجی رحمہ اللہ سے محبت الٰہی کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

بَذْلُ الْمَجْهُودِ مَعَ مَعْرِفَتِكَ بِالْمَحْبُوبِ،وَالْمَحْبُوبُ مَعَ بَذْلِكَ مَجْهُودَكَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ. ❷

ترجمہ: محبوب کی معرفت کے ساتھ پوری طاقت واستطاعت صرف کرڈالنا اور محبوب باوجود اس کے جو چاہے کرے۔

محبوب کی رضا میں زندگی گزارو

۵۳......حضرت ابوعمر زجاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے محبت کے بارے میں پوچھا، فرمایا: آپ اشارہ چاہتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: آپ دعوی چاہتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: پھر کیا چاہتے ہو؟ میں

❶ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج ۲ ص ۴۱، الرقم: ۴۷۸

❷ طبقات الأولياء: ج ۱ ص ۲۵۴

نے کہا: عین محبت، فرمایا:

أَنْ تُحِبَّ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ فِي عِبَادِهِ، وَتَكْرَهُ مَا يَكْرَهُ اللّٰهُ فِي عِبَادِهِ. ❶

ترجمہ: آپ اسی چیز کو پسند کرو جو اللہ اپنے بندوں میں پسند کرتا ہے اور اسی چیز کو ناپسند کرو جو اللہ اپنے بندوں میں ناپسند کرتا ہے۔

محبت میں سچا کسی لمحہ نافرمانی نہیں کرتا

۵۴......حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کے بعض شیوخ فرماتے ہیں:

لَا تَكُونُ لِلّٰهِ عَبْدًا حَقًّا، وَأَنْتَ لِمَا يَكْرَهُ مُسْتَرِقًّا. ❷

ترجمہ: آپ اللہ کے سچے بندے اس حال میں نہیں ہو سکتے کہ اللہ جس چیز کو ناپسند کرے آپ چوری چھپکے وہ کام کریں۔

محبت میں سچا خاموش نہیں رہتا

۵۵......حضرت شبلی رحمہ اللہ سے کسی نے عارف اور محبّ کے بارے میں پوچھا؟ آپ نے فرمایا: "اَلْعَارِفُ إِنْ تَكَلَّمَ هَلَكَ وَالْمُحِبُّ إِنْ سَكَتَ هَلَكَ" عارف بولنے سے ہلاک ہوتا ہے اور محبّ چپ رہنے سے ہلاک ہوتا ہے۔ ❸

محبت وہ ہے جو یادِ الٰہی میں راتوں کو جگائے

۵۶......حضرت شبلی رحمہ اللہ سے محبت الٰہی کا تذکرہ اِن اشعار میں:

يَا أَيُّهَا السَّيِّدُ الْكَرِيمُ حُبُّكَ بَيْنَ الْحَشَا مُقِيمُ
يَا رَافِعَ النَّوْمِ عَنْ جُفُونِي أَنْتَ بِمَا مَرَّ بِي عَلِيمُ
عَجِبْتُ لِمَنْ يَقُولُ ذَكَرْتُ الْفِي وَهَلْ أَنْسٰى فَا ذْكُرُ مَا نَسِيت

---

❶ طبقات الشافعية الكبرى للسبكي: الطبقة الثانية، ج۲ ص۲۶۷

❷ شعب الإيمان: محبة اللّٰه عز وجلّ، ج۲ ص۳۹، الرقم: ۴۶۹

❸ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص۳۶۰

اَمُوْتُ إِذَذَكَرْتُكَ ثُمَّ أَحْيَا　　وَلَوْ لَا حُسْنُ مَا حَيِيْتُ

فَأَحْيَا بِالْمُنَى وَاَمُوْتُ شَوْقًا　　فَكُمْ احْيَاعَلَيْكَ وَكَمْ أُمُوْتُ

شَرِبتُ الحُبَّ كَأْسًا بَعْدَ كَأْسٍ　　فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِيْتُ

فَلَيتَ خِيَالَهُ نَصَبٌ لِعَيْنِىْ　　فَإِن قَصَرْتُ فِى نَظَرِى عَمِيْتُ. ❶

ترجمہ: اے پروردگار عظیم! تیری محبت میرے دل میں گھر کیے ہوئے ہے، اے میری آنکھ سے نیند اڑانے والے! جو کچھ مجھ پر گزرتا ہے تو اس سے واقف ہے۔ مجھے اس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو یہ کہے کہ تجھے محبوب یاد آیا، کیا میں اسے بھول گیا ہوں کہ یاد کروں، میں اس کی یاد میں مرتا ہوں پھر جیتا ہوں، اگر میرا حسن ظن نہ ہوتا تو میں زندہ نہ رہتا، میں آرزوؤں میں جیتا ہوں اور شوق میں مرتا ہوں، میں بار بار تجھ پر مرتا ہوں اور بار بار تیرے لیے جیتا ہوں، میں نے محبت کے گلاس پر گلاس پیے ہیں لیکن نہ شراب ختم ہوئی اور نہ میں سیراب ہوا، کیا خوب ہوا اگر میری آنکھوں کے سامنے اس کا خیال ہو، پھر اگر میں دیکھنے میں کوتاہی کروں تو اندھا ہو جاؤں۔

محبوب کے علاوہ ہر چیز کو بھول جائیں

۵۷......حضرت شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ معرفت کی کیا علامات ہیں؟ فرمایا:

نِسْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ سِوَى مَعْرُوْفِهِ.

ترجمہ: اپنے محبوب کے سوا ہر چیز کو بھول جانا۔

پوچھا گیا کہ محبت کی کیا علامات ہیں؟ فرمایا:

اَلْعَمَى عَنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَى مَحْبُوبِهِ. ❷

ترجمہ: اپنے محبوب کے سوا ہر چیز سے اندھے ہو جاؤ۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۶۰

❷ مختصر تاريخ مدينة دمشق: حرف الباء، ترجمة: أبوبكر الشبلي، ج۲۸ ص ۱۸۱

اللہ اپنے مقرب بندوں سے غافل نہیں

۵۸......حضرت شبلی رحمہ اللہ اللہ تعالی کے فرمان ”وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ“ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

وَمَا كُنَّا عَنْ مَنْ قَرُبَ مِنَّا غَافِلِينَ، وَلَا عَنْ مَنْ أَقْبَلَ عَلَيْنَا شَاغِلِينَ. ❶

ترجمہ: جو ہم سے قریب ہیں ہم اُس سے بے خبر نہیں ہیں اور جو ہمارے پاس آئے ہم اُس کے علاوہ سے مشغول نہیں ہوتے۔

محبت الٰہی عمل پر مجبور کرتی ہے

۵۹......حضرت مضاء بن عیسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حُبُّ اللَّهِ يُلْهِمُكَ الْعَمَلَ لَهُ بِلَا دَلِيلٍ يُلْجِئُكَ إِلَيْهِ. ❷

ترجمہ: اللہ کی محبت تیرے لیے اللہ کے لیے عمل بغیر دلیل کے الہام کرے گی اور اس کی طرف مجبور کرے گی۔

عبادت صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو

۶۰......حضرت علی بن موفق رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي أَعْبُدُكَ خَوْفًا مِنْ نَارِكَ فَعَذِّبْنِي بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي أَعْبُدُكَ حُبًّا مِنِّي لِجَنَّتِكَ وَشَوْقًا إِلَيْهَا فَاحْرِمْنِيهَا، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي إِنَّمَا أَعْبُدُكَ حُبًّا مِنِّي وَشَوْقًا إِلَى وَجْهِكَ الْكَرِيمِ فَأَبِحْنِيهِ مَرَّةً، وَاصْنَعْ مَا شِئْتَ. ❸

❶شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج ٢ ص ٣٤، الرقم: ٤٥٣

❷تاريخ مدينة دمشق: حرف الميم، ترجمة: المضاء بن عيسى الكلاعي الزاهد، ج٥٨ ص ٢٨٣، رقم الترجمة: ٧٤٥٢

❸تاريخ بغداد: حرف الميم، ترجمة: على بن موفق، ج١٣ ص٥٩٨، رقم الترجمة: ٦٥٠٣

ترجمہ: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری عبادت تیرے جہنم کے خوف سے کرتا ہوں تو مجھے اس کے ساتھ عذاب دے، اور تو جانتا ہے کہ میں تیری عبادت تیری جنت کے ساتھ میری محبت اور اس کے شوق کے لیے ہے تو مجھے اس سے محروم کردے، اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری عبادت تیری محبت اور تیرے وجہ کریم کی زیارت اور دیدار کے شوق سے کرتا ہوں تو اسے ایک بار میرے لیے ممکن بنادے، اس کے بعد جو چاہے سو کرلے۔

محبت الٰہی دنیا کی لذتوں سے بے خبر کردیتی ہے

۶۱ ......حضرت ضیغم حلاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ حُبَّهُ شَغَلُ قُلُوبِ مُرِيدِيهِ عَنِ التَّلَذُّذِ بِمُحِبِّ غَيْرِهِ،فَلَيْسَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا مَعَ حُبِّهِ لَذَّةٌ، وَلا يَأْمَلُونَ فِي الْآخِرِ مِنْ كَرَامَتِهِ الثَّوَابَ أَكْثَرَ عِنْدَهُمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى وَجْهِهِ الْكَرِيمِ. ❶

ترجمہ: بے شک اللہ کی محبت نے اللہ والوں کے دلوں کو دنیا کی لذتوں سے مشغول اور بے خبر کردیا ہے، لہذا ان کے لیے دنیا میں اللہ کی محبت کے ساتھ کسی شئی کی کوئی لذت نہیں، اور آخرت میں ثواب کے برعکس ان کے نزدیک وجہ کریم کے دیدار کی طرف نظر کرنے کی آرزو کے علاوہ کوئی آرزو نہیں ہے۔

عبادت اللہ کی محبت کے لئے کرو

۶۲ ......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ حضرت رابعہ عدویہ کے پاس آئے، رابعہ عدویہ نے ان سے پوچھا: تو لوگ سخی کس کو کہتے ہو؟ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَمَّا عِنْدَ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا فَالَّذِي يَجُودُ بِمَالِهِ،وَأَمَّا عِنْدَ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ فَهُوَ الَّذِي

❶شعب الإيمان: محبة اللّٰه عز وجلّ، ج۲ ص ۲۴، الرقم: ۴۲۸

يَجُودُ بِنَفْسِهِ.

ترجمہ: اہل دنیا کے نزدیک سخی وہ ہے جو اپنے مال میں سخاوت کرے، اور اہل آخرت کے نزدیک وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ سخاوت کرے۔

رابعہ عدویہ نے کہا: اے سفیان! تم نے اس جواب میں غلطی کی، حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے، آپ کے نزدیک سخی کون ہے؟ فرمانے لگی:

أَنْ تَعْبُدُوهُ حُبًّا لَهُ لا لِطَلَبِ جَزَاءٍ وَلا مُكَافَأَةٍ. ❶

ترجمہ: (میرے نزدیک سخی وہ ہے کہ) تم لوگ اللہ کی عبادت کرو صرف اس کی محبت کے لیے، نہ ہی بدلہ لینے کے لیے اور نہ ہی عذاب سے بچنے کے لیے۔

پھر یہ اشعار پڑھنے لگیں:

لَوْلاکَ مَا طَابَتِ الْجِنَانُ وَلا نَعِيمٌ لِجَنَّةِ الْخُلْدِ

قَوْمٌ أَرَادُوكَ لِلْجِنَانِ وَقَلْبِي سِوَاكَ لَمْ يُرِدِ.

ترجمہ: اگر تو نہ ہوتا تو دلوں کا سرور اور خوشیاں نہ ہوتیں اور نہ ہی جنت کی دائمی نعمتیں ہوتیں، یہ لوگ تو تجھ سے محبت کرتے ہیں جنتوں کے لیے اور میرا دل میں تیرے سوا کسی شئی کی محبت وارد ہی نہیں ہوتی۔

اللہ والوں سے محبت حب الٰہی کی نشانی ہے

۶۳......حضرت علی بن سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأُنْسُ بِاللَّهِ أَنْ تَسْتَوْحِشَ مِنَ الْخَلْقِ إِلَّا مِنْ أَهْلِ وِلَايَةِ اللَّهِ، فَإِنَّ الْأُنْسَ بِأَهْلِ وِلَايَةِ اللَّهِ هُوَ الْأُنْسُ بِاللَّهِ. ❷

❶ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج۲ ص۲۴، الرقم: ۴۳۱

❷ طبقات الصوفية: الطبقة الثانيةمن أئمة الصوفية، ص۱۸۸

ترجمہ: اللہ سے محبت یہ ہے کہ اللہ سے محبت کرنے والوں کے لئے باقی لوگوں سے وحشت ہو، اس لیے کہ اللہ والوں سے محبت کرنا بھی اللہ سے محبت کرنا ہے۔

محبت قلب کو منور کرنے کا ذریعہ ہے

۶۴......حضرت ابوعلی جوز جانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلاثَةُ أَشْيَاءَ مِنْ عِقْدِ التَّوْحِيدِ :اَلْخَوْفُ وَالرَّجَاءُ،وَالْمَحَبَّةُ،فَزِيَادَةُ الْخَوْفِ مِنْ كَثْرَةِ الذُّنُوبِ لِرُؤْيَةِ الْوَعِيدِ،وَزِيَادَةُ الرَّجَاءِ مِنِ اكْتِسَابِ الْخَيْرِ لِرُؤْيَةِ الْوَعْدِ، وَزِيَادَةُ الْمَحَبَّةِ مِنْ كَثْرَةِ الذِّكْرِ لِرُؤْيَةِ الْمِنَّةِ، فَالْخَائِفُ لَا يَسْتَرِيحُ مِنَ الْهَرَبِ،وَالرَّاجِي لَا يَسْتَرِيحُ مِنَ الطَّلَبِ، وَالْمُحِبُّ لَا يَسْتَرِيحُ مِنْ ذِكْرِ الْمَحْبُوبِ فَالْخَوْفُ نَارٌ مُنَوِّرَةٌ،وَالرَّجَاءُ نُورٌ مُنَوِّرٌ،وَالْمَحَبَّةُ نُورُ الْأَنْوَارِ.❶

ترجمہ: تین چیزیں عقیدہ توحید میں سے ہیں: خوف، امید اور محبت، پس گناہوں کی کثرت سے وعید دیکھنے کے لیے خوف زیادہ ہوتا ہے، اور خیر کے اکتساب سے وعدہ کو دیکھنے کے لیے امید زیادہ ہوتی ہے، اور کثرت ذکر سے اس کے احسان کو دیکھنے کے لیے محبت زیادہ ہوتی ہے، پس خوف کرنے والا بھاگنے سے آرام نہیں کرتا، امید کرنے والا طلب کو ترک نہیں کرتا، محبت کرنے والا محبوب کا ذکر کر کے راحت نہیں پاتا، خوف روشن کی ہوئی آگ ہے، امید روشن کیا ہوا نور ہے اور محبت نوروں کا نور ہے۔

ذکر الٰہی سے محبت کے شگوفے پھوٹتے ہیں

۶۵......حضرت ابوحسین وراق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْمَحَبَّةُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ،وَهُوَ أَصْلٌ لِجَمِيعِ مَرَاتِبِ الْأَوْلِيَاءِ

---

❶طبقات الصوفية:الطبقة الثانية من أئمة الصوفية ،ص۱۹۷

وَالْأَصْفِيَاءِ. وَقَالَ: تَتَشَعَّبُ شُعَبُ الْمَحَبَّةِ مِنْ دَوَامِ ذِكْرِ إِحْسَانِ اللَّهِ، فَمَنْ ذَكَرَ عَلَى الدَّوَامِ إِحْسَانَ اللَّهِ إِلَيْهِ تَنَسَّمَ رِيحَ الْمَحَبَّةِ عَنْ قُرْبِهِ. ❶

ترجمہ: محبت الٰہی ایمان باللہ کا شعبہ ہے، اور یہ تمام اولیاء اور اصفیاء کے مراتب کے لیے اصل ہے۔ اور فرمایا: اللہ کے احسان کو ہمیشہ ذکر کرنے سے محبت کے شگوفے پھوٹتے ہیں، پس جو شخص دائمی طور پر اللہ کے احسان کا ذکر کرتا ہے تو اس کے لیے اللہ کی قربت سے محبت کی نسیم صبا مہکتی ہے۔

اللہ کی نعمتوں کا تسلسل کبھی رکا

٦٦ ...... امام ابن عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَيْفَ لَا تُحِبُّ وَاجِدَكَ، وَمَا انْفَكَّكْتَ مِنْ تَوَاتُرِ نِعْمَتِهِ قَطُّ، وَلَا تَنْفَكُّ أَبَدًا، وَلَكِنْ ضَعْفُ الْيَقِينِ، وَكُدُورَةُ الْمَعْرِفَةِ، وَنَقْصُ الْإِيمَانِ حَجَبَكَ عَنْ مَحَبَّتِهِ وَالْمَيْلِ إِلَيْهِ. ❷

ترجمہ: آپ کیسے اللہ سے محبت نہیں کرتے حالانکہ ہم آپ کو اس طرح پاتے ہیں کہ اس کی نعمتوں کا تسلسل اور تواتر کبھی آپ سے نہیں رکا، لیکن یقین کی کمزوری، معرفت کی کدورت، ایمان کا نقص، اس کی محبت اور اس کی طرف میلان میں بطور حجاب حائل ہو گیا ہے۔

محبوب کے لئے محبوب چیز کو ترک کریں

٦٧ ...... محمد بن سعدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابراہیم خواص رحمہ اللہ سے پوچھا کہ محبت کی علامت کیا ہے؟ فرمایا:

❶ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج ٢ ص ٣٨، الرقم: ٤٦٤

❷ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج ٢ ص ٣٨، الرقم: ٤٦٥

تَرُکُ مَا تُحِبُّ لِمَنُ تُحِبُّ.❶

ترجمہ: محبوب چیز کو محبوب کے لیے ترک کرنا۔

رضا بالقضا محبت کی جڑ ہے

۶۸......حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أَحبُّ أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْأَعُمَالِ يَتَقَدَّمُ الصَّبُرَ إِلَّا الرِّضَا،فَلا أَعْلَمُ دَرَجَةً أَشْرَفَ وَلا أَرُفَعَ مِنَ الرِّضَا،وَهُوَ رَأْسُ الْمَحَبَّةِ.❷

ترجمہ: مجھے پسند نہیں کہ اعمال میں سے صبر پر مقدم کوئی چیز ہو سوائے رضا کے، اور نہیں جانتا کہ رضا سے زیادہ اشرف واعلیٰ کوئی درجہ ہو اور یہی محبت کی جڑ ہے۔

محبت اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے

۶۹......حسن بن محمد ابن حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنُ أَحَبَّ حَبِيبًا لَمُ يُبُغِضُهُ،ثُمَّ قَالَ:

تَعُصِي الْإِلٰهَ وَأَنْتَ تُظُهِرُ حُبَّهُ　　عَارٌ عَلَيُکَ إِذَا فَعَلْتَ شَنِيعُ

لَوُ كَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَأَطَعُتَهُ　　إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنُ أَحَبَّ مُطِيعُ

مَاضَرَّ مَنُ كَانَتِ الْفِرُدَوُسُ مَنُزِلَهُ　　مَا كَانَ فِي الْعَيُشِ مِنُ بُؤُسٍ وإِقُتَارِ

تَرَاهُ يَمُشِي حَزِينًا خَائِفًا شَعِثًا　　إِلَى الْمَسَاجِدِ يَسُعَى بَيُنَ أَطُمَارِ.

ترجمہ: جو کسی محبوب سے محبت کرتا ہے تو اس سے بغض ونفرت نہیں کرتا۔

پھر یہ اشعار کہے:

❶تاریخ بغداد: حرف الالف، ترجمة: إبراهيم بن أحمد، ج۶ ص ۴۹۳، رقم الترجمة: ۲۹۸۹

❷تاريخ مدينة دمشق: حرف العين، ترجمة: عبد الواحد بن زيد، ج۳۷ ص ۲۳۱، رقم الترجمة: ۴۳۱۸

تو معبود حقیقی کی نافرمانی کرتا ہے حالانکہ تو اس سے اظہار محبت بھی کرتا ہے۔ یہ بات تیرے لیے قابل شرم ہے جب تو یہ قبیح فعل کرتا ہے۔ اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا۔ بے شک عاشق اپنے محبوب کا فرمانبرار رہوتا ہے۔

جس شخص کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہو اس کو یہ بات کوئی نقصان نہیں دے سکتی کہ دنیوی زندگی میں سختی بھوک اور افلاس ہو۔ (خواہ) آپ دیکھیں اس کو اس حال میں کہ خوف زدہ پریشان حال مغموم چلتا پھرتا ہے، (تمام پریشانیوں کے باوجود) پرانے کرتے میں مساجد کی طرف دوڑتا ہے۔ ❶

اللہ مجھے اپنی آنکھوں سے زیادہ محبوب ہے

۰ ۷......حضرت مالک بن منذر رحمہ اللہ جیل میں داخل ہوئے، وہاں مشہور شاعر فرزدق تھا، مالک بن منذر رحمہ اللہ نے اس سے کہا: کیا ابھی تک تیرے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ تو پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے باز آجائے؟ انہوں نے کہا:

وَاللَّهِ لَلَّهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ عَيْنِي الَّتِي أُبْصِرُ بِهَا أَفَتُرَاهُ يُعَذِّبُنِي؟ ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! اللہ تعالی مجھے میری دونوں آنکھوں سے جن کے ساتھ میں دیکھتا ہوں زیادہ محبوب ہے، کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ مجھے عذاب دے گا؟

اللہ کی محبت اور عبادت کسی غرض سے نہ ہو

۱۷......حکماء میں سے ایک حکیم فرماتے ہیں:

إِنِّي لَأَسْتَحِي مِنْ رَبِّي أَنْ أَعْبُدَهُ رَجَاءً لِلْجَنَّةِ فَقَطْ فَأَكُونَ مِثْلَ أَجِيرِ السُّوءِ إِنْ أُعْطِيَ عَمِلَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَعْمَلْ، وَلَكِنَّ حُبَّهُ يَسْتَخْرِجُ مِنِّي

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: حرف الفاء، ترجمة: الحسن بن محمد، ج۱۳ ص ۳۷۹، رقم الترجمة: ۱۴۴۸

❷ شعب الإيمان: محبة الله عز وجلّ، ج۲ ص ۴۶، الرقم: ۴۹۴

مَا لَا يَسْتَخْرِجُهُ غَيْرُهُ. ❶

ترجمہ: مجھے شرم آتی ہے کہ میں فقط جنت کی لالچ میں اپنے رب کی عبادت کروں، پس میں اس برے مزدور کی طرح ہو جاؤں گا کہ جس کو کچھ دیا جائے تو کام کرے، اور اگر نہ ملے تو کام نہ کرے، لیکن اس کی محبت مجھ سے وہ کچھ کرواسکتی ہے جو اس کے علاوہ نہیں نکلواسکتی۔

اللہ کی محبت اہل وعیال کو بھلادیتی ہے

۷۲......راہبوں میں سے ایک راہب فرماتے ہیں:

إِذَا اسْتَقَرَّتِ الْمَحَبَّةُ فِي الْقَلْبِ ذُهِلَ عَنِ الْأَهْلِ وَالْوَلَدِ. ❷

ترجمہ: جب اللہ کی محبت دل میں جگہ بنالیتی ہے تو انسان سے اہل وعیال بھول جاتے ہیں۔

اسلافِ امت کے اِن اقوال سے اندازہ لگائیں کہ محبت الٰہی کس قدر ضروری امر ہے، اس لئے ایسے اعمال کریں جس سے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہو جائے، محبت الٰہی پیدا کرنے کے کچھ اعمال واسباب ہیں، اگر اِن کو اپنی زندگیوں میں لائیں گے تو اللہ کے فضل وکرم سے محبت الٰہی ہمیں نصیب ہوگی۔

محبت الٰہی کے دس اسباب

۱......قرآن کو تدبر کے ساتھ اور اسکے معانی کو سمجھ کر پڑھنا۔

۲......فرائض کے بعد نوافل (کی ادائیگی) سے اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنا۔

۳......ہر حال میں زبان وقلب اور عمل وحال کے ساتھ اللہ کے ذکر پر ہمیشگی اختیار کرنا۔

❶شعب الإيمان: محبة اللّٰه عز وجلّ، ج۲ ص۲۲، الرقم: ۴۲۶

❷شعب الإيمان: محبة اللّٰه عز وجلّ، ج۲ ص۲۱، الرقم: ۴۲۲

۴......خواہشات کے غلبے کے وقت اللہ کی پسند کے آگے اپنی پسند کو قربان کرنا، اور اللہ کی پسند کی طرف مائل ہوجانا، اگر چہ یہ آسان کام نہیں ہے۔

۵......حضور قلبی کے ساتھ اللہ کے اسماء وصفات کا مطالعہ کرنا، اور انکا مشاہدہ کرتے ہوئے معرفت حاصل کرنا۔

۶......اللہ کے فضل واحسان اور ظاہری و باطنی نعمتوں کو مدنظر رکھنا۔

۷......ان اسباب میں سب سے بہترین یہ ہے کہ اللہ کے سامنے دلوں کو مکمل عاجز بنا لینا۔

۸......اللہ رب العزت کے (آسمان دنیا پر) اترنے کے وقت خلوت اختیار کرنا۔

۹......سچے اور محبوب لوگوں کی مجلس اختیار کرنا۔

۱۰......دل اور اللہ کے درمیان حائل ہونے والے گناہوں سے دوری اختیار کرنا۔ [1]

تو کوشش اس بات کی کریں کہ یہ اسباب زندگیوں میں آجائیں۔ ہر مسلمان چاہتا ہے کہ اُسے اللہ رب العزت سے کامل محبت نصیب ہو، اور وہ اللہ کا محبوب بندہ بن جائے، تو اس کی کچھ علامات ہیں، اگر یہ ہماری زندگیوں میں ہوں گی تو ہم رب العالمین کے محبوب بندے بن جائیں گے۔

محبت الٰہی کی چھ علامات

۱......آزمائشوں اور مصائب میں صبر کرنا

بندے سے اللہ تعالیٰ کی محبت ایک مخفی معاملہ ہے، بندے کو کیسے معلوم ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ محبت کی کچھ علامات ہیں، ان علامات سے معلوم ہوگا، اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے آزماتا ہے اور جب

[1] مدارج السالكين: فصل منزلة المحبة، فصل أسباب المحبة، ج۳ص۱۸، ۱۹

شدید محبت کرتا ہے تو اسے اپنے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔

یعنی اللہ رب العزت کے ماسوا سے اُس کی توجہ ہٹ جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کے اور غیر کے درمیان حجاب حائل ہو جاتا ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کی خدمت میں کسی شخص نے عرض کیا کہ آپ اپنی سواری کے لیے کوئی گدھا کیوں نہیں خرید لیتے؟ فرمایا کہ اللہ تعالی کو یہ بات گوارا نہیں کہ میں اسے چھوڑ کر گدھے کا شغل اختیار کروں۔

إِذَاأَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا اِبْتَلاهُ فَإِنْ صَبَرَ اجْتَبَاهُ وَاِنْ رَضِیَ اِصْطَفَاهُ. ❶

ترجمہ: جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے مبتلا کر دیتا ہے، اگر وہ اس ابتلاء پر صبر کرتا ہے تو اسے برگزیدہ کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے تو منتخب کر لیتا ہے۔

بعض علماء کا مقولہ ہے کہ جب تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے اور یہ دیکھے کہ وہ تجھے کسی مصیبت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو یہ سمجھ لے کہ وہ تجھے برگزیدہ بنانا چاہتا ہے، کسی مرید نے اپنے استاذ سے کہا کہ مجھے محبت کے کچھ آثار نظر آتے ہیں، انہوں نے دریافت کیا: بیٹے! کیا تم اس کے علاوہ کسی اور محبوب میں مبتلا کیے گئے ہو، اس نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: تب تم محبت کی توقع مت رکھو، اس لیے کہ ابتلاء وآزمائش کیے بغیر کسی شخص کو محبت نہیں ملتی۔ ❷

۲......دیدارِ خداوندی کے طلبگار رہو

اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو آخرت میں مشاہدے کے طور پر طلبگار رہو، اس لیے کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص دل سے کسی کو چاہتا ہو اور اس کے مشاہدے اور ملاقات کی خواہش نہ رکھتا ہو اور کیوں کہ یہ بات سب جانتے ہیں کہ دنیا سے جدا ہوئے بغیر اور

❶ قوت القلوب: الفصل الثانی والثلاثون، ج۲ ص ۴۰

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۲۹

موت کو گلے لگائے بغیر یہ خواہش پوری نہیں ہوگی، اس لیے موت سے محبت رکھنا بھی انہی آثار میں سے ایک اثر ہے، اس لیے چاہیے کہ وہ موت سے فرار اختیار نہ کرے، محبت کرنے والا بھی اپنے وطن سے محبوب کے مستقر تک سفر کرنے میں کوئی مشقت یا تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا، کیوں کہ وہ یہ بات جانتا ہے کہ اس سفر کا انجام محبوب کے مشاہدے پر منتہی ہے، اسی طرح اللہ رب العزت کے دیدار کے لیے سفر (موت) اس ملاقات کی کنجی اور اس مشاہدے کا دروازہ ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ. ❶

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالی سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی اُس سے ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

بعض سلف صالحین فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت کے لئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کثرت سجود سے زیادہ کوئی عمل پسندیدہ نہیں ہے۔ اسلئے نوافل کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کریں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے محبت میں صداقت کے لیے راہِ خدا میں شہید ہونے کی شرط لگائی ہے، چنانچہ جب لوگوں نے اللہ سے محبت کا دعوی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں قتل ہونے کو اس دعوی میں سچائی کی علامت قرار دے دیا اور فرمایا:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ

❶ صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب من أحب لقاء اللّٰه أحب اللّٰه لقاءه، رقم الحديث: ٦٥٠٧

مَرْصُوصٌ﴾(الصف: ۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستے میں اس طرح صف بنا کر لڑتے ہیں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی وصیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: حق گراں ہوتا ہے اور اس گرانی کے باوجود خوش گوار ہوتا ہے، اور باطل ہلکا لگتا ہے اس کے باوجود بڑا تلخ ہوتا ہے، اگر تم نے میری وصیت کی حفاظت کی تو موت سے زیادہ کوئی غائب چیز تمہیں محبوب نہ ہوگی اور وہ تمہارے پاس آئے گی، اور اگر تم نے یہ وصیت ضائع کر دی تو موت سے زیادہ غائب چیز تمہارے نزدیک مبغوض نہیں ہوگی، حالانکہ تم اِسے ٹال نہ سکو گے۔❶

۳......احکامات خداوندی کی اطاعت کرتا ہو

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا، اس لیے عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَعْصِی الْإِلَهَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ ۔۔۔ هَذَا مُحَالٌ فِی الْقِيَاسِ بَدِيعُ

لَوْ كَانَ حُبُّکَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ ۔۔۔ إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ يُطِيعُ

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعوی کرتا ہے اور اس کی حکم عدولی کرتا ہے، بخدا تیرا یہ فعل نہایت عجیب ہے، اگر تیری محبت سچی ہوتی تو اس کی اطاعت کرتا، اس لیے کہ محبّ اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔

اسی مضمون میں یہ شعر کہا گیا ہے:

وَاتْرُکُ مَاأَهْوَى لِمَاقَدْ هَوِيْتَهُ ۔۔۔ فَأَرْضَى بِمَا تَرْضَى وَإِن سَخطَتْ نَفْسِیْ

❶إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۳۰

ترجمہ: تیری خواہش کے آگے میں اپنی خواہش ترک کردیتا ہوں اور تیری رضا پر راضی رہتا ہوں اگرچہ میرا نفس گرانی محسوس کرے۔

حضرت سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محبت کی علامت یہ ہے کہ تم محبوب کو اپنے نفس پر ترجیح دو، پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے سے کوئی شخص حبیب نہیں بن جاتا جب تک کہ وہ گناہوں اور منکرات سے احتراز نہ کرے، اللہ تعالیٰ سے بندے کی محبت، بندے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ (المائدة: ۵۴)

ترجمہ: وہ محبت کرتا ہوگا، اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کا کفیل ہوتا ہے اور اسے دشمنوں پر غلبہ دیتا ہے، اس کا دشمن خود اس کا نفس اور خواہشات نفس ہیں، چنانچہ اگر اللہ تعالی سے اپنا محبوب بنالے گا تو کبھی اسے دشمن کے سامنے ذلیل وخوار نہیں کرے گا اور نہ اس کے نفس کے سپرد کرے گا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ وَكَفَى بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا﴾ (النساء: ۴۵)

ترجمہ: اور اللہ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے اور رکھوالا بننے کے لیے بھی اللہ کافی ہے، اور مددگار بننے کے لیے بھی اللہ کافی ہے۔ (۱)

۴......اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو

اللہ تعالیٰ سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرے، اس لیے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے، اس کا اور اس کی متعلق چیزوں کا ذکر کثرت سے کرتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ بندہ اللہ کا ذکر کرے،

(۱) إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۳۱

قرآن کریم کی تلاوت کرے جو یادِ الٰہی میں سب سے افضل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے اور ہر اس چیز کو چاہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو، جو شخص کسی انسان سے محبت کرتا ہے اس کی گلی کے کتے کو بھی چاہتا ہے، جب محبت قوی ہوتی ہے تو محبوب سے متعدی ہو کر ان تمام چیزوں تک جا پہنچتی ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہوں، اس کا احاطہ کیے ہوئے ہوں، یا اس سے متعلق ہو، اس لیے کہ محبوب کے قاصد سے یا اس کے کلام سے محبت کرنا بھی محبوب سے محبت کرنا ہے، بلکہ یہ کمال محبت کی دلیل ہے۔

۵......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور کثرتِ تلاوت

جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوگی وہ بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قرآن کریم سے کیسے محبت نہیں کرے گا؟ وہ اپنے ہر قول وعمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۳۱)

ترجمہ: اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَن أَحَبَّ مَن يُحِبُّ اللَّهَ تَعَالَى فَإِنَّمَا أَحَبَّ اللَّهَ، وَمَن أَكْرَمَ مَن يُكْرِمُ اللَّهَ تَعَالَى فَإِنَّمَا يُكْرِمُ اللَّهَ.

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے محبّ سے محبت کرتا ہے وہ گویا اللہ سے محبت کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا اکرام کرنے والے سے محبت کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کا اکرام کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لا يَنبَغِي أَنْ يَسْأَلَ أَحَدُكُمْ عَنْ نَفْسِهِ إِلَّا الْقُرْآنَ فَإِن كَانَ يُحِبُّ الْقُرْآنَ فَهُوَ يُحِبُّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَإِن لَمْ يَكُنْ يُحِبُّ الْقُرْآنَ فَلَيْسَ يُحِبُّ اللَّهَ.

ترجمہ:تم میں سے کوئی شخص قرآن کریم کے علاوہ اپنے نفس سے کسی چیز کی درخواست نہ کرے،اس لیے کہ جو شخص قرآن کریم سے محبت کرتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور جو شخص قرآن پاک سے محبت نہیں کرتا وہ اللہ سے بھی نہیں کرتا۔

حضرت سہل تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَلامَةُ حُبِّ اللَّهِ حُبُّ الْقُرْآنِ وَعَلامَةُ حُبِّ اللَّهِ وَحُبِّ الْقُرْآنِ حُبُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلامَةُ حُبِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبُّ السُّنَّةِ وَعَلامَةُ حُبِّ السُّنَّةِ حُبُّ الْآخِرَةِ، وَعَلامَةُ حُبِّ الْآخِرَةِ بُغْضُ الدُّنْيَا، وَعَلامَةُ بُغْضِ الدُّنْيَا أَلَّا يَأْخُذَ مِنْهَا إِلَّا زَادًا وَبَلاغًا إِلَى الْآخِرَةِ.[1]

ترجمہ:محبت الٰہی کی علامت محبت قرآن ہے اور محبت الٰہی اور محبت قرآن کی علامت محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے،اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت آخرت کی محبت ہے اور آخرت کی محبت کی علامت دنیا سے نفرت ہے اور بغض دنیا کی علامت یہ ہے کہ دنیا میں سے صرف اس قدر لے جو طریق آخرت میں زادِ راہ بن سکے۔

٦......نمازِ تہجد اور مناجات کا اہتمام

محبت الٰہی کی ایک علامت یہ ہے کہ بندے کی خلوت ، اللہ کے ساتھ مناجات اور قرآن کریم کی تلاوت سے انس ہو، چنانچہ وہ نمازِ تہجد کی پابندی کرے اور رات کے پر سکون لمحات کو جو دنیاوی کرتوتوں سے خالی ہوتے ہیں غنیمت سمجھے، محبت کا کم سے کم

[1] إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۳۲

درجہ یہ ہے کہ حبیب کے ساتھ تنہائی میں لذت پائے اور اس کی مناجات سے لطف اندوز ہو، جس شخص کے نزدیک خلوت ومناجات سے زیادہ نیند اور گفتگو پیاری ہو وہ محبت کے دعوی میں سچا نہیں ہوسکتا۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ پہاڑ سے اتر کر نیچے تشریف لائے تو کسی نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ انس باللہ سے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ مخلوق میں سے کسی سے مانوس مت ہو، میں دو شخصوں کو اپنے سے علیحدہ رکھوں گا، ایک وہ شخص جس نے یہ سمجھا کہ میرے ثواب میں تاخیر ہے، اس لیے فی الحال عمل کی کیا ضرورت ہے، اور دوسرا وہ شخص جس نے مجھے فراموش کیا اور اپنے حال پر راضی ہوا۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ میں اِسے اس کے نفس کے سپرد کر دیتا ہوں اور دنیا میں حیران وپریشان چھوڑ دیتا ہوں۔ آدمی جس قدر اللہ تعالیٰ سے نامانوس ہوتا ہے اسی قدر غیر سے مانوس ہوتا ہے اور جس قدر غیر سے مانوس ہوتا ہے اس قدر اللہ سے وحشت میں مبتلا ہوتا ہے اور محبت الٰہی سے دور ہو جاتا ہے۔ ❶

محبت الٰہی سے متعلق اسلافِ امت کے ایمان افروز واقعات

ایک نابینا، کوڑھ کا مریض اور معذور شخص کی محبت الٰہی

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو بیک وقت نابینا، کوڑھ کا مریض، ٹانگوں سے معذور، بے لباس اور ساتھ بڑھاپا بھی تھا، اور کہہ رہا تھا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نِعْمَتِہٖ" اللہ کے لیے تمام تعریفیں اسکے نعمتوں پر۔ ایک شخص نے اس سے کہا: اللہ کی نعمتوں میں سے کونسی شئی باقی رہ گئی جس پر اللہ کا شکر ادا کر رہے ہو؟ اس نے کہا:

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۳۲

اِرْمِ بِبَصَرِکَ إِلَی أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَانْظُرْ إِلَی کَثْرَةِ أَهْلِهَا،أَوَلَا أَحْمَدُ اللّٰهَ أَنَّهُ لَيْسَ فِيهَا أَحَدٌ يَعْرِفُهُ غَيْرِیْ. ❶

ترجمہ:اپنی نظر اہل شہر کی طرف گھمائیں،پس دیکھو انکی اکثریت کو،ان میں سے میرے سوا کوئی ایک بھی نہیں جو اللہ کی معرفت کو جانے،کیا اس پر بات شکر نہ کروں؟

رابعہ شامیہ کی محبت الٰہی اور خوفِ خدا کی کیفیت

احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری زوجہ رابعہ شامیہ کے متعدد احوال تھے۔کبھی ان پر حب کا غلبہ ہو جاتا تھا اور کبھی موانست کا غلبہ ہو جاتا تھا،محبت کی حالت میں میں نے انہیں یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

حَبِيْبٌ لَيْسَ يَعْدِلُهُ حَبِيْبٌ   وَمَا سِوَاهُ فِیْ قَلْبِهِ نَصِيْبٌ
حَبِيْبٌ غَابَ عَنْ بَصَرِیْ وَشَخْصِیْ   وَلٰکِنْ عَنْ فُؤَادِیْ مَا يَغِيْبُ

ترجمہ:وہ ایسا حبیب ہے کہ اس کے برابر کوئی حبیب نہیں ہے،اور اس کی محبت کے سوا کسی کی میرے قلب میں جگہ نہیں ہے۔وہ حبیب میری آنکھوں اور نظروں سے غائب ہے لیکن میرے دل سے کبھی غائب نہیں ہوتا۔

انس کی حالت میں یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا:

وَلَقَدْ جَعَلْتُکَ فِیْ فُؤَادِ مُحَدِّثِیْ   وَاَبَحْتُ جِسْمِیْ مَنْ اَرَادَ جُلُوْسِیْ
فَالْجِسْمُ مِنِّیْ لِلْجَلِيْسِ مُؤَانِسِیْ   وَحَبِيْبُ قَلْبِیْ فِی الْفُؤَادِ اَنِيْسِیْ

ترجمہ:میں نے اپنے آپ کو اپنے دل کا متکلم بنایا ہے اور ہمنشینوں کے لئے جسم مباح کر دیا ہے۔جسم میرا جلیس کے ساتھ موانست کرتا ہے،تو دل میرا محبوب کے ساتھ موانست کر رہا ہوتا ہے۔

---

❶حلية الأولياء:الطبقة الأولى من التابعين،ترجمة:وهب بن منبة،ج۴ص ٦٨

حالتِ خوف میں یہ اشعار کہتے سنا:

وَزَادِیْ قَلِیْلٌ مَا اَرَاهُ مُبَلِّغِیْ　　　اَلِلزَّادِ اَبْکِیْ اَمْ لِطُوْلِ مَسَافَتِیْ

اَتحْرِقُنِیْ بِالنَّارِ یَا غَایَةَ الْمُنٰی　　　فَاَیْنَ رَجَائِیْ فِیْکَ اَیْنَ مَخَافَتِیْ.[1]

ترجمہ: میرے پاس زادِ راہ قلیل ہے، اُمید نہیں کہ کفایت کرے، توشہ نہ ہونے پر روؤں یا طول مسافت پر۔ کیا تو مجھے آگ میں جلائے گا اے میرے غایتِ مقصود، پھر میری اُمید کہاں چلی جائے گی، میرا خوف کہاں جائے گا۔

محبت الٰہی کی وجہ سے کبارائمہ کا جنت میں اعزاز واکرام

حضرت علی بن موفق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دسترخوان پر بیٹھا ہوا ہے اور فرشتے اس کے دائیں بائیں جانب کھڑے ہیں اور اِسے لقمے بنا بنا کر کھلا رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں سے طرح طرح کی نعمتیں کھا رہا ہے، اور ایک شخص جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا لوگوں کے چہرے دیکھ رہا تھا، بعض لوگوں کو وہ اندر آنے کی اجازت دے دیتا تھا اور بعض کو واپس کر دیتا تھا، پھر میں ان دونوں آدمیوں سے گزر کر حظیرہ قدس کی طرف چلا، وہاں عرش کے شامیانوں میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھ رہا ہے، وہ کسی طرف نہیں دیکھتا تھا، میں نے رضوان سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ معروف کرخی رحمہ اللہ ہیں: ''لَا خَوْفًا مِنْ نَارِهِ وَلَا شَوْقًا إِلَی جَنَّتِهِ، بَلْ حُبًّا لَهُ فَأَحَبَّ النَّظَرَ إِلَيْهِ إِلَی يَوْمِ الْقِيَامَةِ'' ان کی یہ حالت دوزخ کے خوف سے یا جنت کے شوق میں نہیں ہے، بلکہ اس

[1] صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات الشام، ترجمة: رابعة بنت إسماعيل، ج۲ ص ۴۳۲ / التبصرة لابن الجوزی: المجلس العشرون، ص ۳۰۲

کی محبت کی وجہ سے ہے، اللہ نے انہیں اپنے وجہ کریم کی طرف دیکھنے کی اجازت دے دی ہے۔ راوی نے یہ بھی بیان کیا کہ باقی دونوں آدمیوں میں سے ایک حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ تھے اور دوسرے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تھے۔ ❶

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کا اللہ والوں سے محبت کرنے کا ثمرہ

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں قبرستان کی طرف گیا، وہاں دونو جوان بیٹھے کچھ لکھ رہے تھے، میں نے ان سے کہا: اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ وہ بولے: ''مَلَكَانِ نَكْتُبُ الْمُحِبِّينَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ'' ہم فرشتے ہیں، ہم اللہ عزوجلّ سے محبت کرنے والوں کے نام لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ نے مجھے ان لوگوں میں لکھا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ گرے اور بے ہوش ہو گئے، پھر ہوش میں آئے اور بولے:

نَشَدْتُكُمَا بِاللَّهِ لِمَا كَتَبْتُمَانِىْ فِى أَسْفَلِ سَطْرٍ :مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ طُفَيْلِىٌّ يُحِبُّ الْمُحِبِّينَ لِلَّهِ. ❷

ترجمہ: میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں، تم نے مجھے نیچے والی سطر میں کیوں لکھا؟ مالک بن دینار طفیلی ہے، اللہ کے لئے محبین سے محبت کرنے والا۔

جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کہا گیا کہ آپ ان میں سے لکھ دیئے گئے ہیں کہ انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔

محبت الٰہی کے جنازے پر پرندوں کا سایہ کرنا

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ بہت کم گو تھے، ہر وقت دریائے محبت الٰہی میں مستغرق رہتے تھے اور لوگ ان کو مجنوں سمجھتے تھے، چنانچہ ان کا وصال ہوا تو شدید گرمی تھی جس

❶ إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج٤ص ٣١٠

❷ تاريخ مدينة دمشق: حرف الميم، ترجمة: مالك بن دينار، ج٥٦ ص ٤٠١، رقم الترجمة: ٧١٦٧

میں کسی کو جنازے کے ہمراہ جانے کی تاب نہ ہوسکی، مگر چند کامل الایمان کسان حضرت کے جنازے کو لے کر چلے تو دیکھا کہ پرندے حضرت کے جنازے پر سایہ کئے چلے جارہے ہیں، حضرت کی یہ کرامت دیکھ کر تمام شہر کے باشندے جنازے کے ساتھ ہولئے اور کسی مسجد کے دروازے پر نماز کے لئے جنازہ لے جاکر رکھ دیا، اتنے میں مسجد میں مؤذن نے اذان پڑھی تو ان باکرامت بزرگ نے کلمہ: ''أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلَـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' سن کر کفن سے ہاتھ نکال کر انگشت شہادت بلند کی اور کلمہ شہادت پڑھ کر شہادت دی، یہ حالت دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور کفن کھول کر دیکھنے لگے کہ یہ تو زندہ ہیں، کلمہ شہادت پڑھ کر انگلی اٹھا رہے ہیں مگر جب دیکھا تو وہ اسی حالت میں مردہ تھے مگر انگشت شہادت اسی طرح کھڑی تھی، چنانچہ نماز پڑھ کر سب نے بکمال ادب تجہیز و تکفین سے فراغت پائی، دوسرے دن دیکھتے ہیں کہ ان کی قبر پر ایسے جلی خط میں لکھا ہوا تھا جو کسی خط کے مشابہ نہ تھا کہ ''ذوالنون حبیب اللہ نے اللہ ہی کے ذوق و شوق اور محبت میں اپنی جان نثار کی ہے'' جو ان کے مقبول بارگاہ ہونے کی دلیل تھی۔

فائدہ: سچ ہے جو اللہ کا ہوجاتا ہے اللہ اس کی ہر طرح مدد فرماتا اور درجات بلند فرمادیتا ہے، اور انہیں حقیقی عزت عطا فرماتا ہے۔ ❶

محبت الٰہی میں جان دے دی

حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے جسم پر بغداد کے محلّہ شرقیہ میں ایک ہزار کوڑے لگائے گئے لیکن اس نے اُف تک نہیں کیا، پھر اُسے قید خانے میں لے جایا گیا، میں اس کے پیچھے پیچھے چلا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ کوڑے کیوں لگائے گئے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ''لِأَنِّیْ عَاشِقٌ'' اس

❶ حکایتوں کا گلدستہ: ص۳۴، ۳۵/ کشف المحجوب: ص۲۲۶

لیے میں ایک عاشق ہوں، میں نے اس سے پوچھا کہ تم اس کیفیت پر خاموش کیوں رہے؟ اس نے کہا:

لِأَنَّ مَعْشُوقِي كَانَ بِحَذَائِي يَنظُرُ إِلَيَّ فَقُلْتُ فَلَوْ نَظَرْتَ إِلَى الْمَعْشُوقِ الْأَكْبَرِ. ❶

ترجمہ: کیوں کہ میرا معشوق میری نظروں کے سامنے تھا اور مجھے دیکھ رہا تھا، میں نے اس سے کہا: کاش تم سب سے بڑے معشوق کو دیکھتے۔ یہ سن کر اس نے ایک زبردست چیخ ماری اور وہیں گر کر انتقال ہوگیا۔

مختلف بیماریوں میں مبتلا شخص کی محبت الٰہی کا انوکھا واقعہ

حضرت بشر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ابتدائے سلوک میں جزیرہ عبادان گیا، وہاں میں نے ایک جذامی کو دیکھا جو نابینا اور پاگل تھا اور زمین پر پڑا ہوا تھا، چیونٹیاں اس کا گوشت کھا رہی تھیں، میں نے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور اس سے اس کا حال دریافت کرنے لگا، میں ایک ایک لفظ بار بار کہتا تھا، جب اِسے ہوش آیا تو کہنے لگا: ”مَنْ هَذَا الْفَضُولِيِّ الَّذِي يَدْخُلُ بَيْنِي وَبَيْنَ رَبِّي لَوْ قَطَعَنِي إِرْبًا إِرْبًا مَا ازْدَدْتُ لَهُ إِلَّا حُبًّا“ یہ فضولی کون ہے جو میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مداخلت کر رہا ہے، اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں تب بھی میری محبت منقطع نہ ہو، بلکہ اور زیادہ ہو جائے گی۔ حضرت بشر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس واقعے کے بعد جب بھی میں نے کسی بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اس طرح کا کوئی معاملہ دیکھا تو میں نے برا نہیں سمجھا۔ ❷

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص۳۴۸

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص۳۴۸

محبت الٰہی میں مفلوج شخص کے جذبات

بصرہ میں ایک شخص تھا جس کو ''ضیغم'' کہا جاتا تھا، یہ کھڑے ہوکر عبادت کرتا رہا حتی کہ قیام کے قابل نہ رہا، پھر بیٹھ کر عبادت کرتا رہا حتی کہ بیٹھنے کے قابل بھی نہ رہا، پھر لیٹ کر عبادت کرنے لگے حتی کہ لیٹنے کے قابل بھی نہ رہے، پھر لوگوں سے کہا: مجھے بٹھاؤ، آسمان کی نظر اٹھائی اور کہا:

سُبْحَانَکَ عَجبًا لِلْخَلِيقَةِ کَيْفَ أَنِسَتْ بِأَحَدٍ سِوَاکَ. ❶

ترجمہ: پاک ہے تیری ذات! مجھے مخلوق پر حیرت ہے کہ تیرے سوا کیسے کسی اور سے انس ومحبت کرتی ہے۔

ولہان مجنون کی محبت الٰہی کی پکار

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں طواف کررہا تھا، اسی اثناء میں میں نے ولہان مجنون کو دیکھا، وہ کہہ رہا تھا:

حُبُّکَ قَتَلَنِي وَشَوْقُکَ أَتْلَفَنِي، وَالْاِتِّصَالُ بِکَ أَسْقَمَنِي، فَبَعِدَتْ قُلُوبٌ تُحِبُّ غَيْرَکَ، وَثَکِلَتْ خَوَاطِرُ أَنِسَتْ بِسِوَاکَ. ❷

ترجمہ: تیری محبت نے مجھے قتل کردیا اور تیرے شوق نے مجھے ہلاک کردیا، اور تیرے ساتھ وصل نے مجھے بیمار کردیا، پس ملعون ہوجائے وہ دل جو تیرے علاوہ سے محبت کرتے ہیں، اور گم ہوجائے وہ خیال جو تیرے علاوہ سے انس پکڑتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی بیٹی کی محبت الٰہی اور والد کو نصیحت

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ اپنے بیٹی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی ہتھیلی

❶ شعب الإيمان: محبة اللّٰه عز وجلّ، ج۲ ص ۱۲، الرقم: ۱۴۲

❷ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من العباد الذين لم يعرف لهم مستقر وإنما لقوا في أماكن، ترجمة: ولهان المجنون، ج۲ ص ۵۱۶، رقم الترجمة: ۹۶۷

میں تکلیف ہوگئی تھی ، میں نے اس بارے میں اس کی بیمار پرسی کی اور کہا: بیٹی! تیری ہتھیلی اب کیسی ہے؟اس نے کہا: میرے ابا جان !اللہ تعالی نے میرے لیے اسکا ثواب (تکلیف زیادہ کرکے)اس قدر بڑھادیا کہ میں اس پر کبھی شکرادانہیں کرسکتی۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے کہا: میں اس کے حسن یقین سے خوش ہوگیا۔میں بیٹی کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا کہ میرا چھوٹا بیٹا جس کی عمر تین سال کی تھی میرے پاس آیا اور میں نے اسے بوسہ دیا اور اپنے سینے کے ساتھ لگالیا،تو میری بیٹی نے کہا: ابا جان! میں اللہ کی قسم کے ساتھ آپ سے پوچھتی ہوں، کیا آپ اس بیٹے سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! بیٹی! میں اس سے محبت کرتا ہوں، بیٹی نے کہا:

سَوْأَةٌ لَکَ مِنَ اللَّهِ یَا أَبَتِ إِنِّی ظَنَنْتُ أَنَّکَ لَا تُحِبُّ مَعَ اللَّهِ غَیْرَ اللَّهِ.

ترجمہ: میرے ابا جان! یہ بات اللہ کے ہاں آپ کے لیے باعثِ شرم وعار ہے، میں تو سمجھتی تھی کہ آپ اللہ کے ساتھ اللہ کے سوا محبت نہیں کرتے۔میں نے کہا: اے بیٹی! کیا تم لوگ اپنے اولاد سے محبت نہیں کرتے؟ اس نے کہا:

اَلْمَحَبَّةُ لِلْخَالِقِ وَالرَّحْمَةُ لِلْأَوْلَادِ.

ترجمہ: محبت تو صرف خالق کے لیے ہےاور رحمت وشفقت اولاد کے لیے ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے اپنا سر پیٹا اور کہا:

یَا رَبِّ،هَذِهِ ابْنَتِی هَجَنَتْنِی فِی حُبِّهَا وَحُبِّ أَخِیهَا،وَعِزَّتِکَ لَا أَحْبَبْتُ مَعَکَ أَحَدًا حَتَّى أَلْقَاکَ. ❶

ترجمہ: اے میرے رب! میری بیٹی نے مجھے لاجواب اور ذلیل کردیا ہے اپنی محبت

❶ تاریخ مدینة دمشق: حرف الفاء،ترجمة: فضیل بن عیاض ، ج۴۸ ص ۴۰۲،رقم الترجمة: ۵۶۳۰

کے بارے میں بھی اور اپنے بھائی کی محبت کے بارے میں بھی، (لہذا آج کے بعد) مجھے تیری عزت کی قسم ہے! میں تیرے ساتھ کسی کی محبت نہیں رکھوں گا یہاں تک کہ میں تجھے ملوں۔

غیر کی محبت کی وجہ سے درجات میں کمی آ گئی

بنی اسرائیل کے ایک عابد نے سمندر کے جزیرے میں چار سو سال تک عبادت کی، اس کے بال اتنے لمبے ہو گئے تھے کہ جب وہ جزیرے کے جھاڑیوں سے گزرتا تو اس کے بال اس کے ٹہنیوں میں الجھ جاتے، ایک دن وہ اس جزیرے کے جھاڑیوں اور درختوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک درخت پر سے گزرا جس پر کسی پرندے کا گھونسلہ تھا، چنانچہ اس نے اپنے مصلی کی جگہ اس کے قریب منتقل کر دی۔ تو اسے آواز آئی:

آنَسْتَ بِغَيْرِی، وَعِزَّتِی لَأُحُطَّنَّکَ مِمَّا کُنْتَ فِيهِ دَرَجَتَيْنِ. ❶

ترجمہ: تم نے میرے سوا غیر سے انس کر لیا ہے، پس میرے عزت کی قسم! میں نے تجھے اس مقام سے جس پر تو تھا دو درجے نیچے اتار دیا ہے۔

محبت الٰہی میں ایک شخص کا رونا اور مجلس کا رلانا

حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ کے بیٹے ابو بکر بن ابو عثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کی مجلس میں بغداد کا ایک شخص کھڑا ہوا اور پوچھا:

يَا أَبَا عُثْمَانَ مَتَى يَكُونُ الرَّجُلُ صَادِقًا فِي حُبِّ مَوْلَاهُ؟.

ترجمہ: اے ابو عثمان! بندہ اپنے مولی کی محبت میں کب سچا ہوتا ہے؟

ابو عثمان رحمہ اللہ نے فرمایا:

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: حرف الميم، ترجمة: محمد بن عبد الله بن ميمون أبی الحواری، ج ۵۴ ص ۲۶، رقم الترجمة: ۶۵۸۲

إِذَا خَلَا مِنْ خِلَافِهِ كَانَ صَادِقًا فِي حُبِّهِ.

ترجمہ: جب اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوتو وہ اللہ کی محبت میں سچا ہوتا ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ اتنے میں اس نے اپنے سر پر مٹی ڈال لی اور چیخ چیخ کر رونے لگا اور بولا:

كَيْفَ ادَّعَى حُبَّهُ، وَلَمْ أَخْلُ طَرْفَةَ عَيْنٍ مِنْ خِلَافِهِ؟''

ترجمہ: میں کیسے اللہ کی محبت کا دعوی کرسکتا ہوں جب کہ میں آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

اس پر حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ اور اہل مجلس رو پڑے اور ابوعثمان رحمہ اللہ روتے ہوئے فرمانے لگے: ''صَادِقٌ فِي حُبِّهِ مُقَصِّرٌ فِي حَقِّهِ'' یہ اللہ کی محبت میں سچا ہے مگر اللہ کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہے۔ ❶

عتبہ غلام اور محبت الٰہی

قرّاء میں سے ایک شخص فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات عتبہ غلام کو دیکھا کہ صبح تک یہ کہہ رہے تھے:

إِنْ تُعَذِّبْنِي فَإِنِّي لَكَ مُحِبٌّ، وَإِنْ تَرْحَمْنِي فَأَنَا لَكَ مُحِبٌّ. ❷

ترجمہ: اگر تو مجھے عذاب دے تو میں تیرے لیے محبت کرنا والا ہوں اور اگر تو مجھ پر رحم کرے تو میں تجھ ہی سے محبت کرنے والا ہوں۔

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ سے کسی شخص نے سوال کیا کہ آپ اس زمانے میں بھی کسی ایسے شخص سے واقف ہیں جو مخلوق سے بے خبر ہو اور اپنے حال میں مشغول

❶ تاریخ بغداد: باب السین، ترجمة: سعید بن إسماعیل، ج١٠ ص١٤٤، رقم الترجمة: ٤٦٤٣

❷ شعب الإیمان: محبة الله عز وجلّ، ج٢ ص٤٠، الرقم: ٥٧٤

ہو؟ فرمایا: ہاں! ایک شخص ایسا ہے اور وہ ابھی یہاں آنے والا ہے، ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ عتبہ غلام وہاں آئے ،عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا: اے عتبہ! تم کہاں سے آرہے ہو؟ انہوں نے کہا: فلاں جگہ سے، اس جگہ کا راستہ بازار کی سمت سے تھا، آپ نے پوچھا تمہیں راستے میں کون کون ملا تھا؟ انہوں نے کہا: میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ ❶

حب الٰہی سے سرشار ایک شخص

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں چند لوگوں کے پاس سے گزرا، وہ تیر اندازی کر رہے تھے، ایک شخص ان لوگوں سے کچھ دوری پر بیٹھا ہوا تھا، میں اس کی طرف بڑھا اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس سے کچھ گفتگو کروں، اس نے کہا: مجھے اللہ کا ذکر زیادہ مرغوب ہے، میں نے کہا: آپ تنہا ہیں، کہنے لگا: میرے ساتھ میرا رب ہے اور دونوں فرشتے ہیں، میں نے پوچھا: ان لوگوں میں سے جو تیر اندازی کر رہے ہیں کون سبقت لے جا سکتا ہے؟ کہنے لگا: جس کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دے، میں نے پوچھا: راستہ کدھر ہے؟ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اٹھ کر چل دیا اور کہنے لگا:

أَكْثَرُ خَلْقِكَ شَاغِلٌ عَنكَ، فَهَذَا كَلَامُ مُسْتَغْرِقٌ بِمُشَاهَدَةِ اللَّهِ تَعَالَى، لَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا مِنْهُ وَلَا يَسْمَعُ إِلَّا فِيهِ،فَهَذَا لَا يَحْتَاجُ إِلَى مُرَاقَبَةِ لِسَانِهِ وَجَوَارِحِهِ، فَإِنَّهَا لَا تَتَحَرَّكُ إِلَّا بِمَا هُوَ فِيهِ. ❷

تیری اکثر مخلوق تجھ سے بے پرواہے، یہ اس شخص کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں مستغرق ہو،صرف اسی سے گفتگو کرتا ہو اور اس کے بارے میں سنتا ہو، ایسے شخص کو

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المرقبة والمحاسبة، ج۴ص ۳۳۹

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المراقبة والمحاسبة ، ج۴ص ۳۹۹

زبان اور اعضاء کے مراقبے کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ اعضاء تو دل کے حکم پر حرکت کرتے ہیں۔

محبت الٰہی میں جان دینے والی عابدہ کی مناجات

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس کی بعض وادیوں میں گھوم رہا تھا کہ کسی کے بولنے کی آواز سنائی دی، وہ کہہ رہا تھا:

يَـا ذَا الأَيَـادِي الَّتِـي لَا تُحْصَى، وَيَا ذَا الْجُودِ وَالْبَقَاءِ مُتِعْ بَصَرَ قَلْبِي مِنَ الْـجَـوْلَانِ فِي بَسَاتِينِ جَبَرُوتِكَ، وَاجْعَلْ هِمَّتِي مُتَّصِلَةً بِجُودِ لُطْفِكَ يَا لَطِيفُ، وَأَعِذْنِي مِنْ مَسَالِكِ الْمُتَحَيِّرِينَ بِجَلَالِ بِهَائِكَ يَا رَؤُوفُ، وَاجْعَلْنِي لَكَ فِي جَمِيعِ الْحَالَاتِ خَادِمًا وَطَالِبًا، وَكُنْ لِي يَا مُنَوِّرَ قَلْبِي وَغَايَةَ طَلَبِي فِي الْفَضْلِ صَاحِبًا.

ترجمہ: اے انعامات والے! جس کے انعام گنتی سے باہر ہیں۔ اے سخی اور بقا کے مالک! میرے دل کی آنکھ کو اپنے جبروت کے باغوں میں آنے جانے کا نفع بخش دے۔ اے لطیف! میری ہمت کو اپنے لطف کے جود سے متصل فرمادے۔ اے رؤف! اپنے جلال اور اپنی روشنی کے صدقے مجھے سرکش لوگوں کے راستے سے پناہ میں رکھ۔ مجھے تو اپنے لئے حالات کا خادم اور طالب بنا۔ اے میرے دل کو منور کرنے والے اور میری انتہائے مقصود! تو میرا ہو جا۔

میں آواز کے پیچھے ہولیا، اچانک مجھے ایک عورت دکھائی دی جیسا کہ جلی ہوئی لکڑی ہو، اس نے اون کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور سیاہ بالوں سے بنا دوپٹہ، مشقت نے اسے بہت لاغر کر دیا تھا اور رنج وغم نے اُسے ہلاک کرڈالا تھا اور محبت نے اُسے پگھلا ڈالا تھا، میں نے اسے سلام کیا، اس نے وعلیک السلام یا ذا النون کہا۔ میں نے پوچھا تجھے میرا نام

کیسے معلوم ہے حالانکہ آج تک تو نے مجھے دیکھا نہیں؟ کہنے لگی حبیب نے میرے سرّ (راز) کو واضح کر دیا۔ پس میرے دل سے اس نے اندھے پن کے تمام پردے ہٹا دیئے جس کی وجہ سے میں نے تمہارا نام جان لیا۔

میں نے کہا اپنی مناجات کو پھر شروع کرو، وہ بولی:

أَسْأَلُکَ یَاذَاالْبَهَاءِ أَنْ تَصْرِفَ عَنِّی شَرَّ مَاأَجِدُ فَقَدِاسْتَوْحَشْتُ مِنَ الْحَیَاةِ ثُمّ خَرَتْ مَیْتَةً فَبَقِیتُ مُتَحَیِّرًا مُتَفَکِّرًا فَأَقْبَلَتْ عَجُوزٌ کَالْوَالِهَةِ فَنَظَرْتُ إِلَیْهَا ثُمّ قَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الّذِی کَرّمَهَا، قُلْتُ: مَن هَذِهِ؟ فَقَالَتْ: أَلَمْ تَسْمَعْ بِزَهْرَاءَ الْوَالِهَةِ؟ هَذِهِ ابْنَتِی تُوَهّمُ النّاسَ مُنْذُ عِشْرِینَ سَنَةً أَنّهَا مَجْنُونَةٌ وَإِنّمَا قَتَلَهَا الشّوْقُ إِلَی رَبِّهَا. ❶

ترجمہ: اے روشنیوں کے مالک! تو مجھ سے اس شر کو دور فرما دے، جو میں موجود پاتی ہوں، میں اب زندگی سے بہت گھبرا گئی ہوں، اس کے ساتھ ہی وہ گری اور فوت ہو چکی تھی۔ میں وہاں حیران پریشان کھڑا تھا۔ اچانک ایک بڑھیا اسی عورت کی شکل و صورت سے ملتی جلتی اس کی طرف بڑھی اسے دیکھا اور کہنے لگی ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَکْرَمَهَا'' اس اللہ کی تعریف وشکریہ جس نے اسے عزت بخشی۔ میں نے اس بڑھیا سے پوچھا، یہ عورت کون ہے؟ کہنے لگی میری بیٹی ''زہرۃ الوالہہ'' ہے۔ بیس سال سے لوگوں کا اس کے بارے میں خیال تھا کہ یہ دیوانی ہے لیکن اِسے تو اِس کے رب کی ملاقات کے شوق نے قتل کر دیا۔

ایک سیاہ فام غلام اور محبت الٰہی

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مکہ معظّمہ میں شدید قحط پڑا،

❶ صفة الصفوة: ومن عابدات جبال بيت المقدس، ترجمة: زهراء الوالهة، ج۲ ص ۴۷۳، ۴۷۴

لوگ نماز استسقاء کے لئے میدان عرفات میں جمع ہوتے رہے، لیکن کسی طرح قحط کے آثار کم نہ ہوتے تھے، برابر ایک ہفتہ اسی طرح گزر گیا، چنانچہ آئندہ ہفتہ جمعہ کی نماز کے بعد لوگ پھر عرفات میں جمع ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک سیاہ فام ضعیف و ناتواں انسان ہے جس نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالی سے دعا مانگی اور سجدہ میں گر گر قسم کھائی کہ تیری عزت وجلال کی قسم! اس وقت تک سجدے سے سر نہ اٹھاؤں گا جب تک تو بارانِ رحمت سے اپنے بندوں کو سیراب نہ کردے۔

چنانچہ اس کی اس دعا کے بعد میں نے دیکھا کہ آسمان پر ابر سیاہ نمودار ہوا اور اس طرح برسا گویا کہ کسی نے مشک کے دہانے کھول دیئے ہیں، بعد ازاں اس سیاہ فام بندہ خدا نے اپنے رب کی حمد وثناء بیان کی اور چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا کہ دیکھوں یہ شخص کہاں جاتا ہے، جب وہ چلتے چلتے ایسے مکان میں داخل ہوا جہاں ایک بردہ فروش رہتا تھا، میں یہ دیکھ کر واپس چلا آیا اور صبح کو کچھ روپیہ لے کر اس بردہ فروش کے مکان پر پہنچا، میں نے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنے کی ضرورت ہے، میری اس درخواست پر اس سوداگر نے تقریباً تمام غلام مجھے دکھائے ان سب کو دیکھ بھال کر میں نے کہا: ان کے علاوہ اور بھی کوئی غلام ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! ایک منحوس سا غلام اور ہے جو کسی سے بات بھی نہیں کرتا۔ میں نے کہا: اسے بھی دکھادو، تو سوداگر اسی غلام کو لے آیا جس کو میں دیکھ چکا تھا کہ اس کی دعا سے اللہ نے بارانِ رحمت کی تھی، میں نے اس سوداگر سے دریافت کیا کہ تم نے اس کو کس قیمت پر خریدا ہے؟ سوداگر کہنے لگا کہ خریدا تو ہے میں نے سو اشرفیوں کا، مگر آپ کو صرف دس ہی اشرفی کا دے دوں گا۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم تمہیں اس سے زائد قیمت دے کر اِس غلام کو خریدیں گے، بس اس کا سودا کر کے میں غلام کو ہمراہ لے

کر چلا آیا، تو وہ غلام کہنے لگا: اے میرے آقا! آپ نے آخر مجھے کیوں خریدا ہے؟ میں تو کسی بھی خدمت کے قابل نہیں ہوں، میں نے عرض کیا کہ میں نے تم کو اس لئے خریدا ہے کہ میں تمہارا خادم بنوں اور تم میرے مالک! میری اس بات پر غلام نے دریافت کیا کہ آپ ایسا کیوں کررہے ہیں؟ اس پر میں نے عرض کیا کہ میں کل تمہاری کرامت دیکھ چکا ہوں، اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی اور اپنی رحمت کی بارش کردی جس کے لئے مخلوق پریشان تھی۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا واقعی آپ نے ایسا دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں! اس کے بعد اس نے دریافت کیا کہ کیا آپ مجھے آزاد کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ تو اللہ کے واسطے آزاد ہے! اس کے بعد میں نے سنا ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ ابن مبارک! تجھے بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی۔ بعد ازاں اس غلام نے کامل وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ اس چھوٹے آقا کی آزادی پر تو اللہ کا شکر ہے، مگر مولائے اکبر کے آزاد کرنے پر اس کا شکر کس طرح ادا کروں؟ اس کے بعد دوبارہ وضو کر کے اس نے دو رکعت نماز ادا کی اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگی کہ الٰہی تجھے معلوم ہے کہ میں نے کئی سال تک تیری عبادت کی اور میرے تیرے درمیان عہد تھا کہ تو میرا پردہ فاش نہ کرے گا، مگر اب جبکہ یہ راز کھل گیا تو تو میری روح قبض کر کے اپنے پاس بلالے، اتنے میں وہ بے ہوش ہو کر گرا جو دیکھا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو معمولی کفن دیا اور نماز پڑھ کر دفن کردیا، پس جب میں سویا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو نہایت خوبصورت بزرگ نہایت عمدہ سا لباس پہنے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک صاحب نے مجھ سے فرمایا: اے ابن مبارک! کیا تجھے اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں آئی؟ اور یہ کہہ کر جب وہ چلے تو میں نے دریافت کیا کہ: آپ

کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں! اور یہ میرے پاس حضرت ابراہیم علیہ السلام! آخر میں نے دریافت کیا کہ میں اللہ سے کس طرح نہیں شرمایا؟ حالانکہ کثرت سے نماز پڑھتا ہوں! اس پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ! آج اولیاء اللہ میں سے ایک ولی کی وفات ہوئی اور تم نے اس کو اچھا کفن نہیں دیا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو میں نے اس غلام کی نعش کو قبر سے نکال کر نہایت عمدہ اور نفیس کفن پہنایا اور دوبارہ نماز جنازہ ادا کر کے دفن کر دیا، اللہ تعالی اس پر اپنا خصوصی فضل وکرم فرمائے، آمین! ❶

فائدہ: سچ ہے اللہ تعالی اپنے مطیع اور فرماں بردار کی خود عزت بڑھا دیتا ہے۔

نہایت تکالیف میں مبتلا شخص کی محبت الٰہی اور خشیت

حضرت عیسی علیہ السلام کا ایک شخص پر گذر ہوا وہ شخص نابینا، کوڑھ کے مرض والا اور فالج زدہ تھا اور جذام بیماری کی وجہ سے اس کے گوشت کے ٹکڑے گر رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسی مصیبت سے بچایا ہے جس میں اپنی مخلوق میں سے بہت سارے لوگوں کو مبتلا کیا ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے اس کو دیکھ کر فرمایا: تجھے کونسی مصیبت میں مبتلا نہیں کیا گیا ہے؟ تو اس نے کہا:

يَا رُوحَ اللّٰهِ أَنَا خَيْرٌ مِمَّنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ فِي قَلْبِهِ مَا جَعَلَ فِي قَلْبِي مِنْ مَعْرِفَتِهِ فَقَالَ لَهُ صَدَقْتَ هَاتِ يَدَكَ فَنَاوَلَهُ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ أَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا وَأَفْضَلُهُمْ هَيْئَةً وَقَدْ أَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ بِهِ فَصَحِبَ عِيسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَعَبَّدَ مَعَهُ. ❷

❶ حکایات قلوبی: حکایت نمبر ۸ ص ۲۸ تا ۳۱/ روض الریاحین: الحکایة التاسعة عشرة بعد المائة، ص ۱۴۱، ۱۴۲

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والأنس والرضا، ج ۴ ص ۳۴۹

ترجمہ: اے روح اللہ! میں کم ازکم اس شخص سے تو بہتر ہوں جس کے دل میں اللہ پاک نے اپنی معرفت نہیں ڈالی، تو حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا: آپ صحیح کہہ رہے ہو، مجھے اپنا ہاتھ دو، جیسے ہی اس نے اپنا ہاتھ حضرت عیسی علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا تو وہ تمام لوگوں سے خوبصورت بن گیا اور اللہ پاک نے اس کی تمام مصیبتیں دور کردیں، پھر وہ شخص حضرت عیسی علیہ السلام کا ساتھی بن کر رہا اور موت تک عبادت میں مشغول رہا۔

ایک خاتون کی محبت الٰہی پر مبنی مناجات

محمد بن بکار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک عبادت گذار خاتون جو ہمیشہ پریشان ومضطرب دکھائی دیتی تھی، ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ آپ اس قدر پریشان کیوں دکھائی دے رہی ہیں، اگر آپ کو کوئی تکلیف ہو تو اس کا علاج کیا جائے۔ محمد بن بکار رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اس خاتون نے یہ سنا تو رونے لگیں اور فرمایا:

مَنْ لِی بِعِلاجِ هَذَا الدَّاءِ ،وَهَلْ أَقْرَحَ قَلْبِی إِلَّا التَّفكُّرَ فِی نَیْلِ مُعَالَجتِهِ أَوَلَیْسَ عَجِیبًا أَنْ أَكُونَ حَیَّةً بَیْنَ أَظْهُرِكُمْ وَفِی قَلْبِی مِنَ الاشْتِیَاقِ إِلَى رَبِّی عَزَّ وَجَلَّ مِثْلَ شَعْلَ النَّارِ الَّتِی لا تُطْفَأُ حَتَّى أَصِیرَ إِلَى الطَّبِیبِ الَّذِی عِنْدَهُ بَرَءَ دَائِی وَشِفَاءُ قَلْبِ . (1)

ترجمہ: میرے اس مرض کی دوا کون کرسکتا ہے! غموں کی زیادتی سے میرا دل چھلنی ہو چکا ہے، کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ میں اب تک زندہ ہوں؟ میرے دل میں آگ بھڑک رہی ہے کہ میں کس طرح اپنے رب سے جا ملوں اور یہ آگ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جاتی ہے اور یہی میرا غم ہے، میرے اس مرض کا علاج تو صرف میرے پروردگار کے پاس ہے، اب اسی کے پاس جا کر اس مرض سے نجات حاصل ہوگی۔

(1) صفوة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات مكه المجهولات الأسماء ج ١ ص ۴۵۱ رقم الترجمة: ۴۵١

محبت الٰہی کا ثمرہ دیدارِ خداوندی ہے

علی بن موفق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ جنت میں ایک شخص ہے جو دستر خوان پر بیٹھا ہوا ہے، اور دو فرشتے اس کے دائیں اور بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کو جنت کے پاکیزہ کھانے کے لقمے ڈال رہے ہیں اور وہ مزے سے کھا رہا ہے، پھر ایک شخص کو دیکھتا ہوں کہ وہ جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا ہے، اور وہ لوگوں کو غور سے دیکھ دیکھ کر بعضوں کو جنت میں داخل کر رہا ہے، اور بعضوں کو واپس کر رہا ہے، میں ان دونوں سے آگے بڑھ کر حدیقۃ القدس میں آ گیا، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ عرش کے قناتوں میں ایک شخص مسلسل نظر اٹھائے ہوئے رب تعالیٰ جل جلالہ کو دیکھ رہا ہے اور نظر نیچے ہی نہیں کرتا، میں نے جنت کے داروغہ سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو اس نے بتایا کہ یہ شخص معروف کرخی رحمہ اللہ ہے:

عَبْـدُ اللّٰهِ لَا خَوْفًا مِنْ نَارِهٖ وَلَا شَوْقًا إِلٰى جَنَّتِهٖ بَلْ حُبًّا لَهٗ فَأَبَاحَهُ النَّظْرُ إِلَيْهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: یہ وہ اللہ کا بندہ ہے جو رب تعالیٰ جل جلالہ کی عبادت نہ جنت کی لالچ کی وجہ سے کرتا تھا اور نہ ہی جہنم کے خوف کی وجہ سے، بلکہ یہ صرف اور صرف عبادت اللہ رب العزت کی محبت کی وجہ سے کرتا تھا، اس لیے اللہ پاک نے اس کو یہ انعام دیا ہے کہ یہ قیامت تک اپنے رب کا دیدار کرے گا۔

پہلے دو آدمیوں میں ایک حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ تھے، اور ایک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تھے۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والأنس والرضا، ج۴ ص ۳۱۰

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ کی محبوبیت ومقبولیت

حضرت خالد بن عبد السلام الصدفی فرماتے ہیں میں حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ) کے جنازے میں اپنے والد صاحب کے ساتھ شریک ہوا:

فَمَا رَأَيْتُ جَنَازَةً قَطُّ أَعْظَمَ مِنْهَا، رَأَيْتُ النَّاسَ كُلَّهُم عَلَيْهِمُ الْحُزْنُ، وَهُمْ يُعَزِّى بَعْضُهُم بَعْضاً، وَيبْكُونَ، فَقُلْتُ: يَا أَبتِ، كَأَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنَ النَّاسِ صَاحِبُ هَذِهِ الجَنَازَةِ.فَقَالَ: يَابُنَيَّ! لا تَرَى مِثْلَهُ أَبَداً. ❶

ترجمہ: میں نے ان کے جنازے سے بڑا کوئی جنازہ نہیں دیکھا، میں نے سب لوگوں کو دیکھا کہ وہ آپ کے متعلق غم زدہ تھے اور ایک دوسرے کو تعزیت کر رہے تھے اور رو رہے تھے، میں نے کہا: اے ابا جان! ایسے لگتا ہے کہ ان تمام لوگوں میں سے ہر ایک اس جنازے والے کا (شاگرد یا تعلق والا) ہے، تو انہوں نے فرمایا: اے بیٹے! تم اس جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھو گے۔

حضرت بشر حافی رحمہ اللہ کا مقام اور محبوبیت

فاطمہ بنت احمد کہتی ہیں کہ بغداد میں دس جوان تھے، جن کے ساتھ دس غلام تھے، انہوں نے ایک جوان کو اپنی ضرورت کیلئے بازار بھیجا، اس نے دیر کردی، وہ ہنستے ہوئے واپس آیا اور اس کے ہاتھ میں خربوزہ تھا، انہوں نے اس جوان سے کہا تو دیر سے آیا ہے اور ہنس رہا کیوں ہے؟ اس نے کہا: میں تمہارے پاس ایک خربوزہ لایا ہوں، بشر حافی نے اس خربوزے کو ہاتھ لگایا تو میں نے اِسے بیس درہموں کا خریدلیا، ان جوانوں اور غلاموں میں سے ہر ایک اسے چومنے لگا اور اپنی آنکھوں پر رکھنے لگا، ان میں سے ایک نے کہا کہ حضرت بشر حافی اس مرتبہ تک کیسے پہنچ گیا؟ تو باقیوں نے کہا تقویٰ کی

❶سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ليث بن سعد بن عبد الرحمن، ج۸ ص ۱۶۲

وجہ سے ،اس پوچھنے والے نے کہا: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ تعالی کی طرف توبہ کرتا ہوں اور باقی سب نے بھی اس طرح کہا اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ طرسوس چلے گئے اور سارے شہید ہوگئے اور وہیں مدفون ہیں۔ ❶

محبت الٰہی کے ذریعے عبادت میں لذت اور حلاوت کا محسوس ہونا

جب محبت الٰہی نصیب ہوگی تو عبادت میں لذت محسوس ہوگی۔آج ہم عبادت تو کرتے ہیں،مگر عادت کے طور پر کرتے ہیں،اذان ہوئی تو مسجد چلے آئے،اوپر نیچے ہوئے،نماز ختم ہوئی تو نکل آئے۔آج نمازوں میں خشوع خضوع نہیں ہے،آج ہمیں عبادت کی حلاوت نصیب نہیں ہے،انسان کا تعلق اللہ تعالی سے مضبوط ہوجائے اور اس کی عبادت میں خشوع خضوع ہوجائے،یہ تب ہوگا،جب وہ گناہوں سے بچے گا پھر عبادت میں خشوع خضوع پیدا ہوگا۔اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿قَدۡ أَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ. الَّذِینَ هُمۡ فِیۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ﴾(المؤمنون: ۱،۲)

ترجمہ: یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے،جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع کرنے والے ہیں۔

خشوع سے مراد سکون ہے

عَنۡ ابۡنِ عَبَّاسٍ فِیۡ قَوۡلِهِ:(الَّذِینَ هُمۡ فِی صَلاتِهِمۡ خَاشِعُونَ)یَقُوۡلُ: خَائِفُوۡنَ سَاکِنُوۡنَ. ❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ خاشعون کا مطلب ہے: نماز میں ڈرنے والے اور سکون اختیار کرنے والے۔

❶التوابین لابن قدامة: ذکر سبب توبة جماعة من الأمة، ص ۱۲۹

❷تفسیر الطبری: ج ۱۹ ص ۹

اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے اہم عبادت نماز ہے۔جس کی ادائیگی کے لئے نہ کسی نصاب کی ضرورت اور نہ مرد وزن کا فرق، نہ سفید وسیاہ، مالدار اور غریب میں امتیاز، بلکہ ہر کلمہ گوخواہ دنیا کے جس کونے میں پیدا ہوا اسلام کے نعمت سے مالا مال ہو اس پرادائیگی فرض اوراس پر ملنے والا اجر وثواب اگر صحیح انداز سے ادا کیا جائے، بادشاہ وفقیر دونوں کے لئے مساوی ہے۔جب محبت الٰہی کے ساتھ نماز کی ادائیگی ہوگی تو اس میں لذت وحلاوت نصیب ہوگی۔

محبت الٰہی کے سبب ریچھ کا وضو کے لئے پانی لانا

حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے،فرماتے ہیں کہ میں نے عجائبات وکرامت سے پہلے پہل یہ دیکھا کہ میں ایک تنہائی کے مقام میں گیا،میری عادت ہرنماز کے لئے تازہ وضو کرنے کی تھی۔لڑکپن سے مجھے پانی نہ ملنے کی وجہ سے غم اور رنج ہوا،ناگاہ ایک ریچھ پرنظر پڑی جودو پاؤں سے چل رہا تھا،اس کے ہاتھوں میں ایک پانی سے بھرا ہوا سبز گھڑا تھا، دور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آدمی ہے،میرے قریب آکر اس نے گھڑا سامنے رکھ دیا اور سلام کیا،میرے جی میں ایک علمی اعتراض پیدا ہوا اور میں نے پوچھا کہ یہ پانی اور گھڑا کہاں سے آیا؟اس نے کہا:اے سہل! ہم لوگ وحشی (جنگلی جانور) ہیں، اہل اللہ میں سے جواللہ کی محبت اور توکل پر پختہ اعتقاد ویقین رکھتے ہیں ہم اُن کی مدد کرتے ہیں،آج ہم آپس میں کچھ تذکرہ کررہے تھے کہ اچانک آواز آئی کہ سہل تجدید وضو کے لئے پانی تلاش کررہے ہیں، میں نے یہ گھڑا ہاتھ میں لیا،تو میرے پہلو میں دو فرشتے تھے، میں ان کے قریب گیا،انہوں نے ہوا پر سے اس گھڑے میں پانی ڈالا، مجھے پانی کے گرنے کی آواز بھی آئی،سہل فرماتے ہیں کہ یہ سن کر مجھے غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ گھڑا میرے سامنے پڑا ہے

اور ریچھ کا پتہ نہیں، مجھے افسوس ہوا کہ میں نے اس سے اور کچھ بات نہ کی اور میں نے اس پانی سے وضو کیا۔ ❶

تعلق مع اللہ کے سبب جان، مال اور مکان کی غیبی حفاظت

۱......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ چند جھونپڑے جل کر راکھ ہو گئے، صرف ایک جھونپڑا باقی رہ گیا جوان جلے ہوئے جھونپڑوں کے درمیان واقع تھا، ان دنوں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کے گورنر تھے، آپ کو اس واقعے کی خبر دی گئی، آپ نے اس جھونپڑے کے مالک کو بلا کر پوچھا کہ تیرا جھونپڑا کیوں نہیں جلا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالی کو یہ قسم دی تھی کہ وہ میرا جھونپڑا نہ جلائے، تو اللہ تعالی نے اِن کے اعمال وتقوی کے سبب ان کے جھونپڑے کی حفاظت کی۔

۲......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے یہ واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ بھرے میں آگ لگ گئی، حضرت ابوعبیدہ خواص رحمہ اللہ آئے اور آگ پر چلنے لگے، بصرہ کے امیر نے ان سے کہا کہ آپ آگ سے دور ہیں، کہیں آگ آپ کو جلا نہ ڈالے، ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میں نے اللہ تعالی کو قسم دی ہے کہ مجھے آگ نہ جلائے، امیر نے کہا: تب آپ اللہ کو یہ قسم بھی دیں کہ آگ بجھ جائے، آپ نے قسم دی اور آگ بجھ گئی۔

۳......ایک دن ابوحفص رحمہ اللہ کہیں جارہے تھے، راستے میں ایک دہقانی شخص نظر آیا جو اپنے حواس میں نہیں تھا، آپ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا ہوا؟ اس نے عرض کیا کہ میرا گدھا گم ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس کوئی دوسرا گدھا نہیں ہے،

❶ روض الریاحین :الحکایۃالثامنۃ و التسعون بعدالمائۃ ،ص:۱۹۶

راوی کہتے ہیں کہ ابوحفص رحمہ اللہ یہ سن کرٹھہر گئے اور کہنے لگے: اے اللہ! تیری عزت کی قسم! میں اس وقت تک اگلا قدم نہیں اٹھاؤں گا جب تک اس شخص کا گدھا واپس نہیں مل جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اسی وقت وہ گدھا نظر آ گیا اور ابوحفص آ گے بڑھ گئے۔

اللہ رب العزت نے بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے اعمال وتقوی کے سبب عنداللہ اُن کا بڑا مقام ومرتبہ ہوتا ہے، اگر وہ کسی بات پر قسم کھائیں تو اللہ رب العزت اُن کی قسم کی لاج رکھتا ہے اور اسی بات کو پورا فرما دیتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ. ❶

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالی کے بندوں میں سے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ قسم کھائیں تو اللہ تعالی ان کی قسم کو پورا کرتا ہے۔

اس طرح کے واقعات اہل انس کو پیش آتے ہیں، دوسروں کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اہل انس کی تقلید میں اپنی زبان سے جراتمندانہ کلمات نکالیں اور کفر کے قریب ہو جائیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل انس اپنی گفتگو میں، اپنی مناجات میں اور اپنی تنہائیوں میں ایسی باتیں کر جاتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کے حق میں کفر ہوتی ہیں، ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ اگر عوام الناس اہل انس کی باتیں سن لیں تو انہیں کافر کہہ دیں، حالانکہ وہ اس طرح کی باتوں سے درجات میں ترقی پاتے ہیں، یہ باتیں انہیں کوزیب دیتی ہیں۔ ❷

❶ صحیح البخاری: کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیة، رقم الحدیث: ۲۷۰۳

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۳۲، ۳۳۳

حضرت شبلی رحمہ اللہ اور محبت الٰہی

حضرت شبلی رحمہ اللہ کے بارے میں سنا ہے کہ جب آپ کے سامنے کوئی اللہ کا نام لیتا تھا تو آپ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتے، شیرینی نکالتے اور اس بندے کے منہ میں ڈالتے اور فرماتے کہ جس منہ سے میرے محبوب کا نام نکلے میں اس منہ کو شیرینی سے کیوں نہ بھر دوں۔ ❶

جن کی صحبت سے محبت الٰہی نصیب ہو

ابوعبداللہ خفیف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مصر سے ابوعلی روزباری رحمہ اللہ سے ملنے کے لے رملہ کی طرف چلا، مجھ سے عیسی بن یونس مصری رحمہ اللہ نے جو زاہد کے نام سے مشہور تھے کہا کہ موضع صور میں ایک نوجوان اور ایک ادھیڑ عمر کا شخص مراقبے کی حالت میں ہیں، اگر تم ایک نظر انہیں دیکھ لو تو شاید کچھ نفع ہو، میں انہیں دیکھنے کی غرض سے اس حال میں پہنچا کہ میں بھوک پیاس سے بدحال تھا میں وہاں کی مسجد میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ دو آدمی قبلے کی طرف رخ کیے ہوئے بیٹھے ہیں، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب نہیں دیا، میں نے دوبارہ اور سہ بارہ بھی سلام لیا مگر وہ خاموش ہی رہے۔ میں نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں! تمہیں میرے سلام کا جواب دینا چاہیے، نوجوان نے اپنا سر اٹھایا اور میری طرف دیکھ کر کہنے لگا:

يَا ابْنَ خَفِيف! الدُّنيَا قَلِيلٌ وَمَا بَقِيَ مِنَ القَلِيلِ إِلَّا القَلِيلُ فَخُذْ مِنَ القَلِيلِ الْكَثِيرَ يَا ابْنَ خَفِيفِ! مَا أَقَلَّ شَغْلَكَ حَتّى تَتَفَرّغَ إِلَى لِقَائِنَا.

ترجمہ: اے خفیف کے بیٹے! دنیا بہت مختصر ہے اور اس مختصر میں سے بھی بہت کم باقی رہ گئی ہے مگر تو اس سے بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ اے خفیف کے بیٹے! تیری مشغولیات

❶ خطبات فقیر: صحبت اولیاء، ج ۱ ص ۱۴۶

کم ہیں تب ہی تو تجھے ہم سے ملنے کی فرصت مل گئی۔ اس کے بعد اس نے اپنا سر جھکالیا، میں ان کے پاس دیر تک ٹھہرا یہاں تک کہ میں نے ظہر اور عصر کی نمازیں بھی انہی کے ساتھ ادا کیں، معلوم نہیں ان کی نظر میں کیا تاثیر تھی کہ میری بھوک پیاس سب اڑ گئی اور تمام تھکن دور ہوگئی، جب عصر کا وقت آیا تو میں نے اس نوجوان سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے، نوجوان نے کہا: ہم خود مصیبت میں ہیں تجھے کیا نصیحت کریں، اس کے بعد میں ان کے پاس تین دن تک ٹھہرا رہا، نہ میں کچھ کھاتا تھا اور نہ پیتا تھا اور نہ میں نے انہیں کھاتے پیتے ہوئے دیکھا، جب تیسرا دن ہوا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ مجھے نصیحت کرنے کے لیے انہیں قسم دینی چاہیے شاید مجھے ان کے وعظ و نصیحت سے کچھ نفع ہو، نوجوان نے اپنا سر اٹھالیا اور کہنے لگا:

يَا ابْنَ خَفِيفٍ عَلَيْكَ بِصُحْبَةِ مَنْ يُذَكِّرُكَ اللّٰهَ رُؤْيَتُهُ وَتَقَعُ هَيْبَتُهُ عَلَى قَلْبِكَ يُعَظُّكَ بِلِسَانِ فِعْلِهِ وَلَا يُعَظُّكَ بِلِسَانِ قَوْلِهِ وَالسَّلَامُ قُمْ عَنَّا. ❶

ترجمہ: اے خفیف کے بیٹے! اس شخص کی صحبت اختیار کرنی چاہیے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے اور تیرے دل میں اس کی ہیبت جم جائے، جو تجھے زبان حال سے نصیحت کرے، زبان قال سے نصیحت نہ کرے، سلام علیکم اب تم یہاں سے جاؤ۔

یہ ہے ان مراقبین کا درجہ جن کے دلوں پر اللہ کی عظمت وجلالت اس قدر غالب ہوتی ہے کہ غیر کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

محبت الٰہی اور حضرت رابعہ بصری رحمہا اللہ اور محبت الٰہی

حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے آخری وقت میں حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے اور دریافت کیا کہ آپ کو کسی نے تکلیف دی ہے؟ تو کہنے

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المراقبة والمحاسبة، ج۴ص ۳۹۹

لگیں: معصیت نے! پھر معلوم کیا کسی چیز کو جی چاہتا ہے؟ تو بولیں: مغفرت کو! کہنے لگے: دنیا کی کسی چیز کی خواہش ہے؟ تو فرمایا: تمہیں برس سے تازہ چھوارے کو جی چاہتا ہے اور اب تک نہیں کھایا۔ یہ سن کر حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ نے سوچا یہ تو کچھ دیر کی مہمان ہے، تازہ چھوارہ اس وقت کہاں سے آئے؟ اسی اثناء میں کیا دیکھتے ہیں کہ اچانک ایک پرندہ نے ایسا عمدہ چھوارہ ان کے سامنے لا ڈالا جو کبھی دیکھا نہ سنا تھا، چنانچہ وہ فوراً اس کو لے کر حضرت رابعہ رحمہا اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دریافت کرنے لگیں: یہ کہاں سے آیا ہے؟ جب ماجرا معلوم ہوا تو بولیں: واللہ اعلم! پرندہ کس کے باغ سے لے آیا؟ میں نہیں کھاؤں گی، بس اب تو اپنے پیارے رب کے پاس ہی جا کر کھاؤں گی۔ پھر فرمایا: اب مجھ کو تنہا مکان میں میرے اکیلے خدا کے ساتھ اکیلا چھوڑ دو، یہ سن کر سب لوگ مغموم ہو کر رخصت ہوئے اور مکان کا دروازہ بند کر دیا، کچھ دیر کے بعد اس مکان کی طرف سے ایک غیبی آواز سنائی دی:

يَا أَيَّتُهَاالنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً.(الفجر:۲۷، ۲۸)

ترجمہ:) اے وہ جان جو (اللہ کی اطاعت میں) چین پا چکی ہے۔ اپنے پروردگار کی طرف اس طرح لوٹ کر آ جا کہ تو اس سے راضی ہو، اور وہ تجھ سے راضی۔

چنانچہ دروازہ کھول کر دیکھا تو زندہ دل رابعہ رحمہا اللہ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی، اللہ ان کو اپنی بے شمار نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔

فائدہ: اللہ! اللہ! حضرت رابعہ رحمہا اللہ نے کئی سال تک کھجور نہ کھائی اور آخر جان شیریں جان آفریں کے سپرد کر دی۔ [1]

[1] حکایتوں کا گلدستہ: ص۴۴، ۴۵

محبتِ الٰہی میں راتوں کو قیام کرنے والی عابدہ ریحانہ

امام ابو القاسم بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے صالح مری سے سنا کہتے تھے کہ میں نے ریحانہ مجنونہ کو دیکھا، میں نے اُسے سلام کیا، اس نے مجھے کہا صالح مری سن، پھر اس نے کچھ اشعار پڑھے:

بِوَجْهِکَ لَا تُعَذِّبْنِیْ فَإِنِّیْ أُؤَمِّلُ أَنْ أَفُوْزَ بِخَیْرِ دَارٍ
وَأَنْتَ مُجَاوِرُ الْأَبْرَارِ فِیْهَا وَلَوْلَا أَنْتَ مَاطَابَ الْمَزَارُ

ترجمہ: اپنی عزت وعظمت کے طفیل مجھے عذاب نہ دے، کیونکہ مجھے تو آپ سے اچھے گھر کی اُمید ہے۔ تو تو نیک لوگوں کو پسند کرتا ہے اگر تیری شفقت وعنایت نہ ہوتو راز کا کیا لطف۔

امام ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے، محمد بن منکدر نے اور ثابت بنانی رحمہم اللہ نے ریحانہ مجنونہ کے پاس ابلہ شہر میں رات گزاری، رات کے ابتدائی حصے میں کھڑی ہوئی اور کہا:

قَامَ الْمُحِبُّ إِلَى الْمُؤَمِّلِ قَوْمَةً كَادَ الْفُؤَادُ مِنَ السُّرُوْرِ يَطِيْرُ

ترجمہ: عاشق نے اپنے محبوب کے سامنے قیام کیا، مزہ سے قریب تھا کہ دل اڑ جائے۔
پس جب آدھی رات گذر گئی میں نے سنا وہ کہہ رہی تھی:

لَا تَأْنَسَنَ بِمَنْ تَوَحَّشَکَ نَظْرَتَهُ فَتَمْنَعَنَ مِنَ التِّذْكَارِ فِي الظَّلَامِ
وَاجْهَدْ وَكُنْ فِي اللَّيْلِ ذَا شَجَنٍ يُسْقِيْکَ كَأْسُ وَدَادِ الْعِزِّ وَالْكَرَمِ

ترجمہ: اس سے انس نہ لے جس کی نظر تجھے وحشت زدہ کردے پھر تو اندھیرے میں ذکر سے رک جائے گا۔ کوشش کر تدبیر اختیار کر غمگین رات میں۔ تجھے بہادری، عزت اور شرافت کا پیالہ پلائے گی۔

پھر کھڑی ہوئی اور پکارا ہائے جنگ، ہائے ہتھیار، میں نے کہا یہ کیا کہنے لگی:

ذَهَبَ الظَّلَامُ بِأُنسِهِ وَبِأُلْفِهِ   لَيْتَ الظَّلَامُ بِأُنْسِهِ يَتَجَدَّدُ. ❶

ترجمہ: اندھیرا اس کی محبت اور انس کی وجہ سے ختم ہوگیا، کاش کہ اندھیرا اس کی محبت کی وجہ سے دوبارہ آجائے۔

اللہ کی محبت کو خواہشات پر مقدم رکھو

یحیی بن بسطام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت شعوانہ رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا اور دیکھتا تھا کہ وہ کس قدر روتی ہیں اور کس شدت سے گریہ وزاری کرتی ہیں۔ ایک دن میں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ کسی دن تنہا میں ملاقات کر کے ہم ان سے کہیں گے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھ تھوڑی نرمی کا معاملہ کریں، ساتھی نے میری اس تجویز سے اتفاق کیا، چنانچہ ایک موقع پر تلاش کر کے ہم لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا اچھا ہوا گر آپ نفس کے ساتھ نرمی برتیں اور اس گریہ وزاری میں کچھ کمی کریں جو آپ چاہتی ہیں، اس نرمی سے اس پر بڑی مدد ملے گی۔ یہ بات سن کر وہ رونے لگیں اور کہنے لگیں: بخدا میں اس قدر رونا چاہتی ہوں کہ میرے آنسو خشک ہو جائیں۔ پھر خون کے آنسوؤں، یہاں تک کہ میرے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ آنسو بن کر آنکھ سے بہہ جائے لیکن میں کہاں روتی ہوں۔ مجھے رونا کب نصیب ہوتا ہے؟ یہ جملے انہوں نے کئی مرتبہ کہے اور بے ہوش ہوگئیں۔

محمد بن معاذ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک عبادت گزار خاتون نے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا گویا مجھے جنت میں داخل کیا گیا ہے۔ تمام اہل جنت اپنے اپنے دروازوں پر کھڑے ہیں۔ میں نے کہا کہ جنت والوں کو کیا ہوگیا؟ یہ دروازوں میں

❶صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات الأبلة، ترجمة: ريحانة، ج٢ ص٢٦٦

کیوں کھڑے ہوئے ہیں؟ کسی کہنے والے نے کہا کہ جنت والے اس عورت کو دیکھنے کے لیے اپنے محلوں سے باہر نکل آئے ہیں جس کے لیے جنتیں سجائی گئی ہیں۔ میں نے کہا: وہ کون عورت ہے جس کا زبردست اعزاز منظور ہے؟ جواب دیا گیا کہ وہ ایک کی ایک سیاہ فام باندی ہے جسے شعوانہ کہتے ہیں، میں نے کہا: اللہ وہ تو میری بہن ہے۔ میں ابھی یہ گفتگو کر رہی تھی کہ وہ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر ہوا کے دوش پر اڑتی ہوئی آئی۔ میں نے اس سے کہا کہ اے بہن شعوانہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر۔ وہ مجھے تیرے ساتھ ملا دے۔ اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا:

لَمْ يَأْنِ لِقُدُومِكَ وَلَكِنِ احْفَظِي عَنِّي اثْنَتَيْنِ أَلْزِمِي الْحُزْنَ قَلْبَكِ وَقَدِّمِي مَحَبَّةَ اللّٰهِ عَلَى هَوَاكِ وَلَا يُضُرُّكِ مَتَى مِتِّ. ❶

ترجمہ: ابھی تیرے یہاں آنے کا وقت نہیں آیا، البتہ میری دو باتیں یاد رکھ: ایک تو یہ کہ دل کو ہمیشہ غم زدہ رکھنا اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنی خواہش نفس پر مقدم رکھنا۔ پھر ان شاء اللہ تجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا، خواہ کسی بھی وقت تیری موت آئے۔

حضرت نقیش بنت سالم کی محبت الٰہی پر مبنی مناجات

امام ابو المورق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے نقیش بنت سالم کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ کہتی تھیں:

يَا سَيِّدَ الْأَنَامِ رَحَلَتْ بِي الشُّقَّةُ وَهَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِعَفْوِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِرَحْمَتِكَ مِنْ غَضَبِكَ يَا حَبِيبَ الْأَوَّابِينَ يَا مَنْ لَا يُكْدِيهِ إِلَّا عَطَاءٌ يَا ذَا الْمَنِّ وَالْآلَاءِ زِدْنِي بِالثِّقَةِ مِنْكَ وَصِلَةً وَاجْعَلْ قُرَاىَ عَتْقَ رَقَبَتِي وَأَقِرَّ عَيْنِي بِرِضَاكَ. ❷

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المرقبة والمحاسبة، ج ۴ ص ۴۱۴

❷ صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات مكة، ترجمة: نقيش بنت سالم، ج ۱ ص ۴۴۷

ترجمہ: اے لوگوں کے مالک! محنتیں ختم ہوگئیں، یہ مقام ہے آپ کی سختی سے پناہ مانگنے کا، آپ کی رحمت طلب کرنے کا غضب سے۔ اے رجوع کرنے والوں کے دوست! اے وہ ذات جس کی عطا ختم نہیں ہوسکتی۔ اے نعمتوں والے احسان والے! اپنے وصال کا شوق (محنت) زیادہ کردے، اور میری مہمانی میری آزادی کردیجئے اور میری آنکھیں اپنی رضا کے ساتھ ٹھنڈی کردیجئے۔

امام ابوالمورق رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اس کو موقف پر دیکھا وہ کہہ رہی تھی: گناہ میرے اوپر بوجھ بن گئے ہیں، اے لوگوں کے سردار! ہری آنکھوں کو حزن (غم) کا سرمہ پڑ گیا، مجھے تیری عزت کی قسم کہ میں بالکل نہیں ہٹوں گی حتیٰ کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے اور میرا گھر کہاں ہے۔ جب لوگوں کے ہاتھوں کو دعا کے لئے پھیلا ہوا دیکھا تو کہا اے اللہ! انہیں اس مقام (خوفِ خدا) پر باقی رکھ۔ اے میری اور بزرگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک جو تیرے انعام کی تلاش میں رہتے ہیں اور تیرے فضل کی امید کرتے ہیں، پس جب لوگ لوٹ گئے اس نے اپنا چہرہ زمین پر رکھا اور چیخ ماردی کہا لوگ لوٹ گئے ہیں میرا دل آپ سے مایوس نہیں ہوتا۔

محبتِ الٰہی کے سبب اللہ تعالیٰ نے ڈوبا ہوا بچہ زندہ نکال دیا

ایک نیک صالحہ خاتون حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کی مرید تھیں، اس عورت کا چھوٹا سا بچہ قرآن مجید کی تعلیم کے لئے استاد کی خدمت میں جاتا تھا، ایک دن استاد نے بچے کو کسی کام کے لئے دریائے دجلہ پر بھیجا وہ بچہ جو پانی میں اترا تو ڈوب گیا۔ بچے کا استاد ڈر کے مارے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری سرگزشت آپ کو سنائی، وہاں حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ بھی تشریف رکھتے تھے، کہنے لگے کہ اچھا چلو بچے کی ماں کو صبر دلائیں، سب کے سب بچے کی ماں کے پاس

آئے اور اشارات وکنایات میں صبر کی ہدایت کرنے لگے، وہ خاتون حیران ہو کر پوچھنے لگی کہ آج خیر تو ہے خلافِ عادت یہ کیا ارشاد ہورہا ہے، اور صبر کی ہدایت سے اس وقت کیا مراد ہے، پھر حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کو کہنا ہی پڑا کہ آج امر الٰہی تمہارا بچہ دریا میں ڈوب گیا اس لئے تمہیں صبر کرنا لازم ہے، اس خاتون نے کہا حضرت ایسا واقعہ نہیں ہوا، اچھا مجھے لے چلو ذرا وہ جگہ میں دیکھ لوں کہ جہاں میرا بچہ ڈوبا ہے، سب لوگ اس عورت کو ساتھ لے گئے اور جس جگہ وہ بچہ ڈوب گیا تھا وہاں لے جا کر کھڑا کیا اور اشارے سے بتایا کہ یہاں تمہارا بچہ ڈوبا ہوا ہے، اس خاتون نے محبت کے جوش میں آکر اپنے بچے کا نام لے کر پکارا، بچے نے پانی کی تہہ میں سے ماں کو جواب دیا، وہ عورت جھٹ پانی کے اندر کود پڑی اور خدا کے فضل سے بچے کو زندہ سلامت باہر نکال لائی۔ حضرت سری رحمہ اللہ نے حیرت سے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی طرف ظاہر میں دیکھا، باطن میں پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا: ”هٰذَا مِنْ صِدْقِهَا مَعَ اللّٰهِ“ یہ اس خاتون کی محبت الٰہی کی صداقت کا نتیجہ ہے ”فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ“ تم میری الفت محبت کو اپنے دل میں زندہ سلامت رکھو، میں تمہارے پیار ومحبت کی شے کو دریا کی تہہ میں زندہ سلامت رکھوں گا۔ ❶

محبت الٰہی سے سرشار ایک خاتون کی گفتگو

محمد بن بکار رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک عبادت گزار خاتون جو ہمیشہ پریشان ومضطرب دکھائی دیتی تھی۔

ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ آپ اس قدر پریشان کیوں دکھائی دے رہی ہیں، اگر آپ کو کوئی تکلیف ہو تو اس کا علاج کیا جائے۔ محمد بن بکار رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اس

❶ روض الرياحين في حكايات الصالحين: الحكاية الرابعة والخمسون، ص ۹۴

خاتون نے یہ سنا تو رونے لگیں اور فرمایا:

میرے اس مرض کی دوا کون کرسکتا ہے، غموں کی زیادتی سے میرا دل چھلنی ہو چکا ہے،

کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ میں اب تک زندہ ہوں۔

میرے دل میں آگ بھڑک رہی ہے کہ میں کس طرح اپنے رب سے جاملوں اور یہ آگ لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہی جاتی ہے، اور یہی میرا غم ہے۔ میرے اس مرض کا علاج تو صرف میرے پروردگار کے پاس ہے، اب اسی کے پاس جا کر اس مرض سے نجات حاصل ہوگی۔ ❶

حب الٰہی کے سبب مال کی غیبی حفاظت

حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ جب ایک رات سو رہی تھیں تو ان کے مکان میں ایک چور داخل ہوا اور ان کے گھر کا سامان لے کر دروازہ سے نکلنے کا قصد کیا تو دروازہ اس پر پوشیدہ ہو گیا، چنانچہ بیٹھ کر دروازہ کے ظاہر ہونے کا انتظار کرنے لگا، اچانک اسے آواز آئی کہ کپڑے رکھ دے اور دروازہ سے باہر نکل جا۔ چنانچہ جب اس نے کپڑے رکھ دیئے تو دروازہ ظاہر ہو گیا، اس کے بعد پھر اس نے کپڑے اٹھا کر باہر جانا چاہا تو پھر دروازہ پوشیدہ ہو گیا، یہ دیکھ کر پھر اس نے کپڑے رکھ دیئے تو پھر دروازہ دکھائی دینے لگا، چنانچہ جب کئی مرتبہ اس پر یہی واقعہ گزرا اور حیران تھا کہ ماجرا کیا ہے؟ تو اس کو ایک غیبی آواز آئی کہ: اے شخص! اگر رابعہ اس وقت سو گئی ہے تو اس کا حبیب تو نہیں سوتا، اس کو تو نیند اور اونگھ آتی ہی نہیں۔ یعنی اللہ تو اس کا محافظ ہے۔ یہ سن کر چور نے کپڑے رکھ دیئے اور اس کو یقین ہو گیا کہ رابعہ کا سامان دروازہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ بس وہ خالی ہاتھ دروازہ سے باہر نکل گیا۔

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات مكة، ج ١ ص ۴۵

فائدہ: سچ ہے! جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر حال میں اس کی حفاظت فرماتا ہے۔ ❶

ایک سیاہ فام خاتون کی محبت الٰہی پر مبنی گفتگو

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک روز وادی کنعان سے اوپر کی طرف چلا، جب میں اوپر پہنچا تو دیکھا کہ سامنے کی جانب ایک سیاہ چیز چلتی آرہی ہے اور رو رہی ہے:

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ. (الزمر: ۴۷)

اور اس وقت ان کے تمام برے اعمال ظاہر ہو جائیں گے۔

جب وہ تاریک چیز میرے قریب آئی تو میں نے دیکھا کہ وہ عورت ہے جس کے بدن پر اونی جبہ ہے اور ہاتھ میں ڈول ہے۔ اس نے مجھے دیکھ کر پوچھا تو کون ہے جو مجھ سے ڈر نہیں رہا ہے، میں نے کہا میں ایک اجنبی مسافر ہوں۔ وہ عورت کہنے لگی اللہ کے ہوتے ہوئے غربت اور سفر کے کیا معنی؟ میں اس کی یہ بات سن کر رونے لگا، اس نے کہا تو کیوں روتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میرے زخم میں تکلیف تھی۔ تیری باتوں نے اس پر مرہم رکھ دی اس لئے روتا ہوں، اس نے کہا اگر تو سچا ہے تو کیوں روتا ہے، میں نے کہا کیا سچے رویا نہیں کرتے؟ وہ کہنے لگی نہیں۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے جواب دیا اس لئے کہ رونا دل کی راحت میں ہوتا ہے، میں اس کی یہ بات سن کر تعجب میں رہ گیا۔ ❷

ایک عابدہ خاتون نے عشقِ الٰہی میں اشعار پڑھ کر جان دے دی

حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا، دیکھا تو وہاں ایک مجنونہ

---

❶ حکایتوں کا گلدستہ: ص ۹۴

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المراقبة والمحاسبة، المقام الأول، ج ۴ ص ۴۱۵

لونڈی فروخت ہورہی ہے، میں نے سات دینار دے کر خرید لیا اور اپنے گھر لے آیا، جب رات کا کچھ حصہ گذرا، میں نے اُسے دیکھا کہ وہ اٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر دی، اور نماز میں اس کی حالت یہ تھی کہ آنسوؤں اور ہچکیوں سے اس کا دم گھٹا جاتا تھا اور یہ مناجات کرتی تھی:

اے میرے معبود! آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم کیجئے۔

یہ حال اس کا دیکھ کر مجھے اس کے جنون کی حالت معلوم ہوئی کہ اِسے اس قسم کا جنون ہے۔ میں نے اس کی یہ مناجات سن کر کہا، لونڈی تو اس طرح نہ کہہ بلکہ اس طرح کہہ:

''اے اللہ تجھ سے میری محبت رکھنے کی قسم۔''

یہ سن کر بولی:

چل دور رہو، مجھے قسم ہے اس حق کی اگر اُسے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو مجھے میٹھی نیند سلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا۔ پھر یہ اشعار پڑھے:

اَلْكَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَالْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ وَالدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ
كَيْفَ الْقَرَارُ عَلَى مَنْ لَا قَرَارَ لَهُ مِمَّاجَنَاهُ الْهَوَى وَالشَّوْقُ وَالْقَلَقُ
يَارَبِّ اِنْ كَانَ شَيْئٌ فِيْهِ لِيْ فَرَجٌ فَامْنُنْ عَلَى بِهِ مَا دَامَ بِهِ رَمَقٌ

۱......اضطراب جمع ہونے والا ہے اور دل جلنے والا ہے اور صبر الگ ہے اور آنسو آگے بڑھنے والے ہیں۔

۲......جس کو عشق اور شوق اور تڑپ کے حملوں سے بالکل چین نہیں اُسے بھلا کس طرح کا سکون اور قرار ہو۔

۳......میرے رب اگر کوئی شی ایسی ہو کہ اس سے غم دفع ہو تو جب تک کچھ جان باقی

ہے اس سے مجھ پر احسان فرما۔

پھر نہایت بلند آواز سے پکاری کہ اے اللہ! میرا اور آپ کا معاملہ اب تک پوشیدہ رہا اور اب مخلوق کو خبر ہو چکی ہے، اب مجھ کو اپنے پاس بلا لیجئے، یہ کہہ کر زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ اس کے صدمہ سے جان دیدی اور مصلی پر ہی روح پرواز کرگئی۔ ❶

محبت یہ ہے کہ آقا کا حکم نہ ٹوٹے

خلیفہ ہارون الرشید رحمہ اللہ کے پاس ایک باندی تھی جو شکل وصورت کے اعتبار سے تو کچھ حسین نہ تھی مگر تھی بڑی سمجھ دار، ایک دن خلیفہ نے اپنی باندیوں میں اشرفیاں لٹانی شروع کیں، تو سب باندیاں اشرفیاں چننے میں مصروف ہوگئیں، لیکن یہ باندی کھڑی کھڑی بادشاہ کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی، کسی نے اس سے دریافت کیا کہ آخر تو اشرفیاں کیوں نہیں لوٹتی؟ اس پر اس باندی نے جواب دیا کہ اشرفیاں لوٹنے والوں کا مقصود تو یہ اشرفیاں ہی ہیں، مگر میرا مطلوب ان اشرفیوں کا مالک ہے، خلیفہ کو اس باندی کی یہ بات بہت پسند آئی، اس نے باندی کو اپنے خواص یعنی مقربین میں داخل کرلیا اور بہت کچھ انعام واکرام سے نوازا۔

شدہ شدہ جب یہ خبر دوسرے بادشاہوں کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ خلیفہ اپنی ایک سیاہ فام باندی پر عاشق ہوگیا ہے، یہ سن کر خلیفہ نے ان سب بادشاہوں کو دعوت دی اور ان سب کے سامنے تمام باندیوں کو بلا کر سب کے ہاتھ میں ایک ایک یاقوت کا پیالہ دے کر حکم دیا کہ ان پیالیوں کو زمین پر پٹک دیں، پیالے تھے یاقوت کے بیش بہا، چنانچہ سب کی سب باندیاں تعمیل حکم سے قاصر رہیں اور خیال کیا کہ زمین پر گرنے سے یہ قیمتی پیالے ضائع ہو جائیں گے مگر اس سیاہ فام باندی نے حکم پاتے ہی پیالہ زمین پر دے

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل بغداد، ترجمة: السري بن المغلس السقطي، ج ١ ص ٥٠٣

مارا جس سے وہ قیمتی پیالہ چور چور ہوگیا۔اس پر خلیفہ نے حاضرین مجلس کو مخاطب فرما کر بیان کیا کہ دیکھئے!اس باندی کا چہرہ اگر چہ حسین نہیں ، نہ وہ اپنی جگہ جمیل ہے لیکن اس کا کام کس قدر حسین ہے کہ اس نے حکم پاتے ہی اس کی تعمیل کی اور باقی تمام باندیاں جن میں ایک سے ایک حسین ہے تعمیل حکم سے قاصر رہیں، پھر خلیفہ نے اس باندی کو بلا کر باز پرس کی آخر تو نے یہ قیمتی پیالہ کیوں توڑا، جبکہ کسی دوسری کو اس کی جرات نہ ہوئی ؟

اس پر سیاہ فام خادمہ نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ حضور نے مجھے اس کے توڑنے کا حکم فرمایا تھا، میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا کہ پیالہ توڑنے میں تو صرف خزانہ شاہی کا قدرے نقصان ہے لیکن عدول حکمی سے نافرمان کہلاؤں گی اور حکم شاہی کی عظمت و وقار کو ٹھیس لگے گی، اس لئے میں نے تعمیل حکم کا احترام کیا، ہوسکتا ہے کہ لوگ مجھے اس سلسلے میں مجنونہ کے لقب سے موسوم کریں، مگر مجھے یہ لقب فرمانِ شاہی کو برقرار رکھنے اور اس کی توقیر بڑھانے کے لئے زیادہ پسند ہے۔

چنانچہ باندی کا یہ جواب سن کر سب کو حیرت ہوئی اور اس کے فہم وفراست کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ ❶

حضرت تحیہ نوبیہ کی محبت الٰہی اور قبولِ اسلام کا سبب

حضرت ابوسعد احمد مالینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تحیہ نوبیہ زائرہ کے پاس آیا، میں نے گھر کے اندر سنا وہ پکار رہی تھی اے وہ ذات! جس سے مجھے محبت ہے اور اس کو مجھ سے محبت ہے، میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا پھر کہا اے تحیہ! تو نے اللہ کی محبت کہاں سے سیکھی، اور یہ کہ اللہ تجھ سے محبت کرتے ہیں:

❶ حکایات قلیوبی: حکایت نمبر ۵ ،ص ۲۴، ۲۵

فَقَالَتْ: نَعَمْ إِنِّی كُنْتُ فِی بَلَدِ النُّوبَةِ وَأَبَوَایَ كَانَا نَصْرَانِيِّيْنِ، وَكَانَتْ أُمِّی تَحْمِلُنِی إِلَی الْكَنِيسَةِ وَتَجِیءُ بِی عِنْدَ الصَّلِيبِ وَتَقُولُ: قَبِّلِی الصَّلِيبَ، فَإِذَا هَمَمْتُ بِذٰلِکَ أَرٰی كَفًّا تَخْرُجُ فَتَرُدُّ وَجْهِی حَتّٰی لَا أُقَبِّلَهُ فَعَلِمْتُ أَنَّ عِنَايَتَهُ بِی قَدِيمَةٌ۔ ❶

ترجمہ: پھر فرمایا جی میں نوبہ شہر میں تھی، میرے والدین عیسائی تھے، میری ماں مجھے کنیسہ (عیسائیوں کی عبادت گاہ) میں صلیب کے پاس لے جاتی تھی اور یہ کہتی تھی صلیب اس کو قبول کرلے (صلیب عیسائیوں کے گمان کے مطابق اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی گئی جو اِن گناہوں کے لئے کفارہ بن گئی اس لئے اس کو پوجتے ہیں) جب میں ارادہ کرتی تو میں دیکھتی کہ ایک ہاتھ غیب سے ظاہر ہوتا اور مجھے پیچھے کردیتا، میں سمجھ گئی کہ اس کی توجہات پہلے سے ہیں۔

دنیا کی محبت نے اللہ سے غافل کردیا

حضرت سعید افریقی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں اور میرا دوست بیت المقدس میں تھے، میں نے ایک لونڈی کو دیکھا اس پر بالوں سے بنی ہوئی قمیص تھی اور اون کا دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا، وہ یوں کہہ رہی تھی اے میرے اللہ! اے میرے سردار! جس آدمی کے پاس کوئی نشانی نہ ہو اس پر راستہ کتنا تنگ ہوتا ہے۔ جس کا کوئی ساتھی نہ ہو اس کے لئے تنہائی کتنی وحشت ناک ہوتی ہے۔ میں نے کہا:

يَا جَارِيَةَ مَا قَطَعَ الْخَلْقَ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَتْ: حُبُّ الدُّنْيَا إِلَّا أَنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عِبَادًا أَسْقَاهُمْ مِنْ حُبِّهِ شَرْبَةً فَوَلَّهَتْ قُلُوبُهُمْ فَلَمْ يُحِبُّوا مَعَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ غَيْرَهُ۔ ❷

❶صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات مصر، ترجمة: تحية النوبية، ج۲ ص ۴۵۵
❷صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من المجهولات الأسماء، ج۲ ص ۴۰۱

ترجمہ: اے لڑکی! کس چیز نے انسان کو اللہ سے توڑ دیا، اس نے کہا دنیا کی محبت نے، بے شک اللہ نے تو اپنے بندوں کو اپنی محبت کی شراب پلائی تھی لیکن ان کے دل غافل ہو گئے اور انہوں نے اللہ کے علاوہ غیروں سے محبت کی۔

محبت الٰہی دنیا کی محبت کے ساتھ نصیب نہیں ہوتی

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ نے سات دن تک روزہ افطار نہ کیا، آٹھویں روز بھوک کی شدت سے نفس نے فریاد کی کہ مجھے بھوکا مرتے سات دن ہو گئے، کب تک مجھے بھوکا مارو گی، تھوڑی دیر بعد کسی شخص نے دروازہ پر دستک دی، اور کھانے کا ایک پیالہ حضرت رابعہ کی خدمت میں پیش کیا، گھر میں اندھیرا تھا، حضرت رابعہ پیالہ رکھ کر چراغ جلانے اٹھیں ابھی چراغ بھی جلا چکی تھیں کہ بلی نے کھانے کا پیالہ گرا دیا، رابعہ بصریہ رحمہا اللہ یہ دیکھ کر کہنے لگیں اچھا ایک کٹورہ پانی کا لے آؤں، روزہ افطار تو کر لوں، پانی لینے گئیں تو چراغ گل ہو گیا، ابھی آپ نے پانی سے روزہ افطار نہیں کیا تھا کہ پانی کا پیالہ ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ حضرت رابعہ نے ایک آہ جگر سوز نکالی کہنے لگیں الٰہی! یہ کیا ماجرا ہے؟ ندا آئی تم دنیا چاہتی ہو یا آخرت، جس کی تمہاری خواہش ہو پوری کر دی جائے گی، ایک دل میں دنیا اور خدا کی محبت جمع نہیں ہو سکتی۔

حضرت رابعہ رحمہا اللہ فرماتی ہیں کہ میں اسی روز سے دنیا سے دل برداشتہ ہو گئی پھر کبھی دنیا کی طرف رخ نہیں کیا۔ میری ہر وقت یہی دعا تھی کہ یا الٰہی! مجھے اپنی حضوری میں مشغول رکھ، ایسا نہ ہو کہ دنیا تیری حضوری سے محروم کر دے۔ (1)

محبت الٰہی میں حکیمہ نے تڑپ کر جان دے دی

سلمہ بن خالد مخرومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں ایک عورت رہتی تھی جس کا نام

(1) تذکرۃ الاولیاء: حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے حالات ومناقب، ص ٦٦

''حکیمہ'' تھا۔ جب وہ بیت اللہ کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف دیکھتی تو چیخ مارتی، تو اس عورت کی طرح چیخ مارتی جس کا بچہ گم ہوا ہو، اور وہ مسلسل چیخ مارتی رہتی تھی یہاں تک کہ بیہوش ہو جاتی، اور اپنی ضروری حاجتوں کے علاوہ مسجد سے جدا نہیں ہوتی تھی۔ سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے بیت اللہ کا دروازہ کھولا اور وہ خاتون اپنی ضرورت سے کہیں باہر گئی ہوئی تھی، جب آئیں تو ایک عورت جوان کی مجلس کی تھی بتایا کہ آج تیرے رب کا دروازہ کھلا ہے، میں نے کہا اگر تو طواف کرنے والوں کو دیکھتی اور دروازہ کھلا ہے اور وہ منتظر ہوتے ہیں رحمت کے یہ ساری باتیں دیکھتی تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں پھر حکیمہ رحمہا اللہ نے ایک چیخ ماری اور تڑپتی رہی یہاں تک کہ فوت ہوگئی۔ ❶

محبت الٰہی پر مبنی اشعار سن کر جنید بغدادی رحمہ اللہ کا بے ہوش ہو جانا

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تنہا حج کو گیا اور مکہ مکرمہ میں کچھ قیام کیا، میری عادت تھی کہ جب رات کا اندھیرا زیادہ ہو جاتا تو میں طواف کیا کرتا، ایک مرتبہ میں نے ایک نوعمر لڑکی کو دیکھا کہ وہ طواف کر رہی ہے اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

أَبِى الْحُبُّ أَن يَّخْفى وَكَمْ قَدْ كَتَمْتُهُ ... فَأَصْبَحَ عَنِيْدُ قَدْ أَنَاخَ وَطْنَبَا

إِذَا اشْتَدَّ شَوْقِىْ هَامَ قَلْبِىْ بِذِكْرِهِ ... وَإِنْ رُمْتُ قُرْبًا مِنْ حَبِيْبِىْ تَقَرَّبَا

وَيَبْدُوْ فَأَفْنى ثُمَّ أَحْيَا بِهِ لَهُ ... وَيُسْعِدُنِىْ حَتَّى أَلَذُّ وَأَطْرَبَا

ترجمہ: میں نے اپنے عشق کو کتنا چھپایا مگر اب وہ کسی طرح مخفی نہیں رہتا، اب تو اس نے کھلم کھلا میرے پاس ڈیرہ ڈال دیا۔

❶صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات مكة، ترجمة: حكيمة المكية، ج ۱ ص ۴۴۷

جب معشوق کے شوق کا مجھ پر غلبہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کے ذکر سے پھڑ کنے لگتا ہے اور اگر میں اپنے محبوب سے قربت چاہتی ہوں تو وہ فوراً مجھ سے تقرب کرتا ہے۔

اور جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں اس میں فنا ہو جاتی ہوں، اور پھر اسی کے لئے اسی کی بدولت زندہ ہو جاتی ہوں، اور وہ میری حاجت روائی کرتا ہے حتی کہ میں خوب لذت پاتی ہوں اور مزے میں آجاتی ہوں۔

حضرت جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا اے لڑکی! تو اللہ سے نہیں ڈرتی ایسی بابرکت جگہ ایسے شعر پڑھتی ہے، وہ میری طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی اے جنید:

لَوْلَا التُّقَى لَمْ تَرِنِیْ   أَهْجَرَ طِيْبَ الْوَسْنِ

إِنَّ التُّقَى شَرَّدَنِیْ   كَمَا تَرَى عَنْ وَطَنِیْ

أَفِرُّ مِنْ وَجَدِیْ بِهِ   فَحُبُّهُ هَيَّمَنِیْ

ترجمہ: اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا تو تو مجھے نہ دیکھتا کہ میں میٹھی نیند کو چھوڑے پھرتی ہوں، تو تو دیکھ ہی رہا ہے کہ اللہ کے خوف ہی نے مجھے میرے وطن سے دھکیلا اور بھگایا ہے۔ اسی کا عشق میرے ساتھ لگا ہوا ہے جس کی وجہ سے میں بھاگی پھر رہی ہوں، اور اسی کی محبت نے مجھے حیران و پریشان کر رکھا ہے۔

اس کے بعد اس نے پوچھا کہ جنید تم اللہ کا طواف کرتے ہو یا بیت اللہ کا طواف کرتے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہوں، تو اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور کہنے لگی سبحان اللہ! آپ کی بھی کیا مشیت ہے جو مخلوق خود پتھر جیسی ہے وہ پتھر کا طواف کرتی ہے، اس کے بعد اس نے تین شعر اور پڑھے:

يَطُوْفُوْنَ بِالْأَحْجَارِ يَبْغُوْنَ قُرْبَةً   إِلَيْكَ وَهُمْ أَقْسَى قُلُوْباً مِنَ الصَّخَرِ

وَتَاَهَّلُوْا فَلَمْ يَدْرُوْا مِنَ التِّيْهِ مَنْ هُمْ   وَخَلُّوْا مَحَلَّ الْقُرْبِ فِیْ بَاطِنِ الْفِكْرِ

فَلَوْ أَخْلَصُوْا فِي الْوُدِّ غَابَتْ صِفَاتُهُمْ وَقَامَتْ صِفَاتُ الْوُدِّ لِلْحَقِّ بِالذِّكْرِ

ترجمہ: جن کا مطلب یہ ہے کہ لوگ پتھروں کا طواف کر کے آپ کا قرب ڈھونڈتے ہیں، ان لوگوں کے دل خود بھی پتھروں سے زیادہ سخت ہیں، اور حیرانی میں حیران و پریشان پھر رہے ہیں اور اپنے خیال میں تقرب کے محل میں اترے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنے عشق میں سچے ہوتے تو ان کی صفات اپنی تو غائب ہو جاتیں اور اللہ کی محبت کی صفات ان میں پیدا ہو جاتیں۔

حضرت جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس کی اس گفتگو سے غش کھا کر گر گیا، جب مجھے غشی سے افاقہ ہوا تو وہ لڑکی جا چکی تھی۔❶

تربیت کے سبب بچیوں کی محبت الٰہی

ایک امیر شخص حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ کے دروازے پر سے گذرا اور پانی مانگا، جب پانی پی چکا تو کچھ مال ان کی طرف پھینکا، گھر والے یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے، لیکن ان کی چھوٹی لڑکی ناخوش ہوئی اور رونے لگی، اس سے دریافت کیا گیا کہ کیوں روتی ہو؟ کہنے لگی کہ ایک مخلوق نے ہماری طرف نظر محبت سے دیکھا تو ہم غنی ہو گئے اور اگر خالق نظر رحمت سے دیکھے تو کیا حال ہوگا۔

حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ کی بیٹی نے اپنے والد سے کھانے کے لئے کوئی چیز مانگی، باپ نے کہا: اپنے پروردگار سے مانگو، کہنے لگی: اللہ کی قسم! میں اللہ سے کھانے کی چیز مانگتے ہوئے شرماتی ہوں، (کہ اللہ سے دنیا مانگوں۔)❷

❶صفة الصفوة: ذكر المصطفين من العباد الذين لم يعرف لهم مستقر وإنما لقوا في أماكن، ومن عقلاء المجانين الذين لقوا في الطواف، ج۲ ص ۵۱۹

❷روض الرياحين: الحكاية الثامنة والعشرون بعد المئتين، ص: ۲۱۴

اللہ سے محبت اس کی ملاقات کے شوق سے کرو

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ''جبل لکام'' کی سیر کررہا تھا، ناگاہ ایک جنگل میں میرا گزر ہوا، جہاں بہت سے درخت اور سبزہ زار تھا، میں وہاں کھڑا ہو کر اس کے پھلوں اور اطراف کے سبزے کو دیکھ رہا تھا، اور تعجب کررہا تھا کہ اتنے میں ایک آواز میرے کان میں آئی، جس سے میرے آنسو جاری ہو گئے، اور رنج کی آگ بھڑک اٹھی، میں اس آواز کی طرف بڑھا، کیا دیکھتا ہوں کہ دامن کوہ میں ایک غار ہے، اور وہ آواز وہاں سے آرہی ہے، میں نے اس میں جھانکا تو دیکھا: وہاں ایک عابد ہے وہ کہہ رہا ہے، پاک ہے تو اے خدا! جس نے مشتاقوں کی تفریح باغ طاعت میں کی ہے، پاک وہ ذات جس نے عقل مندوں کو یہ سمجھا دیا ہے کہ وہ اس کے سوا غیر پر اعتماد نہیں کرتے، پاک ہے وہ ذات جس نے محبت کے نفس کو دریائے محبت میں پہنچایا ہے، اور وہ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں، پھر خاموش ہوگیا، میں نے کہا: السلام علیکم! اے غم کے دوست اور رنج کے ساتھی، کہا: وعلیکم السلام، تم ایسے شخص کے پاس کیسے پہنچے جو لوگوں کے سوال سے ڈر کر تنہا رہتا ہے، اور محاسبہ نفس میں مشغول رہتا ہے، اور لوگوں کے اقوال میں غور وخوض ترک کر دیا ہے، میں نے کہا: مجھے نصیحت وعبرت کا شوق اور نیکوں کے قلوب کی عطاؤں کی طلب ہی تمہارے پاس لائی ہے۔ انہوں نے کہا:

اے جواب! اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں محبت کے چقماق نے عشق کی آگ جلائی ہے، وہ شدت اشتیاق کے سبب باغ ملکوت کی سیر کرتے پھرتے ہیں، میں نے کہا: کچھ ان کی تعریف بیان کرو، فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں جو رحمت الٰہی کے غار میں پناہ گزیں ہیں، اور شراب محبت کے جام پیتے ہیں۔ پھر کہنے

لگے، اے میرے مالک مجھے بھی ان لوگوں میں ملا دے، اوران جیسے اعمال کی توفیق عطا فرما، میں نے کہا: مجھے کچھ وصیت فرمائیے، فرمایا:

أحبُّ اللَّهَ عزَّ وجلَّ شوقًا إلى لقائِهِ، فإنَّ له يومًا يتجلَّى فيه لأوليائِهِ. ❶

اللہ تعالیٰ کی محبت اس کی ملاقات کے شوق سے کرو کہ وہ ایک دن اپنے اولیاء کو اپنے جمال کی تجلی دکھائیں گے۔

محبت الٰہی میں دیدارِ خداوندی کی مشتاق عورت

عبداللہ بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عبادت گزار عورت کو گریہ وزاری کے دوران یہ کہتے ہوئے سنا:

وَاللَّهِ لَقَدْ سئمتُ مِنَ الْحَيَاةِ،حَتَّى لَوْ وُجِدتُّ الْموتَ يُباعُ لاشتريتُه شوقًا إلى اللَّهِ وحبًّا للقائِهِ.

ترجمہ: بخدا میں زندگی سے تنگ آ گئی، اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کسی جگہ موت فروخت ہو رہی ہے تو میں اسے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور اس کی ملاقات کے شوق میں خرید لوں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا: کیا تجھے اپنے عمل پر اطمینان ہے؟ اس نے کہا:

لَاوَلَكِن لِحُبِّي إِيَّاهُ وَحُسْنِ ظَنِّي بِهِ أَفَتَراهُ يُعَذِّبُنِي وَأَنَا أُحِبُّهُ. ❷

اطمینان تو نہیں ہے لیکن مجھے اس سے محبت ہے اور میں اس سے حسن ظن رکھتی ہوں، کیا اس صورت میں وہ مجھے عذاب دے گا۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی محبت الٰہی

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من عباد جبل اللكام، القسم الثاني، ج۲ ص ۴۶۴، ۴۶۵

❷ إحياء علوم الدين : كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۶۰، ۳۶۱

حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی رحمہ اللہ کو نسبت صلوٰتیہ حاصل تھی، ہر وقت نماز ہی کی لگن دل میں رہتی تھی۔ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالی نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ امداداللہ مانگ کیا مانگتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہی کہوں گا کہ مجھے آپ عرش کے نیچے ایک گز جگہ مصلے کے لیے عنایت فرمادیں تاکہ میں وہاں پر نماز پڑھتا رہوں۔

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کو نسبت صلوٰتیہ حاصل ہوگئی تھی اس نسبت کی وجہ سے ان کے قلب میں نماز کا ذوق پیدا ہوگیا تھا، اس لیے ان کے سامنے جنت اور جنت کے محلات اور اس کی حوریں سب ہیچ تھیں، بس قلب میں ہر وقت نماز ہی کی فکر رہتی تھی، اس کا مطلب یہ نہیں کہ دیگر اعمال کا ذوق نہیں تھا بلکہ ہر عمل خیر کا ذوق تھا۔البتہ سب اعمال میں جس کا غلبہ تھا وہ نسبت صلوٰتیہ کا تھا۔

اسی لیے حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ سات قسم کے لوگ ایسے ہوں گے جو قیامت کے دن عرش کے سائے کے نیچے ہوں گے، ان میں دو قسم کے یہ لوگ بھی ہیں: پہلا وہ شخص جو اللہ ہی کے لیے کسی سے محبت کرتا ہے اور انہیں کے لیے کسی سے بغض رکھتا ہے اور دوسرا وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے۔

یعنی جب مسجد سے نماز پڑھ کر آتا ہے تو انتظار کرتا رہتا ہے کب اذان ہو اور میں نماز کے لیے اللہ کے دربار میں حاضر ہو جاؤں اور یہ دولت اسی شخص کو ملتی ہے جس کے اندر نماز کی نسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ [1]

فائدہ: آدمی کو جس چیز سے محبت ہو جاتی ہے اسی سے دل لگی ہو جاتی ہے۔نماز اللہ تبارک وتعالی کے قرب، محبت اور رحمت کے حصول کا اہم ذریعہ ہے۔اس لیے حضرات اولیاء

[1] مجالس حکیم الاسلام: مجلس نمبر ۳۳، صحبت اور معیت کے اثرات اور بزرگوں کے مختلف حالات، ج ۲ ص ۱۴۶

کرام رحمہم اللہ تعالی کواس سے بڑا لگاؤ ہوجاتا ہے اور نماز میں ہی چین اور سکون ملتا ہے۔ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اندر نماز کی محبت اور لگن پیدا کریں اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب تمام نمازوں کو مکمل پابندی کی جائے۔

حضرت حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ کے تقوی کے سبب سرکش جن کا اطاعت کرنا

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ ایک دفعہ پیرانِ کلیسر سے دیوبند سے واپس ہوتے ہوئے سہارنپور تشریف لائے ،لوگوں نے آپ کوایک ایسے مکان میں اتروایا کہ وہاں ایک جن نے سخت آزار پہنچا رکھا تھا حتی کہ وہ مکان بالکل معطل چھوڑ دیا گیا تھا۔ جب حضرت رات کواُٹھے ، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک آدمی آیا اور سلام کیا،حضرت رحمہ اللہ نے تعجب سے پوچھا تم کون ہو؟ کیونکہ مکان بند تھا۔اس نے عرض کیا:

’’میں ایک جن ہوں اور میری ہی وجہ سے یہ مکان خالی پڑا ہے۔‘‘

حضرت حاجی صاحب نے رحمہ اللہ فرمایا:تم کوخدا کا خوف نہیں کہ لوگوں کوتکلیف دیتے ہو؟ اس نے عہد کیا کہ اب میں تکلیف نہ دوں گا،اس کے بعد وہ جن اس مکان سے چلا گیا اور وہ مکان آباد ہوگیا۔تو یہ اثر جن پرحضرت کی اطاعت ہی کا تھا۔

جس شخص کے دل میں محبت الٰہی اور خوفِ خدا ہوتو اللہ تعالی خدا کواس کی اطاعت میں لگالیتے ہیں،اوراس کے تقوی کے سبب ہرایک اُس سے خوف زدہ رہتا ہے۔ ❶

محبت الٰہی میں ٹانگ کاٹنے کا احساس نہ ہوا

حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے پاؤں پرایک زہریلا قسم کا پھوڑا ہوگیا تھا،جس نے رفتہ رفتہ ساری پنڈلی کواپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ جب وہ زخم اوپر بڑھنے لگا تو اس وقت مخلصین کے اصرار پرآپ ٹانگ کٹوانے پرراضی ہوگئے،

---

❶ خطبات حکیم الامت:استخفاف المعاصی: ج۱۸ص۲۵

جب آپکی ٹانگ کاٹی گئی تو ڈاکٹروں کو خطرہ تھا کہ شاید آپ جانبر نہ ہوسکیں گے، کرنل امیر الدین صاحب گھبرائے ہوئے تھے اور ٹانگ کاٹ رہے تھے اور ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب ٹانکے لگا رہے تھے اور کرنل ڈاکٹر ضیاء اللہ صاحب نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے، وہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ مفتی صاحب بھی پریشان ہوں گے مگر آپ بالکل مطمئن تھے اور فرمایا کہ میرے لئے تو آج عید ہے، ٹانگ کاٹنے سے قبل حسب دستور ڈاکٹروں نے ایسی دوا دینی چاہی کہ شدید تکلیف کا احساس نہ ہو یا ہو تو کم ہو، مگر حضرت مفتی صاحب نے کوئی ایسی دوا لینے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا: مجھے میرے حال پر چھوڑ کر آپ اپنا کام شروع کریں، ستر برس کی عمر ڈاکٹر صاحبان بڑے پریشان تھے، طوعاً وکرہاً ایک ٹیکہ لگا کر ٹانگ کاٹنی شروع کر دی، اس میں تقریباً ایک گھنٹہ لگا، آپریشن کے وقت جس ڈاکٹر نے آپ کے نبض پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اُن کا بیان ہے کہ حیرت ہے کہ آپریشن کے شروع سے اختتام تک نبض کی رفتار میں سرمو فرق نہیں آیا، اس آپریشن کے بعد جو درد ہوتا ہے، اس کی شدت کا اور کوئی فرد مقابلہ نہیں کرسکتا مگر حضرت جس بشاشت کے ساتھ آپریشن روم میں داخل ہوئے تھے اسی کے ساتھ واپس ہوئے، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ علیہ جب حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی عیادت کو تشریف لائے تو آپ نے اس استقامت کا (جو کہ ٹانگ کٹنے کے وقت تھی) راز پوچھا: آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اس وقت اس تکلیف کے اجر جزیل کو خوشی میں جو متشکل ہو کر سامنے آ گیا تھا ایسا محو ہوا کہ مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا ہو رہا ہے۔

فائدہ: یہ عین الیقین کا مقام تھا کہ تکلیف تک احساس نہ ہوا۔❶

❶ تذکرحسن: ص ۵۰/ ہمارے اسلاف: ص ۹۲، ۹۳

حضرت قاری رحیم بخش رحمہ اللہ اور محبت الٰہی

امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش رحمہ اللہ تعالیٰ کے حالات میں لکھا ہے کہ ٦ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ جمعہ کے روز بوقت شام بعد از نماز مغرب حضرت موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ حسب معمول مسجد سراجاں حسین آ گاہی ملتان میں تعلیم قرآن دے رہے تھے کہ اچانک کان میں شدید درد و کرب کا احساس ہوا اور اس کے ساتھ ہی بے ہوشی کی کیفیت طاری ہوگئی، جس کے بعد موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ کو نشتر ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ وہاں چھ روز تک بے ہوشی و استغراق وغنودگی کی حالت میں رہے۔

اوّل شب میں کچھ افاقہ ہوا تو بازو پکڑنے والے ساتھی کو خوب ڈانٹا اور فرمایا: خبیث، نالائق مجھے پکڑا ہوا ہے، نماز نہیں پڑھنے دیتے ہو، نماز سے روکتے ہو، دفع ہو جاؤ تمہیں شرم نہیں آتی مگر پھر کچھ دیر کے بعد دوبارہ بے ہوشی کا عارضہ لاحق ہوگیا۔

اس کے بعد پہلے تین ایام میں برابر آپ کے دائیں جانب پر فالج کا حملہ رہا لیکن قوت عاقلہ اور قوت سامعہ دونوں بالکل درست رہیں۔ کوئی بات پوچھنے پر سر کے اشارہ سے اس کا جواب دیتے۔

احقر نے پوچھا تیمّم کریں گے؟ اشارہ فرمایا: نہیں، پھر میں نے پوچھا کہ وضو کریں گے؟ اشارہ سے جواب دیا: ہاں! نماز پڑھیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ سبحان اللہ! کس قدر فکر واہتمام اور عشق تھا نماز کا۔ [1]

اللہ والوں کی پاکیزہ زندگی اور موت

اس لئے دوستو! ہوشیار ہو جاؤ توبہ کرکے اپنی روح کو پاک وصاف رکھو تاکہ جب چاہیں اللہ تعالیٰ بلالیں، ایسا صاف رکھو جیسے بابا فرید الدین عطار رحمہ اللہ کے پاس

[1] دلکش نقش سوانح رحیم بخش ص: ۵۹، ٦۰/ ہمارے اسلاف: ص ۴۹، ۵۰

ایک کمبل پوش، اللہ والا فقیر آیا، اس نے کہا کہ اے بابا فرید عطار! تو دوا خانہ چلا رہا ہے، بوتلوں میں شربت اور شربتِ بنفشہ بھرا ہوا ہے، مرتبانوں میں چٹنیاں، کھانسی کی لعوق سپستاں وغیرہ رکھی ہیں، یہ ساری چیزیں چپکنے والی ہیں، تیری روح کیسے نکلے گی؟ یہ تو ان میں چپک جائے گی۔ تو حضرت عطار رحمہ اللہ نے کہا ابے! جیسے تیری روح نکلے گی ویسے میری بھی نکلے گی۔ اس وقت بابا فرید نے اس کو نہیں پہچانا کہ یہ کوئی اللہ والا ہے، عام فقیر سمجھا۔ اس نے کہا کہ اچھا دیکھ! میری کیسے نکلتی ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے وعظ میں بیان کیا کہ وہ کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا اور ختم ہو گیا، انتقال ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں دیکھا تو اس کا جسم ٹھنڈا ہو چکا تھا، بس حضرت عطار رحمہ اللہ کو چوٹ لگی، اسی وقت دوا خانے کو تالا لگا دیا، سب مطب اور دوا خانہ فقیروں پر قربان کر دیا اور اللہ کے راستہ پر لگ گئے، پھر سلوک کا راستہ ایسا طے کیا اور اتنے بڑے ولی اللہ ہوئے کہ مولانا رومی رحمہ اللہ جیسے لوگوں نے ان سے فیض حاصل کیا۔ ❶

حضرت خواجہ عزیز الحسن رحمہ اللہ اور محبت الٰہی

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ غنیمت سمجھو کہ میں تم لوگوں کو ڈھیلے، پتھر مار کر نہیں بھگاتا تمہیں وقت دیتا ہوں ورنہ دل چاہتا ہے کہ مجمع کو بھگا دوں، بس اللہ کے ساتھ مشغول رہوں۔ ایک شعر خواجہ صاحب رحمہ اللہ کا ایسا تھا کہ حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمایا ’’دل چاہتا ہے کہ اگر ایک لاکھ روپیہ ہوتا تو خواجہ صاحب میں آپ کو اس شعر پر پیش کر دیتا۔‘‘ اس سے معلوم ہوا حضرت کا مقام اس شعر کے مطابق تھا، وہ شعر یہ تھا:

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی

❶ اہل اللہ سے تعلق کی قدر و قیمت: ص ۲۶

اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

اور خواجہ صاحب کا ایک شعر یہ بھی ہے:

تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی۔❶

حضرت عثمان خیر آبادی پر محبتِ الٰہی کا رنگ

حضرت عثمان خیر آبادی رحمہ اللہ ایک بزرگ گزرے ہیں، ان کی ایک دکان تھی، ان کی عادت تھی کہ جب کوئی گاہک آتا اور اس کے پاس کوئی کھوٹہ سکہ ہوتا تو وہ پہچان تو لیتے تھے، مگر پھر بھی وہ رکھ لیتے اور سودا دے دیتے۔ اس دور میں چاندی کے بنے ہوئے سکے ہوتے تھے، وہ سکے گھسنے کی وجہ سے کھوٹے کہلاتے تھے۔ وہ کھوٹے سکے جمع کرتے رہتے، ساری زندگی یہی معمول رہا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو آخری وقت انھوں نے پہچان لیا۔ اس وقت اللہ رب العزت کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے کہ اے اللہ! میں ساری زندگی تیرے بندوں کے کھوٹے سکے وصول کرتا رہا، تو بھی میرے کھوٹے عملوں کو قبول فرمالے۔ سبحان اللہ۔ محبت الٰہی کے رنگ میں ایسے رنگے ہوئے تھے۔❷

محبت الٰہی کے سبب پانچ ہندو مسلمان ہوگئے

خواجہ غلام حسن سواک رحمہ اللہ بڑے معروف بزرگ گزرے ہیں، ان کا بڑا مشہور واقعہ ہے، اس واقعہ کے سینکڑوں لوگ گواہ موجود تھے، ایک جگہ ہندو مسلمان اکٹھے رہتے تھے، ہندوؤں نے مقدمہ کر دیا اور جج نے ان کو عدالت میں بلوالیا، حضرت

❶ اہل اللہ سے تعلق کی قدر و قیمت: ص ۳۰

❷ خطبات فقیر: محبت الٰہی، ج ۳ ص ۸۵

عدالت میں پہنچے، جج سے پوچھا کہ مجھے کیوں بلایا؟ اس نے کہا کہ جی آپ پر مقدمہ یہ ہے کہ آپ نوجوان ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتے ہیں، وہ بڑے حیران ہوئے، فرمانے لگے کہ میں زبردستی مسلمان بناتا ہوں؟ کہا ہاں! تو یہ کہہ کر وہ ہندوؤں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان میں سے جو آدمی قریب تھا اس کی طرف دیکھ کر کہا: اللہ! ان کا ''اللہ'' کہنا تھا کہ اس ہندو نے کلمہ پڑھنا شروع کردیا۔ پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے پھر تیسرے کی طرف پانچ بندوں کی طرف اشارہ کرکے ''اللہ'' کا لفظ کہا اور پانچوں بندوں نے کلمہ پڑھا، جج نے یہ دیکھ کر انکا مقدمہ ہی خارج کردیا۔

سینکڑوں لوگوں نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا، اس اللہ کے نام کی عجیب برکات ہیں، ہاں! ہمیں یہ نام لینا نہیں آتا، ذرا لیکر تو دیکھیں تب پتہ چلے گا، جب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہہ دیا: ''تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ'' برکت والا نام ہے تیرے رب کا۔ ہم پہلے یہ نام پکارنا تو سیکھیں پھر اسکی برکتیں دیکھیں گے، اللہ والے یہ اللہ! کہنا سکھاتے ہیں، اس کو پہلے دل میں اتارنا پڑتا ہے پھر یہ دل سے لگتا ہے تو اسکی ایک تاثیر ہوتی ہے، دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ ❶

اخلاص اور حب الٰہی کے سبب بڑا جنازہ ہوا

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لکھنو بازار میں ایک غریب درزی کی دکان تھی جو ہر جنازے کے لئے دکان بند کرتے تھے، لوگوں نے کہا کہ اس سے آپ کے کاروبار کو نقصان ہوگا، کہنے لگا کہ علماء سے سنا ہے کہ جو کسی مسلمان کے جنازے پر جاتا ہے کل اس کے جنازے پر ان شاء اللہ لوگوں کا ہجوم ہوگا، میں غریب ہوں میرے جنازے پر کون آئے گا۔ ایک تو مسلمان کا حق بھی ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ

❶ ہمارے اسلاف: ص ۲۰۸

پاک بھی راضی ہو جائیں گے، اللہ پاک کی شان دیکھیں کہ ۱۹۰۲ء میں مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ریڈیو پر بتلایا گیا اخبارات میں جنازے کے اشتہارات آ گئے لاکھوں کا مجمع تھا، جب جنازہ گاہ میں اُن کا جنازہ ختم ہوا تو جنازہ گاہ میں ایک دوسرا جنازہ داخل ہوا، اعلان ہوا کہ ایک اور عاجز مسلمان کا جنازہ بھی پڑھ کر جائیں۔ یہ دوسرا جنازہ اس درزی کا تھا، جو مولانا کے جنازہ سے بڑھ کر نکلا، دونوں جنازوں کے لوگ اس میں شامل ہو گئے اور پہلے جنازے سے جو لوگ رہ گئے تھے وہ بھی شامل ہو گئے، اللہ پاک نے اس درزی کی بات پوری کر کے اس کی لاج رکھی سچ کہا ہے کہ اخلاص بہت بڑی نعمت ہے۔ ❶

محبت الٰہی میں دونوں ایک دوسرے سے الجھ گئے

مقامات زواریہ میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک مرتبہ خانقاہ فضلیہ میں دو بوڑھے آدمی آپس میں اُلجھنا شروع ہو گئے۔ دیکھنے والے بڑے حیران ہوئے کہ یہ دونوں ظاہر میں بڑے نیک اور متقی نظر آتے ہیں، اتباع سنت بھی انکے جسم پر بالکل ظاہر ہے، مگر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ ایک اس کو تھپڑ لگاتا ہے اور دوسرا اس کو لگاتا ہے۔ وہ اس کو کھینچتا ہے اور یہ اس کو کھینچتا ہے اور کچھ باتیں بھی کر رہے ہیں۔ ایک صاحب قریب ہوئے کہ آخر بات کیا ہے۔ جب قریب ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دونوں محبت الٰہی میں اتنے مستغرق تھے کہ آپس میں بیٹھے ہوئے ان میں سے ایک نے کہہ دیا اللہ میرا ہے۔ جب وہ دوسرے نے سنا تو وہ الجھنے لگا کہ نہیں اللہ میرا ہے۔ وہ اسے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ میرا ہے۔ محبت کا کتنا غلبہ تھا کہ دونوں اس بات پر الجھ رہے تھے۔ اللہ اکبر۔ ❷

---

❶ عجیب وغریب واقعات: ص ۸۸

❷ خطبات فقیر: محبت الٰہی، ج ۳۳ ص ۴۷، ۴۸

محبوب کے تذکرے پر نبض کی رفتار تیز ہوگئی

ایک بادشاہ نے کسی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا، بڑی محبتوں کے ساتھ اس نے اسے محل میں رکھا، مگر لڑکی روز بروز چپ ہوتی گئی کمزور ہوتی گئی، اس کی صحت گرتی چلی گئی، شکل دیکھ کر پتہ چلتا تھا کہ یہ خوش نہیں ہے، یہ مغموم ہے، یہ اداس ہے، چنانچہ بادشاہ نے بڑے علاج کروائے کوئی دوا اثر نہیں کرتی تھی، ایک طبیب تھا جسکو کچھ باطن کی نظر بھی حاصل تھی، اپنے بادشاہ سے کہا بادشاہ سلامت! میں اسکا علاج کرتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دیں اور اسکو آپ اس کی باندی کے ساتھ میرے پاس بھیج دیا کریں، بادشاہ نے کہا بہت اچھا، بادشاہ نے اسکو اس طبیب کے پاس بھیج دیا، طبیب نے اس لڑکی کے سارے کوائف جمع کر لئے، جدھر سے شادی ہوکر آئی تھی اور جتنے رشتے اس کے آئے تھے اور جتنے رشتے دار اسکے امیدوار تھے، اس نے وہ ساری معلومات اکھٹی کر لیں، اس نے اس لڑکی کو بیٹھایا اور چیک اپ کیا، اور دیکھا کہ کوئی بدنی مرض نہیں ہے، یہ کوئی اندر کا روگ ہے، اندر کا مرض ہے، چنانچہ اس نے اسکی نبض پر ہاتھ رکھا اور اس سے باتیں شروع کر دیں اور باتیں کرتے کرتے اس نے ان سب کے نام لینا شروع کر دئے جن کے رشتے آئے تھے، تو جب اس نے اس جیولر کا نام لیا جو اس کا کزن بھی تھا اور جس کے ساتھ اس لڑکی کو چھپی محبت تھی تو اس کی نبض تیز ہوگئی، لڑکی دراصل اس کزن سے شادی کرنا چاہتی تھی مگر ماں باپ نے وقت کے بادشاہ سے شادی کر دی، اب لڑکی دل میں تو اسے بسا رہی ہے، لیکن گھر بادشاہ کا بسا رہی ہے، اب جب طبیب نے دیکھا کہ نبض تیز ہوگئی تو طبیب نے اس سے پوچھ لیا کہ اب بتاؤ بھئی! آپ کے دل کی بات یہی ہے نا کہ آپ کی پسند یہ تھی کہ اس کے ساتھ شادی ہوتی اور ہو بادشاہ کے ساتھ گئی تو اسے اپنا راز کھولنا پڑا، اندازہ لگایئے کہ جب محبوب کا نام

آتے ہی دل تڑپا نفس پھڑکا، تو ہم کیسے ہیں کہ ہمارے اللہ کا نام آئے اور دل نہ تڑپے، کوشش تو کریں کہ اللہ کی محبت اس قدر آ جائے کہ اس شعر کا مصداق بن جائے:

اللہ اللہ کیا ہی پیارا نام ہے

عاشقوں کا مینا اور جام ہے۔

نوٹ: جالینوس کی طرف اسی قسم کا واقعہ منسوب ہے۔ ❶

اللہ تعالی نے دل تو دیا ہی اس لئے ہے کہ اس میں محبت کا بیج بو یا جائے، دانہ ڈالنے کے بعد زمین کو پانی دینا بھی ضروری ہے، اگر اس کو پانی نہ دیا جائے تو ظاہر ہے کہ دانہ سوخت ہو جائے گا، دانہ ڈالنے کے بعد اوپر سے بارش ہو یہ زیادہ مفید ہے، اسی لئے ایگریکلچر ڈپارٹمنٹ کے لوگوں کا کہنا ہے کہ جو پانی اوپر سے فطری اور نیچرل انداز سے آتا ہے وہ زیادہ نافع ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آب پاشی کے ذرائع میں بارش سب سے زیادہ مفید و نافع ثابت ہوتی ہے، چنانچہ آج کل بعض ملکوں میں حکومتی پیمانہ پر بھی پانی اوپر سے چھڑکا جاتا ہے جو بہت مفید ثابت ہوا ہے، یہاں انسان میں بھی قدرت کا نظام ہے کہ دل نیچے رکھا اور آنکھیں اوپر رکھیں تا کہ آپ دل کی زمین میں عشق و محبت کا بیج بو دیں اور اوپر سے آنکھوں کے ذریعہ آنسوؤں کا پانی برسائیں تا کہ دل کی زمین میں جو عشق و محبت ہے وہ پروان چڑھنا شروع ہو، اور اس کے آثار ظاہر ہوں، جس کو شاعر نے ذکر کیا ہے:

دل دیا ہے اس نے تمہیں عشق بونے کے لیے

آنکھ دی ہے اس نے ساری عمر رونے کے لیے

اسلافِ امت کے اِن واقعات سے معلوم ہوا کہ اِن حضرات کو اللہ رب العزت سے

❶ اطباء کے حیرت انگیز واقعات: ص: ۱۶

حقیقی معنوں میں محبت تھی، اورانہوں نے ساری زندگی حب الٰہی میں گزاردی، محبت کی علامت یہ تھی کہ اِن کی زندگی خالق کائنات کی اطاعت میں گزری، اور وہ ہرلمحہ اللہ کی نافرمانی سے بچتے رہے، اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو دلی سکون عطا فرمایا، عبادت سے انہیں لذت وسکون حاصل ہوتا ہے، گناہ سے بے چین وپریشان ہوجاتے تھے، بے سکونی گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے، اور سکون محبت الٰہی سے نصیب ہوتا ہے، اللہ رب العزت ہم سب کو محبت الٰہی نصیب فرمائے اوراحکام خداوندی کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۴۰......تواضع کی اہمیت وفضیلت اور اسلافِ امت کے پرتاثیر واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.أَمّابعد:فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾(الفرقان:٦٣)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾(السجدة:١٥)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ،وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا،وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ.❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيْمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا.❷

❶صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب،باب استحباب العفو والتواضع،رقم الحديث:٢٥٨٨

❷سنن الترمذي:أبواب صفة القيامة والرقائق والورع،باب،رقم الحديث: ٢٤٨١

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!
میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں عاجزی وتواضع کرنے کی ترغیب دی ہے، یہ صفت اللہ کو بہت پسند ہے، جب انسان کے اندر تواضع وعاجزی آجائے تو اللہ کے ہاں بھی محبوب بن جاتا ہے، اور لوگوں کے دلوں میں بھی اُس کی قدر ومنزلت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

تواضع کی حقیقت

''تواضع'' عربی زبان کا لفظ ہے، اسکے معنی ہیں ''اپنے آپ کو کم درجہ سمجھنا'' اپنے آپ کو کم درجہ والا کہنا تواضع نہیں، جیسا کہ آج کل لوگ تواضع اس کو سمجھتے ہیں کہ اپنے لئے تواضع اور انکساری کے الفاظ استعمال کر لے، مثلاً اپنے آپ کو احقر کہہ دیا، ناچیز، ناکارہ کہہ دیا۔ یا خطا کار، گناہ گار کہہ دیا، اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان الفاظ کے استعمال کے ذریعہ تواضع حاصل ہوگئی، حالانکہ اپنے آپ کو کمتر کہنا تواضع نہیں، بلکہ کمتر سمجھنا تواضع ہے، مثلاً یہ سمجھے کہ میری کوئی حیثیت، کوئی حقیقت نہیں، اگر میں کوئی اچھا کام کر رہا ہوں تو یہ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے، اس کی عنایت اور مہربانی ہے، اس میں میرا کوئی کمال نہیں، یہ ہے تواضع کی حقیقت۔ جب یہ حقیقت حاصل ہو جائے تو اس کے بعد زبان سے چاہے اپنے آپ کو حقیر اور ناچیز، ناکارہ کہو یا نہ کہو، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، جو شخص تواضع کی اس حقیقت کو حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسکو بلند مقام عطا فرماتے ہیں۔ (1)

تواضع کا معنیٰ ومفہوم

تواضع یہ ہے کہ انسان اعلیٰ رتبہ ہو کر ادنیٰ رتبہ کے افراد کے ساتھ گھل مل جائے، انسان

(1) اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج ۵ ص ۳۲

صاحب فضیلت ہوکر عام لوگوں سے نہ دور ہو اور نہ ان کو خود سے دور کرے، تواضع شان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں یہ ہے کہ آپ افضل البشر ہونے، سید المرسلین ہونے، خاتم النبیین اور شفیع المذنبین ہونے اور رحمۃ للعالمین ہونے کے باوجود اور عالم انسانیت پر اپنی فضیلت کے مسلّم ہونے کے باوجود خود کو دوسرے لوگوں کی مثلیت میں مساوی کریں اور خود کو ایک عام بشر ہونا ظاہر کریں اور تواضع کی بناء پر اپنی افضلیت کا ان کو احساس نہ ہونے دیں، اگر کوئی آپ کے علو مرتبت کا اظہار بھی کرے تو آپ اس سے اعراض کریں، تو اس طرزِ عمل کا نام اور خلق کے اس سلوک کا نام ''تواضع وانکساری'' ہے۔

غرضیکہ تواضع یہ ہے کہ ہر ممکن اپنی فضیلت و برتری کو چھپایا جائے۔ افضل ہوکر خود کو معمولی ظاہر کیا جائے، اعلیٰ ہوکر خود کو ادنیٰ ظاہر کیا جائے، عالم ہوکر خود کو طالب علم بتایا جائے، نیک و پارسا اور متقی و پرہیزگار ہوکر بھی اس کا اظہار نہ کیا جائے۔ فرمانبردار ہوکر بھی خود کو خطا کار بتایا جائے تو اس کو ''تواضع'' کہتے ہیں۔

تواضع انسان کے اندر موجود کبر وغرور کی ضد ہے۔ تواضع کے عمل سے انسان کے اندر موجود کبر وغرور کی سرکشی اور باغی صفت دم توڑتی ہے۔ تواضع انسان کی معاشرتی زندگی میں ایک لطافت پیدا کرتی ہے اور انسان کو خاکسار بناتی ہے اور اپنی چال ڈھال میں عاجزی کو فروغ دیتی ہے۔ تواضع کے عمل سے انسان دوسروں کو قابل احترام واکرام جانتا ہے، دوسروں کی عزت وتوقیر کرتا ہے، تواضع کے عمل میں انسان وضعیت کو اختیار نہیں کرتا، وضع اور وضعیت یہ ہے انسان اپنی کسی غرض کی تکمیل کے لئے اپنی خودداری کھودے، اپنی عزت نفس کا سودا کرلے، اپنے مقام و مرتبے کو اپنی گھٹیا اور خسیص خواہش کی تکمیل کے لئے نظر انداز کردے۔ تواضع کا خلق اور عمل انسان کو اللہ کی بندگی

میں پختہ کرتا ہے، تواضع انسان کو اللہ کے حضور جھکا دیتی ہے۔تواضع کی اہمیت وفضیلت کے پیشِ نظر قرآن کریم میں عبادالرحمٰن کی صفات میں اِس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں تواضع کی اہمیت وفضیلت

تواضع عبادالرحمٰن کے اوصاف میں سے ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رحمان کے بندوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾ (الفرقان: ۶۳)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) خطاب کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کہتے ہیں۔

یعنی چلتے ہیں وہ زمین پر تواضع کے ساتھ لفظ ''هَوْنًا'' کا مفہوم اس جگہ سکینت ووقار اور تواضع ہے کہ اکڑ کر نہ چلے، قدم متکبرانہ انداز سے نہ رکھے، بہت آہستہ چلنا مراد نہیں، کیونکہ وہ بلاضرورت ہو تو خلافِ سنت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے کی جو صفت شمائل نبویہ میں منقول ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا چلنا بہت آہستہ نہیں بلکہ کسی قدر تیزی کے ساتھ تھا۔حدیث میں ہے ''كَانَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهٗ، یعنی آپ ایسا چلتے تھے کہ گویا زمین آپ کے لئے سمٹتی جارہی ہے۔ ❶

اسی لئے سلف صالحین نے بتکلف مریضوں کی طرح آہستہ چلنے کو علامت تکبر وتصنع ہونے کے سبب مکروہ قرار دیا ہے۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ بہت آہستہ چل رہا ہے، پوچھا: کیا تم بیمار ہو؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپ نے اس پر دُرّہ اٹھایا اور حکم دیا کہ قوت کے ساتھ چلا کرو۔ ❷

❶ مسند أحمد: مسند أبی هریرة رضی اللّٰه عنه، ج ۱۴ ص ۲۵۸، رقم الحدیث: ۸۶۰۴

❷ تفسیر ابن کثیر: سورة الفرقان تحت هذه الآیة، ج ۶ ص ۱۲۲

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اس آیت ”یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا“ کی تفسیر میں فرمایا کہ مؤمنین مخلصین کے تمام اعضاء وجوارح آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں سب اللہ کے سامنے ذلیل و عاجز ہوتے ہیں، ناواقف ان کو دیکھ کر معذور عاجز سمجھتا ہے، حالانکہ نہ وہ بیمار ہیں نہ معذور بلکہ تندرست وقوی ہیں، مگران پر حق تعالیٰ کا خوف ایسا طاری ہے جو دوسروں پر نہیں ہے۔ان کو دنیا کے دھندوں سے آخرت کی فکر نے روکا ہوا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ نہیں کرتا اور اس کی ساری فکر دنیا ہی کے کاموں میں لگی رہتی ہے، تو وہ ہمیشہ حسرت ہی حسرت میں رہتا ہے (کہ دنیا تو ساری ملتی نہیں اور آخرت میں اس کا حصہ نہیں) اور جس شخص نے اللہ کی نعمت صرف کھانے پینے کی ہی چیزوں کو سمجھا ہے اور اعلی اخلاق کی طرف دھیان نہیں دیا، اس کا علم بہت تھوڑا ہے اور عذاب اس کے لئے تیار ہے۔ ❶

مؤمنین کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ﴾ (الشعراء: ۲۱۵)

ترجمہ: اور جو مؤمن تمہارے پیچھے چلیں، ان کے لیے انکساری کے ساتھ اپنی شفقت کا بازو جھکادو۔

زمین پر اکڑ کر نہ چلو

حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی:

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ (لقمان: ۱۸)

---

❶ معارف القرآن: ج۶ص۵۰۲،۵۰۳/تفسیر ابن کثیر: سورۃ الفرقان تحت ھذہ الآیۃ، ج۶ ص ۱۲۲

ترجمہ: اور لوگوں کے سامنے (غرور سے) اپنے گال مت پھلاؤ، اور زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو۔ یقین جانو اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

''وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ'' لاتصعر، صعر سے مشتق ہے جو اونٹ کی ایک بیماری ہے جس سے اس کی گردن مڑ جاتی ہے، جیسے انسانوں میں لقوہ معروف بیماری ہے جس سے چہرہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے، مراد اس سے رخ پھیر لینا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی ملاقات اور گفتگو میں ان سے منہ پھیر کر گفتگو نہ کرو، جو ان سے اعراض کرنے اور تکبر کرنے کی علامت ہے اور اخلاقِ شریفانہ کے خلاف ہے۔

''وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا'' مرح اکڑ کر، اترا کر چلنا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ زمین کو اللہ تعالیٰ نے سارے عناصر سے پست افتادہ بنایا ہے، تم اسی سے پیدا ہوئے اسی پر چلتے پھرتے ہو اپنی حقیقت کو پہچانو اترا کر نہ چلو جو متکبرین کا طریقہ ہے۔ اسی لئے اس کے بعد فرمایا: ''إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ''، یعنی اللہ تعالیٰ کسی متکبر فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ❶

مؤمنین کی علامات

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ (السجدة: ۱۵)

ترجمہ: ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جن کا حال یہ ہے کہ جب انہیں ان آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں، اور اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں، اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

❶ معارف القرآن: ج ۷ ص ۳۸، ۳۹

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تواضع کی اہمیت وفضیلت

تواضع اختیار کرنے والے کو اللہ بلندی عطا کرتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ،وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا،وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. ❶

ترجمہ: صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی اور بندے کے معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھا دیتا ہے اور جو آدمی بھی اللہ کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اسکو بلندی عطا کرتا ہے۔

اس حدیث نے ہماری زندگی میں پائے جانے والے تین تصورات کی اصلاح کی ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لوگوں پر خرچ کرنے اور صدقہ وخیرات کرنے سے مال میں کمی ہوجائے گی اور صدقہ وخیرات کا عمل مال کو گھٹا دے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صدقہ مال کو گھٹاتا نہیں بلکہ بڑھاتا ہے۔ اسی طرح دوسرا تصور ہم کسی کو معاف کرنا اپنی بزدلی اور کم ہمتی اور ذلت وپستی جانتے ہیں اور اسی طرح ہم سے کوئی غلطی ہوجائے تو اسے تسلیم کرنے میں عار سمجھتے ہیں۔ یوں ہم سمجھتے ہیں معاف کرنا ذلت ہے اور معذرت خواہ ہونا ندامت ہے اور بے عزت ہونا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہرگز ہرگز نہیں۔ معاف کرنا اور معذرت طلب کرنے کا خلق وعمل انسان کی عزت کو بڑھاتا ہے۔

اسی طرح تیسرا تصور ہمارا یہ ہے ہم اعلیٰ مقام ومرتبہ پر ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی عاجزی وانکساری نہیں کریں گے، یہ عمل اور یہ رویہ اور یہ خلق ہماری عزت کو خاک میں

❶ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب العفو والتواضع، ۲۵۸۸

ملائے گا، عاجزی ہمیں رسوائی دے گی، انکساری ہمیں خواری کی کیفیت سے دوچار کرے گی، اس لئے ہم اپنے اسٹیٹس کو قائم رکھنے میں کبر وغرور کا اظہار کریں گے تاکہ ہماری حیثیت اور فضیلت میں کمی نہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تواضع وانکساری کا عمل انسان کے درجے اور مقام اور اسٹیٹس کو کم نہیں کرتا بلکہ تواضع و انکساری کی وجہ سے انسان کا درجہ وفضیلت کو اللہ رب العزت نہ صرف اپنے حضور بڑھاتا ہے بلکہ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت وتکریم میں مزید اضافہ کردیتا ہے، عاجزی وانکساری کی بنا پر وہ رفعت، فضیلت اور وہ بلندی عطا کرتا ہے جس کا وہ پہلے کبھی تصور بھی نہیں کرسکتا۔

تواضع کی خاطر عمدہ لباس ترک کرنے پر جنت کے جوڑے کی بشارت

حضرت انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلَّهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ مِنْ أَيِّ حُلَلِ الْإِيمَانِ شَاءَ يَلْبَسُهَا. (1)

ترجمہ: جس نے اللہ کیلئے تواضع اختیار کرتے ہوئے (فخر ومباہات والا) لباس ترک کیا حالانکہ اس پر قادر بھی ہو تو قیامت کے دن اللہ اسکو سب مخلوق کے سامنے بلائیں گے حتی کہ اسکو اختیار دیں گے کہ جنت کے جوڑوں میں سے جو جوڑا چاہے پہن لے۔

تواضع وعاجزی اختیار کرو

حضرت عیاض بن حمار بنی مجاشع کے بھائی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمیں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(1) سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، باب، رقم الحديث: ۲۴۸۱

وَإِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ، وَلَا يَبْغِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ تم لوگ عاجزی اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر زیادتی کرے۔

تواضع سے درجات بلند ہوتے ہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَتَوَاضَعُ لِلَّهِ دَرَجَةً، يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهِ دَرَجَةً، وَمَنْ يَتَكَبَّرُ عَلَى اللَّهِ دَرَجَةً، يَضَعُهُ اللَّهُ بِهِ دَرَجَةً، حَتَّى يَجْعَلَهُ فِي أَسْفَلِ السَّافِلِينَ. ❷

ترجمہ: جو شخص اللہ عزوجل کی رضامندی کے واسطے ایک درجہ تواضع اختیار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرے گا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک درجہ تکبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ گھٹا دے گا، یہاں تک کہ اُسے سب سے نچلے درجے میں کردے۔

تواضع حکمت ودانائی کا سبب ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ آدَمِيٍّ إِلَّا فِي رَأْسِهِ حِكْمَةٌ بِيَدِ مَلَكٍ، فَإِذَا تَوَاضَعَ قِيلَ لِلْمَلَكِ:

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ، رقم الحديث: ٢٨٦٥

❷ سنن ابن ماجة: كتاب الزهد، باب البراءة من الكبر والتواضع، رقم الحديث: ٤١٧٦

اِرْفَعْ حِكْمَتَهُ، وَإِذَا تَكَبَّرَ قِيلَ لِلْمَلَكِ: ضَعْ حِكْمَتَهُ. ❶

ترجمہ: ہر آدمی کے سر میں دانائی ہے، جو ایک فرشتہ کے قبضہ میں ہے، پس بندہ جب تواضع اختیار کرتا ہے تو فرشتہ سے کہا جاتا ہے: اِسے دانائی وحکمت سے نوازو، اور جب تکبر کرتا ہے تو فرشتے سے کہا جاتا کہ اسکی حکمت ودانائی اس سے چھین لو۔

عاجزی کی وجہ سے رب العالمین کیسے عزت عطا فرماتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ تَوَاضَعَ لِي هٰكَذَا وَجَعَلَ يَزِيدُ بَاطِنَ كَفِّهِ إِلَى الْأَرْضِ، وَأَدْنَاهَا إِلَى الْأَرْضِ رَفَعْتُهُ هٰكَذَا وَجَعَلَ بَاطِنَ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَرَفَعَهَا نَحْوَ السَّمَاءِ. ❷

ترجمہ: جس نے میرے لیے اسطرح تواضع اختیار کی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہتھیلی کے اندر والے حصے کو زمین کی طرف بڑھایا اور اسکے قریب کردیا) میں اسکو اسطرح بلند کردوں گا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہتھیلی کے اندر والے حصے کو آسمان کی طرف کیا اور اسکو آسمان کی طرف اونچا کیا)۔

چار باتیں عزت واطمینان کا باعث ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

أَرْبَعٌ لَا تَجْتَمِعُ فِي أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ إِلَّا تَعَجَّبَ: اَلصَّمْتُ وَهُوَ أَوَّلُ

❶ المعجم الكبير: ج ۱۲ ص ۲۱۸، رقم الحديث: ۱۲۹۳۹ / قال الهيثمي: رواه الطبراني وإسناده حسن / مجمع الزوائد: كتاب الأدب، باب في التواضع، ج۸ ص ۸۲، رقم الحديث: ۱۳۰۶۹

❷ مسند أحمد: مسند الخلفاء الراشدين، ج ۱ ص ۳۹۹، رقم الحديث: ۳۰۹

الْعِبَادَةِ، وَالتَّوَاضُعُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا، وَقِلَّةُ الشَّيْءِ. ❶

ترجمہ: جس شخص میں چار باتیں جمع ہوں گی وہ ہمیشہ خوش رہے گا:

۱......خاموشی جو پہلی عبادت ہے۔۲......اللہ کے سامنے عاجزی۔۳......دنیا سے بے رغبتی۔۴......تھوڑی چیز پر قناعت۔

مذکورہ بالا آیات اور احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ تواضع کی کس قدر اہمیت وفضیلت ہے اور اللہ رب العزت کس طرح تواضع کی وجہ سے بلندی عطا کرتے ہیں، اس لئے انسان تواضع وعاجزی اختیار کرے، یہ صفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب ہے، اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع پر تواضع وعاجزی کو اپنایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عجز وانکساری روایات اور واقعات کے تناظر میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باری تعالیٰ نے جلیل القدر منصب عطا فرمایا، سید المرسلین اور خاتم النبیین اور رحمۃ للعلمین بنایا، مگر ان سارے رفیع المرتبت اعزازات کے باوجود آپ دوسرے لوگوں کے زندگی کے جملہ معاملات میں متواضع رہے اور منکسر المزاج رہے، تکبر وغرور کا دور دور تک آپ سے کوئی تعلق وناطہ نہ تھا۔ آپ لوگوں میں سے سب سے زیادہ متواضع الخلق تھے۔

یہی وجہ ہے جب آپ کو اختیار دیا گیا کہ اگر آپ چاہیں نبی ملک (ایسا نبی جو بادشاہ بھی ہو) اور نبی عبد (وہ نبی جو صرف پیغمبر ہو اور بادشاہ نہ ہو تو) ان دونوں میں سے جو چاہیں اپنے لئے انتخاب کرلیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت ان دونوں میں سے اپنے لئے عبدیت کو منتخب کیا۔

---

❶ الزهد لابن أبي الدنيا: ص ٨٩، الرقم: ١٨٦

نبوت کے ساتھ عبدیت کا انتخاب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو پہاڑوں کے فرشتے میرے ساتھ چلیں، میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے فرمایا کہ آپ کا رب آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور فرمایا:

إِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا، وَإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا. ❶

ترجمہ: اگر چاہو تو صرف نبوت اختیار کرو، اور اگر چاہو تو نبوت کے ساتھ بادشاہت بھی اختیار کرو۔

میں نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا، انہوں نے تواضع کا اشارہ کیا تو میں نے اسوقت نبوت کے ساتھ عبدیت کو اختیار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی تواضع وانکساری کی بناء پر باری تعالیٰ قیامت کے دن اولادِ آدم کی سرداری آپ کو عطا فرمائے گا اور آپ ہی قیامت کے دن وہ پہلے شخص ہوں گے جو اللہ کے حضور لوگوں کے لئے شفاعت کریں گے۔

اپنی تعظیم میں کھڑے ہونے والے افراد کو منع کرنا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصا مبارک کا سہارا لئے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے، تو ہم سب آپ کے لئے کھڑے ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُومُوا كَمَا تَقُومُ الْأَعَاجِمُ، يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا. ❷

❶ مسند أبی یعلی: ج٨ ص٣١٨، رقم الحدیث: ٤٩٢٠/قال الهیثمی: رواه أبویعلی وإسناده حسن، /مجمع الزوائد: کتاب علامات النبوة، باب فی تواضعه صلی الله علیه وسلم، ج٩ ص١٩، رقم الحدیث: ١٤٢١٠

❷ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی قیام الرجل للرجل، رقم الحدیث: ٥٢٣٠

ترجمہ:تم اس طرح کھڑے نہ ہوجس طرح عجمی کھڑے ہوتے ہیں اوروہ ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہیں۔

آپ نے اس حدیث مبارکہ میں اپنی ذات کے لئے کھڑے اور قیام کرنے کے عمل سے اپنی صفت تواضع اوراپنے خلق عاجزی وانکساری کی بناپر منع کردیا،جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اسی عمل کو دوسرے افراد کے لئے اختیار کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ کی خدمت میں ایک قبیلے کا سردار آتا ہےتو آپ اپنی مجلس میں موجودتمام صحابہ کرام کوحکم دیتے ہیں:

قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ إِلَى خَيْرِكُمْ. ❶

سب کھڑے ہوکراپنے سردار کا استقبال اوراحترام بجالاؤ۔

ہرایک کوتوجہ اورعزت دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کواللہ تعالیٰ نے اتنی بڑائی اورعظمت عطا کی جومخلوق میں کسی کو عطانہیں کی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم تواضع کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔آپ کے اخلاقِ کریمانہ کےتذکرے میں ہے"وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا"کہ جب آپ کسی کی طرف توجہ فرماتےتوپورے بدن کے ساتھ توجہ فرماتے تھے،(ایسانہیں کہ جس سے بات ہورہی ہواس کے ساتھ لاپرواہی اور بےتوجہی کا معاملہ فرماتے۔)❷

ضرورت مندوں کوتوجہ اوروقت دینا

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ قبول اسلام کی غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ہاتھ تھامے اپنے کاشانہ

❶سنن أبي داود: كتاب الأدب ،باب ماجاء في القيام ،رقم الحديث: ٥٢١٥

❷سنن الترمذي:أبواب المناقب،باب ما جاء صفة النبي صلى الله عليه وسلم،باب، رقم الحديث: ٣٦٣٨

نبوت میں لے جاتے ہیں، راستے میں ایک بوڑھی عورت کافی دیر اپنی ضرورت کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات چیت کرتی رہی۔ آپ اپنے گھر تشریف لے گئے تو آپ نے بیٹھنے کے لیے گدا حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو دیا اور خود زمین پر ہی بیٹھ گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی تواضع وانکساری کو دیکھ کر حضرت عدی رضی اللہ عنہ خود سے کہنے لگے:

وَاللّٰهِ مَا هٰذَا بِأَمْرِ مَلِكٍ؟ ❶

اللہ کی قسم! بادشاہ اس طرح کا معاملہ نہیں کرتے۔

میں اپنے لئے فوقیت اور ترجیح نہیں چاہتا

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، آپ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا، میں نے ٹھیک کرنے کے لیے آپ کی جوتی لے لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ سے جوتی لے کر فرمایا:

إِنَّهَا أَثَرَةٌ، وَلَا أُحِبُّ الْأَثَرَةَ. ❷

ترجمہ: (تسمہ تو میرا ٹوٹا اور ٹھیک تم کرو) اس سے فوقیت نظر آتی ہے اور میں دوسروں پر اپنی فوقیت پسند نہیں کرتا (بلکہ میں تو سب کے برابر بن کر رہنا چاہتا ہوں۔)

میں اپنے لئے امتیازی سلوک نہیں چاہتا

حضرت عبداللہ بن جبیر خُزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ جا رہے تھے، کسی نے کپڑے سے آپ پر سایہ کر دیا۔ جب آپ کو زمین پر سایہ نظر آیا تو آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک صاحب چادر سے

❶ السيرة النبوية لابن كثير: ج۴ ص ۱۲۵، ۱۲۶/ سبل الهدى والرشاد: ج۶ ص ۳۷۷، ۳۷۸

❷ مسند البزار: مسند عامر بن ربيعة رضى الله عنه، ج۹ ص ۲۶۳، رقم الحديث: ۳۸۰۱

آپ پر سایہ کررہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَهْ. وَأَخذَ الثَّوْبَ فَوَضَعَهُ،فَقَالَ: إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ. ❶

ترجمہ: رہنے دو اور کپڑا اس سے لے کر رکھ دیا اور فرمایا: میں بھی تم جیسا آدمی ہوں (اپنے لیے امتیازی سلوک نہیں چاہتا۔)

میں لوگوں میں گھل مل کر رہنا چاہتا ہوں

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے دل میں کہا کہ معلوم نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزید اور کب تک ہم میں رہیں گے؟ یہ معلوم کرنے کے لیے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر آپ سایہ کے لیے ایک چھپّر بنالیں تو بہت اچھا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا أَزَالُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ يَطَؤُوْنَ عَقِبِي،وَيُنَازِعُونِي رِدَائِي حَتَّى يَكُونَ اللَّهُ يُرِيحُنِي مِنْهُمْ. ❷

ترجمہ: میں تو لوگوں میں ایسے گھل مل کر رہنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ میری ایڑیاں روندتے رہیں اور میری چادر کھینچتے رہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (دنیا سے اٹھا کر) مجھے ان لوگوں سے راحت دے (میں اپنے لیے الگ جگہ بنانا نہیں چاہتا۔)

❶ المستخرج من الأحاديث المختارة: ج٩ ص ١٣٤، رقم الحديث: ١١٧/قال الهيثمي: ورجاله رجال الصحيح. مجمع الزوائد: كتاب علامات النبوة، باب في تواضعه صلى الله عليه وسلم، ج٩ ص ٢١، رقم الحديث: ١٤٢٢٥

❷ مسند البزار: مسند العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه، ج٤ ص ١٢٣، رقم الحديث: ١٢٩٣

فاتح ہوکر بھی تواضع کی انتہاء

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَشْرَفَهُ النَّاسُ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى رَحْلِهِ تَخَشُّعًا. ❶

ترجمہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں (فاتحانہ) داخل ہوئے تو لوگ اونچی جگہوں پر چڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہے تھے، لیکن تواضع اور عاجزی کی وجہ سے آپ کا سر کجاوے کو لگا ہوا تھا۔

پیغمبر آخرالزمان نے بکریاں چرائیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا بَعَثَ اللَّهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الغَنَمَ.

ترجمہ: اللہ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر اس نے بکریاں چرائی ہیں۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: کیا آپ نے بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلَى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ. ❷

ترجمہ: جی ہاں! میں اہل مکہ کے لیے چند قیراط پر بکریاں چرایا کرتا تھا۔

ہر ایک سے محبت اور اپنائیت

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَدِمْتُ مِنْ سَفَرٍ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَمَا

❶مسند أبي يعلى الموصلي: مسند أنس بن مالك، ج٦ ص ١٢٠، رقم الحديث: ٣٣٩٣/البداية والنهاية: سنة ثمان من الهجرة النبوية، ج٤ ص ٣٣٥

❷صحيح البخاري: كتاب الإجارة، باب رعي الغنم على قراريط، رقم الحديث: ٢٢٦٢

تَرَکَ یَدِی حَتَّی تَرَکْتُ یَدَهُ. ❶

ترجمہ: میں ایک سفر سے واپس آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور چھوڑا نہیں، آخر میں نے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چھوڑا۔

گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانا

ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کچھ کام کاج کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

نَعَمْ، کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْصِفُ نَعْلَهُ، وَیَخِیطُ ثَوْبَهُ، وَیَعْمَلُ فِی بَیْتِهِ کَمَا یَعْمَلُ أَحَدُکُمْ فِی بَیْتِهِ. ❷

ترجمہ: جی ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا خود ٹھیک کرتے اور اپنے کپڑے خود سی لیتے اور گھر میں اسی طرح کام کرتے جیسے کہ تم میں سے کوئی ایک اپنے گھر میں کرتا ہے۔

بکری کا دودھ نکالنا اور مہمان کا اکرام کرنا

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْکَبُ الْحِمَارَ وَیَلْبَسُ الصُّوفَ وَیَعْتَقِلُ الشَّاةَ وَیَأْتِی مُرَاعَاةَ الضَّیْفِ. ❸

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوتے تھے اور اون پہنتے تھے، اور بکری کی ٹانگوں کو قابو کر کے اس کا دودھ نکالتے اور مہمان کی خاطر مدارت خود کرتے تھے۔

---

❶ المعجم الکبیر: باب المیم، ج ۱۹ ص ۲۳۴، رقم الحدیث: ۵۲۰

❷ مسند أحمد: مسند النساء، ج ۴۲ ص ۲۰۹، رقم الحدیث: ۲۵۳۴۱

❸ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الإیمان، ج ۱ ص ۱۲۹، رقم الحدیث: ۲۰۴

قال الذهبی: علی شرطهما

غلام کی دعوت کو بھی قبول کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ:يَجلِسُ عَلَى الأَرضِ وَيأكُلُ عَلَى الأَرضِ وَيَعتَقِلُ الشَّاةَ وَيُجِيبُ دَعوَةَ المَملُوكِ عَلَى خُبزِ الشَّعِيرِ. ❶

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھا کرتے تھے، زمین پر کھایا کرتے تھے اور بکری کی دودھ نکالا کرتے تھے، اور کوئی غلام جو کی روٹی کی دعوت کرتا تو اسے بھی قبول فرمالیا کرتے تھے۔

نصف رات کی جو کی روٹی کی دعوت قبول کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِن كَانَ الرَّجُلُ مِن أَهلِ العَوَالِي لِيَدعُو رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِنِصفِ اللَّيلِ عَلَى خُبزِ الشَّعِيرِ فَيُجِيبُ. ❷

ترجمہ: (مدینہ سے باہر کی آبادی) عوالی کا کوئی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آدھی رات کے وقت جو کی روٹی پر بلاتا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول فرمالیتے تھے۔

جو اور چربی کی دعوت کو بھی قبول کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

❶ المعجم الكبير :باب العين، ج۱۲ ص۶۷ ،رقم الحديث: ۱۲۴۹۴/قال الهيثمي: رواه الطبراني،وإسناده حسن /مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب علامات النبوة،باب في تواضعه صلى الله عليه وسلم، ج۹ ص۲۰ ،رقم الحديث: ۱۴۲۲۲

❷ المعجم الكبير :باب العين، ج۱۱ ص۶۵ ،رقم الحديث: ۱۱۰۵۹/قَالَ الهَيثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيرِ وَالأَوسَطِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. /مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب علامات النبوة،باب في تواضعه صلى الله عليه وسلم، ج۹ ص۲۰ ،رقم الحديث: ۱۴۲۲۱

كَـانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يُدعَى إِلَى خُبزِ الشَّعِيرِ وَالإِهَالَةِ السَّـنِـخَةِ فَيُـجِـيبُ، وَلَـقَـد كَـانَت لَهُ دِرعٌ رَهنًا عِندَ يَهُودِيٍّ مَا وَجَدَ مَا يَفتَكُّهَا حَتَّى مَاتَ. ❶

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی آدمی جو کی روٹی اور بدذائقہ چربی کی دعوت دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِسے قبول فرمالیا کرتے تھے (اور اپنا سب کچھ دوسروں پر خرچ کرنے کا یہ عالم تھا کہ) آپ کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی اور انتقال تک آپ کے پاس اتنا مال جمع نہ ہوسکا کہ اُسے دے کر اس زرہ کو یہودی سے چھڑالیتے۔

نہایت تواضع سے جواب دینا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا نَـادَى الـنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيهِ: لَبَّيكَ لَبَّيكَ. ❷

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ آواز دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ جواب میں لبیک لبیک فرماتے۔

تسلی رکھو میں بادشاہ نہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سامنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس پر کپکپی طاری ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❶ مسند أبي يعلى: مسند أنس بن مالك، ج٧ص ٨٣، رقم الحديث: ٤٠١٥

❷ الدعاء للطبراني: باب جواب من نادى رجلا باسمه، ص ٥٤٢، رقم الحديث: ١٩٤٣

هَوِّنْ عَلَيكَ فَإِنِّي لَستُ بِمَلِكٍ إِنَّمَا أَنَا ابْنُ امْرَأَةٍ تأْكُلُ الْقَدِيدَ. ❶

ترجمہ: تسلی رکھو! میں بادشاہ نہیں ہوں، میں تو قریش کی ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گوشت بھی کھالیا کرتی تھی۔

گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹانا

حضرت اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو کیا کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

كَانَ يَكُونُ فِي مِهنَةِ أَهْلِهِ تَعْنِي خِدمَةَ أَهلِهِ،فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلاَةِ. ❷

ترجمہ: گھر والوں کے کام کاج میں لگ جاتے اور جب نماز کا وقت آجاتا تو باہر تشریف لے جاتے اور نماز پڑھاتے۔

اپنا کام خود کرنا

حضرت عمرہ رحمہ اللہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ، يَفْلِي ثَوْبَهُ، وَيَحْلُبُ شَاتَهُ، وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ. ❸

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان تھے تو اور انسانوں کی طرح آپ اپنے کپڑوں

❶ سنن ابن ماجة: كتاب الأطعمة، باب القديد، رقم الحديث: ۳۳۱۲

❷ صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب: من كان في حاجة أهله فاقيمت الصلاة فخرج، رقم الحديث: ٦٧٦

❸ الشمائل للترمذي: باب ما جاء في تواضع الرسول صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۳۲۵

میں سے (شبہ کی وجہ سے) جوئیں نکال لیتے تھے اور اپنی بکری کا دودھ نکالتے تھے اور اپنے کام خود کیا کرتے تھے۔

عیادت کے لئے پیدل تشریف لے جانا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جَاءَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَعُودُنِی لَیسَ بِرَاکِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ. ❶

ترجمہ: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے، نہ آپ خچر پر سوار تھے اور نہ کسی ترکی گھوڑے پر (بلکہ پیدل تشریف لائے تھے۔)

پرانے کجاوے اور چادر میں حج اور دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے کجاوے پر حج فرمایا اور کجاوے پر ایک چادر تھی جس کی قیمت چار درہم بھی نہیں تھی، اس کے باوجود آپ نے یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا لَا رِیَاءَ فِیہِ وَلَا سُمْعَةَ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ایسے حج کی توفیق عطا فرما جس میں نہ ریا ہو اور نہ شہرت۔

ہر آنے والے کا اکرام اور مجلس میں پاؤں نہ پھیلانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ إِذَا استَقبَلَہُ الرَّجُلُ فَصَافَحَہُ لَا یَنزِعُ یَدَہُ مِن یَدِہِ حَتّٰی یَکُونَ الرَّجُلُ الَّذِی یَنزِعُ، وَلَا یَصرِفُ وَجھَہُ عَن

❶ صحیح البخاری: کتاب المرضی، باب عیادۃ المریض راکبا وماشیا وردفا علی الحمار، رقم الحدیث: ۵۶۶۴

❷ الشمائل للترمذی: باب ما جاء فی تواضع الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۱۷

وَجهِهِ حَتّٰی یَکُونَ الرَّجُلُ هُوَ الَّذِی یَصرِفُهُ،وَلَم یُرَ مُقَدِّمًا رُکبَتَیهِ بَینَ یَدَیْ جَلِیسٍ لَهُ. ❶

ترجمہ: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے مصافحہ فرماتے یا کوئی اور آپ سے مصافحہ کرتا تو آپ اس سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے، بلکہ وہی دوسرا آدمی اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے علیحدہ کرتا۔ اور اگر کوئی آدمی آپ کی طرف منہ کر کے بات کرتا تو آپ اس کی طرف متوجہ ہی رہتے یہاں تک کہ فارغ ہو کر وہی آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چہرہ پھیر لیتا، اور کبھی کسی نے یہ منظر نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاؤں اپنے پاس بیٹھنے والے کی طرف پھیلا رکھے ہوں (یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا)۔

تواضع اور لعاب دہن کے سبب زندگی بدل گئی

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت مردوں سے بے حیائی کی باتیں کیا کرتی تھی، اور بہت بے باک اور بدکلام تھی۔ ایک مرتبہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے ثرید کھا رہے تھے۔ اس پر اس عورت نے کہا: انھیں دیکھو ایسے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے غلام بیٹھتا ہے، ایسے کھا رہے ہیں جیسے غلام کھاتا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون سا بندہ مجھ سے زیادہ بندگی اختیار کرنے والا ہوگا؟ پھر اس عورت نے کہا: یہ خود کھا رہے ہیں اور مجھے نہیں کھلا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو بھی کھالے۔ اس نے کہا: مجھے اپنے ہاتھ سے عطا فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیا تو اس نے کہا: جو آپ کے منہ میں ہے اس میں سے دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے دیا جسے اس نے کھالیا۔ (اس کھانے کی برکت سے) اس پر شرم وحیا غالب آ گئی

---

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القیامة والرقائق والورع، باب، رقم الحدیث: ۲۴۹۰

اوراس کے بعداس نے اپنے انتقال تک کسی سے بے حیائی کی کوئی بات نہ کی۔ ❶

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندگی کے تواضع وعاجزی اورروشن کردار کے بے مثال واقعات ہیں۔

متواضع لوگ قیامت کے دن منبروں پر ہوں گے

۱......حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں:

طُوبَى لِلْمُتَوَاضِعِينَ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَنَابِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،طُوبَى لِلْمُصْلِحِينَ بَيْنَ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا هُمُ الَّذِينَ يُوَرَّثُونَ الْفِرْدَوْسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ،طُوبَى لِلْمُطَهَّرَةِ قُلُوبُهُمْ فِي الدُّنْيَا هُمُ الَّذِينَ يَنْظُرُونَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: دنیا میں تواضع وعاجزی کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہو، یہی لوگ قیامت کے دن منبروں پر بیٹھے ہونگے ،دنیا میں لوگوں کے درمیان صلح کروانے والوں کیلئے خوشخبری ہو، یہی لوگ قیامت کے دن جنت کے وارث ہونگے ،دنیا میں دل پاک رکھنے والوں کیلئے خوشخبری ہو، یہی لوگ قیامت کے دن اللہ تعالی کا دیدار کریں گے۔ ❷

تواضع کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے تیس اقوال

عزت واکرام تواضع میں ہے

۱......حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَجَدْنَا الْكَرَمَ فى التَّقْوَى، وَالغِنَى فِي الْيَقِينِ، وَالشَّرَفَ فى التَّوَاضُعِ. ❸

ترجمہ: ہم نے عزت کوتقوی میں،غنا کویقین میں،شرافت کوتواضع میں پایا۔

❶المعجم الكبير :باب الصاد، ج۸ص ۲۰۰،رقم الحديث: ۷۸۱۲

❷التواضع والخمول لابن أبى الدنيا:باب التواضع، ص۱۵۳، الرقم:۱۱۷

❸إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص ۳۴۳

تواضع سے حکمت ودانائی میں اضافہ ہوتا ہے

۲......حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

فِی الْعَبْدِ إِذَا تَوَاضَعَ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ رَفَعَ اللّٰهُ حَكَمَتَهُ، وَقَالَ: انْتَعِشْ رَفَعَکَ اللّٰهُ، وَإِذَا تَكَبَّرَ وَعَدَا طَوْرَهُ وَهَصَهُ اللّٰهُ إِلَى الْأَرْضِ وَقَالَ: اخْسَأْ خَسَأَکَ اللّٰهُ فَهُوَ فِی نَفْسِهِ عَظِیمٌ وَفِی أَعْیُنِ النَّاسِ حَقِیرٌ حَتّٰی إِنَّهُ عِنْدَهُمْ مِنَ الْخِنْزِیرِ. ❶

ترجمہ: جب بندہ تواضع کرتا ہے اللہ اس کی حکمت کو رفعت بخشتا ہے، اور فرماتا ہے بلند ہو اللہ نے تجھے بلندی عطا کی ہے، اور جب تکبر اور تعدی کرتا ہے تو اللہ اسے زمین میں دھنسا دیتا ہے اور فرماتا ہے دور ہو اللہ نے تجھے دور کر دیا ہے، وہ اپنی نظر میں بڑا ہوتا ہے اور لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ اسے خنزیر سے بھی زیادہ حقیر سمجھتے ہیں۔

عاجزی اور خشوع دل میں ہوتی ہے

۳......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا وہ اپنی گردن جھکائے راستے پر چل رہا تھا (تو انہوں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگا عاجزی اور خشوع ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یَا صَاحِبَ الرَّقَبَةِ ارْفَعْ رَقَبَتَکَ لَیْسَ الْخُشُوعُ فِی الرِّقَابِ إِنَّمَا الْخُشُوعُ فِی الْقُلُوبِ. ❷

ترجمہ: اے گردن جھکا کے چلنے والے! اپنی گردن کو اوپر اٹھا، گردن جھکانے میں خشوع نہیں بلکہ خشوع دلوں میں ہوتا ہے۔

❶ التواضع والخمول لابن أبی الدنیا: باب التواضع، ص ۱۰۲، الرقم: ۷۸

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الجاه والریاء، ج۳ ص ۲۹۶

تواضع کی بنیاد تین چیزیں ہیں

۴......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تواضع کی بنیاد تین چیزیں ہیں: (۱) آدمی کو جو بھی ملے اسے سلام میں پہل کرے۔ (۲) مجلس کی اچھی جگہ کے بجائے ادنی جگہ بیٹھنے پر راضی ہو۔ (۳) دکھاوے اور شہرت کو برا سمجھے۔ ❶

تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ ہے

۵......حضرت فتح بن سخرف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا:

اَلتَّوَاضُعُ يَرْفَعُ الْفَقِيرَ عَلَى الْغَنِيِّ،وَأَحْسَنُ مِنْ ذٰلِكَ تَوَاضُعُ الْغَنِيِّ لِلْفَقِيرِ. ❷

ترجمہ: تواضع فقیر کو غنی پر بلند کرتی ہے اور اس سے زیادہ خوبصورت غنی کی تواضع فقیر کے لیے ہے۔

افضل عبادت تواضع ہے

۶......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

تَغْفِلُونَ أَفْضَلَ الْعِبَادَةِ: اَلتَّوَاضُعَ. ❸

ترجمہ: تم افضل عبادت سے غافل ہو، (وہ عبادت) تواضع ہے۔

---

❶ کنز العمال: الكتاب الثالث فی الأخلاق ، الباب الأول فی الأخلاق المحمودة، ج۳ ص ۱۰۷، رقم الحديث: ۸۵۰۶/ حياة الصحابة: ج۳ص ۳۵۰

❷ شعب الإيمان: حسن الخلق، ج۱۰ ص ۵۰۳، الرقم: ۷۸۸۴

❸ الزهد لوكيع: باب التواضع ، ص۴۸۳، رقم: ۲۱۳

ہر ایک کو اپنے سے افضل سمجھو

۷......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے تواضع کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا:

اَلتَّوَاضُعُ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ مَنْزِلِکَ وَلا تَلْقَی مُسْلِمًا إِلَّا رَأَیْتَ لَهُ عَلَیْکَ فَضْلًا. ❶

ترجمہ: تواضع یہ ہے کہ آپ گھر سے نکلیں اور کسی مسلمان سے ملیں تو اُسے اپنے سے زیادہ فضیلت والا سمجھیں۔

عزتِ نفس اور استغناء کے ساتھ زندگی گزاریں

۸......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَأْسُ التَّوَاضُعِ أَنْ تَضَعَ نَفْسَکَ عِنْدَ مَنْ هُوَ دُونَکَ فِی نِعْمَةِ الدُّنْیَا حَتّٰی تُعْلِمَهُ أَنْ لَیْسَ لَکَ بِدُنْیَاکَ عَلَیْهِ فَضْلٌ، وَأَنْ تَرْفَعَ نَفْسَکَ عَمَّنْ هُوَ فَوْقَکَ فِی نِعْمَةِ الدُّنْیَا حَتّٰی تُعْلِمَهُ أَنَّهُ لَیْسَ لَهُ بِدُنْیَاهُ عَلَیْکَ فَضْلٌ. ❷

ترجمہ: تواضع کی جڑ یہ ہے جو لوگ دنیا کی نعمتوں میں جو تم سے کم تر ہیں انکے سامنے اپنے نفس کو پست کرو تاکہ تم کو معلوم ہو کہ تمہاری دنیا کی اس پر کوئی فضیلت نہیں، اور اپنے آپ کو اونچا رکھو اُن کے سامنے جو دنیا کی نعمتوں میں تم سے بڑھ کر ہیں حتی کہ انہیں معلوم ہو جائے اسکی دنیا تمہارے سامنے کوئی فضیلت واہمیت نہیں رکھتی۔

خیر کی بات جہاں سے ملے قبول کرو

۹......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے کسی شخص نے تواضع کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا:

---

❶ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الکبر والعجب، ج۳ ص ۳۴۲

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الکبر والعجب، ج۳ ص ۳۴۲

أَنْ تَـخْـضَـعَ لِـلْحَقِّ وَتَنْقَادَ لَهُ وَلَوْ سَمِعْتَهُ مِنْ صَبِيٍّ قَبِلْتَهُ وَلَوْ سَمِعْتَهُ مِنْ أَجْهَلِ النَّاسِ قَبِلْتَهُ. ❶

ترجمہ: تواضع یہ ہے کہ تو حق کے سامنے سرنگوں ہو اور حق کا مطیع وفرمانبردار ہو، یہاں تک کہ اگر کسی بچہ سے بھی حق بات معلوم ہو تو قبول کرلے، کسی جاہل سے حق سنے تب بھی قبول کرلے۔

بغیر تواضع کی نعمتیں وبال ہیں

۱۰......حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَـنْ أُعْـطِـيَ مَـالًا أَوْ جَمَالًا أَوْ ثِيَابًا أَوْ عِلْمًا ثُمَّ لَمْ يَتَوَاضَعْ فِيْهِ كَانَ عَلَيْهِ وَبَالًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❷

ترجمہ: جسے اللہ نے مال یا حسن یا لباس یا علم عطا کیا ہو اور اس نے تواضع نہ کی تو قیامت کے روز یہ نعمتیں اس کے لئے وبال بن جائیں گی۔

تواضع بہترین عبادت ہے

۱۱......حضرت یحیی بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ الْعَمَلِ الْوَرَعُ،وَخَيْرُ الْعِبَادَةِ التَّوَاضُعُ. ❸

ترجمہ: افضل عمل پرہیزگاری ہے اور بہترین عبادت تواضع ہے۔

تواضع میں شرافت ہے

۱۲......ابو بکر محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ حضرت ابراہیم بن شیبان رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ص ۳۴۲

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج۳ ص ۳۴

❸ شعب الإيمان: حسن الخلق، ج۱۰ ص ۴۶۱، الرقم: ۷۷۹۹

الشَّرَفُ فِي التَّوَاضُعِ، وَالْعِزُّ فِي التَّقْوَى، وَالْحُرِّيَّةُ فِي الْقَنَاعَةِ. ❶

تواضع میں شرافت، تقوی میں عزت اور قناعت میں حریت پائی جاتی ہے۔

مالدار کے لئے تواضع حسن اور عزت کا ذریعہ ہے

۱۳......حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

التَّوَاضُعُ حَسَنٌ فِي كُلِّ أَحَدٍ، لَكِنَّهُ فِي الْأَغْنِيَاءِ أَحْسَنُ، وَالْكِبْرُ سَمِجٌ فِي كُلِّ أَحَدٍ، لَكِنَّهُ فِي الْفُقَرَاءِ أَسْمَجُ. ❷

ترجمہ: تواضع ہر شخص کے لئے اچھی چیز ہے مگر مالدار کے لئے اور بھی اچھی چیز ہے، اور تکبر ہر شخص میں بدنما معلوم ہوتا ہے اور محتاج میں اور بھی زیادہ برا لگتا ہے۔

فقراء سے عاجزی تواضع ہے

۱۴......حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

التَّكَبُّرُ عَلَى الْأَغْنِيَاءِ وَالتَّوَاضُعُ لِلْفُقَرَاءِ مِنَ التَّوَاضُعِ. ❸

ترجمہ: مالداروں سے تکبر کرنا اور فقیروں سے انکساری کرنا تواضع کہلاتا ہے۔

تواضع یہ ہے کہ قول کو دیکھیں نہ کہ قائل کو

۱۵......حضرت ابن عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

التَّوَاضُعُ قَبُولُ الْحَقِّ مِمَّنْ كَانَ. ❹

ترجمہ: تواضع یہ ہے کہ تو حق بات کو قبول کرے، خواہ کہنے والا کوئی بھی ہو۔

---

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۷۹

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۷۹

❸ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۷۹

❹ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۷۹

وقت کے گورنر ہو کے لکڑیوں کا گٹھا اٹھانا

۱۶......حضرت ابو حاتم سجستانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے گورنر تھے، تو دیکھا گیا کہ وہ اپنی پیٹھ پر ایندھن کا گھٹ اٹھائے لئے جارہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ "طَرِّقُوْا لِلْأَمِيْرِ" اپنے امیر کو راستہ دو۔ ❶

لوگوں کو حقیر سمجھنا بڑی باطنی بیماری ہے

۱۷......حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْخَوْفُ مِنَ اللّٰهِ يُوْصِلُكَ إِلَى اللّٰهِ، وَالْكِبْرُ وَالْعُجْبُ فِي نَفْسِكَ يَقْطَعُكَ عَنِ اللّٰهِ، وَاحْتِقَارُ النَّاسِ فِي نَفْسِكَ مَرَضٌ عَظِيْمٌ لَا يُدَاوٰى . ❷

ترجمہ: اللہ کا خوف تجھے اللہ سے ملا دے گا، اور تکبر اور خود پسندی جو تیرے دل میں ہو وہ تجھے اللہ سے کاٹ دے گی، اور تیرا لوگوں کو حقیر سمجھنا یہ ایسی بڑی بیماری ہے جسکا علاج کوئی نہیں۔

اپنی حیثیت کو خود نہ گھٹائیں اور بڑھائیں

۱۸......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يَضَعَ نَفْسَهُ دُوْنَ قَدْرِهِ، وَلَا يَرْفَعَ نَفْسَهُ فَوْقَ قَدْرِهِ. ❸

ترجمہ: کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے مقام سے نیچے کرے، اور یہ بھی کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے مقام سے اونچا دکھائے۔

اولیاء اللہ کی تین علامات

۱۹......حضرت ابو عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۰

❷ طبقات الصوفية للسلمي: الطبقة الثانية من أئمة الصوفية، ج ۱ ص ۱۴۱، ۱۴۲

❸ شعب الإيمان: حسن الخلق، ج ۱۰ ص ۴۹۹، الرقم: ۷۸۷۴

عَلَامَةُ الْأَوْلِيَاءِ ثَلَاثٌ :تَوَاضُعٌ عَنْ رِفْعَةٍ،وَزُهْدٌ عَنْ قُدْرَةٍ،وَإِنْصَافٌ عَنْ قُوَّةٍ. ❶

ترجمہ:اولیاء کی تین علامتیں ہیں:رفعت وبلندی کے باوجود تواضع کرنا،قدرت کے باوجود دنیا سے بے رغبت ہونا اور قوت کے باوجود انصاف کرنا۔

کمالِ سعادت سات خصلتیں ہیں

۲۰......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مِنْ كَمَالِ سَعَادَةِ الْمَرْءِ سَبْعُ خِصَالٍ :صَفَاءُ التَّوْحِيدِ،وَغَرِيزَةُ الْعَقْلِ، وَكَمَالُ الْخَلْقِ،وَحُسْنُ الْخُلُقِ،وَخِفَّةُ الرُّوحِ،وَطِيبُ الْمَوْلِدِ،وَتَحْقِيقُ التَّوَاضُعِ. ❷

ترجمہ: آدمی کی کمالِ سعادت میں سے سات خصلتیں ہیں:توحید کا خالص ہونا،فطری طور پر عقلمندی،کامل تخلیق،حسن اخلاق،خفت روح، پاکیزہ ولادت اور تواضع وعاجزی کا پایا جانا۔

اللہ رب العزت کے جاہ وجلال پر نگاہ رکھو

۲۱......حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَرَادَ التَّوَاضُعَ فَلْيُوَجِّهْ نَفْسَهُ إِلَى عَظَمَةِ اللَّهِ،فَإِنَّهَا تَذُوبُ وَتَصْغُرُ، وَمَنْ نَظَرَ إِلَى سُلْطَانِ اللَّهِ ذَهَبَ سُلْطَانُ نَفْسِهِ، لِأَنَّ النُّفُوسَ كُلَّهَا حَقِيرَةٌ عِنْدَ هَيْبَتِهِ. ❸

---

❶طبقات الصوفية للسلمي:الطبقة الثانية من أئمة الصوفية ، ج ۱ ص ۲۰۲

❷تاریخ مدينة دمشق:حرف الذال،ترجمة:ذوالنون بن إبراهيم، ج۱۷ ص ۴۳۰،رقم الترجمة: ۲۱۱۱

❸طبقات الصوفية للسلمي:الطبقة الأولى ، ج ۱ ص ۳۰

ترجمہ: جو شخص تواضع کا ارادہ کرے اسکو چاہیے کہ اپنے نفس کو اللہ کی عظمت کی طرف متوجہ کرے تاکہ وہ پگھل جائے اور حقیر ہوجائے، اور جو شخص اللہ کی بادشاہت کی طرف دیکھے گا تو اسکی اپنے نفس کی بادشاہت ختم ہوجائے گی، اس لیے کہ تمام نفوس اسکے ہیبت کے سامنے حقیر ہیں۔

تواضع کی تین علامتیں ہیں

۲۲...... حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ التَّوَاضُعِ :تَصْغِيرُ النَّفْسِ مَعْرِفَةً بِالْعَيْبِ،وَتَعْظِيمُ النَّاسِ حُرْمَةً لِلتَّوْحِيدِ،وَقَبُولُ الْحَقِّ وَالنَّصِيحَةِ مِنْ كُلِّ أَحَدٍ. ❶

ترجمہ: تواضع کی تین علامتیں ہیں: اپنے عیوب کو پہچاننے کی وجہ سے اپنے نفس کو چھوٹا سمجھنا، لوگوں کو بڑا سمجھنا ان کی توحید کی وجہ سے، حق اور نصیحت کو ہر ایک سے قبول کرنا۔

تواضع مالداروں کے حق میں نہایت بہتر ہے

۲۳...... حضرت یحیی بن معاذ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوَاضُعُ حَسَنٌ لِجَمِيعِ الْخَلْقِ،وَهُوَ بِالْأَغْنِيَاءِ أَحْسَنُ،وَالْكِبْرُ سَمِجٌ لِجَمِيعِ الْخَلْقِ،وَهُوَ بِالْفَقِيرِ أَسْمَجُ. ❷

ترجمہ: تواضع تمام مخلوق کے لیے بہتر ہے اور مالداروں کے لیے زیادہ بہتر ہے، اور تکبر تمام مخلوق کے لیے بدصورت ہے اور فقیر کے لیے بہت بدصورت ہے۔

چار خصلتیں رفع درجات کا ذریعہ ہیں

۲۴...... حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ تاریخ مدینةدمشق:حرف الذال ،ترجمة:ذالنون بن إبراهيم، ج۷ا ص۴۲۴،رقم الترجمة: ۲۱۱۱

❷ شعب الإيمان: حسن الخلق، ج۱۰ ص ۵۰۴،الرقم: ۷۸۸۶

أَرْبَعٌ تَرْفَعُ الْعَبْدَ إِلَى أَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَإِنْ قَلَّ عَمَلُهُ وَعِلْمُهُ: اَلْحِلْمُ، وَالتَّوَاضُعُ، وَالسَّخَاءُ، وَحُسْنُ الْخُلُقِ، وَهُوَ كَمَالُ الْإِيمَانِ. ❶

ترجمہ: قلّتِ علم اور قلّتِ عمل کے باوجود چار خصلتیں انسان کو اعلیٰ درجات تک پہنچا دیتی ہیں: ایک حلم، دوسری تواضع، تیسری سخاوت اور چوتھی خوش خلقی اور یہی چار خصلتیں ایمان کا کمال ہیں۔

ہر ایک کی خدمت تواضع ہے

۲۵...... حضرت عبداللہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

التَّوَاضُعُ تَرْكُ التَّمْيِيزِ فِي الْخِدْمَةِ. ❷

ترجمہ: لوگوں کی بلا امتیاز خدمت کرنے کا نام تواضع ہے۔

تواضع وخدمت کو سعادت سمجھیں

۲۶...... حضرت ابوسلیمان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

مَنْ رَأَى لِنَفْسِهِ قِيمَةً لَمْ يَذُقْ حَلَاوَةَ الْخِدْمَةِ. ❸

ترجمہ: جس شخص نے یہ خیال کیا کہ اس کی کوئی قیمت ہے تو وہ خدمت کی حلاوت نہیں چکھ سکتا۔

متکبر کے ساتھ اُس کی طرح کا معاملہ کریں

۲۷...... حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

التَّكَبُّرُ عَلَى مَنْ تَكَبَّرَ عَلَيْكَ بِمَا لَهُ تَوَاضُعٌ. ❹

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب رياضة النفس وتهذيب الأخلاق، ج۳ص ۵۲

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۰

❸ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۰

❹ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۰

ترجمہ: جو شخص تمہارے ساتھ اپنے مال و دولت کی وجہ سے تکبر کرے تو اس کے ساتھ تکبر کرنا تواضع ہے۔

اپنے بھائی کا جھوٹا کھانا پینا تواضع ہے

۲۸......حضرت عبداللہ بن عباس سے رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ:

مِنَ التَّوَاضُعِ أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ مِنْ سُؤْرِ أَخِيهِ. ❶

ترجمہ: یہ بھی تواضع میں شامل ہے کہ تو اپنے بھائی کا جھوٹا کھائے اور پیے۔

دنیا پرستوں سے احتراز میں عافیت ہے

۲۹......حضرت بشر رحمہ اللہ سے مروی ہے:

سَلِّمُوا عَلَى أَبْنَاءِ الدُّنْيَا بِتَرْكِ السَّلامِ عَلَيْهِم. ❷

ترجمہ: دنیا داروں کو سلام نہ کر کے اپنے لیے سلامتی طلب کرو۔

مخلوق سے نرمی اور شفقت تواضع ہے

۳۰......حضرت ابراہیم بن فاتک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت جنید رحمہ اللہ سے تواضع کے متعلق سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا:

خَفِضَ الْجَنَاحَ لِلْخَلْقِ وَلِينَ الْجَانِبَ لَهُمْ. ❸

ترجمہ: تواضع یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق کے لئے اپنے آپ کو جھکا دو اور ان کے ساتھ نرمی اور شفقت سے نرم برتاؤ کرو۔

اسلافِ امت کے اِن اقوال سے تواضع کی اہمیت وفضیلت کا علم ہوتا ہے، ان حضرات نے اپنی زندگی خشیت وتواضع میں گزاری اور یہی علم نافع کی علامت ہے۔ حضراتِ

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۰

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۸۰

❸ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۷۸

اسلاف نے اپنی زندگیاں تواضع اور عاجزی میں گزاریں، جس کی تھوڑی سی جھلک آنے والے واقعات سے ہوگی۔

حضراتِ صحابہ کرام اور تواضع و عاجزی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تاجر آدمی تھے، روزانہ صبح بازار جا کر خرید و فروخت کرتے، ان کی بکریوں کا ایک ریوڑ بھی تھا جو شام کو ان کے پاس واپس آتا، کبھی ان کو چرانے خود جاتے اور کبھی کوئی اور چرانے جاتا۔ اپنے محلے والوں کی بکریوں کا بھی دودھ نکال دیا کرتے، جب آپ خلیفہ بنے تو محلے کی ایک لڑکی نے کہا: (اب تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے ہیں) اب ہمارے گھر کی بکریوں کا دودھ کون نکالے گا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:

بَلَى لَعَمْرِىْ لَأَحلِبَنَّهَا لَكُمْ وَإِنِّىْ لَأَرجُو أَلا يُغَيِّرَنِى مَا دَخَلْتُ فِيهِ عَن خُلُقٍ كُنتُ عَلَيهِ فَكَانَ يَحْلِبُ لَهُ. ❶

ترجمہ: نہیں! میری عمر کی قسم! میں آپ لوگوں کے لیے دودھ ضرور نکالا کروں گا اور مجھے امید ہے کہ خلافت کی ذمہ داری جو میں نے اٹھائی ہے یہ مجھے ان اخلاقِ کریمانہ سے نہیں ہٹائے گی جو پہلے سے مجھ میں ہیں۔

چنانچہ خلافت کے بعد بھی محلّہ والوں کی بکریوں کا دودھ نکالا کرتے اور بعض دفعہ ازراہِ مذاق محلّہ کی لڑکی سے کہتے: اے لڑکی! تم کیسا دودھ نکلوانا چاہتی ہو؟ جھاگ والا

❶ تاریخ الطبری: سنة ثلاث عشر، ج۳ص ۴۳۲ / الطبقات الكبرى: ترجمة: أبوبكر الصديق، ج۳ص ۱۳۸، ۱۳۹ / أسد الغابة: عبدالله بن عثمان أبوبكر صديق، ج۳ص ۲۲۴ / صفة الصفوة: ج ۱ ص ۹۷

نکالوں یا بغیر جھاگ کے۔ کبھی وہ کہتی جھاگ والا اور کبھی کہتی بغیر جھاگ کے، بہر حال جیسے وہ کہتی ویسے کرتے۔

خلیفہ رسول ہونے کے باوجود پیدل چلنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رحمہ اللہ کو لشکر دے کر شام کی طرف دشمن کے مقابلے میں بھیجا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس لشکر کے ساتھ کافی دور پیدل چلتے رہے، تو لشکر والوں نے کہا: اے خلیفہ رسول! یہ مناسب نہیں کہ آپ پیدل چلیں جب کہ ہم سوار ہوں، تو آپ نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، حَرَّمَهُمَا اللَّهُ عَلَى النَّارِ. ❶

ترجمہ: جس شخص کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا ہے۔

یعنی میں پیدل اس لیے ساتھ چل رہا ہوں کہ تاکہ حدیث میں جو بشارت آئی ہے وہ مجھے بھی حاصل ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع

حضرت عمر مخزومی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اعلان کروایا کہ سب جمع ہو جائیں، ضروری بات کرنی ہے۔ جب لوگ کثرت سے جمع ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا اور درود و سلام کے بعد فرمایا:

---

❶ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ج ۱ ص ۴۳۹، رقم الحديث: ۷۰۰/تاريخ مدينة دمشق: ج ۲ ص ۷۵/مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج ۲۷ ص ۳۶۴/الرياض النضرة: ج ۱ ص ۲۰۳

لَـقَـدْ رَأَيْتَنِي أَرْعَى عَلَى خَالَاتٍ لِيْ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَيَقْبِضْنَ لِيَ الْقَبْضَةَ مِنَ التَّمْرِ أَوِ الزَّبِيبِ فَأَظَلُّ يَوْمِي وَأَيَّ يَوْمٍ.

ترجمہ: اے لوگو! میری چند خالائیں تھیں جو قبیلہ بنومخزوم کی تھیں، میں ان کے جانور چرایا کرتا تھا، وہ مجھے مٹھی بھر کشمش اور کھجور دے دیا کرتی تھیں، میں اس پر سارا دن گزارا کرتا تھا اور وہ بہت ہی اچھا دن ہوتا تھا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اور تو کوئی خاص بات کہی نہیں، بس اپنا عیب ہی بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَيْحَكَ يَا ابْنَ عَوْفٍ إِنِّي خَلَوْتُ فَحَدَّثَتْنِي نَفْسِي قَالَتْ أَنْتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَمَنْ ذَا أَفْضَلُ مِنْكَ فَأَرَدْتُ أَنْ أُعَرِّفَهَا نَفْسَهَا. ❶

ترجمہ: اے ابن عوف! تیرا بھلا ہو میں تنہائی میں بیٹھا ہوا تھا، میرے نفس نے مجھ سے کہا: تو امیر المؤمنین ہے، تجھ سے افضل کون ہوسکتا ہے؟ تو میں نے چاہا کہ اپنے نفس کو اس کی حیثیت یاد دلاوں۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ لَقَدْ رَأَيْتَنِي وَمَالِي مِنْ أَكَالٍ يَأْكُلُهُ النَّاسُ إِلَّا أَنَّ لِي خَالَاتٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَكُنْتُ أَسْتَعْذِبُ لَهُنَّ الْمَاءَ فَيَقْبِضْنَ لِي الْقَبْضَاتِ مِنَ الزَّبِيبِ. ❷

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: حرف العين، ترجمة: عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه، ج ۴۴ ص ۳۱۴، ۳۱۵، رقم الترجمة: ۵۲۰۶

❷ تاریخ مدینة دمشق: حرف العين، ترجمة: عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه، ج ۴۴ ص ۳۱۵، رقم الترجمة: ۵۲۰۶

ترجمہ: اے لوگو! میں نے اپنا حال دیکھا ہے کہ میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، میں اپنے قبیلہ بنومخزوم کی خالاؤں کو میٹھا پانی لاکر دیا کرتا تھا، وہ مجھے کشمش کی چند مٹھیاں دے دیا کرتی تھیں۔ بس یہ کشمش ہی کھانے کی چیز ہوتی تھی۔ آخر میں یہ بھی فرمایا: مجھے اپنے نفس میں کچھ بڑائی محسوس ہوئی تو میں نے چاہا کہ اسے کچھ نیچے جھکاؤں۔

حضرت عمر رضی اللہ کا سواری میں پیچھے بیٹھنا

حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک سخت گرم دن میں سر پر چادر رکھے ہوئے باہر نکلے۔ ان کے پاس سے ایک نوجوان گدھے پر گزرا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نوجوان! مجھے اپنے ساتھ بٹھالے۔ وہ نوجوان کود کر گدھے سے نیچے اترا اور اس نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ سوار ہو جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، پہلے تم سوار ہو جاؤ میں تمہارے پیچھے بیٹھ جاوں گا، تم مجھے نرم جگہ بٹھانا چاہتے ہو اور خود سخت جگہ بیٹھنا چاہتے ہو۔ چنانچہ وہ جوان گدھے پر آگے بیٹھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے۔ آپ جب مدینہ منوّرہ داخل ہوئے تو آپ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور سب لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے۔ (یعنی خلیفہ وقت کا ایک عام سواری پر پیچھے بیٹھ جانا یہ عاجزی کی انتہاء ہے۔)[1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ گھر تک آئے

حضرت سِنان بن سَلَمہ ہُذَلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں چند لڑکوں کے ساتھ نکلا اور ہم مدینہ میں گری ہوئی آدھ کچری کھجوریں چننے لگے کہ اتنے میں حضرت

[1] تاریخ مدینة دمشق :ترجمة:عمر بن الخطاب ، ج۴۴ص۳۱۸، ۳۱۹،رقم الترجمة: ٥٢٠٦ /مختصرتاريخ مدينة دمشق: ج۱۸ ص۳۳۸

عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ کوڑا لیے ہوئے آ گئے، جب لڑکوں نے ان کو دیکھا تو وہ سب کھجوروں کے باغ میں اِدھر اُدھر بکھر گئے، لیکن میں وہیں کھڑا رہا اور میری لنگی میں کچھ کھجوریں تھیں جو میں نے وہاں سے چُنی تھیں۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ کھجوریں وہ ہیں جو ہوا سے نیچے گری ہیں (یعنی میں نے درخت سے نہیں توڑی ہیں)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری لنگی میں رکھی ہوئی ان کھجوروں کو دیکھا اور مجھے نہ مارا۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! (میں اب گھر جانا چاہتا ہوں، راستہ میں) آگے لڑکے کھڑے ہیں جو میری یہ تمام کھجوریں چھین لیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، ہرگز نہیں، چلو (میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں)۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے ساتھ میرے گھر تک آئے۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ وقت ہوکر لباس میں پیوند لگے ہونا

حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں لوگوں میں بیان کر رہے تھے اور انہوں نے ایک لنگی باندھ رکھی تھی جس میں بارہ پیوند تھے:

خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ، وَهُوَ خَلِيفَةٌ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ فِيهِ اثْنَا عَشَرَ رُقْعَةً. ❷

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرِقَاعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ. ❸

---

❶ الطبقات الكبرى: ترجمة: سنان بن سلمة الهذلي، ج۷ ص ۸۹، رقم الترجمة: ۲۹۹۸

❷ معرفة الصحابة لأبي نعيم: عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ج ۱ ص ۵۳، الرقم: ۲۰۷

❸ الطبقات الكبرى: ترجمة: عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ج۳ ص ۲۴۹، رقم الترجمة: ۵۶

ترجمہ: میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا اپنے زمانہ خلافت میں کہ انہوں نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان اوپر نیچے تین پیوند لگا رکھے تھے۔

میری کمر پر چڑھ کر اس پرنالے کو اپنی جگہ لگاؤ

حضرت عبید اللہ بن عباس فرماتے ہیں جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کا پرنالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے راستہ پر گرتا تھا، ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نئے کپڑے پہنے۔ اس دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دو چوزے ذبح کیے گئے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پرنالے کے پاس پہنچے تو اتفاقاً اس پرنالے سے خون بہنے لگا اور آپ کے کپڑوں پر لگ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس پرنالے کو اکھیڑ دیا جائے، اور گھر واپس جا کر وہ کپڑے اتار دیئے اور دوسرے پہنے، پھر مسجد میں آکر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا:

فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَلْمَوْضِعُ الَّذِى وَضَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ لِلعَبَّاسِ وَأَنَا أَعْزِمُ عَلَيْكَ لَمَّا صَعِدْتَ عَلَى ظَهْرِى حَتَّى تَضَعَهُ فِى الْمَوْضِعِ الَّذِى وَضَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. (1)

ترجمہ: اللہ کی قسم! یہی وہ جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پرنالہ لگایا تھا، حضرت عمر نے حضرت عباس سے کہا: میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میری کمر پر چڑھ کر یہ پرنالہ وہیں لگا دیں جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لگایا تھا۔ چنانچہ

---

(1) مسند أحمد: حديث العباس بن عبد المطلب، ج٣ص ٣٠٩، رقم الحديث: ١٧٩٠

حضرت عباس نے ایسا ہی کیا۔

دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں عاجزی وتواضع اور اطاعت واتباع رسول کس قدر ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری کمر پر چڑھ کر یہ پرنالہ اپنی جگہ لگاؤ، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ یہاں اتنی بات بھی کافی تھی کہ آپ کسی اور کو کہہ دیتے کہ پرنالہ اپنی جگہ لگالو، لیکن نہیں، بلکہ خود جھکے اور ان کی پیٹھ پر چڑھ کر پرنالہ اپنی جگہ لگایا گیا، ایسی تواضع وللّٰہیت کی مثال عام لوگوں میں نہیں ملتی، چہ جائیکہ حکمرانوں میں ملے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تواضع

حضرت زر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ عُمَرَ يَأْتِي الْعِيدَ مَاشِيًا حَافِيًا. ❶

ترجمہ: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ عیدگاہ ننگے پاؤں جا رہے تھے۔

خلیفہ وقت ہوکر اپنی بات سے رجوع کرنا

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور لوگوں کے ایک کثیر مجمع سے مخاطب ہوکر فرمایا:

لوگو! عورت کا مہر زیادہ نہ رکھو (آئندہ) مجھے کسی کے متعلق یہ خبر نہ پہنچے کہ اس نے اس مقدار سے زیادہ مہر دیا ہے جس مقدار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر دیا یا اس کی طرف بھیجا گیا ہے، مگر یہ کہ اس سے زیادہ مقدار بیت المال میں جمع کردی جائے، یہ فرما کر منبر سے نیچے اتر آئے، راستہ میں ایک قریش کی عورت نے آپ کو روک لیا اور

❶تاریخ الطبری :سنة ثلاث وعشرین، ج۴ص ۱۹٦

کہنے لگی اے امیر المؤمنین! یہ بتایئے اللہ کی کتاب (قرآن) اتباع کی زیادہ حقدار ہے یا آپ کی بات؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب ہی اتباع کی زیادہ حقدار ہے، لیکن کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگی آپ نے ابھی ابھی لوگوں کو عورتوں کا زیادہ مہر باندھنے سے منع کیا ہے، حالانکہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَإِنْ أَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا. (النساء: ۲۰)

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کے بدلے دوسری بیوی سے نکاح کرنا چاہتے ہو اور ان میں سے ایک کو ڈھیر سارا مہر دے چکے ہو، تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ کیا تم بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے (مہر) واپس لو گے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُلُّ أَحَدٍ أَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لِلنَّاسِ: إِنِّي نَهَيْتُكُمْ أَنْ تُغَالُوا فِي صُدُقِ النِّسَاءِ أَلَا فَلْيَفْعَلْ رَجُلٌ فِي مَالِهِ مَا بَدَا لَهُ. ❶

ترجمہ: ہر ایک عمر سے زیادہ فقیہ ہے، دو یا تین مرتبہ یہ جملہ کہا، پھر واپس منبر کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں سے فرمایا کہ میں نے تمہیں عورتوں کا مہر مقررہ مقدار سے زیادہ باندھنے سے منع کیا تھا، لیکن اب حکم یہ ہے کہ ہر شخص جیسے چاہے اپنے مال میں تصرف کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اصلاح کرنے والے سے خوش ہونا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنو حارثہ کے چشمہ کے پاس محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو

❶ سنن سعيد بن منصور: باب ما جاء في الصداق، ج ۱ ص ۱۹۵، رقم: ۵۹۸/ شرح مشكل الآثار: ج ۱۳ ص ۵۷، رقم: ۵۰۵۹/ جامع بيان العلم وفضله: ج ۱ ص ۵۳۰، رقم: ۸۶۴

دیکھا، وہ بڑے جرأت مند اور حق گو آدمی تھے، خواہ اس حق بات کہنے پر موت بھی ہوتی، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ اے محمد! تم مجھے کیسا پاتے ہو، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں آپ کو ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسے میں پسند کرتا ہوں اور جیسے وہ شخص چاہتا ہے جو آپ کے لئے خیر کو پسند کرتا ہے۔ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ مال جمع کرنے پر بڑے طاقت ور ہیں اور اس (مال) سے پاک دامن ہیں، مال کی تقسیم میں عدل کرتے ہیں، اگر آپ ٹیڑھے ہو گئے تو ہم آپ کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہوتے ہوئے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی جَعَلَنِی فِی قَوْمٍ إِذَا مِلْتُ عَدَلُوْنِی. ❶

ترجمہ: اللہ کا شکر ہے جس نے ایسے لوگ بھی میری قوم میں پیدا کئے ہیں کہ جب میں ٹیڑھا ہونے لگتا ہوں تو وہ مجھے سیدھا کر دیتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تواضع اور برداشت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تواضع اور سادگی کا یہ حال تھا کہ گھر میں بیسیوں لونڈی اور غلام موجود تھے لیکن اپنا کام آپ ہی کر لیتے تھے اور کسی کو تکلیف نہ دیتے، رات کو تہجد کے لیے اٹھتے اور کوئی بیدار نہ ہوتا تو خود ہی وضو کا سامان کر لیتے اور کسی کو جگا کر اس کی نیند خراب نہ فرماتے۔ اگر کوئی ترش کلامی کرتا تو آپ نرمی سے جواب دیتے۔ ایک دفعہ جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی، عثمان توبہ کرو اور اپنی اصلاح کرو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا:

---

❶ الزهد لابن المبارك: ج ۱ ص ۱۷۹، رقم: ۵۱۲/ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: محمد بن مسلمة، ج۵ ص ۲۷۷

اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَوَّلُ تَائِبٍ تَابَ إِلَيْکَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میں پہلا توبہ کرنے والا ہوں، جس نے تیری درگاہ میں رجوع کیا۔

امیر المؤمنین ہو کر زمین پر سونا

حضرت حسن رحمہ اللہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں، تو انہوں نے کہا:

رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقِيلُ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةٌ قَالَ: وَيَقُومُ وَأَثَرُ الْحَصَى بِجَنْبِهِ قَالَ: فَيُقَالُ: هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ. ❷

ترجمہ: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک دن مسجد میں قیلولہ فرما رہے تھے اور جب وہ سو کر اٹھے تو ان کے جسم پر کنکریوں کے نشان تھے۔ (مسجد میں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں) اور لوگ (ان کی اس سادہ اور بے تکلف زندگی پر حیران ہو کر) کہہ رہے تھے یہ امیر المؤمنین ہیں؟ یہ امیر المؤمنین ہیں؟

معاملات طے ہو جانے کے باوجود بیچنے والے کو اختیار دینا

ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے زمین خریدی اور طے ہوا کہ قیمت کچھ دن بعد دیں گے، مگر ایسا ہوا کہ بہت دن گزر گئے لیکن وہ شخص قیمت لینے نہ آیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور اسے ڈھونڈنے لگے، ایک دن وہ شخص آپ کو مل گیا، آپ نے اس سے پوچھا: کیا ہوا بھائی تم قیمت لینے نہیں آئے؟ وہ

❶ تاریخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج ۴ ص ۳۶۰

❷ حلية الأولياء: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۶۰

شخص کہنے لگا: مجھے زمین بیچتے ہوئے دھوکا ہوا، لوگ مجھے برا بھلا کہنے لگے، اب چونکہ خرید وفروخت ہوچکی تھی، مالک کو زمین واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں تھا، مگر آپ کے اخلاق حسنہ دیکھئے کہ فرمایا: تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو زمین واپس لے لو یا قیمت لے لو، اس کے بعد یہ حدیث پڑھی:

أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو نرم خو ہو، خواہ خریدار ہو یا دکاندار، ادا کرنے والا ہو یا تقاضا کرنے والا۔

خلیفہ وقت ہونے کے باوجود دعوت میں شرکت کرنا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین تھے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شادی کے کھانے پر بلایا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھانے کیلئے تشریف لائے تو فرمایا:

أَمَا إِنِّي صَائِمٌ غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أُجِيبَ الدَّعْوَةَ، وَأَدْعُوَ بِالْبَرَكَةِ. ❷

ترجمہ: میرا تو روزہ تھا لیکن میں نے چاہا کہ آپ کی دعوت قبول کرلوں اور آپ کیلئے برکت کی دعا کردوں (یعنی آنا ضروری ہے کھانا ضروری نہیں ہے۔)

خلیفہ وقت ہوکر عام سواری اختیار کرنا اور غلام کو ساتھ بٹھانا

حضرت مالک رحمہ اللہ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی بار دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب مکہ سے مدینہ واپس آتے تو مدینہ سے ذرا (پہلے) معرّس مسجد (ذوالحلیفہ) میں قیام فرماتے اور جب مدینہ منورہ میں داخل

❶ مسند أحمد: مسند عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۴۷۰، رقم الحديث: ۴۱۰

❷ الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عثمان بن عفان، ص ۱۰۷، رقم: ۶۸۹

ہونے کے لیے سوار ہوتے تو سواری پر پیچھے کسی کو ضرور بٹھاتے اور کوئی نہ ملتا تو کسی لڑکے کو ہی بٹھا لیتے اور اسی حال میں مدینہ میں داخل ہوتے۔ راوی کہتے ہیں کہ کیا حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اپنے پیچھے تواضع کے خیال سے بٹھایا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا:

نَعَم وَالْتِمَاسَ حَمْلِ الرَّاجِلِ لِئَلَّا يَكُونَ كَغَيْرِهِم مِنَ الْمُلُوكِ ثُمَّ ذَكَرَ مَا أَحْدَثَ النَّاسُ مِن أَن يَمْشُوْا غِلْمَانَهُم خَلْفَهُمْ وَهُمْ رُكْبَانٌ وَيَعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ بِهِ. ❶

ترجمہ: ہاں! تواضع کے خیال سے ہی بٹھاتے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ پیدل آدمی کو سواری مل جائے، اس کا بھی فائدہ ہو جائے، اور یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ اور بادشاہوں جیسے نہ ہوں (کہ وہ تو کسی عام آدمی کو اپنے پیچھے نہیں بٹھاتے۔) پھر وہ بتانے لگے اب تو لوگوں نے نیا طریقہ ایجاد کرلیا ہے، خود تو سوار ہو جاتے ہیں اور غلام اور لڑکوں کو اپنے پیچھے پیدل چلاتے ہیں، یہ بہت ہی عیب کی بات ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے ہمدانی نے بتایا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ خچر پر سوار ہیں اور ان کا غلام نائل ان کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔ ❷

غلام کے سامنے اپنے آپ کو بدلے کے لیے پیش کرنا

حضرت ابو الفرات رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا آپ نے اس سے فرمایا: میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مروڑا تھا، لہٰذا تم مجھ سے بدلہ لے لو، چنانچہ اس نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا:

---

❶ شعب الإيمان: حسن الخلق، ج ۱۰ ص ۴۸۸، الرقم: ۸۴۸۷

❷ حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابة، ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۶۰

أَشِدَّ، يَا حَبَّذَا قِصَاصٌ فِي الدُّنيَا لَا قِصَاصَ فِي الآخِرَةِ.❶

ترجمہ: زور سے مروڑ، دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے، اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تواضع

حضرت ابومطر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک آدمی نے مجھے پیچھے سے آواز دے کر کہا: اپنی لنگی اونچی کرلے کیوں کہ لنگی اونچا کرنے سے پتا چلے گا کہ تم اپنے رب سے زیادہ ڈرنے والے ہو اور اس سے تمہاری لنگی زیادہ صاف رہے گی اور اپنے سر کے بال صاف کرلے اگر تو مسلمان ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور ان کے ہاتھ میں کوڑا بھی تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ چلتے چلتے اونٹوں کے بازار میں پہنچ گئے تو فرمایا: بیچو ضرور لیکن قسم نہ کھاو، کیوں کہ قسم کھانے سے سامان تو بِک جاتا ہے لیکن برکت ختم ہوجاتی ہے۔

پھر ایک کھجور والے کے پاس آئے تو دیکھا کہ ایک خادمہ رو رہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس خادمہ نے کہا: اس نے مجھے ایک درہم کی کھجوریں دیں، لیکن میرے آقا نے انھیں لینے سے انکار کردیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھجور والے سے کہا: تم اس سے کھجوریں واپس لے لو اور اسے درہم دے دو، کیوں کہ یہ تو بالکل بے اختیار ہے (اپنے مالک کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کرسکتی)۔ وہ لینے سے انکار کرنے لگا۔ میں نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟ اس آدمی نے کہا: نہیں، میں نے کہا: یہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس نے فوراً کھجوریں لے کر اپنی کھجوروں میں ڈال لیں اور اسے ایک درہم دے دیا اور کہا: اے

❶ الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج۳ ص۴۵

امیر المؤمنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی رہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم لوگوں کو پورا دو گے تو میں تم سے بہت زیادہ راضی رہوں گا۔ پھر کھجور والوں کے پاس سے گزرتے ہوئے فرمایا: مسکین کو کھلایا کرو اس سے تمہاری کمائی بڑھ جائے گی۔

پھر مچھلی والوں کے پاس پہنچ گئے تو فرمایا: ہمارے بازار میں وہ مچھلی نہیں بکنی چاہیے جو پانی میں مر کر اوپر تیرنے لگ گئی ہو۔ پھر آپ کپڑے کے بازار میں پہنچ گئے، یہ کھدر کا بازار تھا۔ ایک دکان دار سے کہا: اے بڑے میاں! مجھے ایک قمیص تین درہم کی دے دو۔ اس دکان دار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا تو اس سے قمیص نہ خریدی۔ پھر دوسرے دکان دار کے پاس گئے، جب اس نے بھی پہچان لیا تو اس سے بھی نہ خریدی۔ پھر ایک نوجوان لڑکے سے تین درہم کی قمیص خریدی (وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پہچان سکا) اور اسے پہن لیا، اس کی آستین گٹے تک لمبی تھی اور خود قمیص ٹخنے تک تھی۔ پھر اصل دکان دار کپڑوں کا مالک آ گیا تو اسے لوگوں نے بتایا کہ تیرے بیٹے نے امیر المؤمنین کے ہاتھ تین درہم میں قمیص بیچی ہے۔ تو اس نے بیٹے سے کہا: تم نے ان سے دو درہم کیوں نہ لیے؟ چنانچہ وہ دکان دار ایک درہم لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یہ درہم لے لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: اس قمیص کی قیمت دو درہم تھی میرے بیٹے نے آپ سے تین درہم لے لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے اپنی رضا مندی سے تین درہم میں بیچی اور میں نے اپنی خوشی سے تین میں خریدی۔ ❶

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: علی بن أبی طالب رضی اللّٰه عنه، ج۴۲ ص ۴۸۵، ۴۸۶، رقم الترجمة: ۴۹۳۳ / مختصر تاریخ مدینة دمشق: ج۱۸ ص ۶۲

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور کسر نفسی

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر میں ڈرا کہ میں نے مزید پوچھا تو آپ عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے، لہذا میں نے کہا: پھر تو آپ ہیں اے ابو جان؟ فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک عام آدمی ہوں۔ ❶

خلیفہ وقت ہوکر نہایت سادہ غذا

دو پہر کے وقت عُکبرا (بغداد کے قریب ایک شہر) کے عامل امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملنے حاضر ہوئے، تو دیکھا کہ بارگاہِ مرتضوی پر کوئی دربان ہی نہیں ہے جو اندر جانے سے لوگوں کو روکے، پھر انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور اندر تشریف لے گئے، جب اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکڑوں بیٹھے ہیں اور آپ کے سامنے پانی کا بھرا ہوا ایک برتن تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی لائی گئی، وہ آدمی دل میں کہنے لگا شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے میری امانت داری پر کوئی انعام دیں گے، کوئی موتی یا قیمتی چیز عنایت فرمائیں گے، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اس تھیلی کو کھولا تو میں اس روٹی کے چند ٹکڑے نکلے، آپ نے ان ٹکڑوں کو پیالہ میں ڈالا اور اس پر تھوڑا سا پانی انڈیلا، پھر اس آدمی سے فرمانے لگے: آؤ، میرے ساتھ کھانا کھاؤ، وہ آدمی بڑا متعجب ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین!

---

❶ صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم، لو كنت متخذا خليلا، رقم الحديث: ٣٦٧١

آپ عراق میں رہ کر ایسا کرتے ہیں؟ اہل عراق کا کھانا تو پرتعیش اور لذیذ ہوتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زاہدانہ انداز میں فرمایا: خدا کی قسم!

وَأَكْرَهُ أَنْ أُدْخِلَ بَطْنِي إِلَّا طَيِّبًا. ❶

ترجمہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ میں پاکیزہ مال کے سوا اور کچھ ڈالوں۔

دیکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود یہ کہ خلیفہ ہیں لیکن آپ کی غذا کس قدر سادہ اور پاکیزہ ہے، آپ نے خشک روٹی کے ٹکڑے لیے اور اُسے پانی میں بھگو کر نرم کر کے اُس کے اوپر پانی پی لیا، اور ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پیٹ میں صرف پاکیزہ غذا داخل کرتا ہوں، اس پاکیزہ غذا کا اثر تھا کہ اللہ رب العزت نے آپ کی زبان سے علم وحکمت کے چشمے جاری کر دیے۔

امیر المؤمنین ہو کر سادہ لباس پہنا

جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے تو عرب کے داناؤں میں سے ایک دانا آدمی حاضر خدمت ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے اپنے لیے کسی نرم اور اچھے لباس کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کپڑا مجھ سے غرور وتکبر کو دور کرتا ہے اور نماز میں خشوع وخضوع کے لیے معاون ہے، اور یہ لوگوں کے لیے اچھا نمونہ ہے تا کہ لوگ اسراف اور تبذیر نہ کریں، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (القصص: ۸۳)

ترجمہ: یہ آخرت ہم انہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے

❶ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۸۲/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۸

ہیں اور نہ فساد کرنا اور اچھا انجام نیک لوگوں کے لیے ہے۔ ❶

دیکھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین ہونے کے باوجود نرم ملائم اور قیمتی لباس اس لیے نہیں پہن رہے کہ لوگوں کو کوئی حرج نہ ہو، اور اسی کو نماز کے خشوع وخضوع کا ذریعہ بتا رہے ہیں، ہمیں بھی سادگی اپنانی چاہیے، تکلفات میں نہیں پڑنا چاہیے، صاف ستھرا اور سادہ لباس پہننا چاہیے، اللہ رب العزت کو تواضع، عجز وانکساری اور سادگی پسند ہے۔

خلیفہ وقت ہو کر بھی سادگی سے زندگی گزارنا

سردی کی شدت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کانپ رہے تھے، آپ کے جسم پر ایک پرانی بوسیدہ قسم کی چادر تھی، ایک آدمی کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالی نے آپ کے لیے اور آپ کے اہل خانہ کے لیے بھی اس مال میں حصہ مقرر کیا ہے، لیکن آپ اپنی جان کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آپ کے اعضاء وجوارح سردی سے کانپ رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا أَرْزَأُكُمْ مِنْ مَالِكُمْ شَيْئًا، وَإِنَّهَا لَقَطِيفَتِيَ الَّتِي خَرَجْتُ بِهَا مِنَ الْمَدِينَةِ. ❷

ترجمہ: خدا کی قسم! میں تمہارے مال میں سے کچھ نہیں لوں گا، یہ پرانی چادر دیکھو جو میں نے اوڑھی ہوتی ہے یہ وہی چادر ہے جسے پہن کر میں مدینہ سے نکلا تھا۔

پُرتعیش کھانوں سے گریز

حضرت عبداللہ بن شریک رحمہ اللہ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

❶ خلفاء الرسول صلى الله عليه وسلم: ص ۵۱۱، ۵۱۲

❷ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۸۳

کے پاس ایک مرتبہ فالودہ لایا گیا اوران کے سامنے رکھا گیا، تو فالودے کو مخاطب کر کے فرمایا:

إِنَّكَ طَيِّبُ الرِّيحِ، حَسَنُ اللَّوْنِ، طَيِّبُ الطَّعْمِ، لٰكِنْ أَكْرَهُ أَنْ أُعَوِّدَ نَفْسِي مَا لَمْ تَعْتَدْهُ.❶

ترجمہ: اے فالودے! تیری خوشبو بہت اچھی ہے اور رنگ بہت خوب صورت ہے اور ذائقہ بہت عمدہ ہے، لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ مجھے جس چیز کی عادت نہیں ہے میں خود کو اس کا عادی بناؤں۔

دوسروں سے خدمت لینے سے گریز کرنا

ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ بازار گئے اور ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور اپنے سامان میں رکھیں، ایک آدمی کی نظر پڑی تو اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: یا امیر المؤمنین! میں آپ کی کھجوریں اٹھائے دیتا ہوں، مجھے دیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں:

أَبُو الْعِيَالِ أَحَقُّ بِحَمْلِهِ.❷

ترجمہ: عیال دار ہی اپنے بوجھ کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تواضع

حضرت ثابت رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر تھے، ایک دفعہ قبیلہ بنو تیم اللہ کا ایک شامی آدمی آیا، اس کے پاس بھوسے کا ایک گٹھڑ تھا۔

❶حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۱ ص ۸۱

❷تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۲ ص ۴۸۹/ البداية والنهاية: سنة أربعين من الهجرة، ج۸ ص۵

اُسے راستے میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ملے، انہوں نے گھٹنے تک کی شلوار اور چغہ پہن رکھا تھا۔ اس آدمی نے ان سے کہا: آؤ، میرا یہ گٹھڑ اٹھالو، وہ آدمی ان کو پہچانتا نہیں تھا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے وہ گٹھڑ اٹھالیا، جب اور لوگوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہوں نے انہیں پہچان لیا اور اس آدمی سے کہا:

هَذَا الأَمِيرُ قَالَ: لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: لا حَتَّى أَبْلُغَ مَنْزِلَكَ. ❶

ترجمہ: یہ تو (ہمارے) گورنر ہیں، اس آدمی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، میں تمہارے گھر تک اسے پہنچاؤں گا۔

وقت کے گورنر ہوکر آٹا گوندھنا

حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آٹا گوندھ رہے تھے۔ اس آدمی نے کہا: یہ کیا ہے؟ (کہ آپ خود ہی آٹا گوندھ رہے ہیں) انہوں نے فرمایا:

بَعَثْنَا الْخَادِمَ فِي عَمَلٍ أَوْقَالَ: فِي صَنْعَةٍ فَكَرِهْنَا أَنْ نَجْمَعَ عَلَيْهِ عَمَلَيْنِ أَوْقَالَ: صَنْعَتَيْنِ. ❷

ترجمہ: (آٹا گوندھنے والے) خادم کو ہم نے کسی کام کے لیے بھیج دیا، اس لیے ہم نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ ہم اس کے ذمے دو کام لگادیں۔

پھر اس آدمی نے کہا کہ فلاں صاحب آپ کو سلام کہہ رہے تھے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کب آئے تھے؟ اس نے کہا کہ اتنے عرصے سے آیا ہوا ہوں،

---

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: سلمان الفارسی رضی اللّٰه عنه، ج۴ص۶۲، رقم الترجمة: ۳۵۹

❷ حلیة الأولیاء: المهاجرون من الصحابة، ترجمة: سلمان الفارسی رضی اللّٰه عنه، ج۱ص۲۰۰

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم اس کا سلام نہ پہنچاتے تو پھر یہ وہ امانت شمار ہوتی جو تم نے ادا نہیں کی (تمہارے ذمے باقی رہتی)۔

دوسری سند کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قَد نَوَيتُ فِيهِ نِيَّةً فَلا أَضَعُهُ حَتَّى أَبلُغَ بَيتَک. ❶

ترجمہ: میں نے تمہاری خدمت کی نیت کی ہے اس لیے میں جب تک اسے تمہارے گھر تک نہیں پہنچادوں گا اسے (سر سے اتار کر) نیچے نہیں رکھوں گا۔

کوڑھ کے مریضوں کی دعوت کر کے کھانا کھلانا

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنَّ سَلمَانَ كَانَ يَعمَلُ بِيَدَيهِ فَإِذَا أَصَابَ شَيئًا اشتَرَى بِهِ لَحمًا أَو سَمَكًا، ثُمَّ يَدعُو المُجَذَّمِينَ فَيَأكُلُونَ مَعَهُ. ❷

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کوئی چیز تیار کیا کرتے تھے۔ جب انہیں اس کام سے کچھ رقم مل جاتی تو گوشت یا مچھلی خرید کر اسے پکاتے اور پھر کوڑھ کے مریضوں کو بلاتے اور ان کے ساتھ کھاتے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی تواضع

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بازار میں گزر رہے تھے اور ان کے سر پر لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا ہوا تھا۔ کسی نے ان سے کہا: آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں حالاں کہ اللہ نے آپ کو اتنا دے رکھا ہے کہ آپ کو خود اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے، آپ تو

❶ الطبقات الكبرى: الطبقة الثانية، من المهاجرين والأنصار، ترجمة: سلمان الفارسي، ج۴ ص ۶۲، رقم الترجمة: ۳۵۹

❷ حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابة، ترجمة: سلمان الفارسي رضي الله عنه، ج ۱ ص ۲۰۰

دوسروں سے اٹھوا سکتے ہیں۔ فرمایا:

أَرَدْتُ أَنْ أَدْفَعَ الْكِبْرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ فِي قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ مِنْ كِبْرٍ. ❶

ترجمہ: میں اپنے دل سے تکبر نکالنا چاہتا ہوں، کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ آدمی جنت میں نہیں جاسکے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تواضع

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان کچھ ناخوشگواری ہوگئی، دونوں نے ایک دوسرے کو کچھ کہا، تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طعنہ دے کر یا ابن السواد کہا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے رنج ہوا کہ نسب کا طعنہ دیا اور انہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ؟ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ. ❷

ترجمہ: اے ابوذر! کیا تم نے اِسے اِس کی ماں کی طرف نسبت کر کے عار دلائی ہے؟ تمہارے اندر تو اب تک جاہلیت موجود ہے۔

❶ المعجم الكبير: باب العين، ج۱۳ ص۱۴۷، رقم الحديث: ۳۶۳۳/قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ. /مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الإيمان، باب ما جاء في الكبر، ج۱ ص۹۹، رقم الحديث: ۳۶۱

❷ صحيح البخاري: كتاب الإيمان، باب المعاصي من أمر الجاهلية......الخ، رقم الحديث: ۳۰

(حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مرتبے والے صحابی ہیں، چوتھے نمبر پر اسلام لائے ہیں، مسجد حرام میں جا کر اسلام کا اعلان کیا، کفار نے ان کو زدوکوب کیا اور یہ واقعہ کئی مرتبہ پیش آیا، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم گھر جاؤ! اور جب اسلام کے عام ہونے اور پھیل جانے کی خبر آئے تو آ جانا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت میں فرمایا:

مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ. ❶

ترجمہ: ابوذر سے زیادہ سچے آدمی پر نہ آسمان سایہ فگن ہوا اور نہ ہی زمین نے اُسے جگہ دی ہے۔

حضرت بوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لغزش ہوئی اور ہو جاتی ہے اور طعن فی الانساب یہ کبائر میں سے بھی نہیں ہے، لیکن مرتبہ بڑا تھا تو بڑے لوگوں کی چھوٹی غلطی بھی سنگین ہوتی ہے، اس پر سخت گرفت ہوئی، پھر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلافی یہ کی کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: میں زمین پر لیٹوں گا ایک رخسار زمین پر ہوگا دوسرے پر آپ پاؤں رکھیں گے۔ (دیکھیں کس قدر عاجزی وتواضع ہے۔)

اسلافِ امت کے تواضع وعاجزی کے پر تاثیر واقعات

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کی تواضع

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ایک دفعہ انگور کے باغ کی نگرانی کر رہے تھے، تو اِن کے پاس سے ایک فوجی گزرا اور حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے کہا: مجھے اس میں سے انگور دو، ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے کہا: اس کے مالک نے اجازت نہیں دی۔

❶ سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب أبي ذر الغفاري رضی اللّٰه عنه، رقم الحدیث: ۳۸۰۱

اس نے کوڑا لیا اور مارنے لگا ،تو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے سر جھکایا اور کہا: ”اِضْرِبْ رَأْساً طَالَ مَاعَصَی اللّٰہُ تَعَالٰی“ اس سر کو مارو یہ لمبے عرصے سے اللہ کی نافرمانی کررہا ہے۔اس شخص کو تعجب ہوا اور آگے چل دیا۔ ❶

تقوی اور تواضع کے پیش نظر پشت پر قمیص خشک کرنا

حضرت ابو یزید رحمہ اللہ نے اپنے ایک ساتھی کے ساتھ جنگ میں کپڑا دھویا۔ساتھی نے کہا:اس کپڑے کو امور کی دیوار پر لٹکا دو۔فرمایا:ایسا نہیں ہوسکتا، کیونکہ ہم لوگوں کی دیوار میں کیل نہ گاڑیں گے۔اس پر ساتھی نے کہا:اچھا!درخت پر یہیں لٹکا دو۔ فرمایا:میں یہ بھی نہیں کرسکتا، کیونکہ اس طرح تو درخت کی ٹہنی ٹوٹ جائے گی۔ساتھی نے پھر کہا:اچھا تو ہم اسے اذخر پر پھیلا دیتے ہیں۔فرمایا:یہ بھی نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ جانوروں کا چارہ ہے۔ہم اِسے ان سے چھپا کرنہیں رکھیں گے۔اس کے بعد انہوں نے اپنی قمیص پیٹھ پر ڈال کر سورج کی طرف کردی، یہاں تک کہ ایک طرف سے سوکھ گئی، پھر قمیص کو پلٹ دیا، یہاں تک کہ دوسرا حصہ بھی خشک ہوگیا۔ ❷

لاٹھی کے گرنے پر معافی طلب کرنا

حضرت ابو یزید رحمہ اللہ ایک دن جامع مسجد میں گئے اور اپنی لاٹھی زمین میں گاڑ دی۔ یہ لاٹھی ایک بوڑھے کی لاٹھی زمین پر جو گڑی ہوئی تھی، گر پڑی اور اس کو بھی گرا دیا۔ بوڑھے نے جھک کر اپنی لاٹھی اٹھالی۔ابو یزید رحمہ اللہ نے اس بوڑھے کے گھر جاکر معافی چاہی اور کہا:

كَانَ السَّبَبُ فِي انْحِنَائِكَ تَفْرِيطِي فِي غَرْزِ عَصَايَ حَيْثُ احْتَجْتَ إِلَى

❶ تاريخ مدينة دمشق:ترجمة:إبراهيم بن أدهم ،ج٦ ص٣٣٨،رقم الترجمة:٣٦٥

❷ الرسالة القشيرية:باب التوبة، ج ١ ص ٢٣٠

أَنْ تَنْحَنِي. ❶

ترجمہ: آپ کے جھکنے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے اپنی لاٹھی اچھی طرح نہیں گاڑی تھی۔ اس لئے گر پڑی اور آپ کو جھکنا پڑا۔

تواضع یہ ہے کہ حق بات جہاں سے ملے اُسے قبول کرو

حضرت ابراہیم بن اشعث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے تواضع کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا:

التَّوَاضُعُ أَن تَخضَعَ لِلْحَقِّ وَتَنْقَادَ لَهُ، وَلَو سَمِعْتَهُ مِنْ صَبِيٍّ قَبِلْتَهُ مِنهُ، وَلَو سَمِعْتَهُ مِنْ أَجهَلِ النَّاسِ قَبِلْتَهَ مِنهُ. ❷

ترجمہ: تواضع یہ ہے کہ حق کے سامنے جھک جاؤ اور اس کے مطابق چلنے کو تیار رہو جاؤ۔ اگر تم حق بات کسی بچے سے سنو تو اُسے بھی قبول کرلو، اور اگر سب سے جاہل انسان سے سنو تب بھی اِسے مان لو۔

تواضع کے سبب طورِ سینا کی فضیلت

حضرت فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَى الْجِبَالِ: إِنِّي مُكَلِّمٌ عَلَى وَاحِدٍ مِنْكُمْ نَبِيًّا، فَتَطَاوَلَتِ الْجِبَالُ وَتَوَاضَعَ طُورُ سِينَاءَ، فَكَلَّمَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِتَوَاضُعِهِ. ❸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی طرف وحی بھیجی کہ میں تم میں سے ایک پر ایک پیغمبر سے ہم کلام ہونے والا ہوں تو اس پر تمام پہلوتہی کرنے لگے، مگر طورِ سینا نے انکساری

---

❶ الرسالة القشيرية: باب التوبة، ج ١ ص ٢٣٠

❷ التواضع والخمول لابن أبي الدنيا: باب التواضع، ص ١١٨، الرقم: ٨٨

❸ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ١ ص ٢٧٨

کی تو اس تواضع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے اس پر ہم کلام ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہونے کی وجہ

حضرت وہب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ کی نازل کی ہوئی ایک کتاب میں ہے کہ:

إِنِّي أَخْرَجْتُ الذُّرِّيَّةَ مِنْ صُلْبِ آدَمَ فَلَمْ أَجِدْ قَلْبًا أَشَدَّ تَوَاضُعًا مِنْ قَلْبِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلِذٰلِكَ اصْطَفَيْتُهُ وَكَلَّمْتُهُ. ❶

ترجمہ: میں نے آدم علیہ السلام کی پشت میں سے، ان کی اولاد کو نکالا تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کے دل سے بڑھ کر زیادہ تواضع کرنے والا کسی اور دل کو نہیں پایا، اس وجہ سے میں نے انہیں منتخب کیا اور ان سے ہم کلام ہوا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی تواضع اور فکر آخرت

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ پر فکر آخرت کا بڑا غلبہ رہتا تھا، ایک مرتبہ آپ کی ایک باندی آئی اور اس نے سلام کیا، پھر ایک جانب کھڑے ہو کر اس نے نماز پڑھی اور بیٹھ گئی تو اس پر نیند کا غلبہ ہوا اور آنکھ لگ گئی اور نیند ہی میں وہ رونے لگی۔

پھر وہ بیدار ہوئی اور عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین! میں نے خواب میں ایک عجیب منظر دیکھا ہے۔ پوچھا کہ کیا دیکھا؟ تو کہنی لگی کہ میں نے دیکھا کہ دوزخ ہے اور وہ اہل دوزخ پر زور زور سے آوازیں نکال رہی ہے، پھر پل صراط لایا گیا اور دوزخ پر اس کو بچھا دیا گیا۔

امیر المؤمنین نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ پھر خلیفہ عبد الملک بن مروان کو لایا گیا اور پل صراط پر ڈالا گیا اور وہ کچھ ہی دور اس پر چلے تھے کہ پل صراط جھک گیا اور وہ جہنم میں گر گئے۔

---

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ١ ص ٢٧٨

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ کہنے لگی کہ پھر خلیفہ ولید بن عبدالملک کولایا گیا اور پل صراط پر ڈالا گیا، اور وہ بھی کچھ ہی دور اس پر چلے تھے کہ پل صراط جھکا اور وہ جہنم میں گر گئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا کہ پھر کیا ہو؟ کہنے لگی کہ پھر خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کولایا گیا اور پل صراط پر ڈالا گیا اور وہ بھی کچھ ہی دور اس پر چلے تھے کہ پل صراط جھکا اور وہ جہنم میں گر گئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا؟ کہنے لگی:

ثُمَّ جَاءَ بِکَ وَاللّٰہِ یَاأَمِیرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَصَاحَ عُمَرُ صَیْحَۃً خَرَّ مَغْشِیًّا عَلَیْہِ. فَقَامَتْ إِلَیْہِ فَجَعَلَتْ تُنَادِیْ فِیْ أُذُنِہِ یَاأَمِیرَ الْمُؤْمِنِیْن إِنِّیْ رَأَیْتُکَ وَاللّٰہِ قَدْ نَجَوْتَ إِنِّیْ رَأَیْتُکَ وَاللّٰہِ قَدْ نَجَوْتَ قَالَ وَہِیَ تُنَادِیْ وَھُوَ یَصِیْحُ وَیَفْحَصُ بِرِجْلَیْہِ. ❶

ترجمہ: پھر اے امیر المؤمنین! آپ کولایا گیا، اتنا سنتے ہی انھوں نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر گر پڑے، وہ باندی ان کے کان میں کہتی جارہی تھی کہ اے امیر المؤمنین! اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپ نجات پا گئے، خدا کی قسم آپ نجات پا گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ باندی تو یہ کہتی جاری تھی اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ اپنے پیروں کو زمین پر رگڑتے جارہے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی عاجزی اور حسن خاتمہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ فاطمہ بنت عبدالملک کہتی ہیں کہ میرے شوہر اپنے مرض وفات میں یہ دعا کرتے رہتے تھے کہ اے اللہ! میری موت کو لوگوں پر

---

❶ إحياء علوم الدين : كتاب الخوف والرجاء، الشطرانی، ج ۴ ص ۱۸۷، ۱۸۸

ظاہر مت کرنا، گو کچھ ہی دیر کے لیے مخفی رہے۔ چنانچہ جس روز آپ نے وفات پائی میں آپ کے پاس سے اٹھ کر چلی گئی اور دوسرے کمرے میں جا کر بیٹھ گئی جس کا ایک دروازہ ان کے کمرے میں بھی کھلا ہوا تھا، میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

﴿تِلْکَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِینَ لَا یُرِیدُونَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِینَ﴾ (القصص: ۸۳)

ترجمہ: وہ آخرت والا گھر تو ہم ان لوگوں کے لیے مخصوص کردیں گے جو زمین میں نہ تو بڑائی چاہتے ہیں، اور نہ فساد، اور آخرانجام پرہیزگاروں کے حق میں ہوگا۔

اس کے بعد آپ رحمہ اللہ خاموش ہو گئے۔ جب میں نے دیر تک آواز نہیں سنی تو تشویش ہوئی اور ایک غلام کو بھیجا کہ وہ یہ جا کر دیکھے کہ کیا آپ سو گئے ہیں؟ غلام نے جا کر دیکھا اور زور سے ایک چیخ ماری، میں بھی تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی، دیکھا تو:

فَوَجَدْتُهُ مَیِّتًا، قَدْ اَقْبَلَ بِوَجْهِهِ عَلَی الْقِبْلَةِ، وَوَضَعَ إِحْدَی یَدَیْهِ عَلَی فِیهِ، وَالْاُخْرَی عَلَی عَیْنَیْهِ.

ترجمہ: پس میں نے اِنکو مردہ پایا اس حال میں کہ اِن کا چہرہ قبلہ کی طرف تھا اور ایک ہاتھ منہ پر اور ایک آنکھوں پر تھا۔ ❶

ہر ایک کو اپنے سے اچھا سمجھیں

کسی نے حضرت ابو یزید رحمہ اللہ سے پوچھا کہ انسان کب متواضع ہوتا ہے؟ تو فرمایا:

إِذَا لَمْ یَرَ لِنَفْسِهِ مَقَامًا وَلَا حَالًا وَلَا یَرَی أَنَّ فِی الْخَلْقِ مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ. ❷

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: حرف العین، ترجمة: عمر بن عبد العزیز، ج ۴۵ ص ۲۵۵، رقم الترجمة: ۵۲۴۱

❷ الرسالة القشیریة: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۷۹

ترجمہ: جب انسان اپنے لیے یہ خیال نہ کرے کہ اس کا کوئی مقام ہے، نہ یہ سمجھے کہ اس کی کوئی حالت ہے اور نہ یہ خیال کرے کہ مخلوق میں اس سے بڑھ کر کوئی اور برا انسان ہوسکتا ہے۔

دریائے فرات کے کنارے تواضع اور خوفِ خدا میں جانے دینے والا عابد

محرز ابو ہارون ضبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس کوفے میں ایک آدمی تھا، وہ صبح فرات کے کنارے جا کر دن چڑھے تک روزانہ روتا رہتا، پھر واپس آتا اور کچھ آرام کرتا۔ جب وہ نماز پڑھتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے قیام میں کھڑا رہتا، عصر تک نماز پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر روتا رہتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا:

هَذَامُطِيعٌ لِلَّهِ أَجْرَاهُ بِرَحْمَتِهِ وَصَيَّرَهُ رِزْقًالِعِبَادِهِ وَأَنَا أَعْصِيهِ غَيْرَ خَائِفٍ. وَلَا مُتَوَقِّعٍ لِلنِّقَمِ.

ترجمہ: یہ دریا اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہے، اس نے اس کو اپنی رحمت کے ساتھ جاری کیا ہے اور اس کو اپنے بندوں کے رزق کا ذریعہ بنایا ہے، جبکہ میں اس کی نافرمانی کرتا ہوں اور میں اس کے باوجود ڈرتا بھی نہیں ہوں (یعنی اتنا بڑا سمندر اللہ تعالی کا فرمانبردار ہے اور ہم اللہ کی نافرمانی کررہے ہیں۔)

یہ بات کہنے کے بعد وہ گرا اور مر گیا۔ ابو ہارون رحمہ اللہ نے کہا کہ میں اس کے جنازے میں موجود تھا، میں نہیں جانتا کہ کوئی آدمی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جس کو اس وقت موت کی خبر ہوئی ہو مگر وہ اس کے جنازے میں نہ پہنچا ہو۔ یعنی سب لوگوں نے اس کے جنازے میں شرکت کی۔ [1]

[1] شعب الإيمان: الخوف من الله، ج۲ ص ۲۹۰ ،رقم الحديث: ۹۰۷

عبادت کی ایسی لذت کہ زوجین کے اسی سال اِس میں گزر گئے

بعض اکابر سے مروی ہے کہ میں نے ایک سفر میں ایک بوڑھا جس کے چہرے پر عبادت کا نور چمک رہا تھا، میں نے اس کا حال پوچھا: اس نے کہا کہ ابتدائے جوانی میں اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق رہا اور وہ مجھے ایسا ہی جانتی تھی اور اتفاق سے اس کا نکاح بھی مجھ سے ہوا، شب زفاف کو میں نے اس سے کہا کہ آؤ اس رات کو نوافل شکر میں کاٹیں کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم کو ملایا، غرض وہ رات ہم دونوں نے نماز میں گزاری اور کسی کو ایک دوسرے کے پاس جانے کی فرصت نہ ہوئی، ساری رات عبادت میں گزر گئی:

فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَّةَ قُلْنَامِثْلُ ذٰلِكَ فَصَلَّيْنَا طُوْلَ اللَّيْلِ فَمُنْذُ سَبْعِيْنَ أَوْ ثَمَانِيْنَ سَنَةً نَحْنُ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ كُلَّ لَيْلَةٍ. ❶

ترجمہ: جب دوسری رات آئی تب بھی ہم دونوں نے وہی گفتگو کی اور رات بھر شکر گذاری میں کاٹ دی۔ اسی طرح ستر یا اسی برس سے اسی حال پر ہم دونوں ہیں، پھر اس نے بڑھیا سے پوچھا کہ یوں ہی ہے، اس نے کہا کہ واقع میں جیسا یہ شیخ کہتا ہے ویسا ہی ہوا ہے۔ (یعنی جوانی سے بوڑھاپے تک ساری عمر شکر میں گزر گئی، عبادت میں ایسی لذت ملی کہ دنیاوی لذتیں اُس کے سامنے ہیچ ہوگئیں۔ اللہ رب العزت نے نعمت میں ایسا اضافہ فرمایا کہ اپنی محبت نصیب فرمادی۔)

تقوی و عجز و انکساری کے سبب بھتیجے کو فوراً رہائی مل گئی

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبید اللہ بن زیاد نے حضرت صفوان بن محرز مازنی رحمہ اللہ کے بھتیجے کو گرفتار کرلیا۔ آپ نے لوگوں سے اس کی رہائی کے بارے میں بات کی لیکن عبید اللہ بن زیاد نے کسی کی بات نہ مانی، جب کوئی

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الصبر و الشكر، الركن الثالث، ج۴ ص ۱۴۱

صورت نظر نہ آئی تو آپ مصلے پر کھڑے ہوئے اور عبادت میں مصروف ہو گئے اور دعائیں کرنے لگے، اسی دوران کچھ دیر کے لئے آنکھ لگ گئی:

يَاصَفْوَانُ قُمْ فَاطْلُبْ حَاجَتَكَ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهَا فَقَالَ: أَفْعَلُ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ مِنَ الْمَاءِ وَصَلَّى وَدَعَا۔ ❶

ترجمہ: خواب میں ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ اے صفوان! اٹھ اور قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی حاجت طلب کر، چنانچہ آپ نے اٹھ کر وضو کیا، نماز پڑھی اور دعا مانگی۔

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رات کے کسی حصے میں عبید اللہ بن زیاد حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ کی حاجت سے آگاہ ہوا تو کہا: حضرت صفوان رحمہ اللہ کے بھتیجے کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ کارندوں نے اسے ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا، اس نے پوچھا کیا تم ہی حضرت صفوان کے بھتیجے ہو؟ کہا: ہاں! چنانچہ، ابن زیاد نے اسے رہا کر دیا۔ حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ کو ذرا برابر بھی خبر نہ ہوئی حتی کہ دروازے پر دستک ہوئی، آپ نے پوچھا: کون؟ جواب دیا: میں فلاں ہوں، رات کے کسی حصہ میں ابن زیاد میرے معاملہ سے آگاہ ہوا تو اس کے کارندے روشنی لے کر میرے پاس آئے، قید خانے کا دروازہ کھولا اور مجھے اس کے پاس لے گئے۔ لہٰذا اس نے بغیر کسی ضمانت کے مجھے رہا کر دیا۔

بوسیدہ ہڈیاں دیکھ کر زندگی تبدیل ہوگئی

ایک شخص تھا "دینار العیار" کے نام سے زیادہ مشہور تھا، یہ فسق وفجور کی زندگی گزار رہا تھا، مگر اِس کی والدہ بہت ہی پارسا اور خدا رسیدہ بزرگ تھیں، ایک دن اتفاق سے دینار العیار کسی قبرستان کی طرف جا نکلے، وہاں انہیں کچھ ہڈیاں دکھائی دیں، یہ ہڈیاں

❶ الزهد لأحمد بن حنبل: ص ۲۰۷، الرقم: ۱۴۳۷

اس قدر بوسیدہ ہوچکی تھیں کہ جہاں سے بھی چھوا جاتا الگ ہوجاتی تھیں، اس منظر کے سامنے آتے ہی ان کے دماغ میں ایک زبردست انقلاب برپا ہوگیا، لرز اُٹھے، تھرتھر کانپنے لگے کہ ایک نہ ایک دن اپنا بھی یہی حشر ہونے والا ہے، بے ساختہ سجدہ میں گر گئے اور توبہ واستغفار کرنے لگے، اس کے بعد جب گھر آئے توبہ کی یہاں تک کہ توبہ کرتے کرتے چند روز کے اندر وہ بالکل نڈھال ہوگئے، ہر چند ماں نے اور عزیزوں دوستوں نے سمجھانے کی بھی کوشش کی مگر انہیں قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے پیشی، جواب دہی، سوال وجواب اور دوزخ کے خوف نے ہلاک ہی کر کے چھوڑا، ان کا دم ٹوٹتے ہی شہر میں ان الفاظ کے ساتھ اعلان ہوا، اے لوگو! آؤ ایک ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھ لو جو فقط دنیا کی بے ثباتی اور خدا کے خوف سے جس نے جان دے دی۔

تجہیز وتکفین کے بعد پہلی ہی شب میں ان کے ایک دوست نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت سبز رنگ کے قیمتی کپڑے پہنے ہوئے جنت کے باغوں میں ٹہل رہے ہیں، اپنے دوست کو دیکھتے ہی کہنے لگے پروردگار نے مجھ پر رحم فرمایا، پوچھ گچھ کے بعد میرے سارے گناہ معاف ہوگئے اور عزت کے ساتھ جنت میں داخلہ مل گیا، اسی کے ساتھ انہوں نے یہ بھی ہدایت کی کہ میری یہ سب کیفیت میری والدہ سے بھی جا کر بیان کر دینا۔ ❶

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ علیہ کی متواضع اور متوکلہ اہلیہ

حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ علیہ ایک مرتبہ کہیں سفر میں جانے لگے، تو اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں چار مہینے تک باہر رہوں گا۔ تمہارے واسطے کس قدر خرچ مہیا کر جاؤں؟ انہوں

❶ المستطرف فی کل فن مستطرف: الباب السادس والعشرون، الفصل الثانی، ص ۱۵۹، ۱۶۰

نے جواب دیا کہ جس قدر آپ کو میری زندگی منظور ہے، حضرت نے فرمایا کہ تمہاری زندگی میرے ہاتھ میں تو نہیں۔ بیوی صاحبہ نے جواب دیا تو میری روزی بھی آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ حضرت حاتم جب چلے گئے تو ایک بڑھیا نے حضرت کی بیوی سے پوچھا کہ حاتم آپ کے واسطے کتنی روزی چھوڑ گئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت حاتم تو خود ہی روزی کھانے والے تھے جو کھانے والا تھا وہ چلا گیا۔ جو دینے والا ہے وہ یہیں ہے۔ ❶

تواضع حسد سے بچنے اور عزت پانے کا سبب ہے

مروی ہے کہ:

التَّوَاضُعُ نِعْمَةٌ لا يُحْسَدُ عَلَيْهَا، وَالْكِبْرُ مِحْنَةٌ لا يُرْحَمُ عَلَيْهَا، وَالْعِزُّ فِي التَّوَاضُعِ، فَمَن طَلَبَهُ فِي الْكِبْرِ لَمْ يَجِدْهُ. ❷

ترجمہ: تواضع ایک ایسی نعمت ہے کہ جس پر کوئی شخص حسد نہیں کرتا اور تکبر ایک ایسی مصیبت ہے کہ جس پر کوئی شخص رحم نہیں کھاتا، اور عزت تواضع میں ہے، جس نے تکبر میں عزت کو تلاش کیا اُس نے اِسے نہیں پایا۔

ہر حج پر آنے والے کو اپنے سے افضل سمجھو

حضرت شعیب بن حرب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں طواف کررہا تھا کہ اچانک ایک شخص نے مجھے کہنی ماری، تو میں نے مڑ کر دیکھا تو حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تھے۔ فرمانے لگے: اے ابو صالح!

يَا أَبَا صَالِحٍ إِن كُنتَ تَظُنُّ أَنَّهُ شَهِدَ الْمَوْسِمَ شَرًّا مِنِّي وَمِنكَ فَبِئْسَمَا

❶ تذکرۃ الاولیاء: حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ کے حالات ومناقب، ص۲۲۲

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۷۹

ظَنَنتَ. ❶

ترجمہ: اگر تو خیال کرتا ہے کہ حج کے موقع پر ہم دونوں سے برا کر کوئی انسان آیا ہو گا تو تمہارا یہ خیال نہایت ہی برا ہو گا۔

تکبر کے سبب مالدار شخص گداگر بن گیا

عمرو بن شیبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں مصروف تھا، اتنے میں، میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے خچر پر سوار چلا آ رہا ہے۔ اس کے آگے آگے لوگ چل رہے ہیں جو لوگوں کو سخت سست کہتے ہیں اور انہیں راستہ چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں، چند روز بعد میں مکہ مکرمہ سے واپس آ کر بغداد پہنچا۔ وہاں میں نے اسی شخص کو دیکھا۔ ننگے پاؤں اور ننگے سر پھر رہا تھا، سر اور داڑھی کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے، میں اسے غور سے دیکھنے لگا، اس نے مجھ سے پوچھا: کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: ایک شخص تم سے بڑی مشابہت رکھتا ہے، میں نے اسے مکہ مکرمہ میں دیکھا ہے، اس شخص نے کہا: میں ہی وہ شخص ہوں، میں نے اس کی موجودہ حالت پر حیرت ظاہر کی۔ اس نے کہا:

إِنِّي تَرَفَّعْتُ فِي مَوْضِعٍ يَتَوَاضَعُ فِيهِ النَّاسُ فَوَضَعَنِي اللَّهُ حَيْثُ يَتَرَفَّعُ النَّاسُ. ❷

ترجمہ: میں نے ایسی جگہ تکبر کا مظاہرہ کیا تھا جہاں لوگ تواضع کرتے ہیں، اس لیے اللہ نے مجھے ایسی جگہ گرا دیا جہاں لوگ اٹھ کر چلتے ہیں۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا بیٹے کو تواضع سکھانا

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ ان کے ایک بیٹے نے ایک ہزار درہم

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۰

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الكبر والعجب، ج ۳ ص ۳۴۳

سے ایک نگینہ خریدا ہے۔اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے ایک نگینہ ایک ہزار درہم میں خریدا ہے؟ میرا خط دیکھتے ہی انگوٹھی کو بیچ ڈالو اور مستحقین کو کھانا کھلاؤ اور دو درہموں کی ایک اور انگوٹھی خرید لو اور اس کا نگینہ عام سا ہو اور اس پر یہ حروف کندہ کراؤ۔

رَحِمَ اللّٰهُ امرأً عَرَفَ قَدْرَ نَفْسِهِ. ❶

ترجمہ: خدا اس شخص پر رحم کرے جس نے اپنی قدر پہچانی۔

تواضع کے سبب غلام خرید لیا

ایک حاکم کے سامنے ایک غلام پیش کیا گیا، جس کی قیمت ایک ہزار درہم تھی، جب وہ قیمت لے کر آیا تو اس نے خیال کیا کہ قیمت زیادہ ہے، اس کے بعد پھر اسے اس کے خریدنے کا خیال آیا۔مگر پھر اس نے قیمت خزانہ میں لوٹا دی، اس غلام نے کہا: میرے آقا! مجھے خرید لیں۔کیونکہ ہزار درہم کے عوض مجھ میں ایک خصلت ہے جو ایک ہزار درہموں سے بھی زیادہ ہے۔حاکم نے پوچھا وہ کون سی خصلت ہے؟ غلام نے کہا:

أَقَلُّهَا وَأَدْنَاهَا مَا لَوِ اشْتَرَيْتَنِي وَقَدَّمْتَنِي عَلَى جَمِيعِ مَمَالِيكِكَ لَا أَغْلَطُ فِي نَفْسِي وَأَعْلَمُ أَنِّي عَبْدٌ فَاشْتَرَاهُ. ❷

ترجمہ: سب سے کم اور ادنی خصلت یہ ہے کہ اگر آپ مجھے خرید لیں اور مجھے تمام غلاموں پر مقدم رکھیں، پھر بھی میں اپنے آپ کو بڑا نہیں سمجھوں گا اور یہی خیال کروں گا کہ آپ کا غلام ہوں۔لہٰذا اس نے اسے خرید لیا۔

خلیفہ وقت ہو کر نہایت سادہ اور سستا لباس

رجاء بن حیوہ رحمہ اللہ سے حکایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے لباس کی

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ١ ص ٢٨١

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ١ ص ٢٨١

قیمت لگائی گئی، جن کو پہنے ہوئے وہ خطبہ دے رہے تھے، تو ان کی قیمت بارہ درہم لگی۔ ان کے لباس میں یہ چیزیں تھیں۔ جبہ، پگڑی، قمیص، شلوار، چادر، دوموزے اور ایک ٹو پی۔ ❶

بیٹے کو تواضع سکھانے کے لئے اپنی حقیقت بتلانا

حضرت عبداللہ بن محمد بن واسع رحمہ اللہ اس طرح غرور سے چلے کہ کسی نے اسے پسند نہ کیا تو ان کے باپ نے (اسے نیچا دکھانے کے خیال سے) اِن سے کہا:

وَتَدْرِی بِکَمِ اشْتَرَیْتَ أُمَّکَ بِثَلاثِ مَائَةِ دِرْهَمٍ، وَأَبُوکَ لا أَکْثَرَ اللّٰهُ تَعَالَی فِی الْمُسْلِمِینَ مِثْلَهُ أَبًا، وَأَنْتَ تَمْشِی هَذِهِ الْمِشْیَةَ. ❷

ترجمہ: کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے تمہاری ماں کو کتنے میں خریدا ہے؟ صرف تین سو درہموں میں خریدا تھا اور تمہارا باپ ایسا ہے کہ اللہ تعالی مسلمانوں میں اس قسم کا اور باپ پیدا نہ کرے، اس کے باوجود تو اس قسم کی چال چل رہا ہے؟

دنیا میں اپنے آپکو کیسا سمجھنا چاہیے

حضرت عبداللہ بن منازل رحمہ اللہ نے حمدون قصار رحمہ اللہ سے روایت کی کہ:

التَّوَاضُعُ أَنْ لَا تَرَی لِأَحَدٍ إِلَی نَفْسِکَ حَاجَةً لَا فِی الدِّینِ وَلَا فِی الدُّنْیَا. ❸

ترجمہ: تواضع یہ ہے کہ تو یہ خیال کرے (کہ تو دنیا میں اس قدر ادنی ہے کہ) کسی شخص کو تمہاری ضرورت نہیں، نہ دین میں نہ دنیا میں۔

---

❶ الرسالة القشیریة: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۱

❷ الرسالة القشیریة: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۱

❸ الرسالة القشیریة: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۱

جب دس صفات پائی جائیں تو عقل تام ہو جاتی ہے

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اے بیٹے انسان کی عقل کامل نہیں ہوتی جب تک اس میں دس صفات نہ پیدا ہو جائیں۔ کبر یعنی نخوت وغرور سے محفوظ ہو اور نیک کاموں کی طرف پورا میلان ہو، دنیاوی سامان میں سے صرف بقدرِ بقاحیات پر اکتفا کرے اور زائد کو خرچ کر دے، تواضع کو بڑائی سے اچھا سمجھے اور اپنا پہلو گرا لینے کو عزت اور سر بلندی پر ترجیح دے۔ سمجھ کی باتیں حاصل کرنے سے زندگی بھر نہ تھکے اور اپنی طرف سے کسی سے اپنی حاجت کے لیے تحکم اور بدمزاجی نہ اختیار کرے، دوسرے کے تھوڑے احسان کو زیادہ سمجھے اور اپنے بڑے احسان کو کم سمجھے اور دسویں خصلت جو بڑی بلند ہمتی کی چیز ہے اور نیک نام کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ تمام اہل دنیا کو اپنے سے اچھا سمجھے اور اپنے آپ کو سب سے برا سمجھے اور اگر کسی کو اپنے سے اچھا دیکھے تو خوش ہو، اور اس بات کا خواہش مند ہو کہ اس کی عمدہ صفات خود بھی اختیار کرے اور کسی کو بری حالت میں پائے تو خیال کرے کہ (انجام) اللہ کے ہاتھ میں ہے، ہم کو کیا خبر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نجات پا جائے اور میں ہلاک ہو جاؤں۔ جب یہ صفات پیدا ہو جائیں تو سمجھو کہ عقل مکمل ہوگئی۔ [1]

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی تواضع اور فنائیت

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اسلام کی حالت میں صرف تین بار خوش ہوا:

ایک بار میں ایک کشتی میں تھا، اس کشتی میں ایک شخص تھا جو لوگوں کو خوب ہنسایا کرتا تھا۔

[1] الأذكياء: الباب الخامس، ص ١٥

وہ کہا کرتا کہ ہم ترکوں کے علاقہ میں کافروں کو یوں پکڑلیا کرتے تھے، یہ کہہ کر میرے سر کے بال پکڑ کر جھنجھوڑا، اس سے میں خوش ہوتا تھا کیوں کہ اس کی نظر میں کشتی کے اندر مجھ سے زیادہ حقیر کوئی اور شخص نہ تھا۔

دوسری بار ایسا ہوا کہ میں ایک مسجد میں بیمار پڑا تھا تو مؤذن نے آکر مجھ سے کہا کہ نکل جاؤ، مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ نکل جاؤں، میرا پاؤں پکڑ کر مجھے گھسیٹا اور باہر لے گیا۔

تیسری بار میں ملک شام میں تھا اور میں نے ایک پوستین پہن رکھی تھی۔ ایک بار جو میں نے اسے دیکھا تو اس قدر اس میں جوئیں تھیں کہ بالوں اور جوؤں میں امتیاز نہ رہا تھا۔ میں اس سے خوش ہوا۔ ❶

مکہ معظّمہ کے ایک بزرگ عالم دین کی تواضع

مکہ معظّمہ میں ایک بزرگ عالم قرآن کی تفسیر بیان کرتے تھے، حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی رحمہ اللہ علیہ بھی ان کے حلقے میں کبھی کبھی جا بیٹھتے، ایک دن شیخ نے کسی مقام پر ایک فقہی مسئلہ میں غلطی کی اس وقت تو شاہ صاحب خاموش رہے، جب درس ختم ہو چکا تو اس وقت پاس جا کر چپکے سے متنبہ کیا کہ یہ مسئلہ مجھ کو اسطرح یاد ہے، ان بزرگ نے فوراً تمام طلباء کو پکار کر واپس بلایا، سب جمع ہو گئے تو کہا: ”قد غلطنافی هذه المسئلة ونبهناعليه هٰذ الشيخ والصحيح هكذا. یعنی ہم نے اس مسئلہ میں غلطی کی جس پر ہم کو اس شیخ ہندی (شاہ صاحب) نے متنبہ کیا اور صحیح تقریر اس کی یوں ہے۔ پھر شاہ صاحب رحمہ اللہ کی بیان کردہ تقریر کا اعادہ کیا۔

فائدہ: دیکھئے علماء یہ حضرات ہیں کہ ان کو یہ کہتے ہوئے ذرا بھی رکاوٹ نہ ہوئی کہ ہم

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۱، ۲۸۲

سے یہاں غلطی ہوگئی ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ یوں بھی کہدیا کہ اس شیخ نے ہم کو متنبہ کیا، حالانکہ حضرت شاہ صاحب نے خفیہ اسی لئے متنبہ کیا تھا کہ اگلے دن یہ اس مقام کی صحیح تقریر اپنی طرف سے کردیں گے، مگر ان کو اتنا صبر کہاں تھا، اسی وقت سب کو بلا کر صاف اپنی غلطی کا اقرار کیا اور اپنے محسن کو بھی ظاہر کردیا۔ جس نے غلطی پر متنبہ کیا تھا، اگر ہم جیسے ہوتے تو اول تو اپنی غلطی ہی کو تسلیم نہ کرتے، اسی میں بحث شروع کر دیتے اور جو تسلیم بھی کرتے تو اس طرح صاف صاف اقرار نہ کرتے، اور جو کرتے بھی تو یہ ظاہر نہ کرتے کہ اس غلطی پر ہم کو کسی دوسرے نے متنبہ کیا ہے، بلکہ اگلے دن اس طرح تقریر کرتے کہ طلبہ پر یہ ظاہر ہوتا کہ شیخ کو خود ہی تنبیہ ہوئی ہے، آخر یہ تکبر اور تصنع نہیں ہے تو پھر کیا ہے؟ ❶

اپنے آپ کو مٹا دینا

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوا جس قدر کہ میں اس بات سے خوش ہوا کہ میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک آدمی نے آ کر مجھ پر پیشاب کردیا۔ ❷

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی تواضع

شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ مسجد میں جب سب سو جاتے تو مسافروں کے پیر دبایا کرتے تھے، صرف اس واسطے کہ تواضع اور تذلل پیدا ہو، ایک دفعہ مولانا سفر میں لشکر سے نکل کر شہر کی کسی مسجد میں جا ٹھہرے، مؤذن عام طور پر مسافروں سے جھگڑا کرتے ہیں، ان کو بھی منع کیا، مولانا نے اس کا کہنا نہ مانا، اس نے دھکے دیکر انکو نکال دیا۔ کئی دفعہ

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص۱۳۶، ۱۳۷

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ١ ص ٢٨٢

ایسا ہوا آخر اس نے تنگ ہو کر کہا: اچھا بھائی بیٹھ جا، تھوڑی دیر میں لشکر سے دو سوار مولانا کو ڈھونڈتے ہوئے آئے، اب تو مؤذن کے ہوش خطا ہوئے اور سمجھا اب پٹوں گا، یہ تو کوئی بڑے آدمی ہیں، مولانا نے کہا: ڈرومت، تجھے کوئی کچھ نہ کہے گا، میں جاتا ہوں تجھے کھانا بھی بھجوادوں گا، وہ پیروں پر گر گیا اور معافی چاہی، پھر پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا، فرمایا؟ یہ میں نے اپنا علاج کیا مجھے کسی وجہ سے خیال ہو گیا تھا کہ لوگ مجھ کو بڑا سمجھتے ہیں، اس کبر کا علاج کیا کہ دھکے کھائے یہ اس مادہ فاسد کا مسہل ہو گیا۔ ❶

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی تواضع وتحمل مزاجی

ایک مرتبہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ وعظ فرمارہے تھے، اثناءِ وعظ میں ایک شخص اٹھا اور کہا کہ مولوی صاحب! ہم نے سنا ہے کہ تم حرامی ہو۔ آپ نے نہایت متانت سے جواب دیا، میاں تم نے غلط سنا ہے، میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ بڈھانہ، پھلت، اور خود دلی میں ہنوز موجود ہیں۔ اور یہ فرما کر پھر وعظ شروع کر دیا۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ اس کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے طالب حق کو معلوم ہوسکتا ہے کہ حضرت مولانا شہید کی تیزی وغیرہ سب دین کے لئے تھی ورنہ ہیجانِ نفس کا اس سے بڑھ کر اور کون موقع ہوسکتا ہے۔ ❷

اخلاص وتواضع کے سبب فاحشہ عورتوں کی زندگیاں بدل گئیں

ایک مرتبہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ عشاء کی نماز پڑھ کر جامع مسجد کے اس دروازہ سے باہر تشریف لے گئے جو قلعہ کی طرف ہے، مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ نے اٹھ کر لپک کر انکو پکڑا کہ کہاں جاتے ہو، میں اس وقت تم کو تنہا نہ جانے دوں

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۹۲

❷ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع، ج ۲ ص ۲۳۲، ۲۳۳/ ارواح ثلاثہ: ص ۵۷

گا۔اگرتم کہیں جاؤ گے میں تمہارے ساتھ جاؤں گا،مولانا نے فرمایا کہ میں ایک خاص ضرورت سے جارہا ہوں تم مجھے جانے دو اور میرے ساتھ نہ آؤ میں نے سے اصرار کیا مگر وہ نہ مانے اور تنہا چلدیئے میں بھی ذرا فاصلہ سے انکے پیچھے پیچھے ہولیا، خانم کے بازار میں ایک بڑی مالدار اور مشہور فاحشہ کا مکان تھا، اس کا نام موتی تھا۔مولانا اس مکان پر پہنچے اور آواز دی، تھوڑی دیر میں مکان سے ایک لڑکی نکلی اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا کام ہے؟ انہوں نے کہا میں فقیر ہوں وہ لونڈی یہ سن کر چلی گئی، ادر جا کر کہہ دیا کہ ایک فقیر کھڑا ہے۔فاحشہ نے کچھ پیسے دیئے اور کہا کہ جا کر دیدو۔وہ لڑکی پیسے لے کر آئی،مولانا نے کہا میں ایک صدا کہا کرتا ہوں اور بغیر صدا کیے لینا میری عادت نہیں، تم اپنی بی بی سے کہو کہ میری صدا سُن لے،اس نے جا کر کہہ دیا۔فاحشہ نے کہا کہ اچھا جا اور بلا کر لے آ،وہ بلا کر لے آئی،مولانا جا کر صحن میں رومال بچھا کر بیٹھ گئے اور سورہ تین ’’ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِيْنَ‘‘ تک تلاوت فرمائی، میں بھی وہاں پہنچ گیا اور جا کر مولانا کے پیچھے کھڑا ہو گیا،مولانا نے اس قدر مؤثر تقریر فرمائی کہ گویا جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرادیا،اس فاحشہ کے یہاں بہت سی اور فاحشہ بھی تھیں،انکے علاوہ اور لوگ بھی بہت تھے،ان پر اس کا یہ اثر ہوا کہ سب لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اور کہرام مچ گیا، انہوں نے ڈھولک ستار وغیرہ توڑنے شروع کئے اور موتی اور اسکے علاوہ کئی فاحشہ تائب ہوگئیں،اسکے بعد مولانا اٹھ کر چلدیئے، میں بھی پیچھے پیچھے چلدیا،جب مولانا جامع مسجد کی سیڑھی پر پہنچے تو میں نے مولانا سے کہا کہ میاں اسمٰعیل !تمہارے دادا ایسے تھے،تمہارے چچا ایسے تھے اور تم ایسے خاندان کے ہو جس کی خدمت میں بادشاہ آتے رہے ہیں،مگر تم نے اپنے آپ کو بہت ذلیل کرلیا،اتنی ذلت ٹھیک نہیں، اس پر مولانا نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور حیرت سے میری طرف دیکھا اور کھڑے

ہو گئے، مجھ سے فرمایا مولانا، آپ نے یہ کیا فرمایا، آپ اس کو میری ذلت سمجھتے ہیں، یہ تو کچھ بھی نہیں، میں تو اس روز سمجھوں گا کہ آج میری عزت ہوئی ہے جس روز دلی کے شہدے میرا منہ کالا کر کے اور گدھے پر سوار کر کے مجھے چاندنی چوک میں نکالیں گے اور میں کہتا ہوں گا: ''قَالَ اللّٰهُ كَذَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا'' یہ سن کر میری یہ حالت ہوئی کہ میں کہنے کو تو کہہ گیا، مگر مارے شرم کے پانی پانی ہو گیا اور زبان بند ہو گئی، اس کے بعد کبھی مجھے ان سے آنکھ ملا کر بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں قولہ: میں تو اس روز سمجھوں گا، مدعیان فنا آئیں اور دیکھیں فناء اسکو کہتے ہیں۔

یہاں ایک امر پر تنبیہ ضروری ہے کہ ہر شخص کو یہ درجہ یا حوصلہ حاصل نہیں کہ وہ وعظ کے بہانے فاحشہ کے مکان پر پہنچ جائے اور کہدے کہ میں تو تبلیغ کرنے گیا تھا، یہ حق اسی کو حاصل ہے جو شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ بن گیا ہو، اسکی فنائیت محقق ہو چکی ہو، دین کے اعلان واشاعت میں منہ کالا کر کے گدھے پر گھمانے کو بھی عزت سمجھتا ہو، اور مختصر الفاظ میں مامور من اللہ بن چکا ہو۔ ❶

تواضع وشیخ کے ساتھ عقیدت کی نادر مثال

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ کا یہ ادب بھی مشہور تھا کہ جس جلسہ میں حضرت سید (احمد شہید رحمہ اللہ) ہوتے اس جلسہ میں حضرت شاہ صاحب وعظ نہیں فرماتے تھے۔

حضرت شاہ صاحب کے تواضع کے قصے جیسا کہ اوپر لکھوا چکا ہوں، لا تعد ولا تحصے ہیں۔ ایک مرتبہ وعظ فرما رہے تھے اس میں ایک حدیث نقل کی، اسی وقت ایک شخص

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع، ج ۲ ص ۲۳۳، ۲۳۴/ارواح ثلاثہ: ص ۷۰

نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں نے حضرت شاہ اسحاق صاحب سے سنا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خبر نہیں، اسی وقت وعظ چھوڑ کر شاہ صاحب کے پاس پہنچے اور تصدیق کی اور پھر وعظ کے جلسہ میں آ کر فرمایا، واقعی تم سچ کہتے ہو یہ حدیث ضعیف ہے۔ ❶

گارے کیچڑ کی جگہ صف میں کھڑے ہو گئے

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید نور اللہ مرقدہ ایک زمانہ میں نہایت خوش پوشاک بہترین لباس پہنا کرتے تھے۔اس زمانہ کا قصہ ہے کہ اکبری مسجد کے صحن میں پہلی صف میں کسی وجہ سے ایک پتھر نیچا ہو گیا تھا اور برسات کے موسم میں اس میں گارا کیچڑ ہو جاتا تھا، سب نمازی اپنے کپڑوں کو بچانے کے لئے اسکو چھوڑ کر کھڑے ہوا کرتے تھے، وہ جگہ خالی رہتی، ایک روز عمدہ پوشاک پہنے ہوئے شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ اکبری مسجد میں تشریف لائے، آپ نے صف اول میں خالی جگہ دیکھی، آپ اسی جگہ گارے کیچڑ میں بیٹھ گئے اور کپڑوں کا ذرا خیال نہ فرمایا۔ ❷

اکابر علماء دیو بند کی تواضع اپنے ملفوظات کے آئینہ میں

اکابر علماء دیو بند تواضع و بے نفسی، عبدیت وفنائیت، پستی و فروتنی، عاجزی و انکساری، خاکساری، نیاز مندی، خودفراموشی خود انکاری اور خود شکستگی و خود شکنی کے جس مقام بلند پر فائز تھے اس کی ایک واضح اور نمایاں جھلک ان کے چند ملفوظات دارشادات میں بآسانی دیکھی جاسکتی ہے۔یہ ارشادات جمع کیے جائیں تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں۔ یہاں ’’مشتے نمونہ ازخروارے‘‘ چند ارشادات نقل کیے جاتے ہیں:

---

❶ آپ بیتی: فصل نمبر۱۲، اکابر کی تواضع، ج۲ص ۲۳۵/حسن العزیز: ج۳ص ۱۸۲

❷ آپ بیتی: فصل نمبر۱۲، اکابر کی تواضع، ج۲ص ۲۳۸/ارواح ثلاثہ: ص ۸۷

۱......سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:
آنے والے حضرات کے قدموں کی زیارت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں، کیونکہ میرا تو کسی دلیل سے بھی اچھا ہونا ثابت نہیں اور میرے پاس آنے والے اللہ کا نام لینے آتے ہیں یہ یقیناً اچھے ہیں۔

۲......بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: اگر دو حرف علم کی تہمت محمد قاسم کے نام پر نہ ہوتی تو دنیا کو پتہ بھی نہ چلتا کہ قاسم کہاں پیدا ہوا تھا اور کہاں مر گیا۔

۳......امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ اپنے ایک معتقد کو خط میں تحریر فرماتے ہیں: آپ بوجہ حسن ظن کے کیا کچھ میرے ساتھ اعتقاد جمائے بیٹھے ہیں، الحق مجھ کو نہایت شرم ہے میرا حال اسکے قابل نہیں کہ کوئی مجھ سے اعتقاد کرے، مگر تمہارا حسن ظن اپنا وسیلہ آخرت جانتا ہوں ''اَنَاعِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ'' (میں اپنے بندہ کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔) موجب طمانینت ہو رہی ہے۔

۴......شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:
عمر بھر پڑھنے پڑھانے کا یہ نتیجہ نکلا کہ جہل مرکب سے جہل بسیط میں آ گئے۔

۵......امام العصر حضرت علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ کا ارشاد ملاحظہ ہو:
میں ایک بے عمل شخص ہوں جس کا دامن زادِ آخرت سے خالی ہے۔
زندگی کے آخری ایام میں ایک موقع پر ارشاد فرمایا:
میرے پاس کوئی توشہ آخرت نہیں میں دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں۔

۶......حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سے اللہ تعالی نے جس وسیع پیمانے پر اپنے دین کی عظیم خدمت لی وہ یقیناً ان کی عند اللہ مقبولیت کی واضح اور بین دلیل ہے،

بالخصوص تصوف کے میدان میں وہ اپنے تجدیدی کارناموں کی بدولت باتفاق علماء چودھویں صدی کے مجدد ہیں لیکن بایں ہمہ تواضع کا بلند مقام ملاحظہ ہو:

ا......فرمایا روزے سے ہوں باور کرو گے بقسم کہتا ہوں کہ مجھ کو مجھ سے زیادہ ذلیل انسان کوئی دنیا میں نظر نہیں آتا۔

۲......فرمایا: میری حالت یہ ہے کہ میں ہر مسلمان کو اپنے آپ سے فی الحال اور ہر کافر کو فی المآل اپنے آپ سے افضل سمجھتا ہوں۔ مسلمان کو تو اس لئے افضل سمجھتا ہوں کہ وہ مسلمان اور صاحب ایمان ہے، اور کافر کو اس وجہ سے کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کبھی ایمان کی توفیق دیدے، اور یہ مجھ سے آگے بڑھ جائے۔

۳......فرمایا: بہت ہی نازک بات ہے اور بہت ہی ڈرنے کا مقام ہے، اپنی کیسی ہی اچھی حالت ہو ہرگز ناز نہ کرے اور دوسرے کی کیسی ہی بری حالت ہو ہرگز اس پر طعن نہ کیا کرے۔ کیا خبر ہے کہ اپنی حالت اس سے بھی بدتر ہو جائے۔

۴......ایک بار نہایت خشیت کے لہجے میں فرمایا:

دیا سلائی کی طرح سارے مواد خبیثہ نفس میں موجود ہیں بس رگڑ لگنے کی دیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک رگڑ سے بچا رکھا ہے بچے ہوئے ہیں۔ فرعون و ہامان کو نہیں بچھایا ان میں وہ مادے سلگ اٹھے۔ اللہ تعالیٰ ہی محفوظ رکھے تو انسان محفوظ رہ سکتا ہے، ورنہ ہر وقت خطرہ ہے۔

۵......ایک مجمع سے مصافحہ کرنے کے بعد فرمایا:

میں نے تو اس نیت سے مصافحہ کیا ہے کہ اتنے سارے محبت کرنے والے مسلمانوں میں سے کوئی بھی خدا کا مقبول و مرحوم بندہ ضرور ہوگا۔ اگر ایک بھی مرحوم ہو تو کیا مجھ کو دوزخ میں جلتا ہوا دیکھ کر اُسے رحم نہ آئے گا اور اللہ میاں سے سفارش کر کے مجھکو

دوزخ سے نہ نکلوائے گا؟۔

۷......مخدوم الملت حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

اگر میرے عیوب کی کسی کو اطلاع ہو جائے تو کوئی میرے اوپر تھوکے بھی نہیں۔

۸......مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا ملفوظ ہے:

ہم انسان بنے تو نہیں لیکن ہم نے انسانوں کو دیکھا ہے، اب کوئی بیل آ کر ہمیں دھوکہ نہیں دے سکتا کہ میں انسان ہوں۔

جب آپ پر پہلا دل کا دورہ ہوا تو اس موقع پر موجود بعض بزرگوں (حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب وحضرت بابا نجم احسن صاحب وغیرہ) سے نہایت نحیف اور لرزتی ہوئی آواز میں فرمانے لگے:

میرے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دیں، میرے پاس کوئی سرمایہ آخرت نہیں ہے، میں نے عمر بھر کچھ نہیں کیا۔ چند سیاہ لکیریں کھینچی ہیں اللہ تعالی انہی کو قبول فرمالیں تو ان کی رحمت ہے۔

۹......ایک صاحب دل بزرگ کے بیان کے مطابق امام الاتقیاء حضرت مولانا میاں عبدالہادی صاحب دینپوری رحمہ اللہ اکثر اپنے متعلقین ومریدین سے فرماتے:

فقیرو! میری سفید ڈاڑھی کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا!

کبھی فرماتے:

میں کیا ہوں، میرے اندر ساری گندگی بھری ہوئی ہے۔

۱۰...... برکتہ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

میرے اکابر نے تو میری اصلاح کی بہت کوشش فرمائی، مگر افسوس کہ کتے کی دم بارہ

برس نلکی میں رکھنے کے بعد نکالی تو ٹیڑھی ہی نکلی۔

۱۱......حضرت حاجی محمد شریف صاحب ملتانی رحمہ اللہ کو جب اپنے شیخ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کی جانب سے اجازت وخلافت کی بشارت دی گئی،تو حاجی صاحب نے جواب میں لکھا: حضرت کے ارشاد کو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔خدا کی قسم! میں تو اس قابل ہوں کہ گندی نالی میں پھینک دیا جاؤں اور ہر شخص مجھ پر تھوک تھوک کر جائے۔ ❶

علمائے دیوبند کے تواضع وانکساری کے پر تاثیر واقعات

حضرت مولانا مملوک علی صاحب رحمہ اللہ کی تواضع

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ اپنے ایک بیان میں فرماتے ہیں: مولانا مملوک علی صاحب رحمہ اللہ ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ تھے،مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے استاذ اور مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد تھے۔ ہدایۃ النحو پڑھتے تھے، ایک استاذ کے پاس گئے ،اتنے غبی تھے کہ وہ استاد کہتے کہ کل کو میرے پاس نہیں آنا۔ دوسرے کی منت سماجت کرتے اس کے پاس جاتے ایک دو دن کے بعد وہ بھی کہتے بھائی وقت ضائع نہ کرو یہاں نہیں آنا۔انتہائی مایوسی کے عالم میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں گئے اوران سے عرض کیا کہ حضرت میں پڑھنے کے لیے آیا ہوں لیکن کوئی استاذ پڑھانے کے لیے تیار نہیں ۔ایک دو سبق پڑھاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ تم ہمارا وقت خراب کرنے کو نہ آیا کرو تم کچھ سمجھتے ہی نہیں تو کیوں خواہ مخواہ ہمارا وقت برباد کرتے ہو۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کل کو میرے پاس آنا۔حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے

❶ اکابر کا مقام تواضع :ص ۴۹ تا ۵۲

ہدایۃ النحو کا صرف ایک سبق پڑھایا کہ اب جس استاذ کے پاس جاؤ، جا کر پڑھو، پڑھائے گا ان شاء اللہ۔ پھر جہاں بھی پڑھنے لگے تو ہر ایک نے کہا یہ قابل، ذی استعداد اور ذکی طالب علم ہے، یہ تو میرے پاس پڑھے تو بہت اچھا ہے۔ تو یہ ہوتا ہے، اللہ تعالی جس کو نمایاں اور ممتاز کرنا چاہتے ہیں تو اس طرح انتظام کر دیتے ہیں۔

آپ تواضع کو اپنا شعار بنائیں، انکساری اور اس کے ساتھ وقار آپ کی پہچان ہو۔ ❶

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی تواضع

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ ایسا وظیفہ بتلا دیجئے گا کہ خواب میں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے، حضرت نے فرمایا کہ آپ کا بڑا حوصلہ ہے، ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ روضہ مبارک کے گنبد شریف ہی کی زیارت نصیب ہو جائے۔ اللہ اکبر کس قدر شکستگی وتواضع کا غلبہ تھا، اس پر حضرت والا حکیم الامت تھانوی نے فرمایا یہ سن کر ہماری آنکھیں کھل گئیں۔ حضرت کی عجیب شان تھی اس فن کے امام تھے، ہر بات میں شان محققیت وحکمت ٹپکتی تھی، یہی وجہ ہے کہ حضرت کے خادموں میں سے کوئی محروم نہیں رہا۔ حضرت حاجی صاحب کی خود یہ حالت تھی کہ اپنے ہر ہر خادم کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آنے والوں کے قدموں کی زیارت کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔ ❷

علامہ محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی سادگی اور سچائی

حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ جو دار العلوم دیوبند کے بانی ہیں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ہر وقت ایک تہبند پہنے رہتے تھے اور معمولی سا کرتہ ہوتا تھا، کوئی شخص

❶ مجالس علم وذکر: طلباء حدیث سے ایک خطاب، ج۲ص ۱۷۶، ۱۷۷

❷ آپ بیتی: فصل نمبر۱۲، اکابر کی تواضع، ج۲ص ۲۴۰

دیکھ کر یہ پہچان ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ اتنا بڑا علامہ ہے، جب مناظرہ کرنے پر آجائیں تو بڑوں بڑوں کے دانت کھٹے کردیں۔ لیکن سادگی اور تواضع کا یہ حال تھا کہ تہبند پہنے ہوئے مسجد میں جھاڑو دے رہے ہیں۔

چونکہ آپ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیا، تو انگریزوں کی طرف سے آپ کی گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوگیا، چنانچہ ایک آدمی ان کو گرفتار کرنے کے لئے آیا۔ کسی نے بتادیا کہ وہ چھتے کی مسجد میں رہتے ہیں، جب وہ شخص مسجد میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ایک آدمی بنیان اور لنگی پہنے ہوئے مسجد میں جھاڑو دے رہا ہے، اب چونکہ وارنٹ کے اندر یہ لکھا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی کو گرفتار کیا جائے۔ اس لئے جو شخص گرفتار کرنے آیا تھا وہ یہ سمجھا کہ یہ تو جبے قبے کے اندر ملبوس بڑے علامہ ہوں گے، جنہوں نے اتنی بڑی تحریک کی قیادت کی ہے، اس کے حاشیہ خیال میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ یہ صاحب جو مسجد میں جھاڑو دے رہے ہیں یہ ہی مولانا قاسم صاحب ہیں، بلکہ وہ یہ سمجھا کہ یہ کوئی مسجد کا خادم ہے۔ چنانچہ اس شخص نے انہیں سے پوچھا کہ مولانا محمد قاسم صاحب کہاں ہیں؟ حضرت کو معلوم ہو چکا تھا کہ میرے خلاف وارنٹ نکلا ہوا ہے اس لئے چھپانا بھی ضروری ہے اور جھوٹ بھی نہیں بولنا ہے، اس لیے آپ جس جگہ کھڑے تھے وہاں سے ایک قدم پیچھے ہٹ گئے، پھر جواب دیا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو یہاں تھے، چنانچہ وہ شخص یہی سمجھا کہ تھوڑی دیر پہلے مسجد میں تھے، لیکن اب موجود نہیں، چنانچہ وہ شخص تلاش کرتا ہوا واپس چلا گیا۔ ❶

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی عجز وانکساری اور سادگی

حضرت مولانا احمد حسن امروہوی فرماتے تھے کہ جب مباحثہ شاہجہان پور کا طے ہوا تو

❶ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج ۵ ص ۴۳، ۴۴

مولانا محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ بغیر کسی کے اطلاع کیے ہوئے تنہا بہ نفس نفیس شاہجہان پور تشریف لے گئے، جب مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ (شیخ الہند) نے سنا تو وہ بھی مولانا رحمہ اللہ کے بعد تشریف لے گئے، اس کے بعد میں گیا تو شاہجہان پور میں میری مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی، میں نے دریافت کیا کہ کیا مولانا رحمہ اللہ مل گئے؟ مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں، مجھ کو تو ابھی نہیں ملے، تو میں نے کہا: اچھا چلو! سرائے میں چل کر تلاش کریں، چنانچہ سرائے کے اندر جو ایک شخص آنے والے کا نام لکھا کرتا ہے اس سے جا کر میں نے دریافت کیا کہ یہاں کوئی خورشید حسن (یہ حضرت نانوتوی کا تاریخی اور غیر مشہور اسم مبارک تھا) بھی آئے؟ اس نے کہا: کہ ہاں! آئے ہیں۔ چنانچہ ہم نے جو تلاش کیا تو ایک کوٹھڑی کے اندر مولانا رحمہ اللہ تشریف رکھتے تھے، جب صبح ہوئی تو مولانا رحمہ اللہ میدان مناظرہ میں تشریف لے چلے، راستہ میں ایک دریا پڑتا تھا اور مولانا پیدل تھے، تو مولانا پاجامہ پہنے ہوئے دریا میں اتر پڑے جس سے پاجامہ بھیگ گیا۔ خیر مولانا نے پار اتر کر لنگی باندھی اور پائجامہ اتار کر نچوڑ کر پیچھے لاٹھی پر جیسے گاؤں کے رہنے والے ڈال لیا کرتے ہیں ڈال لیا اور تشریف لے چلے۔

خیر جب مولانا رحمہ اللہ کی تقریر ہوئی تو لوگوں کو مولانا کی اطلاع ہوئی تو لوگ رتھ میں بٹھا کر بڑے اعزاز کے ساتھ مولانا رحمہ اللہ کو واپس لائے اور جو پادری وہاں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے آیا ہوا تھا اس نے کہا کہ اگر ایمان تقریر پر لانا ہوتا تو میں مولانا محمد قاسم صاحب کی تقریر پر ایمان لے آتا۔ ❶

---

❶ اکابر کا مقام تواضع: حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے واقعات، ص ۶۸، ۶۹

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی تواضع

علامہ قاسم نانوتوی رحمہ اللہ جس طالب علم کے اندر تکبر دیکھتے اس سے کبھی کبھی جوتے اٹھوایا کرتے اور جس کے اندر تواضع دیکھتے تھے اس کے جوتے خود اٹھا لیا کرتے تھے۔ ❶

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی درویشانہ زندگی

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کی شان عالمانہ تھی اور نہ درویشانہ بلکہ عاشقانہ شان تھی اور آپ کی مجالس دوستانہ ہوتی تھی، گاڑھے کے کپڑے پہنتے تھے، ایک مرتبہ دیوبند سے نانوتہ کو تشریف لے جا رہے تھے ایک جولاہے نے بوجہ سادگی کے اپنا ہم قوم سمجھ کر پوچھا ہے کہ آج کل سوت کا کیا بھاؤ ہے، مولانا نے جواب دیا کہ بھائی آج بازار جانا نہیں ہوا، وہ جولاہا بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ ❷

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کی تواضع

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کو طلبہ سے خاص لگاؤ تھا، طالب علم جو بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اس کو تین روز تک حضرت اپنا مہمان سمجھتے اور دستر خوان پر پاس بٹھا کر یا مکان سے کھانا منگا کر اپنے روبرو کھلایا کرتے تھے، جب طلبہ کی آمد زیادہ ہوئی اور حضرت کے مشاغل بہت بڑھ گئے، تو طلبہ کو کھانا کھلانے کا وہ اہتمام آپ سے نہ ہو سکا جو کبھی کبھی آنے والے مسافر کا ہوتا تھا۔ مگر تین دن کی مہمانی ضرور قائم تھی، اتفاق سے ایک پنجابی طالب علم آئے خدا جانے کیا وجہ پیش آئی کہ مکان سے ان کے لئے کھانا نہیں آیا۔ چونکہ یہ طالب علم مولوی نور محمد کا ملاقاتی تھا اس لئے اُن کو

---

❶ ارواح ثلاثہ: ص ۲۰۶/ اکابر دیوبند کیسا تھے: ص ۱۳۰

❷ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع، ج ۲ ص ۲۴۹/ حسن العزیز: ج ۲ ص ۱۵۲

یہ بات سن کر رنج ہوا اور انہوں نے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر بے باکانہ طور پر عرض کیا کہ:

''طلبہ کیا مہمان نہیں ہیں دوسرے لوگ ہی مہمان ہیں، آخر اسکی کیا وجہ ہے کہ جو مہمان آتا ہے آپ اس کو خود کھانا کھلاتے ہیں اور ان بے چاروں کو دوسروں پر چھوڑ کر اتنی خبر نہیں لیتے کہ مکان سے کھانا آیا یا نہیں؟''

مولوی نور محمد صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے اپنی حرکت اور گستاخی و جرأت پر بہت ندامت ہوئی مگر اس وقت جو کہنا زیبا نہ تھا وہ بھی کہہ گیا، میری اس عرض پر حضرت نے ندامت کے ساتھ گردن جھکا لی اور مجھ ناکارہ سے جو ادنیٰ شاگرد تھا معذرت کی اور فرمایا:

''بے شک میری غلطی ہے ان شاء اللہ آئندہ نہ دیکھو گے۔''

اس تاریخ سے حضرت نے طلبہ کی مہمانی کسی معتمد شخص کے حوالے نہیں کی بلکہ جو کوئی آتا اس کو خود کھلاتے۔ ❶

علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کا طلباء کے جوتے اٹھانا

ایک مرتبہ علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس دے رہے تھے، ابر ہو رہا تھا کہ اچانک بوندیں پڑنا شروع ہو گئیں، جس قدر طالب علم شریک درس تھے سب کتابوں کی حفاظت کے لیے اٹھ کر بھاگے اور سہ دری میں پناہ لی، پھر کتابیں رکھ کر جوتے اٹھانے چلے، صحن کی طرف رخ کیا تو دیکھتے ہیں کہ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ سب کے جوتے جمع کر کے لا رہے ہیں، طلبہ نے کہا کہ حضرت! آپ نے یہ کیا کیا؟ فرمایا: جو لوگ قال اللہ و قال الرسول پڑھتے ہوں رشید احمد ان کے جوتے نہ اٹھائے تو اور کیا کرے؟ ❷

---

❶ حکایت الاسلاف: ص ۲۳۱، ۲۳۲/ روزنامہ نئی دنیا دہلی: ص ۵۶

❷ ارواح ثلاثہ: حکایت نمبر ۳۲۸، اکابر دیوبند کیا تھے: علم و فضل اور اُس کے ساتھ تواضع وللّٰہیت، ص ۱۳۰

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی عجز وانکساری

علامہ رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ کے متعلق مولانا عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں کہ سچی تواضع اور انکساری امام ربانی رحمہ اللہ میں دیکھی، دوسرے لوگوں میں بہت کم نظر آئی، حقیقت میں آپ اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھتے تھے، بحیثیت تبلیغ جو خدمتِ عالیہ آپ کے سپرد کی گئی تھی یعنی ہدایت ورہبری اسکو آپ انجام دیتے، بیعت فرماتے، ذکروشغل بتلاتے، نفس کے مفاسد وقبائح بیان فرماتے اور معالجہ فرماتے تھے، مگر بایں ہمہ اس کا کبھی وسوسہ بھی آپ کے قلب پر نہیں گزرتا تھا کہ میں عالم ہوں اور یہ جاہل، میں پیر ہوں اور یہ مرید ہیں، میں مطلوب ہوں اور یہ طالب، مجھے ان پر فوقیت ہے میرا درجہ ان کے اوپر ہے، کبھی کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آپ نے اپنے خدام کو خادم یا متوسل یا منتسب کے نام سے یاد فرمایا ہو، ہمیشہ اپنے لوگوں سے تعبیر فرماتے اور دعا میں یاد رکھنے کی ضرورت اپنے لئے طالبین سے بھی زیادہ ظاہر فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ تین شخص بیعت کے لئے حاضر آستانہ ہوئے، آپ نے انکو بیعت فرمائی اور یوں ارشاد فرمایا کہ تم میرے لئے دعا کرو میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ ❶

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی عجز وانکساری اور اخلاص وللّٰہیت

ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ پیدل سفر کر کے گنگوہ پہنچے جماعت کھڑی ہوچکی تھی۔ نماز شروع ہونے کو تھی کہ لوگوں نے دیکھ کر خوشی سے کہا کہ مولانا آگئے۔ مولانا آگئے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ مصلے پر پہنچ چکے تھے، یہ سن کر نگاہ اٹھا کر مولانا کو دیکھا تو مصلے سے واپس ہوکر صف میں آ کھڑے ہوئے اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے نماز پڑھانے کے لئے فرمایا۔ مولانا (چونکہ

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع ص ۲۴۱/ تذکرۃ الرشید: ج ۲ ص ۱۷۴

باوضو تھے) سیدھے مصلے پر پہنچے۔ چونکہ پیدل سفر کر کے تشریف لے گئے تھے پاجامے کے پائنچے چڑھے ہوئے تھے اور پیر گرد آلود تھے، مگر غایتِ سادگی سے اسی ہیئت میں مصلے کی طرف چلے۔ جب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی محاذات (برابری) میں پہنچے تو مولانا نے صف میں سے آگے بڑھ کر رومال سے پہلے پیروں کی گرد صاف کی اور پھر پائنچے کچھ نیچے کئے اور فرمایا اب نماز پڑھایئے اور خود واپس صف میں آ کھڑے ہوئے۔ مولانا محمد یعقوب صاحب نے نماز پڑھائی، حالانکہ مولانا محمد یعقوب صاحب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے استاذ نہیں ہیں، اس کے باوجود حضرت گنگوہی رحمہ اللہ اِن کا اس قدر ادب واحترام کرتے تھے کہ جیسا استاد کا ادب کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

''مجھ کو اس سے بیحد مسرت ہوئی کہ مولانا نے میری خدمت سے انکار نہیں فرمایا قبول فرمالی۔''

فائدہ: سچ تو یہ ہے کہ ایسے حضرات اور ایسی جماعت نظر سے نہیں گزری، جن کی سادگی، محبت، خلوص اور ایک دوسرے کا اکرام واحترام ضرب المثل بن چکا ہو۔ ❶

اسلاف سے عقیدت اور انکساری

ایک مولوی صاحب نے حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی ایک تقریر سن کر جوش میں آ کر کہا کہ آپ کے پاس آ کر تو حدیث بھی حنفی ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ تھا کہ آپ تو ہر حدیث سے حنفیہ کی تائید فرما دیتے ہیں اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ بھی اس وقت زندہ ہوتے تو اس کا جواب نہیں دے سکتے تھے، اس پر مولانا سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ کیا کہا، اگر حضرت امام شافعی رحمہ اللہ زندہ ہوتے تو کیا میں ان کے سامنے

❶ ملفوظاتِ حکیم الامت: ملفوظ ۲۹۰، ج ۴ ص ۲۸۱، ۲۸۲

بولتا بھی؟ اور بولنا تو کیا میں تو انکی تقلید کرتا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کو چھوڑ دیتا، کیونکہ مجتہد حی کے ہوتے مناسب نہیں ہے کہ مجتہد غیر حی کی تقلید کی جائے۔ ❶

مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کی تواضع

۱......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنے اساتذہ کا معمول سنا ہے کہ سبق پڑھانے کے دوران اگر کوئی طالب علم ایک اشکال کرتا جسکا جواب سمجھ میں نہیں آیا تو دوران سبق اپنے استاد سے جا کر پوچھ آتے اور آ کر تقریر فرماتے۔ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ''ترجیح الراجح'' کا سلسلہ اسی لئے قائم کیا ہے کہ جس کو میری تصانیف میں غلطی معلوم ہو مجھے متنبہ کر دے تا کہ مجھے اگر اپنی غلطی کا اطمینان ہو جائے تو اس سے بالا علان رجوع کر لوں، چنانچہ مجھ سے جہاں کہیں کوئی لغزش ہوئی ہے اس کا دل کھول کر بہت فراخ دلی سے اقرار کیا ہے اور جہاں مجھے شرح صدر اپنی غلطی کا نہیں ہوا وہاں دوسرے کا قول بھی نقل کر دیا ہے، تا کہ جو قول جسکے جی کو لگے وہ اس کو اختیار کر لے، میں نے ہمیشہ یہی کیا کہ خواہ مخواہ اپنی بات کو منوایا نہیں، یہ برکت حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ کی ہے، ویسے تو یہ خصلت اپنے بھی اکابر میں تھی لیکن جیسا رنگ مولانا (محمد یعقوب صاحب رحمہ اللہ) میں اس صفت کا نمایاں تھا اور حضرات میں ایسا نہ تھا، دوران درس میں جہاں کسی مقام پر شرح صدر نہ ہوا جھٹ اپنے کسی ماتحت مدرس کے پاس کتاب لئے جا پہنچے، اور بے تکلف کہا کہ مولانا یہ مقام میری سمجھ میں نہیں آیا ذرا اس کی تقریر کو دیکھئے، چنانچہ بعد تقریر کے واپس آ کر طلبہ کے سامنے اس کو دہرا دیتے اور فرماتے کہ مولانا نے اس مقام کی یہ تقریر کی ہے۔ اس طرح اگر کوئی طالب علم کسی

❶ آپ بیتی: فصل نمبر۱۲، اکابر کی تواضع، ج۲ص۲۴۲/افاضات یومیہ: ج۲ص۹

مقام کی مولانا کی تقریر کے معارض تقریر کرتا اور وہ صحیح ہوتی تو اپنی تقریر سے فوراً درس ہی میں رجوع فرما لیتے اور صاف لفظوں میں فرماتے کہ مجھ سے غلطی ہوئی اور صرف ایک بار ہی نہیں بلکہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد رہ رہ کر جوش اٹھتا اور بار بار فرماتے ہاں واقعی مجھ سے غلطی ہوئی، مولانا کو ایسی باتوں سے ذرا عار نہ آتی تھی۔ بات یہ ہے کہ جن کی بڑی شان ہوتی ہے وہ کہیں ایسی باتوں سے گھٹتی ہے؟ اگر کسی کی ایک من شان ہو اور اس میں سے ایک تولہ گھٹ جائے تو اس کو اس کمی کی کیا پرواہ ہوگی۔ ہاں جن کی ایک چھٹانک ہی شان ہوگی اس میں سے اگر آدھی چھٹانک جاتی رہی تو اس کے پاس پھر آدھی چھٹانک ہی رہ جاوے گی۔ ❶

۲...... حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ جو دار العلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے، بڑے اونچے درجے کے عالم تھے، ان کے بارے میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک وعظ میں بیان فرمایا کہ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی ان کے سامنے ان کی تعریف کرتا تو بالکل خاموش رہتے تھے کچھ بولتے نہیں تھے، جیسے آج کل بناوٹی تواضع اختیار کرتے ہیں کہ اگر کوئی ہمارے سامنے ہماری تعریف کرتا ہے تو جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ تو آپ کا حسن ظن ہے، ورنہ ہم تو اس قابل نہیں ہیں وغیرہ۔ حالانکہ دل میں بہت خوش ہوتے ہیں کہ یہ شخص ہماری اور تعریف کرے اور ساتھ ساتھ دل میں بھی اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں، لیکن ساتھ میں یہ الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں، یہ حقیقت میں بناوٹی تواضع ہوتی ہے، حقیقی تواضع نہیں ہوتی۔ لیکن حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمہ اللہ خاموش رہتے، اب دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ حضرت مولانا اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہیں، اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں، اس لئے تعریف کرنے سے

❶ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع، ج ۲ ص ۲۳۵، ۲۳۶ بحوالہ افاضات: ج ۲ ص ۴۰۸، ۴۰۹

نہ تو روکتے ہیں نہ ٹوکتے ہیں اور نہ ہی اس کی تردید کرتے ہیں، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اب دیکھنے والا یہ سمجھتا ہے کہ ان کے اندر تواضع نہیں ہے۔ حالانکہ ان باتوں کا نام تواضع نہیں بلکہ تواضع تو دل کے اندر ہوتی ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ آدمی کبھی کسی کام کو اپنے سے فروتر نہیں سمجھتا۔ ❶

۳...... چنانچہ انہیں کا ایک واقعہ ہے کہ ایک صاحب نے آپ کو کھانے کی دعوت دی، آپ نے قبول فرمالی، اس شخص کا گاؤں فاصلے پر تھا لیکن اس نے سواری کا کوئی انتظام نہیں کیا، جب کھانے کا وقت آیا تو آپ پیدل ہی روانہ ہوگئے، دل میں یہ خیال بھی نہیں آیا کہ ان صاحب نے سواری کا کوئی انتظام نہیں کیا، سواری کا انتظام کرنا چاہیے تھا، بہر حال اس کے گھر پہنچے، کھانا کھایا، کچھ آم بھی کھائے، اس کے بعد جب واپس چلنے لگے اس وقت بھی اس نے سواری کا انتظام نہیں کیا، بلکہ الٹا یہ غضب کیا کہ بہت سارے آموں کی گٹھڑی بنا کر حضرت کے حوالے کر دی کہ حضرت یہ کچھ آم گھر کے لیے لیتے جائیں، اس اللہ کے بندے نے یہ نہ سوچا کہ اتنی دور جانا ہے، اور سواری کا کوئی انتظام بھی نہیں ہے، کیسے اتنی بڑی گٹھڑی لے کر جائیں گے، مگر اس نے وہ گٹھڑی مولانا کو دیدی اور مولانا نے قبول فرمالی اور اٹھا کر چل دیئے، اب ساری عمر مولانا نے کبھی اتنا بوجھ اٹھایا نہیں، شہزادوں جیسی زندگی گزاری، اب اس گٹھڑی کو کبھی ایک ہاتھ میں اٹھاتے، کبھی دوسرے ہاتھ میں اٹھاتے، چلے جارہے ہیں یہاں تک کہ جب دیوبند قریب آنے لگا تو اب دونوں ہاتھ تھک کر چور ہوگئے، نہ اس ہاتھ میں چین، نہ اس ہاتھ میں چین، آخر کار اس گٹھڑی کو اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا، جب سر پر رکھا تو ہاتھوں کو کچھ آرام ملا تو فرمانے لگے: ہم بھی عجیب آدمی ہیں، پہلے خیال نہیں آیا کہ اس

❶ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج۵ص ۴۷، ۴۸

گٹھڑی کو سر پر رکھ دیں ورنہ اتنی تکلیف اٹھانی نہ پڑتی، اب مولانا اس حالت میں دیو بند میں داخل ہو رہے ہیں کہ سر پر آموں کی گٹھڑی ہے، اب راستے میں جو لوگ ملتے وہ آپ کو سلام کر رہے ہیں آپ سے مصافحہ کر رہے ہیں اور آپ نے ایک ہاتھ سے گٹھڑی سنبھالی ہوئی ہے اور ایک ہاتھ سے مصافحہ کر رہے ہیں، اسی حالت میں آپ اپنے گھر پہنچ گئے، اور آپ کو ذرا برابر یہ خیال بھی نہیں آیا کہ یہ کام میرے مرتبے کے خلاف ہے اور میرے مرتبے سے فروتر ہے۔ بہر حال انسان اپنے کسی بھی کام کو مرتبے سے فروتر نہ سمجھے، یہ ہے تواضع کی علامت۔ ❶

حضرت ملا محمود رحمہ اللہ کی تواضع وسادگی

شیخ الاسلام حضرت اقدس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں:

دار العلوم کی تاریخ میں یہ جملہ بہت معروف ہے کہ دار العلوم کی ابتداء دو ایسے بزرگوں سے ہوئی جن دونوں کا نام محمود تھا اور دونوں قصبہ دیو بند کے باشندے تھے۔ ان میں شاگرد تو وہ محمود تھے جو شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ کے نام سے معروف ہوئے اور استاد حضرت ملا محمود صاحب تھے۔ راقم الحروف کے جدامجد حضرت مولانا محمد یسین صاحب رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ ملا محمود صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سنن ابن ماجہ شریف پر جو حاشیہ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے نام سے چھپا ہوا ہے اس کا بڑا حصہ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب رحمہ اللہ نے مجھ سے لکھوایا ہے، ان کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ طلبا نے اس پر تعجب کا اظہار کیا، وجہ یہ تھی کہ علم کے دعوے اور نام ونمود کی خواہشات سے اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ خصلت بزرگ کو ایسا پاک رکھا تھا کہ عام آدمی کو یہ پہچاننا بھی مشکل تھا

❶ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج ۵ ص ۴۸، ۴۹

کہ یہ کوئی بڑے عالم ہیں۔

اپنا گھریلو سودا سلف اور گوشت ترکاری خود بازار سے خرید کر لاتے اور گھر میں عام آدمیوں کی طرح زندگی گزارتے تھے مگر علوم کے استحضار اور حفظ کا عالم یہ تھا کہ راقم کے جدامجد حضرت مولانا محمد یسین صاحب کی ایک بڑے درجہ کی کتاب (جو غالبًا منطق یا اصول فقہ کی کتاب تھی) اتفاقاً درس سے رہ گئی تھی، انہیں یہ فکر تھی کہ دورہ حدیث شروع ہونے سے پہلے یہ کتاب پوری ہو جائے چنانچہ انہوں نے ملا محمود صاحب رحمہ اللہ سے درخواست کی، ملا صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اوقاتِ مدرسہ کے علاوہ بھی میرے تمام اوقات اسباق سے بھرے ہوئے ہیں، صرف ایک وقت ہے کہ جب میں گھر کا گوشت، ترکاری لینے کے لیے بازار جاتا ہوں، یہ وقت خالی گذرتا ہے تم ساتھ ہو جاؤ تو اس وقفے میں سبق پڑھا دوں گا، احقر کے دادا حضرت مولانا محمد یسین صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ کتاب بڑی اور مشکل تھی جس کو دوسرے علما غور و مطالعہ کے بعد بھی مشکل سے پڑھا سکتے تھے، مگر ملا محمود صاحب رحمہ اللہ نے کچھ راستہ میں، کچھ قصاب کی دوکان پر یہ تمام کتاب ہمیں اس طرح پڑھا دی کہ کوئی مشکل ہی نظر نہ آئی۔ ❶

مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ کی تواضع وعفو ودرگزر

ایک دفعہ حضرت مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمہ اللہ ایک سرائے میں ٹھہرے، برابر میں ایک بنیا مع اپنے لڑکے کے ٹھہرا ہوا تھا اور لڑکے کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے، مولانا کی اس سے بات چیت ہوتی رہی جیسا کہ سفر میں عادت ہے کہ مسافر آپس میں بات چیت کیا کرتے ہیں، اس نے پوچھا میاں جی کہاں جاؤ گے؟ مولانا نے

❶ اکابر دیوبند کیا تھے: علم وفضل اور اُس کے ساتھ تواضع وللّٰہیت، ص۱۴۴، ۱۴۵

سب بتا دیا کہ فلاں جگہ اور فلاں راستہ سے جاؤں گا، اس کے بعد مولانا تہجد پڑھ کر روانہ ہو گئے۔ اس لڑکے کے ہاتھ میں سے کسی نے کپڑے اتار لئے، بنیا اٹھا تو دیکھا کپڑے ندارد، بس اس کی تو روح فنا ہو گئی، دیکھا کہ وہ میاں جی بھی نہیں جن سے رات بات چیت ہو رہی تھی، اس نے کہا ہو نہ ہو وہی لے گئے۔ یہ کوئی ٹھگ تھا وہ سیدھا اسی راستہ پر روانہ ہوا جس پر مولانا نے جانے کا ارادہ بیان کیا تھا، یہاں تک کہ مولانا اس کو مل گئے، بس پہنچتے ہی اس نے ایک دھول رسید کی، مولانا نے کہا کیا ہے؟ کہنے لگا کپڑے کہاں ہیں؟ مولانا نے کہا بھائی میں نے تیرے کپڑے نہیں لئے، کہا ان باتوں سے کیا تو چھوٹ جائے گا، میں تجھے تھانے لے چلوں گا، کہا کچھ عذر نہیں، میں تھانہ بھی چلا چلوں گا، غرض وہ مولانا کو پکڑ کر جھنجھانہ کے تھانہ میں پہنچا، اتفاقاً تھانہ دار مولانا کا بڑا معتقد تھا، اس نے دیکھا کہ مولانا آرہے ہیں کھڑا ہو گیا اور دور سے ہی اٹھ کر آیا، یہ دیکھ کر بنیے کے ہوش خطا ہو گئے کہ یہ تو کوئی بڑے شخص معلوم ہوتے ہیں اور ڈرا کہ اب جوتے پڑیں گے، مگر مولانا اس سے کہتے ہیں بھاگ جا بھاگ جا تجھے کوئی کچھ نہ کہے گا، تھانہ دار نے مولانا سے پوچھا یہ کون تھا، کہا تم اسے کچھ نہ کہو جانے دو، اس کی چیز کھو گئی اس کی تلاش میں آیا تھا، دیکھئے کیا بے نفسی ہے۔ لطف یہ کہ نرا عفو ہی نہیں بلکہ مولانا اس کے احسان مند بھی ہوئے، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ اس سے مجھے بڑا نفع ہوا، جب لوگ مصافحہ کرتے ہیں میرے ہاتھ پر چومے جاتے ہیں تو میں نفس سے کہتا ہوں کہ تو وہی ہے جس کو ایک بنیا نے دھول لگائی تھی، بس اس سے عجب نہیں ہوتا۔ ❶

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی تواضع

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست مولانا

❶ آپ بیتی: فصل نمبر۱۲، اکابر کی تواضع، ج۲ ص ۲۳۹، ۲۴۰/ حسن العزیز: ج۴ ص ۳۳۹

مغیث الدین صاحب ضلع بجنور کے باشندے جو دار العلوم میں اکثر اسباق میں میرے ہم سبق رہے تھے مگر درمیان میں کچھ عرصہ کے لیے دارالعلوم کو چھوڑ کر مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں مولانا معین الدین صاحب اجمیری رحمہ اللہ سے معقولات منطق فلسفہ پڑھنے کے لیے گئے تھے، کیونکہ معقولات کے درس میں اس مدرسہ کی اور مولانا معین الدین صاحب کی بڑی شہرت تھی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مولانا معین الدین صاحب کا ارادہ یہ ہوا کہ ذرا علماء دیوبند سے ملاقات کر کے دیکھیں کہ وہ کس پائے کے عالم ہیں اور کس انداز کے لوگ ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تھے ان کا نام نامی سنا ہوا تھا، ان کی ملاقات کے لیے دیوبند کا سفر کیا، یہ وہ زمانہ تھا کہ جس میں اکابر کے ناموں کے ساتھ لمبے چوڑے القاب نہ تھے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ پورے دیوبند میں صرف ''بڑے مولوی صاحب'' کے لقب سے معروف تھے۔ مولانا معین الدین صاحب نے اسٹیشن پر اتر کر ایک تانگے والے سے پوچھا تم مولانا محمود حسن کا مکان جانتے ہو؟ تانگہ والے نے جواب دیا کہ دیوبند میں ایک بڑے مولوی صاحب ہیں ان کا مکان جانتا ہوں مگر ان کا نام مجھے معلوم نہیں، مولانا نے فرمایا: بس وہیں لے چلو تانگے والے نے ان کو بڑے مولوی صاحب کے مکان پر پہنچا کر چھوڑ دیا۔

یہ اندر داخل ہوئے، دیکھا کہ ایک صاحب پستہ قد، تہبند باندھے ہوئے صرف بنیان پہنے ہوئے، چھوٹی سی دو پلی ٹوپی سر پہ پہنے ہوئے مکان کے صحن میں کھڑے ہوئے ہیں، مولانا نے سمجھا کہ یہ کوئی مولانا محمود حسن صاحب کے خادم ہیں۔ اپنا سامان ان کے حوالہ کیا اور کہا کہ سامان رکھ دو اور مولانا کو اطلاع دیدو کہ مولانا معین الدین صاحب اجمیری ملاقات کے لیے آئے ہیں، حضرت مولانا کو ان کی ناواقفیت کی وجہ

سے خدمت کا خوب موقع ہاتھ آیا۔ سامان اٹھا کر مکان کے اندر رکھا اور پنکھے کے نیچے جو اپنے آرام کرنے کی چارپائی تھی اس پر مولانا کو بٹھایا بجلی کا زمانہ نہیں تھا، فرشی پنکھا تھا جو ہاتھ سے کھینچا جاتا تھا، گرمی کی دوپہر تھی حضرت نے پنکھا کھینچنا شروع کیا، مولانا معین الدین نے فرمایا کہ میاں مولانا کو اطلاع کردو، میں ان کی ملاقات کے لیے آیا ہوں حضرت نے فرمایا کہ ابھی اطلاع ہو جائے گی، آپ گرمی میں آئے ہیں ذرا آرام کرلیں، پھر گھر میں تشریف لے گئے وہاں سے ٹھنڈا شربت لے کر آئے۔ مولانا نے پھر فرمایا کہ مولانا سے کب ملاقات ہوگی، حضرت نے فرمایا وہ بھی ہو جائے گی، آپ شربت نوش فرمائیں۔ پھر کچھ دیر گزر جانے کے بعد گھر تشریف لے گئے اور کھانا لاکر رکھا، اب تو مولانا معین الدین صاحب نے ذرا غصے کے لہجے میں فرمایا کہ آپ کھانا بھی لے آئے لیکن مولانا سے ملاقات نہیں ہوئی، میری واپسی کا وقت قریب آرہا ہے اس وقت حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مولانا تو یہاں کوئی نہیں رہتے اور بندہ محمود میرا ہی نام ہے۔ یہ سن کر مولانا معین الدین صاحب حیران رہ گئے کہ اب کیا کریں اور بڑی شرمندگی کے ساتھ کہنے لگے کہ آپ نے پہلے کیوں نہ ظاہر فرمادیا؟ حضرت نے فرمایا کہ آپ دربار اجمیر سے تشریف لائے ہیں، اگر میں ظاہر کردیتا تو مجھے یہ خدمت کی سعادت کیسے ملتی؟

مولانا معین الدین صاحب حیرت میں رہ گئے، اس معاملہ کا جو اثر ہونا چاہیے تھا وہی ہوا اور واپسی کا ارادہ ملتوی کرکے کئی روز قیام فرمایا اور عمر بھر اس مجلس سے متاثر رہے۔

یہ واقعہ مجھے میرے ہم سبق مولانا مغیث الدین صاحب نے دار العلوم کی طالب علمی کے زمانے میں سنایا تھا اس کے بعد زمانہ دراز گذر گیا۔ مولانا موصوف مختلف مقامات میں درس وتدریس کی خدمت کرنے کے بعد مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے۔ احقر دار العلوم

میں خدمت درس و تدریس میں مشغول رہا، عرصہ دراز کے بعد جو ایک مرتبہ مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی تو مولانا مغیث الدین صاحب سے وہاں ملاقات نصیب ہوئی۔ احقر نے تصدیق وتوثیق کے لیے ان سے یہ واقعہ سنا کہ کہیں میرا حافظہ خطا نہ کرے، انہوں نے حرم نبوی میں یہ واقعہ سنایا۔ اس طرح کے واقعات حضرت شیخ الہند کی زندگی میں بے شمار ہیں۔ ❶

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی فنائیت

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے بیٹے محمد احمد شیخ الہند رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کے بیٹے حکیم مسعود احمد شیخ الہند کے مرید ہیں، ایک مرتبہ ان دونوں کو اپنے پاس چارپائی پر بٹھایا اور خود زمین پر تشریف فرما تھے اور ان سے کہہ رہے تھے: محمد احمد آپ میرے استاد کے صاحبزادے ہیں اور دوسرے سے کہا کہ آپ میرے مربی کے بیٹے ہیں میں نے آپ کا حق ادا نہیں کیا، آپ سے معذرت چاہتا ہوں اور آپ کے والدین پوچھیں کہ محمود نے کیا کیا تو خدا کے لئے میرا خیال رکھنا اور مجھے رسوا نہ کرنا۔

دیکھئے! اپنے شاگردوں سے اس طرح فرما رہے ہیں، یہ اِس وجہ سے کہ دل کے اندر اللہ کی معرفت موجود تھی جس کے سامنے اپنی حیثیت کچھ بھی نظر نہیں آرہی تھی۔ ❷

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی وسعتِ علمی اور تواضع

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ بخاری کے سبق میں اپنی رائے بہت بیان کرتے تھے، بخاری کے طلباء کو وہ سنایا کرتے کہ یہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے ہے، یہ قسطلانی

❶ اصلاحی خطبات: تواضع، ج ۵ ص ۳۹، ۴۰، ۴۱

❷ مجالس علم وذکر: رجوع الی اللہ کی ضرورت، ج ۲ ص ۱۸۲، ۱۸۳

رحمہ اللہ کی رائے ہے، یہ ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے ہے، یہ ابن منیر رحمہ اللہ کی رائے ہے اور یہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی رائے ہے اور ہمارا تو یہ وظیفہ ہے کہ ہم یہ سمجھاتے ہیں کہ وزنی رائے کس کی ہے؟ تو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ وزنی رائے شیخ الہند رحمہ اللہ کی ہے، وہ اپنی رائے کا کس طرح سبق میں اظہار فرماتے تھے؟ اور ''کچھ خیال میں یوں بھی آتا ہے'' آپ دیکھ رہے ہیں کہ تواضع کا کیا عالم ہے، علم کی گہرائی تو یہ ہے کہ دوسروں کے مقابلے میں آپ کی رائے اور توجیہ وزنی ہے اور تواضع کا یہ عالم ہے کہ فرماتے ہیں کہ ''کچھ خیال میں یوں بھی آتا ہے''۔ ❶

شیخ الہند رحمہ اللہ کی تواضع اور خدمت

ہندوستان میں ایک زمانہ میں اکثر مساجد میں کسیر بچھادی جاتی تھی جو نرم بھی ہوتی تھی اور گرم بھی، یہ گھاس تالابوں میں پیدا ہوتی ہے، جب سوکھ جاتی ہے تو لوگ اُسے بچھانے کے کام میں لے آتے ہیں، اُسے دیہات کا قالین یا نرم گدہ سمجھنا چاہیے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود صاحب رحمہ اللہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں بھی سردیوں میں برابر اس کا فرش ہوتا تھا۔ موسم سرما آنے پر ایک دن خود ہی طلبہ سے فرمایا کہ:

''آؤ! بھئی مسجد کے لئے کیسر لے آویں۔''

چار طلبہ ساتھ ہولئے، انھیں حضرت اپنے باغ میں لے گئے، وسط باغ میں بڑا تالاب بھی تھا اور اس میں کسیر بکثرت پیدا ہوتی تھی۔ چنانچہ کسیر کاٹی گئی خود حضرت بھی درانتی سے کاٹنے میں شریک رہے کاٹ کر جمع شدہ ذخیرہ کے پانچ گٹھر بنائے۔ طلبہ نے عرض کیا کہ حضرت پانچ گٹھڑیاں کیوں بنائی گئی ہیں۔ ہم تو چار ہیں، فرمایا اور میرا

❶ مجالس علم وذکر: ظاہر وباطن کی اصلاح کی ضرورت، ج۲ص۱۱۳

حصہ کہاں گیا؟ یہ کہہ کر چار بڑی بڑی گٹھڑیاں تو طلبہ کے سروں پر رکھوادیں اور ایک اپنے سر پر بھی ہر چند طلبہ بضد ہوئے کہ:

''حضرت اس ذخیرہ کی چار گٹھڑیاں کردی جائیں ہم کافی ہیں یہ کچھ زیادہ بوجھ نہیں۔''

مگر حضرت نے نہ مانے چاروں گٹھریاں گھاس کی طلبہ کے سر پر اور ایک گٹھڑی اپنے سر پر رکھ کر یہ قافلہ چلا شہر میں آیا اور بازار کے ایک حصہ میں سے گذرا، ان طلبہ کو تو ممکن ہے کہ سر پر گھاس کا بوجھ رکھ کر بازار میں سے گزرنے پر کچھ عار آرہا ہو لیکن حضرت کی بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ گویا اپنے کو اس بوجھ اٹھانے کا اہل اور مستحق سمجھ کر شہر سے گزر رہے تھے۔ دیہات والے بھی اب جسے پسند نہیں کرتے موصوف کے یہاں وہ بوجہ بے نفسی ایک معمولی بات تھی۔ ❶

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی تواضع

حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ کا معمول لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی حیات میں اول تو کسی کو بیعت نہیں فرماتے تھے اور اگر کسی کو شدید اصرار پر بیعت کرتے بھی تو یہ الفاظ کہلواتے تھے کہو بیعت کرتا ہوں میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب سے خلیل احمد کے ہاتھ پر۔ ❷

ایک مسئلہ میں حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ اور بعض علماء کا اختلاف ہوا تو حضرت حکیم الامت نے حضرت سہارنپوری رحمہ اللہ مرقدہ کو ''حکم'' بنانے پر فریق ثانی کو راضی کرلیا جس کی تفصیل ''خوان خلیل کے جام'' ص ۷ میں موجود ہے، اس پر حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس محاکمہ کی تمہید میں مولانا رحمہ اللہ کی عبارت قابل دید ہے، بندہ ناچیز باعتبار اپنے علم وفہم کے اس قابل نہیں کہ علماء اعلام

❶ حکایت الاسلاف: ص ۲۳۲، ۲۳۳ بحوالہ روزنامہ نئی دنیا دہلی: ص ۴۳

❷ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع ص ۲۵۱/ تذکرۃ الخلیل: شیخ کا ادب، ص ۷۵

کے اختلاف کا فیصلہ کرسکے مگر ہاں امتثالاً لامر الشریف اس مسئلہ میں جو کچھ خیال میں آیا عرض کرتا ہے الخ حضرت حکیم الامت نے اسکے بعد تحریر فرمایا ہے کہ تواضع اور اظہارِ حق کو اس طرح جمع کرنا جس درجہ کا کمال ہے ظاہر ہے۔ ❶

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کی سفر وحضر میں تواضع

حضرت اقدس سہارنپوری نور اللہ مرقدہ کے تواضع کے قصے تو حضرت قدس سرہ کی خدمت میں سترہ سالہ قیام میں نہ معلوم کتنے دیکھے، اس لئے کہ رجب ۱۳۲۸ھ میں سہارنپور حاضری ہوئی تھی اور ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ میں مدینہ پاک میں حضرت نور اللہ مرقدہ سے مفارقت ہوئی، ہر ہر موقع پر تواضع وانکساری، نشست وبرخاست میں خوب ہی دیکھنے کے موقع ملے، اسفار میں بھی بہت دفعہ ہمرکابی رہی۔

خدام کے ساتھ سامان کے اٹھانے میں ذرا بھی حضرت کو تأمل نہ ہوتا تھا، ریل پر اترنے میں چڑھنے میں کچھ سامان حضرت نور اللہ مرقدہ بے تکلف اٹھالیا کرتے تھے، خدام عرض کرتے ہیں کہ ہمیں دیدیجئے، فرماتے کہ وہ بڑا سامان رکھا ہے اٹھالو۔ دعوتوں میں بھی حضرت کے ساتھ اکثر شرکت ہوئی، کبھی امتیازی جگہ پر داعی کی درخواست کے بغیر نہ بیٹھتے، میں نے نہیں دیکھا کی فما اتفق تشریف رکھنے کا ارادہ کرتے مگر داعی کی درخواست پر ممتاز جگہ بیٹھنے میں بھی انکار نہ کرتے تھے۔ ❷

تحمل مزاجی اور انکساری

بذل المجہود کی تالیف میں جب بھی کوئی اہل علم میں سے آتا اور ایک دو دن قیام کرتا، حضرت بڑے اہتمام سے بذل کا مسودہ اس کے حوالہ فرماتے کہ غور سے دیکھیں اور

❶ خوان خلیل: ص ۸

❷ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع، ج ۲ ص ۲۵۰، ۲۵۱

کوئی چیز قابلِ اصلاح ہوتو ضرور متنبہ فرمادیں، اورحضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ جو بعد میں صدرِ مدرس مظاہر علوم بھی ہو گئے تھے، انکے ذمہ تو مستقل نظر ثانی تھی اور مولانا مرحوم بہت ہی اہتمام سے نظر ثانی کیا کرتے ۔اور جہاں جہاں مولانا نشانات لگاتے حضرت انکودوبارہ بہت غور سے ملاحظہ فرماتے اوراصلاح کی ضرورت سمجھتے تو اصلاح یا توضیح فرماتے ۔تذکرۃ الخلیل میں ایک قصہ لکھا ہے، جوخود میرے بھی علم میں ہے کہ آپ کواپنے کسی کمال پر ناز نہ تھا اور نہ ضد تھی ۔ایک بار آپ تھانہ بھون گئے اور فسادِ صلوۃ بمحاذاۃ النساء کے مسئلہ میں مولانا احمد حسن سنبھلی رحمہ اللہ کا حضرت سے مکالمہ ہوا۔حضرت تو حنفیہ کے قول کوقوی فرمارہے تھے اور مولانا احمد حسن ضعیف، حضرت نے فرمایا پہلے میری تقریر سن لو پھر جو کہنا ہے وہ کہنا۔مگر مولانا صاحب نے درمیان میں آپ کا کلام قطع کرنا شروع کر دیا۔حضرت کوتکدر ہوا اور لہجہ میں تیزی آ گئی،مولانا احمد حسن بھی تیزی پر آ گئے،تب آپ نے تحمل کیا اور خاموش ہو گئے، جب آپ ریل پر آنے لگےتو آپ نے خود ابتداء بالسلام کی اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا کرفرمایا اگر مجھ سے کچھ گستاخی آپ کی شان میں ہوگئی ہوتو معاف فرمادینا، اس بندہ خدا نے اس پر بھی کوئی معذرت نہ کی ۔❶

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی تواضع

علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

طلاق کے ایک مسئلہ میں کشمیر کے علماء میں اختلاف ہو گیا فریقین نے حضرت شاہ صاحب کوحکم بنایا۔حضرت شاہ صاحب نے دونوں کے دلائل غور سے سنے ۔ان میں سے ایک فریق اپنے موقف پر ''فتاوی عمادیہ'' کی ایک عبارت سے استدلال کر رہا

❶ آپ بیتی: فصل نمبر۱۲، اکابر کی تواضع، ج۲ص۲۵۳، ۲۵۴/تذکرۃ الخلیل: ص۲۹۷

تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا:

میں نے دارالعلوم کے کتب خانہ میں ''فتاوی عمادیہ'' کے ایک صحیح قلمی نسخہ کا مطالعہ کیا ہے اس میں یہ عبارت ہرگز نہیں ہے، لہذا یا تو ان کا نسخہ غلط ہے یا یہ لوگ کوئی مغالطہ انگیزی کررہے ہیں۔

ایسے علم وفضل اور ایسے حافظے کا شخص اگر بلند بانگ دعوے کرنے لگے تو کسی درجہ میں اس کو حق پہنچ سکتا ہے لیکن حضرت شاہ صاحب اس قافلہ رشد وہدایت کے فرد تھے جس نے ''من تواضع للہ'' کی حدیث کا عملی پیکر بن کر دکھایا تھا۔ چنانچہ اسی واقعہ میں جب انہوں نے حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ کو اپنا فیصلہ لکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے حضرت شاہ صاحب کے نام کے ساتھ ''الحبر البحر'' (عالم متجر) کے دو تعظیمی لفظ لکھ دیئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے دیکھا تو قلم ہاتھ سے لیکر زبردستی خود یہ الفاظ مٹائے اور غصہ کے لہجے میں مولانا بنوری سے فرمایا: آپ کو صرف مولانا محمد انورشاہ لکھنے کی اجازت ہے۔ ❶

آپکے فرزندار جمند مولانا محمد انظر شاہ صاحب کشمیری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

خودداری اور کبر وغرور میں باہمی فاصلے اس قدر مختصر ہیں کہ انسانی زندگی کا کمال (خودداری) کبر وغرور کے نقص کے ساتھ بڑی تیزی سے مل جاتا ہے۔ وہ سعید زندگی اس بوقلموں عالم میں بہت کم نظر آئے گی جسکی خودداری تکبر ونخوت کی پرچھائیوں سے صاف اور بے داغ ہو۔ فریب نفس کے کتنے وہ مریض ہیں جو رذائل کی راہوں کے مسافر لیکن خود کو خودداری کے انسانی جوہر سے متصف گردان رہے ہیں، نفس کی یہ وہی کمزوری ہے جس پر صدیوں بھی انسان کو اطلاع نہیں ہوتی۔

❶ حیات انور: ص۲۳۳/ اکابر دیوبند کیا تھے: علم وفضل اور اُس کے ساتھ تواضع وللّٰہیت، ص۱۴۳، ۱۴۴

کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

کہنا یہ ہے کہ مرحوم میں جہاں خودی وخودداری کا وصف تھا اسکے ساتھ تواضع وفروتنی بھی موجود تھی۔ رفتار وگفتار نشست وبرخاست میں اس وصف کا ظہور تھا۔ غالبًا آپ مجھ ہی سے سن چکے ہیں کہ کھانے کے وقت میں جیسے ہی دستر خوان آپ کے سامنے آتا آپ سراپا تواضع بن جاتے۔ چال میں بھی تواضع، کتاب، اساتذہ اور حد تو یہ ہے کہ طلباء کے ساتھ بھی متواضعانہ طرزِ عمل تھا۔ مولانا محمد طیب صاحب کا بیان ہے کہ بارہا حضرت سے سنا کہ میں نے سات سال کی عمر کے بعد دین کی کسی کتاب کو بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگایا اور مطالعہ کے دوران کبھی کتاب کو اپنے تابع نہیں کیا۔ اگر کتاب میرے سامنے رکھی ہوئی ہے اور حاشیہ دوسری جانب ہے تو ایسی بھی نوبت نہیں آئی کہ حاشیہ کی جانب کو گھما کر اپنے سامنے کر لیا بلکہ اٹھ کر اس جانب جا بیٹھا ہوں جدھر حاشیہ ہوتا۔ کتاب کے ادب اور اس کے ساتھ تواضع کی یہ برکت تھی کہ خدائے تعالیٰ نے آپکو علم کی دولت سے مالا مال فرمایا اور اپنے اساتذہ کے احترام اور ان کے روبرو تواضع و انکساری اس درجہ غالب رہتی کہ مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب حضرت شیخ الہند کے روبرو شاہ صاحب ہوتے تو اس قدر جھک جاتے کہ آپ کے گرنے کا اندیشہ ہوتا۔ (1)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تواضع

جن بزرگوں کی باتیں سن اور پڑھ کر ہم لوگ دین سیکھتے ہیں، ان کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ وہ لوگ اپنے آپ کو اتنا بے حقیقت سمجھتے ہیں جس کی حد وحساب نہیں، چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کا یہ ارشاد

(1) نقش دوام: تواضع، ص ۹۲، ۹۳، ۹۴

میں نے اپنے بے شمار بزرگوں سے سنا، وہ فرماتے تھے:

میری حالت یہ ہے کہ میں ہر مسلمان کو اپنے آپ سے فی الحال، اور ہر کافر کو احتمالاً اپنے آپ سے افضل سمجھتا ہوں، مسلمان کو تو اس لئے افضل سمجھتا ہوں کہ وہ مسلمان اور صاحب ایمان ہے، اور کافر کو اس وجہ سے کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کبھی ایمان کی توفیق دیں اور یہ مجھ سے آگے بڑھ جائے۔

ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ خاص حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے حضرت حسن صاحب رحمہ اللہ کی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے جتنے لوگ مجلس میں بیٹھے ہیں سب مجھ سے افضل ہیں اور میں ہی سب سے زیادہ نکما اور ناکارہ ہوں، حضرت حسن صاحب رحمہ اللہ نے یہ سن کر فرمایا کہ میری بھی یہی حالت ہوتی ہے؟ پھر دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے سامنے اپنی یہ حالت ذکر کرتے ہیں، معلوم نہیں یہ حالت اچھی ہے، یا بری ہے۔ چنانچہ یہ دونوں حضرات حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حالت بیان کی کہ حضرت آپ کی مجلس میں ہم دونوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا کہ کچھ فکر کی بات نہیں۔ اس لئے کہ تم دونوں اپنی یہ حالت بیان کر رہے ہو، حالانکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب میں بھی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو میری بھی یہی حالت ہوتی ہے کہ اس مجلس میں سب سے زیادہ نکما اور ناکارہ میں ہی ہوں، یہ سب مجھ سے افضل ہیں۔

یہ ہے تواضع کی حقیقت، ارے جب تواضع کی یہ حقیقت غالب ہوتی ہے تو پھر انسان تو انسان، آدمی اپنے آپ کو جانوروں سے بھی کمتر سمجھنے لگتا ہے۔ (۱)

(۱) اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج ۵ ص ۳۲، ۳۳

چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے معمولات میں یہ بات لکھی ہے کہ آپ نے یہ عام اعلان کر رکھا تھا کہ کوئی شخص میرے پیچھے نہ چلے، میرے ساتھ نہ چلے، جب میں تنہا کہیں جارہا ہوں تو مجھے تنہا جانے دیا کرو، جب آدمی چلے تو دو آدمی اس کے دائیں طرف اور دو آدمی اس کے بائیں طرف چلیں، میں اس کو بالکل پسند نہیں کرتا، جس طرح ایک عام انسان چلتا ہے اسی طرح چلنا چاہیے۔

ایک مرتبہ آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ اگر میں اپنے ہاتھ میں کوئی سامان اٹھا کر جارہا ہوں تو کوئی شخص آکر میرے ہاتھ سے سامان نہ لے، مجھے اسی طرح جانے دے، تاکہ آدمی کی اپنی کوئی امتیازی شان نہ ہو اور جس طرح ایک عام آدمی رہتا ہے اس طریقے سے رہے۔ ❶

میں اپنے آپ کو کسی مسلمان سے حتی کہ ان مسلمانوں سے بھی جن کو لوگ فساق وفجار سمجھتے ہیں فی الحال اور کفار سے بھی احتمالاً فی المآل افضل نہیں سمجھتا اور آخرت میں درجات حاصل ہونے کا بھی مجھے وسوسہ نہیں ہوتا کیونکہ درجات تو بڑے لوگوں کو حاصل ہونگے، مجھے تو جنتیوں کی جوتیوں میں جگہ مل جائے تو اللہ تعالی کی بڑی رحمت ہو، اس سے زیادہ طلب نہیں ہوتی۔ اور اتنی ہوس بھی بر بناء استحقاق نہیں، بلکہ اس لئے کہ دوزخ کے عذاب کا تحمل نہیں اور یہ جو میں بضرورتِ اصلاح زجر وتوبیخ کیا کرتا ہوں تو اس وقت بھی یہ مثال پیش نظر رہتی ہے، جیسے کسی شہزادے نے جرم کیا ہو اور بھنگی جلاد کو حکم شاہی ہو کہ اس شہزادے کو کوڑے لگائے تو کیا اس بھنگی جلاد کے دل میں کوڑے مارتے وقت کہیں یہ بھی وسوسہ ہوسکتا ہے کہ میں اس شہزادے سے افضل ہوں؟ غرض کوئی مؤمن کیسا ہی بد اعمال ہو میں اسکو حقیر نہیں سمجھتا، بلکہ فوراً یہ مثال پیش

❶ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج۵ ص۳۵

نظر ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی حسین اپنے منہ پر کالک مل لے تو اسکو جاننے والا کالک کو برا سمجھے گا اور اس حسین کو حسین ہی سمجھے گا اور دل میں کہے گا کہ جب یہ کبھی صابون سے منہ دھولے گا پھر اسکا وہی چاند سا منہ نکل آئیگا۔ غرض مجھے صرف فعل سے نفرت ہوتی ہے، فاعل سے نفرت نہیں ہوتی۔ ❶

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور تواضع کی انتہاء

حضرت مولانا جلیل صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند نے ایک مرتبہ اپنا چشم دید واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے یہاں ایک دفعہ بہت زیادہ مہمان آ گئے۔ بیت الخلاء صرف ایک ہی تھا جو دن بھر کی گندگی سے پر ہو جاتا تھا لیکن مجھے تعجب تھا کہ روزانہ بیت الخلاء صبح صادق سے پہلے ہی صاف ہو جاتا تھا اور پانی سے دھلا ہوا پایا جاتا تھا، مجھے اس کی جستجو تھی۔

چنانچہ ایک مرتبہ میں تمام رات اس راز کو معلوم کرنے کے لیے بیدار رہا۔ جب رات کے دو بجے تو حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ ٹوکرا لے کر پاخانہ میں داخل ہوئے اور ٹوکرا بھر کر جنگل کا رخ کیا، فوراً ہی میں نے جا کر راستہ روک لیا تو فرمایا کہ دیکھئے کسی سے تذکرہ نہ کیجیے گا۔ ❷

حضرت مدنی رحمہ اللہ کا ادب اور فنائیت

مولانا عبد السلام صاحب کے والد ماجد حضرت مولانا قاسم صاحب زید مجد ہم نے ایک مرتبہ بتایا دین پور شریف میں حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک مجلس منعقد کی، جس کا عنوان ''سیرت النبی'' تھا دور دراز سے کافی لوگ آتے تھے، بہت بڑا اور با رونق اجتماع تھا، ہر ایک حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عاشق اور ان کی گفتگو سننے کے

❶ حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات: ص ۴۷

❷ مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ واقعات وکرامات کی روشنی میں: ص ۱۶۳

لیے بے تاب نظر آرہا تھا، لیکن ہوا یہ کہ اسٹیج سیکریٹری نے حضرت کو دعوتِ خطاب دینے کے لیے جو الفاظ استعمال کیے، ان میں سے ایک لفظ ''جانشین شیخ الہند'' بھی تھا جو حضرت کے مزاج کے بالکل خلاف تھا، دعوت کا جواب دینے کے لئے حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ مائیک پر تشریف لے گئے اور مجمع سے صرف اتنی بات ارشاد فرمائی کہ یہ جلسہ سیرت کے نام سے موسوم ہے، پر اس میں خلافِ واقع باتیں ہو رہی ہیں، مجھے اس میں ''جانشین شیخ الہند'' کہا گیا ہے حالانکہ میں ان کا جانشین نہیں ہوں، انکے مقام ومرتبہ اور میرے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے، لہذا میں اس جلسہ میں بیان نہیں کروں گا یہ فرما کر پیچھے بیٹھ گئے، احباب نے کافی منت کی، غلطی تسلیم کی، معذرت کی، یہ بھی کہا گیا کہ یہ پورا مجمع آپ ہی کے لیے اکھٹا ہوا ہے، لیکن حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب وہی تھا لوگ کیا کہیں گے؟ سبکی ہوگی کس چیز کی، حضرت نے پروانہیں کی، واقعی جو اپنے کو مٹا دیتے ہیں ان کی نظر پھر صرف اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے، گویا حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ بزبانِ حال فرما رہے تھے:

سارا جہاں ناراض ہو پروانہ چاہیے مدِنظر تو مرضی جانان چاہیے
پس اس نظر سے دیکھ کرتو کر یہ فیصلہ کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے
اک تو نہیں میرا تو کوئی شئے نہیں میری جوتو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

حضرت مدنی رحمہ اللہ اور بے مثل تواضع وانکساری

حضرت مولانا عبد اللہ فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ سن رسیدہ بزرگ تھے، لاہور میں قیام تھا، اس وقت شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مدینہ منورہ میں قیام تھا، مولانا عبد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حج کے لئے تشریف لائے اور حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکان پر قیام فرمایا۔ آگے خود مولانا عبد اللہ صاحب فاروقی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی

سنئے: ایک روز مسجد میں جاتے ہوئے میں نے مولانا مدنی صاحب کا جوتا اٹھالیا، مسجد سے واپس ہوئے تو دیکھتا ہوں مولانا حسین احمد صاحب میرا جوتا سر پر رکھے ہوئے جا رہے ہیں، میں پیچھے پیچھے بھاگا اور مولانا نے تیز قدم چلنا شروع کر دیا، میں نے کوشش کی کہ جوتا لے لوں مگر لینے نہیں دیا، میں نے کہا کہ جوتا سر پر نہ رکھئے، فرمایا: عہد کرو کہ آئندہ حسین احمد کا جوتا نہ اٹھاؤں گا، بجز عہد کوئی چارہ کار نہ پا کر میں نے عہد کرلیا، تب جوتا سر پر سے اتار کر نیچے رکھا۔ ❶

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی فنائیت اور تحمل مزاجی

میرے حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ کے ساتھ بھی اس نوع کا ایک واقعہ پیش آیا، لیگ کانگریس کے ہنگامہ میں بہت سے نالائقوں نے اخباروں میں حضرت قدس سرہ کی سیادت سے انکار کیا، اخباروں میں تو جھوٹ سچ، گالی گلوچ ہوتی ہی رہتی ہے، مگر کسی احمق نے حضرت نور اللہ مرقدہ کو درس بخاری میں اس مضمون کا پرچہ دیدیا کہ اخبارات میں یہ شائع ہو رہا ہے، حضرت نے سبق کے دوران ہی میں نہایت متانت سے فرمایا کہ میرے والدین کے نکاح کے گواہ ابھی تک ٹانڈہ اور فیض آباد وغیرہ کے نواح میں موجود ہیں، جس کا دل چاہے وہاں جا کر تحقیق کرلے، اور سبق شروع کرادیا۔ چونکہ بخاری شریف کی جماعت بہت بڑی ہوتی تھی، اس لئے اثناء سبق میں سوال کا دستور یہ تھا کہ سائل کوئی پرچہ لکھ کر واسطہ در واسطہ حضرت تک پہنچاتا، اور حضرت اس پرچی کو پڑھ کر سبق ہی میں اس کا جواب مرحمت فرماتے تھے، حضرت کے سامنے تو آلہ مکبر الصوت ہوتا تھا، ہر جگہ آواز پہنچ جاتی تھی مگر سائل کی آواز نہیں پہنچتی تھی۔ ❷

---

❶ سیرت شیخ الاسلام: ص۲۴۲/ ہمارے اسلاف: ص ۶۷

❷ آپ بیتی: فصل نمبر۱۲، اکابر کی تواضع، ج۲ص۲۳۲، ۲۳۳

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ کی تواضع

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ علیہ جو میرے والد ماجد کے استاذ اور دار العلوم دیو بند کے مفتی اعظم تھے، ان کا واقعہ میں نے اپنے والد ماجد رحمہ اللہ سے سنا کہ آپ کے گھر کے آس پاس کچھ بیواؤں کے مکانات تھے، آپ کا روز کا معمول تھا کہ جب آپ اپنے گھر سے دار العلوم دیو بند جانے کے لئے نکلتے تو پہلے ان بیواؤں کے مکانات پر جاتے، اور ان سے پوچھتے کہ بی بی بازار سے کچھ سودا سلف منگانا ہے تو بتا دو، میں لا دوں گا، اب وہ بیوہ ان سے کہتی کہ ہاں بھائی، بازار سے اتنا دھنیہ، اتنی پیاز، اتنے آلو وغیرہ لا دو۔ اس طرح دوسری کے پاس، پھر تیسری کے پاس جا کر معلوم کرتے، اور پھر بازار جا کر سودا لا کر ان کو پہنچا دیتے، بعض اوقات یہ ہوتا کہ جب سودا لا کر دیتے تو کوئی بی بی کہتی، مولوی صاحب! آپ غلط سودا لے آئے، میں نے تو فلاں چیز کہی تھی، آپ فلاں چیز لے آئے، میں نے اتنی منگائی تھی، آپ اتنی لے آئے، آپ فرماتے: بی بی، کوئی بات نہیں، میں دوبارہ بازار سے لا دیتا ہوں، چنانچہ دوبارہ بازار جا کر سودا لا کر ان کو دیتے۔ اس کے بعد فتاوی لکھنے کے لئے دار العلوم دیو بند تشریف لے جاتے، میرے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ یہ شخص جو بیواؤں کا سودا سلف لانے کے لئے بازار میں پھر رہا ہے یہ "مفتی اعظم ہند" ہے، کوئی شخص دیکھ کر یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ علم و فضل کا پہاڑ ہے۔ لیکن اس تواضع کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ان کے فتاوی پر مشتمل بارہ جلدیں چھپ چکی ہیں اور ابھی تک اس پر کام جاری ہے، اور ساری دنیا ان سے فیض اٹھا رہی ہے۔ وہی بات ہے کہ:

پھوٹ نکلی تیرے پیراہن سے بو تیری

وہ خوشبو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دی، آپ کا انتقال بھی اس حالت میں ہوا کہ آپ کے

ہاتھ میں ایک فتویٰ تھا اور فتویٰ لکھتے لکھتے آپ کی روح قبض ہوگئی۔ ❶

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کی تواضع

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کس قدر متواضع اور خلوص سے بھرے ہوئے تھے، ایک دفعہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ سے ملنے جامعہ ملیہ تشریف لائے، حضرت مولانا سندھی رحمہ اللہ نے انھیں بڑی محبت اور عزت واحترام سے اردگرد کا ماحول دکھایا، حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ جانے لگے تو مولانا سندھی رحمہ اللہ دروازے کی طرف لپکے اور آپ کے جوتے سیدھے کرنا چاہتے تھے، حضرت مولانا مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت! آپ کیا کرتے ہیں مجھے گناہ گار نہ کیجیے لیکن حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ ان کے جوتے سیدھے کیے بغیر نہ رہے۔ ❷

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کی تواضع

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ بیان فرماتے ہیں: حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ جن کے علم وفضل کا طوطی بول رہا تھا اور ڈنکا بج رہا تھا، وہ خود اپنا واقعہ سناتے ہیں کہ جب میں نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم چھ جلدوں میں مکمل کرلی تو بار بار دل میں یہ خلش ہوتی تھی کہ جس ذات گرامی کی یہ سیرت لکھی ہے ان کی سیرت کا کوئی عکس یا کوئی جھلک میری زندگی میں بھی آئی یا نہیں؟ اگر نہیں آئی تو کس طرح آئے؟ اس مقصد کے لئے کسی اللہ والے کی تلاش ہوئی، اور یہ سن رکھا تھا کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تھانہ بھون کی خانقاہ میں مقیم ہیں

---

❶ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج۵ ص۴۲

❷ مولانا عبید اللہ سندھی کے علوم وافکار: ص ۱۱۱

اور اللہ تعالیٰ نے ان کا فیض پھیلایا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ تھانہ بھون جانے کا ارادہ کیا، سفر کر کے تھانہ بھون پہنچ گئے اور حضرت والا سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور کئی روز وہاں مقیم رہے، جب واپس رخصت ہونے لگے تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت کوئی نصیحت فرمادیجئے، حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس وقت مجھے خیال آیا کہ میں اتنے بڑے علامہ کو کیا نصیحت کروں؟ علم وفضل کے اعتبار سے پوری دنیا میں ان کی شہرت ہے، چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ میرے دل میں ایسی بات ڈال دیجئے جو ان کے حق میں بھی فائدہ مند ہو اور میرے حق میں بھی فائدہ مند ہو۔

اس کے بعد حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ سے مخاطب ہو کر فرمایا بھائی! ہمارے طریق میں تو اول وآخر اپنے آپ کو مٹا دینا ہے۔ حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے یہ الفاظ کہتے وقت اپنا ہاتھ سینے کی طرف لے جا کر نیچے کی طرف ایسا جھٹکا دیا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے دل پر جھٹکا لگ گیا۔

ہمارے حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحی عارفی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد حضرت سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے اپنے آپ کو ایسا مٹایا کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ ایک دن دیکھا کہ خانقاہ کے باہر حضرت سلیمان ندوی رحمہ اللہ مجلس میں آنے والوں کے جوتے سیدھے کر رہے تھے، یہ تواضع اور فنائیت اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں پیدا کر دی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بعد خوشبو پھوٹی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ (۱)

(۱) اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج۵ ص ۳۹، ۴۰

مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ کی تواضع وانکساری

مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ مولانا کے تذکرہ (معارف اعظم گڑھ بابت ماہ نومبر ۱۹۴۴ء) میں تحریر فرماتے ہیں:

لکھنو کے قیام میں ایک دفعہ ایک دوست کے یہاں عصر کے وقت چائے کی دعوت تھی، پاس کوئی مسجد نہ تھی، ان کی کوٹھی ہی میں نماز باجماعت کا سامان ہوا، خود کھڑے ہوکر اذان دی، اذان کے بعد مجھے ارشاد ہوا کہ نماز پڑھاؤ، میں نے معذرت کی تو نماز پڑھائی، نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کر کے فرمایا: بھائیو! میں ایک ابتلاء میں گرفتار ہوں، دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نکالیں، جب سے میں یہ دعوت لیکر کھڑا ہوا ہوں لوگ مجھ سے محبت کرنے لگے ہیں، مجھے یہ خطرہ پیدا ہونے لگا ہے کہ مجھ میں حجاب نفس نہ پیدا ہو جائے، میں بھی اپنے آپ کو بزرگ نہ سمجھنے لگوں، میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس ابتلاء سے بسلامت نکال لیں، آپ بھی میرے حق میں دعا فرمائیں۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے ایک قالین ہدیہ کیا، مولانا کی طبیعت پر قیمتی قالین بڑا بار ہوا، اس پر ایک بڑی لطیف تقریر فرمائی اور شہر کے ایک بڑے عالم کی خدمت میں یہ کہہ کر پیش کردی کہ ہدیہ والے نے مجھ کو عالم سمجھ کر پیش کیا تھا، میں جس کو عالم سمجھتا ہوں اس کی خدمت میں پیش کر کے سبکدوش ہو جاتا ہوں۔

مولانا کو ہٹو بچو سے بڑی نفرت تھی، فرماتے تھے کہ ہٹو بچو فرعون و ہامان کی سنت ہے، چاہتے تھے کہ بے تکلف رہیں اور چلیں پھریں کوئی ہٹو بچو نہ کہے۔ میوات کے سفروں اور جلسوں کے موقع پر بھی جہاں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا تھا اور مولانا ہی مرکز توجہ ہوتے تھے، اس کا اہتمام رکھتے تھے کہ پابندی اور اہتمام نہ ہو، آخری علالت میں بھی

اس کو پسند نہیں کرتے تھے کہ لوگوں کو روکا اور ہٹایا جائے۔

آخری علالت کے آخری ایام میں جبکہ زائرین کی کثرت ہوتی تھی اور حالت کی نزاکت کی وجہ سے مصافحہ سے آپ کو روک دیا گیا تھا، ایک اجنبی شخص ایک دن ملنے آئے اور حاضرین مجلس کے اوپر سے پھلانگتے ہوئے مصافحہ کے لئے بڑھے، ایک میواتی خادم نے بڑھ کران کو ہاتھ سے روک دیا جس سے وہ بہت غضبناک ہوئے اور علماء اور مولویوں کو برا بھلا کہتے ہوئے چل دیئے، حضرت مولانا نے اس میواتی خادم کو اشارہ سے بلا کے بہت تنبیہ کی اور فرمایا کسی مسلمان کا دل دکھانا اللہ کے یہاں بہت مبغوض ہے، جاؤ اس شخص سے معافی چاہو اور اس کو راضی کر کے واپس آؤ، چنانچہ اس بے چارے نے ایسا ہی کیا اور راقم سطور نے بھی مسجد سے باہر یہ تماشا دیکھا کہ وہ صاحب بے تکان گالیاں دے رہے ہیں اور وہ بے چارا میواتی ہاتھ جوڑے سامنے کھڑا ہے اور صرف یہ کہتا ہے کہ میں نے آپ کا دل دکھایا ہے یا تو مجھے اس کی سزا دو یا ویسے ہی اللہ واسطے معاف کرو۔ ❶

علم سے مقصود اخلاص وتواضع ہے

اپنے بزرگوں کو دیکھو سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ کتنے بڑے آدمی ہیں کتنا علمی کام انہوں نے کیا ہے، کہتے تھے کہ ایک زمانے تک دماغ میں یہ سودا سمایا ہوا تھا کہ اپنے علوم لوگوں کے سامنے پیش کروں، اپنی علمی حیثیت لوگوں سے منواؤں اور اپنا مقام لوگوں کو سمجھاؤں چونکہ بہت پڑھا تھا، بہت مطالعہ کیا تھا، بڑی کتابیں لکھی تھیں، اعلیٰ درجے کے علمی مضامین لکھے تھے۔ اس لئے یوں سوچتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دربار

❶ حضرت مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت: باب ہفتم، اخلاق وتواضع ،ص ۱۸۰، ۱۸۱

میں حاضر ہوئے تو وہاں بیٹھے ہوئے رویا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم اس خبط میں مبتلا تھے کہ علم ہمارے پاس ہے ان بڑے میاں کے پاس آنے سے معلوم ہوا کہ ہم تو ایسے ہی جہل مرکب میں مبتلا تھے علم تو ان کے پاس ہے۔ یعنی دماغ کے اندر جو ایک تصور تھا۔ ''انا ولا غیر کا'' وہ ختم ہو گیا۔ اس لئے کہ ایسے لوگوں کے پاس پہنچ گئے جنہوں نے اپنے آپ کو مٹایا تھا ان کی صحبت نے اثر کیا اور انکساری اور تواضع پیدا ہوئی کہ شاید و باید۔

تو دوستو! ایک دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ جاہ کی محبت سے بچو، اپنے آپ کو نمایاں کرنے کی کوشش ہرگز نہ کرو! جتنا آپ اپنے آپ کو چھپائیں گے، آپ اپنے آپ کو نمایاں کرنے سے بچائیں گے اور آپ کے اندر انکساری اور تواضع ہوگی اتنا ہی آپ کارآمد ہوں گے۔ یہ کارخانہ علم اللہ تعالیٰ چلاتے ہیں۔ یہ مت سوچو کہ جب ہم اپنے آپ کو ظاہر ہی نہیں کریں گے تو ہم سے کام لیا جائے گا یا نہیں! نہیں اللہ آپ کو ظاہر کریں گے۔ آپ کا خلوص اور آپ کی تواضع اللہ کو پسند آئے گی اور وہ آپ کو نمایاں کریں گے۔ ❶

حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ کی تواضع

حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ خود حافظ قرآن تھے اور خود ہی نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عالم کو نماز پڑھانے کے لیے آپ نے اپنے مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔ حضرت کا ایک فدائی خادم نہ رہ سکا، وہ مصلیٰ لے کر بھاگ گیا کہ میرے حضرت کے مصلیٰ پر غیر آدمی کیوں کھڑا ہو؟ حضرت نے اپنی پگڑی کھول کر مصلیٰ کی جگہ بچھا دی اور فرمایا کہ اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھایئے۔ اسکو کہتے ہیں ہستی فنا ہونا۔ ❷

❶ مجالس علم و ذکر: طلباء حدیث سے ایک خطاب، ج ۲ ص ۱۷۳

❷ بیس مردان حق: ج ۱ ص ۵۰۴

مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کی تواضع

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب شیخ الحدیث دار العلوم تعلیم القرآن راولپنڈی نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمبل پوری رحمہ اللہ صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی معیت میں سہارنپور سے کیمبل پور آرہے تھے۔ ہمارے ساتھ کچھ طلبہ بھی تھے جو دورہ تفسیر میں شرکت کے لئے مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمہ اللہ کی خدمت میں پہنچنا چاہتے تھے۔

اتفاقاً حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ بھی لاہور اسٹیشن پر اکابرین دیوبند کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ لیکن وہ لوگ متوقع گاڑی سے نہ پہنچ سکے اور مولانا عبدالشکور صاحب حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ سے بالکل ناواقف تھے۔ اسی ناواقفیت کی بناپر انہوں نے مولانا احمد علی صاحب سے درخواست کی کہ آپ ان طلبہ کو شیرانوالہ کی مسجد میں پہنچادیں۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمہ اللہ نے بلا کسی پس وپیش کے ان طلبہ کا سامان اٹھایا اور مسجد شیرانوالہ پہنچادیا۔ طالب علموں کو جب معلوم ہوا کہ سامان پہنچانے والے ہی ''شیخ التفسیر'' ہیں تو بہت شرمندہ ہوئے۔ (1)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ اور تواضع

ا...... حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی صاحب رحمہ اللہ نے یہ واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ رابنس روڈ کے مطب میں میں بیٹھا ہوا تھا، اس وقت حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ مطلب کے سامنے سے اس حالت میں گزرے کہ ان کے دائیں طرف نہ کوئی آدمی تھا اور نہ بائیں طرف بس اکیلے جارہے تھے اور ہاتھ میں کوئی برتن اٹھایا ہوا تھا، حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ اس وقت کچھ لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے

(1) خدام الدین: جون ۱۹۶۲ء ص ۱۶

تھے، میں نے ان سے پوچھا: یہ صاحب جو جارہے ہیں، آپ ان کو جانتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ کیا تم یہ باور کرسکتے ہو کہ یہ پاکستان کا ''مفتی اعظم'' ہے؟ جو ہاتھ میں پتیلی لئے جارہا ہے اوران کے لباس و پوشاک سے، اندازواداسے، چال ڈھال سے کوئی پتہ بھی نہیں لگاسکتا کہ یہ اتنے بڑے علامہ ہیں۔ ❶

۲......حضرت والد صاحب قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے تواضع اور فنائیت کا جو مقام عطا فرمایا تھا، وہ آپ کے اوصاف کمال میں سب سے زیادہ نمایاں وصف تھا، جس شخص نے آپ کو ایک نظر بھی دیکھ لیا، وہ آپ کے اس وصف کا معترف ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ''البلاغ'' کی خصوصی اشاعت میں بھی جن حضرات نے آپ کے بارے میں اپنے تاثرات بیان فرمائے ہیں، ان میں سے اکثر حضرات نے اس صفت کا تذکرہ ضرور کیا ہے، اس لئے یہاں اس وصف کے کسی تفصیلی بیان کی ضرورت نہیں، البتہ جو بات یہاں قابل ذکر ہے وہ یہ کہ جیسا کہ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا ہے، تواضع اور چیز ہے، اورتواضع کا مظاہرہ بالکل دوسری چیز۔تواضع کا مظاہرہ تو ہر شخص اپنی جبلت کے مطابق کچھ نہ کچھ کرہی لیتا ہے، لیکن محض اپنے آپ کو خاکسار، نیاز مند، ناچیز، ناکارہ وغیرہ کہہ دینے سے تواضع کی حقیقت حاصل نہیں ہوتی، بلکہ بقول حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ:

> ''تواضع کی حقیقت یہ ہے کہ حقیقت میں اپنے آپ کو لاشے سمجھے، اور ہیچ سمجھ کرتواضع کرے، اپنے کو رفعت کا اہل نہ سمجھے اور سچ مچ اپنے کو مٹانے کا قصد کرے۔'' ❷

❶ اصطلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج۵ ص۴۱

❷ بصائر حکیم الامت: ص ۳۵۵

اللہ تعالیٰ نے حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کو تواضع کا جو کمال عطا فرمایا تھا، وہ یہی تھا کہ علم و فضل کے دریا سینے میں جذب کر لینے کے باوجود انہیں اس بات کا ہر وقت یقین اور استحضار تھا کہ میں کسی رفعت و تعظیم کا ہرگز اہل نہیں۔

صرف ایک واقعہ مثالاً پیش کرتا ہوں۔ ساری عمر آپ کا معاملہ یہ رہا کہ ملاقاتیوں کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں فرمایا، بلکہ جب کوئی آ گیا، خواہ کتنے ضروری کام میں مشغول ہوں، اس سے ملاقات فرمائی، اس طرزِ عمل کے نتیجے میں آپ کو سخت دشواری اٹھانی پڑتی تھی، بعض اوقات تصنیف و تالیف کے وقت لوگ پہنچ جاتے اور کام میں رکاوٹ پڑ جاتی، اور بعض مرتبہ کسی دوسرے اہم کام میں مشغول ہوتے اور کوئی شخص اپنی معمولی سی ضرورت لے کر آ جاتا تو اس کی ضرورت پوری فرمانے کی وجہ سے وہ اہم کام رک جاتا، ہم لوگوں نے بارہا عرض کیا کہ ملاقات کے لئے ایک وقت مخصوص فرما دیں، تاکہ جس کسی کو ملنا ہو وہ اسی وقت میں آ کر مل لیا کرے، اور بے وقت پریشانی نہ ہو، لیکن آپ ہمیشہ اس بات کو ٹال جاتے تھے، جب ہمارا اصرار بہت بڑھا تو ملاقات کا وقت تو مقرر فرما دیا۔ لیکن اگر کوئی شخص دوسرے وقت آ جاتا تو ملاقات سے انکار پھر بھی نہ فرماتے، جس کے نتیجہ میں ہوا کہ وقت کا وہ تعین نتیجہ خیز نہ ہو سکا، جب لوگوں کے بے وقت آنے کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا تو ہم نے پھر کہنا شروع کیا کہ جب تک آپ کچھ لوگوں کو بے وقت ملاقات سے انکار نہ فرمائیں گے اس وقت تک تعین کا نتیجہ ظاہر نہیں ہوگا، ہماری اس بات کے جواب کو آپ ہمیشہ ٹال دیتے، اور اپنے اس طرز عمل کی کوئی خاص وجہ بھی بیان نہ فرماتے۔

آخر ایک روز میں نے اپنی حماقت سے یہ عرض کر دیا کہ ''ابا جی! حضرت تھانوی قدس سرہ کے یہاں تو ہر چیز کا نظام الاوقات مقرر تھا اور کسی کو اس کی مخالفت کی اجازت نہ تھی۔''

احقر کی اس بات پر حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اس روز پہلی بار کھلے، اور فرمایا:

''ارے بھائی! میں حضرت رحمہ اللہ کے مقام و منصب کی ہوس کروں تو مجھ سے زیادہ احمق کون ہوگا؟ حضرت رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا تھا اس کی بنا پر انہیں حق پہنچتا تھا کہ وہ لوگوں کو اپنے نظام الاوقات کا تابع بنائیں، انہیں جن عظیم دینی کاموں کے لئے اللہ نے پیدا فرمایا تھا وہ اس کے بغیر کیسے انجام پا سکتے تھے، اس کے علاوہ لوگوں کو ان سے انمول فائدہ پہنچتا تھا، اس لئے اگر اس فائدے کے حصول کے لئے انہیں کچھ مشقت اٹھانی پڑے تو کچھ حرج نہ تھا، لیکن میں کیا ہوں؟ اور میرا مقام کیا ہے؟ میں خلق خدا کو کس بنیاد پر آنے سے روکوں؟ میں نے وقت تو تمہارے کہنے سے مقرر کر دیا ہے، تا کہ لوگوں کو سہولت ہو جائے، لیکن جو شخص محنت اٹھا کر پہنچ ہی گیا، اسے واپس کرنے کا نہ مجھے حق ہے، نہ میرے بس کی بات ہے۔''

اس روز پہلی بار اس طرز عمل کی اصل وجہ معلوم ہوئی، اور اندازہ ہوا کہ وہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟ میری عقل حیران تھی کہ جس شخص نے خدمت دین کا اتنا ہمہ گیر کام انجام دیا ہو، اور جس کا صبح وشام لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ نہ ہو، اسے نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کیا ہے؟ اور نہ اس بات کا اندازہ ہے کہ اس کی ذات سے خلق خدا کو کیا فائدہ پہنچ رہا ہے؟ آپ کے ان جملوں کو محض زبانی بات بھی نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ اول تو وہاں غلط بیانی کا شائبہ بھی امکان سے باہر تھا، دوسرے یہ بات تنہائی میں اپنے بیٹے سے کہی جا رہی ہے جہاں تواضع کے رسمی مظاہرے کو کوئی سوال نہیں لہذا سوائے اس کے کیا کہہ جا سکتا نے آپ کو ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا'' اور ''من تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ'' کا مثالی مظہر بنا دیا تھا۔ (1)

(1) میرے والد میرے شیخ: تواضع وفنائیت، ص ۱۶۷ تا ۱۶۹

اللہ تک پہنچنے کا راستہ دانائی نہیں عاجزی ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہم فرماتے ہیں:

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی صاحب قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ یہاں تو معاملہ عبدیت وفنائیت اور بندگی کا ہے شکستگی اور عاجزی کا ہے۔ لہذا اپنے آپ کو جتنا مٹاؤ گے اور جتنا اپنی بندگی کا مظاہرہ کرو گے اتنا ہی ان شاء اللہ اللہ تعالی کے یہاں مقبول ہو گے اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ　　　جز شکستہ می نگیرد فضل شاہ

(یعنی اللہ تعالی تک پہنچے کا یہ راستہ نہیں ہے کہ اپنے آپ کو زیادہ عقلمند اور ہوشیار جتائے بلکہ اللہ تعالی کا فضل تو اس شخص پر ہوتا ہے جو اللہ تعالی کے سامنے شکستگی اور بندگی کا مظاہرہ کرے۔)

ارے کہاں کی شان اور کہاں کی بڑائی جتاتے ہو۔ شان اور بڑائی اور خوشی کا موقع تو وہ ہے جب ہماری روح نکل رہی ہو اس وقت اللہ تعالی یہ فرمادیں کہ:

﴿يَا يَتَهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. اِرْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً. فَادْخُلِي فِي عِبْدِي. وَادْخُلِي جَنَّتِيَّ﴾ (الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

ترجمہ: اے وہ جان! جو (اللہ کی اطاعت میں) چین پاچکی ہے۔ اپنے پروردگار کی طرف اس طرح لوٹ کر آجا کہ تو اس سے راضی ہو، اور وہ تجھ سے راضی، اور شامل ہوجا میرے (نیک) بندوں میں، اور داخل ہوجا میری جنت میں۔

دیکھئے! اس آیت میں اس بندہ کی روح سے کہا جائے گا کہ میرے بندوں میں داخل ہوجاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا سب سے اعلی مقام ''بندگی'' ہے۔ (۱)

---

(۱) اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج ۵ ص ۳۲، ۳۳

حضرت ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ بھی اپنا یہ خوبصورت شعر پڑھا کرتے تھے:

میں عارفی آوارۂ صحراء فنا ہوں　　ایک عالم بے نام ونشاں میرے لئے ہے

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے فنائیت کے صحرا میں آوارگی عطا فرمائی ہے اور مجھے فنائیت کا درس عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں بھی عطا فرمادے۔ آمین۔ ❶

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ اور تواضع

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ رحمہ اللہ فرمایا کرتے کہ میں اپنے گھر میں کبھی کبھی ننگے پیر بھی چلتا ہوں، اس لئے کہ کسی روایت میں پڑھ لیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی موقع پر ننگے پاؤں بھی چلے تھے، میں بھی اس لئے چل رہا ہوں تاکہ حضور کی سنت پر عمل ہو جائے اور فرمایا کرتے کہ میں ننگے پاؤں چلتے وقت اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ دیکھ تیری اصل حقیقت تو یہ ہے کہ نہ پاؤں میں جوتا نہ سر پر ٹوپی اور نہ جسم پر لباس اور تو انجام کار مٹی میں مل جانے والا ہے۔ ❷

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھی گئی تحریر میں فرماتے ہیں:

فرمایا کہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے جب پہلی ملاقات کی اور اس وقت میں بھی حاضر تھا تو سید صاحب نے عرض کیا کہ کچھ نصیحت فرما دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ جیسے فاضل کو کیا نصیحت کروں؟ لیکن اپنے بزرگوں سے جو سنا ہے اس کا تکرار کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تمام تصوف کا حاصل اپنے کو مٹا دینا ہے بس سید صاحب پر گریہ طاری ہو گیا۔ میں نے اسی وقت یہ شعر کہا:

بہت چاہا نہ ظاہر ہو کسی پر راز ضبط غم　　دو آنسو کہہ گئے لیکن شکست دل کا افسانہ

❶ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج۵ ص ۳۶

❷ اصطلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج۵ ص ۴۱

اس کے بعد یہ اشعار سنائے:

نہ چھوڑا شائبہ تک دل میں احساس دو عالم کا　　معاذ اللہ محبت کا یہ انداز حریفانہ
خبر کیا تھی بنائے گی محبت ایسا دیوانہ　　مجھے بننا پڑے گا خود محبت ہی کا افسانہ

پھر سید صاحب تھانہ بھون گئے، تین دن مجلس میں شریک ہوئے، تیسرے دن کھڑے ہو کر سہ دری پر ہاتھ رکھ کر رونے لگے، فرمایا: تمام عمر جس کو علم سمجھا تھا اب معلوم ہوا کہ سب جہل تھا علم تو ان بڑے میاں کے پاس ہے اور سید صاحب نے فرمایا:

جانے کس انداز سے تقریر کی پھر نہ پیدا شبہ باطل ہوا
آج ہی پایا مزا قرآن میں جیسے قرآن آج ہی نازل ہوا ❶

حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ کی تواضع

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نور اللہ مرقدہ کی تو پوری ہی زندگی تواضع وانکسار کی تھی، ہمارے جملہ اکابر میں اعلی حضرت کی تواضع ضرب المثل تھی۔ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہ ایک مرتبہ اعلی حضرت قدس سرہ کی حیات میں رائے پور تشریف لے گئے تو ارشاد فرمایا کہ اللہ اکبر! اس باغ کے درختوں کے پتے پتے سے تواضع ٹپک رہی ہے۔ ❷

حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کی تواضع

تصنع اور بناوٹ سے پاک زندگی کا ایک واقعہ مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب رحمہ اللہ نے ''فیوضات حسینی'' کے مقدمہ میں درج کیا ہے کہ:

ایک بار دہلی کے ایک عالم حضرت مولانا رحمہ اللہ کے علم وفضل کا شہرہ سن کر ''واں

❶ البلاغ حضرت عارفی نمبر: ص ۳۱۹

❷ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع، جلد ۲ ص ۲۵۸، ۲۵۹

بھچراں'' پہنچے۔اس وقت حضرت مولانا رحمہ اللہ کے مٹی کا گارہ بنا کر اپنے گھر کی دیوار درست کرنے میں مصروف تھے۔انہوں نے لوگوں سے حضرت مولانا کے بارے میں پوچھا،تو کسی نے اشارے سے ان کی راہنمائی کی۔مگر اس حالت میں دیکھ کر انہیں یقین نہ آیا لیکن جب انہیں بتایا گیا کہ ان سے مذاق نہیں کیا گیا،تو انگشت بدنداں رہ گئے۔کچھ دنوں بعد جب وہ واپس جارہے تھے تو ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ مجھے اس علم وفضل کا مالک عالم باعمل ہندوستان کے مرکز دہلی میں بھی نظر نہیں آیا۔

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ حضرت مولانا رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا عبدالرزاق صاحب مرحوم نے راقم الحروف سے عندالملاقات بیان کیا کہ:

ایک بزرگ عالم حضرت مولانا کی شہرت سن کر بمبئی سے تشریف لائے تاکہ کچھ تفسیری اشکالات سمجھ سکیں۔حضرت مولانا کھیتوں میں جانوروں کے لئے چارہ کاٹ رہے تھے وہیں ملاقات ہوگئی۔انہوں نے پوچھا بھائی! حضرت مولانا حسین علی صاحب سے ملنا ہے وہ کہاں ملیں گے؟ حضرت مولانا نے فرمایا کہ ابھی بتاتا ہوں چارہ اکٹھا کرکے گٹھیا بنایا اور سر پر اٹھالیا،اور کہا میرے ساتھ آئیں۔اس بزرگ عالم نے انہیں حضرت مولانا کا خادم سمجھا،راستہ میں حضرت مولانا نے پوچھا کہ حسین علی سے کیا کام ہے؟ انہوں نے آمد کا مقصد بتایا۔حضرت مولانا نے چلتے چلتے راستے ہی میں ان اشکالات کا حل بیان کیا۔وہ بہت حیران ہوئے کہ حضرت مولانا خادم کا کس قدر وسیع العلم ہے تھوڑی دیر بعد جب مولانا نے مسجد میں درس دینا شروع کیا تب ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ معمولی کسان حضرت مولانا کا خادم نہیں بلکہ خود حضرت مولانا حسین علی صاحب ہیں۔حضرت مولانا نے انہیں بڑے اکرام سے چند دن ٹھہرایا،اور قرآن پاک کا خلاصہ پڑھایا اور چند دن کے بعد انہیں گھوڑی پر بٹھا کر خود ریلوے اسٹیشن تک

رخصت کرنے گئے۔واپس ہوتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر میں حضرت مولانا سے مل کر چند دن قرآن پاک نہ سمجھ لیتا تو اپنے آپ کو جاہل ہی سمجھتا۔❶

تواضع کی صفت کیسے پیدا ہو

تواضع حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو یہ سمجھو کہ میں تو بندہ ہوں، اللہ تعالی جو کچھ میرے ذمہ میں لگادیں گے وہ کام کروں گا۔اب اگر وہ کہیں منصب پر بیٹھادیں تو وہ کام کروں گا، میں ان کا بندہ ہوں، غلام ہوں، لیکن اللہ تعالی نے جو کچھ عطا فرمایا ہے یہ محض ان کی عطا ہے،اس طرح کرنے سے شکر اور تواضع دونوں جمع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ عارف جامع اضداد ہوتا ہے، جس کو اللہ تعالی معرفت عطا فرمائیں وہ ایسی چیزوں کو جمع کرتا ہے جو بظاہر ایک دوسرے کی ضد نظر آتی ہیں، مثلاً ایک طرف اپنے عمل کی تحقیر بھی نہیں کرنی اور دوسری طرف اس عمل پر عجب بھی نہیں کرنا اور یہ سوچنا کہ میری نسبت سے یہ حقیر ہے اور اللہ تعالی کی نسبت سے یہ عمل عظیم ہے، اللہ تعالی کی توفیق کی نسبت ہے یہ اِن کا انعام ہے، یہ کرنے سے دونوں چیزیں جمع ہو جائیں گی۔❷

تو تواضع اور انکساری ایسی نعمت ہے جس پر کوئی شخص حسد نہیں کرتا، کیونکہ مالدار، طاقتور اور صاحبِ منصب لوگ جو تکبر کا شکار ہوتے ہیں تو وہ تکبر کے ہوتے ہوئے تواضع اور خاکساری کی صفت اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے ،تو تواضع کرنے والے شخص پر بھی حسد نہیں کریں گے، کیونکہ تواضع اور تکبر کا آپس میں ٹکراو ہے،اس لئے ہر موقع پر تواضع ہونی چاہیے، اور اللہ رب العزت سے دُعا کرنی چاہیے کہ رب العالمین حضراتِ سلف کی طرح اخلاص وللّٰہیت اور تقوی وتواضع عطا فرمائے۔(آمین)

---

❶ سوانح مولانا حسین علی رحمہ اللہ: ص ۹۱ تا ۹۳

❷ اصطلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج۵ ص ٦٦

۴۱......خدمت خلق کی اہمیت، فوائد وثمرات نصوص اور واقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّابعد: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں:

❶صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث: ۲۵۸۰

❷سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی رحمة المسلمین، رقم الحدیث: ۱۹۲۴

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی دو آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات پڑھے، ان آیات اور احادیث میں اللہ تعالی کی مخلوق کے ساتھ محبت اور ان کی خدمت کی ترغیب دی گئی ہے، عام معنوں میں خدمتِ خلق ایسے کام یا عمل کو کہتے ہیں جس سے ہر شخص کو یکساں فائدہ پہنچے، جس میں کسی خاص گروہ یا مذہب کو فائدہ پہنچانا مقصود نہ ہو بلکہ اس کا دائرہ خدمت جانوروں تک بھی پھیلے، اس جذبہ کے ساتھ جو کام کیا جائے گا وہ خدمتِ خلق کی تعریف کے ضمن آئے گا، الحاصل خدمتِ خلق سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کے لیے اس کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کرنا، اس میں صرف انسان ہی نہیں بلکہ جانور بھی شامل ہیں۔ خدمتِ خلق میں بنیادی بات یہ ہے کہ خدمت محض خدمت کے جذبہ سے ہو، کوئی ذاتی غرض نہ ہو۔ شہرت، دکھلاوا اور نام ونمود شامل نہ ہو، دادِ تحسین، لوگوں کی واہ واہ مقصود نہ ہو۔ اگر کوئی شخص خدمت خلق سے متعلق کام کا ملازم ہو اِسے اس کام کی تنخواہ ملتی ہو تب بھی وہ اپنا کام دیانتداری سے کرے اور عام شہریوں کے ساتھ زیادہ اچھے سلوک سے پیش آئے اور شہریوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے کی فکر میں رہے، تو یہ بھی خدمتِ خلق کی ایک اعلیٰ صورت ہے۔

خدمتِ خلق بنیادی طور پر تین انداز سے کی جاسکتی ہے، ایک تو مالی خدمت، یعنی اپنا مال دوسرے ضرورت مند انسانوں پر خرچ کرنا، اور دوسرا انداز بدنی خدمت کا ہے، یعنی اپنے جسم سے ایسے کام انجام دینا جس سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچتا ہو، جیسے کمزور اور بیمار لوگوں کے ایسے کام کرنا جو وہ خود نہیں کرسکتے۔ خدمت خلق کا تیسرا انداز اخلاقی اور روحانی خدمت، یعنی دوسروں کو برائی سے بچانا اور نیک راستے پر چلانا، جہالت کی تاریکی دور کرکے علم کی روشنی سے منور کرنا۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں خدمتِ خلق کی اہمیت وفضیلت

اصل نیکی کیا ہے؟

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (البقرة:۱۷۷)

ترجمہ: نیکی بس یہی تو نہیں ہے کہ اپنے چہرے مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر، آخرت کے دن پر، فرشتوں پر اور اللہ کی کتابوں اور اس کے نبیوں پر ایمان لائیں، اور اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سائلوں کو دیں، اور غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کریں، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، اور جب کوئی عہد کرلیں تو اپنے عہد کو پورا کرنے کے عادی ہوں، اور تنگی اور تکلیف میں نیز جنگ کے وقت صبر واستقلال کے خوگر ہوں۔ ایسے لوگ ہیں جو سچے (کہلانے کے مستحق) ہیں، اور یہی لوگ ہیں جو متقی ہیں۔

تمام مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات:۱۰)

ترجمہ: مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

جب تمام مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں تو ایک دوسرے کی خدمت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

خلق خدا کو اپنے اوپر ترجیح دیں

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾(الحشر: ۹)

ترجمہ: اور انکو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔

اس آیت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک وصف بیان فرمایا کہ انکے اندر ایثار ہے اور مخلوق خدا کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور یہ بھی خلقِ خدا کی خدمت ہے۔

یتیم کو کھانا نہ کھلانے کا وبال

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ. قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ. وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ﴾(المدثر: ۴۲ تا ۴۴)

ترجمہ: تمہیں کس چیز نے دوزخ میں داخل کردیا؟ وہ کہیں گے کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے، اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔

خلقِ خدا کی خدمت کی نوعیتیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ. وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ. فَكُّ رَقَبَةٍ. أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ. يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ. أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾(البلد: ۱۱ تا ۱۶)

ترجمہ: پھر وہ اس گھاٹی میں داخل نہیں ہوسکا، اور تمہیں کیا پتہ کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ کسی کی گردن (غلامی سے) چھڑا دینا ہے، یا پھر کسی بھوک والے دن میں کھانا کھلا دینا کسی

رشتہ دار یتیم کو، یا کسی مسکین کو جو مٹی میں رل رہا ہو۔

خلقِ خدا کی خدمت نہ کرنے پر مذمت

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ)(فَذَلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ. وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ﴾ (الماعون: ۱ تا ۳)

ترجمہ: کیا تم نے اسے دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور مسکین کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا۔

کئی کافروں کے بارے میں روایت ہے کہ ان کے پاس کوئی یتیم خستہ حالت میں کچھ مانگنے کو آیا تو انہوں نے اسے دھکا دے کر نکال دیا، یہ عمل ہر ایک کے لئے انتہائی سنگدلی اور بڑا گناہ ہے، لیکن کافروں کا ذکر فرما کر اشارہ یہ کیا گیا ہے کہ یہ کام اصل میں کافروں ہی کا ہے، کسی مسلمان سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ❶

احادیث مبارکہ کی روشنی میں خدمت خلق کی اہمیت وفضیلت

مخلوق خدا کی خدمت پر انعام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❷

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۳۱۵

❷ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث: ۲۵۸۰

ترجمہ:مسلمان مسلمان کا بھائی ہے،نہ اُس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے،جو اپنے بھائی کی حاجت میں ہوگا،اللہ تعالی اسکی حاجت میں ہوگا،اور جو کسی مسلمان سے تکلیف دور کرے،قیامت کے تکلیفوں میں سے اللہ تعالی اسکی تکلیف دور کرے گا،اور اپنے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو قیامت کے دن اللہ تعالی اسکی پردہ پوشی کرے گا۔

مخلوق پر رحم کرو اللہ تم پر رحم کرے گا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ،اِرْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ. ❶

ترجمہ:راحمون وہ لوگ ہے جن پر رحمٰن رحم کرتا ہے،تم زمین والوں پر رحم کرو،آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

مسلمان کو پیٹ بھر کر کھلانے کی ترغیب

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَطْعَمَ أَخَاهُ خُبْزًا حَتَّى يُشْبِعَهُ وَسَقَاهُ مَاءً حَتَّى يَرْوِيَهُ بَعَدَهُ اللَّهُ عَنِ النَّارِ سَبْعَ خَنَادِقَ بُعْدُ مَا بَيْنَ خَنْدَقَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ. ❷

---

❶سنن الترمذی:أبواب البر والصلة:باب ما جاء فی رحمة المسلمین، رقم الحدیث:۱۹۲۴

❷المستدرک علی الصحیحین: کتاب الأطعمة: ج۴ص ۱۴۴،رقم الحدیث: ۷۱۷۲/ قَالَ الْحَاكِمُ:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.قَالَ الذَّهَبِيُّ: صَحِيحٌ

ترجمہ: جو شخص اپنے کسی بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اسے (دوزخ کی) آگ سے سات خندق جتنے فاصلے کی دُوری پر کردے گا اور دو خندق کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

مخلوق خدا کی خدمت باری تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے

ایک حدیث قدسی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل قیامت کے دن فرمائے گا:

يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ.

ترجمہ: اے ابن آدم! میں بیمار رہا اور تو نے میری عیادت نہیں کی۔

وہ کہے گا اے پروردگار! میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ آپ رب العالمین ہو اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ،أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ؟

ترجمہ: کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا؟

اللہ تعالیٰ پھر فرمائیں گے:

يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ.

ترجمہ: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا۔

وہ کہے گا اے پروردگار! میں آپ کو کیسے کھانا کھلاتا حالانکہ تو تو رب العالمین ہے تو اللہ فرمائے گا:

أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ،فَلَمْ تُطْعِمْهُ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ

لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِيْ.

ترجمہ: کیا تو نہیں جانتا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا تھا، کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

پھر اللہ تبارک وتعالی فرمائیں گے:

يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ، فَلَمْ تَسْقِنِيْ.

ترجمہ: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔

وہ کہے گا اے پروردگار! میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ آپ رب العالمین ہو، اللہ تعالی فرمائے گا:

اِسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِيْ. ❶

ترجمہ: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اس کو پانی نہیں پلایا تھا اگر تو اسے پانی پلاتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔

ایمان والوں کی آپس میں شفقت ومحبت اور آپس کا تعلق

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى. ❷

❶ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل عيادة المريض، رقم الحديث: ٢٥٦٩

❷ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، رقم الحديث: ٦٠١١

ترجمہ: ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور دوستی وشفقت میں مؤمنوں کو ایک جسم کی طرح دیکھو گے کہ جسم کے ایک حصہ کو تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بیداری اور بخار میں اس کا شریک ہوجاتا ہے۔

تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اَلْـمُسْـلِمُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ،إِنِ اشْتَكَى عَيْنُهُ،اشْتَكَى كُلُّهُ،وَإِنِ اشْتَكَى، رَأْسُهُ اِشْتَكَى كُلُّهُ. ❶

ترجمہ: تمام مسلمانوں آپس میں ایک شخص کی طرح ہے، اگر آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بےچین ہوتا ہے، اگر سر میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بےچین ہوتا ہے۔

مؤمنین آپس میں ایک عمارت کی مانند ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًاثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. ❷

ترجمہ: ایک مؤمن (دوسرے) مؤمن کیلئے عمارت کی مانند ہے کہ اسکا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت دیتا ہے، پھر آپ اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر بتلایا۔

بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

❶صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب،باب تراحم المؤمنين وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم الحديث: ٢٥٨٦

❷صحيح البخاري: كتاب الآداب،باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضاً،رقم الحديث: ٦٠٢٦

اَلسَّاعِی عَلَی الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ،أَوِ القَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ. ❶

ترجمہ: بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے (یعنی وہ شخص بیوہ عورت اور مسکین کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتا ہے اور ان کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو اس ثواب کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو ملتا ہے) یا اس شخص کی مانند ہے جو نماز و عبادت کے شب بیداری کرتا ہے (اور اپنی شب بیداری میں نہ کوئی سستی کرتا ہے اور نہ کسی فتور اور نقصان کو گوارا کرتا ہے) اور اس شخص کے مانند ہے جو دن کو کبھی افطار نہیں کرتا (جس کو صائم الدھر کہا جاتا ہے)۔

یتیم کی کفالت پر جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنَا وَكَافِلُ اليَتِيمِ فِی الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالوُسْطَى. ❷

ترجمہ: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، یہ کہہ کر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔

دوسروں کے لئے وہ پسند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ صحيح البخاری: كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، رقم الحديث: ۵۳۵۳

❷ صحيح البخاری: كتاب الأدب، باب فضل من يعول يتيما، رقم الحديث: ۶۰۰۵

لَایُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ، حَتّٰی یُحِبَّ لِأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ. ❶

ترجمہ: کوئی بندہ اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

دین خیرخواہی کا نام ہے

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدِّینُ اَلنَّصِیحَةُ.

ترجمہ: دین نصیحت ہے (یعنی نصیحت اور خیرخواہی اعمال دین میں سے افضل ترین عمل ہے یا نصیحت اور خیرخواہی دین کا ایک مہتم بالشان نصب العین ہے۔)

ہم نے (یعنی صحابہ کرام نے) پوچھا کہ یہ نصیحت اور خیرخواہی کسی کے حق میں کرنی چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِلّٰهِ وَلِکِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِینَ وَعَامَّتِهِمْ. ❷

ترجمہ: اللہ کے لئے، اللہ کی کتاب کے لئے، مسلمانوں کے اماموں (یعنی اسلامی حکومت کے سربراہوں اور علماء کے لئے) اور تمام مسلمانوں کے لئے۔

مسلمانوں کی عزت وآبرو کی حفاظت

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوطلحہ بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنَ امْرِئٍ یَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِی مَوْضِعٍ تُنْتَهَکُ فِیهِ حُرْمَتُهُ وَیُنْتَقَصُ

❶ صحیح البخاری: کتاب الإیمان، بَابٌ: مِنَ الإِیمَانِ أَنْ یُحِبَّ لِأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ، رقم الحدیث: ۱۳

❷ صحیح مسلم: کتاب الإیمان، باب بیان اَنّ الدین النصیحة، رقم الحدیث: ۵۵

فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ،إِلَّا خَذَلَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ،وَمَا مِنَ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ،إِلَّا نَصَرَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ. ❶

ترجمہ: کوئی آدمی ایسا نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو رسوا کرے ایسی جگہ کہ جہاں اس کی عزت وحرمت لوٹی جارہی ہو اور اس کی آبرو کم کی جارہی ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُسے ایسے موقع پر رسوا فرمائیں گے جہاں وہ اس کی مدد چاہتا ہوگا، اور کوئی آدمی ایسا نہیں جو کسی مسلمان کی مدد کرے ایسی جگہ جہاں اس کی عزت کم کی جارہی ہو اور اس کی آبرو ریزی کی جارہی ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایسے مقام میں مدد فرمائیں گے جہاں وہ اللہ کی مدد چاہتا ہوگا۔

مسلمان کو رسوا کرنے کی سزا

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ،أُرَاهُ قَالَ:بَعَثَ اللَّهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ،وَمَنْ رَمَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ،حَبَسَهُ اللَّهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ. ❷

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کی عزت کو منافق کے شر سے بچائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کو قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بچائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان پر ایسی چیز یعنی کسی عیب و برائی کی تہمت لگائے گا جس کے ذریعہ اس

❶ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب من رد عن مسلم غیبة، رقم الحدیث: ۴۸۸۴

❷ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب من رد عن مسلم غیبة، رقم الحدیث: ۴۸۸۳

کے مقصد اس مسلمان کی ذات کو عیب دار کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر قید کردے گا یہاں تک کہ وہ اس تہمت لگانے کے وبال سے نکل جائے۔

پیاسے کتے کو پانی پلانے پر ایک شخص کی مغفرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص تھا، اسے پیاس لگی تھی، تو اس نے اپنے لئے کنویں سے پانی نکال کر پیا، تو قریب میں کتے کو دیکھا کہ وہ پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کو چاٹ رہا تھا، اس کے دل میں رحم آیا، اس نے اپنے چمڑے کا موزہ اتارا اور اسے کنویں میں ڈالا اور کنویں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا، اللہ تعالیٰ کو یہ عمل اتنا پسند آیا۔ حدیث میں ہے "فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ" اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی قدر دانی کی اور اس شخص کے گناہوں کو معاف کردیا۔ (۱)

تو یہ ہے مخلوق خدا کی خدمت، حالانکہ یہ مخلوق میں انسان بھی نہیں، مخلوق کے اندر کتا ہے۔ خنزیر کے بعد نجس العین ہونے میں کتے کا نمبر آتا ہے، انسان دوسرے کو گالی دیتا ہے تو یہ لفظ استعمال کرتا ہے، لیکن دیکھئے صرف پانی پلانے سے اللہ تعالی نے مغفرت کردی۔ (اسی طرح یہ واقعہ ایک فاحشہ عورت کے متعلق بھی منقول ہے۔)

معذور عورتوں کو بھی وقت دے کر ان کی ضرورت پوری کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ خلل تھا، (کچھ نفسیاتی مریض تھی) اس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام فلاں! تم جونسی گلی چاہو دیکھ لو، میں وہاں تمہارا کام کر دوں گا (گلی اس لیے مقرر کی تا کہ اس کا کام بھی کردیں اور اجنبی عورت سے خلوت بھی

---

(۱) صحیح البخاری: کتاب المساقاۃ: باب فضل سقی الماء، رقم الحدیث: ۲۳۶۳

نہ ہو، گلی تو عام گزرگاہ ہوتی ہے) چنانچہ اس نے ایک گلی بتائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گلی میں جاکر اس کی طرف ہو کر علیحدگی میں اس کی بات سنی، یہاں تک کہ اس نے اپنی ضرورت کی ساری بات کہہ لی۔ ❶

خدمت کرنے پر حضرت انس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اپنے فرزند انس سے جو آپ کا خدمت گار ہے، بہت محبت ہے، اس کے لئے خاص طور پر دعا کیجئے۔

رحمت نبوی جوش پر تھی، آپ نے دستِ دعا اٹھائے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں یوں دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَوَلَدًا، وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! اس کو مال اور اولاد عطا فرما اور اس کی عمر میں برکت عطا فرما۔

اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ تمام انصاریوں میں نہایت متمول ہو گئے، طویل عمر پائی اور حجاج بن یوسف کے بصرہ آنے تک انہوں نے اپنی اولاد میں (یعنی بیٹے، بیٹیاں، پوتے، نواس، نواسیں وغیرہ) ایک سو بیس سے زائد اپنے ہاتھ سے دفنائیں۔ اور رزق میں بھی اتنی برکت کہ لوگوں کی سال میں ایک فصل ہوتی اور ان کی دو فصلیں، اور پھل و فصل بھی تمام کارآمد ہوتی ہے۔ یہ خدمت کے سبب دُعا نبوی کے ثمرات ہیں۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الفضائل، باب قرب النبى صلى الله عليه وسلم من الناس وتبركهم به، رقم الحديث: ٢٣٢٦

❷ صحيح البخارى: كتاب الصوم، باب من زار قوما فلم يفطر عندهم، رقم الحديث: ١٩٨٢

غلاموں اور باندیوں کی خاطر خود تکلیف گوارا کرنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ المَدِينَةِ بِآنِيَتِهِم فِيهَا المَاءُ فَمَا يُؤتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا، فَرُبَّمَا جَاءُ وهُ فِي الغَدَاةِ البَارِدَةِ فَيَغمِسُ يَدَهُ فِيهِ. ❶

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو مدینہ کے خادم یعنی غلام اور باندیاں اپنے برتنوں میں پانی لے کر آتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو بھی برتن لایا جاتا آپ (برکت کے لیے) اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیتے۔ بعض دفعہ یہ لوگ سردیوں کی صبح میں ٹھنڈا پانی لاتے، تو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بھی ہاتھ ڈال دیتے۔

خدام کو بھی عزت اور توجہ دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنْطَلِقُ بِهِ فِي حَاجَتِهَا. ❷

ترجمہ: مدینہ والوں کی باندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی اور اپنی ضرورت کے لیے جہاں چاہے لے جاتی۔

خدمت کرنے پر حضرت ابن عباس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو دُعائیں

حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (سینے سے) لگالیا اور دعا دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

❶ صحیح مسلم: كتاب الفضائل، باب قرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الناس وتبركهم به، رقم الحديث: ۲۳۲۴

❷ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، ج ۱۹ ص ۹، رقم الحديث: ۱۱۹۴۱

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! اِسے کتاب (یعنی قرآنِ کریم) کا علم عطا فرما۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، میں نے (قریب میں) آپ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا۔ (باہر نکل کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کس نے رکھا؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ دُعا) ارشاد فرمائی:

اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّینِ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

اِن دعاؤں کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو تفسیر اور فقہ میں بلند مقام عطا ہوا، علم تفسیر میں انہیں ''رئیس المفسرین'' کہا جاتا ہے، تفسیر کا بہت بڑا علم اِن کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ دین کی سمجھ اور فقاہت بھی خوب عطا ہوئی، آج بیسیوں مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اقوال، اجتہادات اور استنباط سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ حضور کے دور میں کم عمر تھے، لیکن دُعائے نبوی کے طفیل صحابہ کرام میں روایت ودرایت میں ایک نمایاں مقام اختیار کر گئے۔

تو ان آحادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کا درس دیا ہے کہ مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، انکی خدمت کی جائے، انہیں کسی چیز کی ضرورت

❶صحیح البخاری: کتاب العلم، بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الکِتَابَ، رقم الحدیث: ۷۵

❷صحیح البخاری: کتاب الوضوء، بَابُ وَضْعِ المَاءِ عِنْدَ الخَلاَءِ، رقم الحدیث: ۱۴۳

ہو تو اسکو پورا کیا جائے، انہیں کھانا کھلایا جائے، انہیں لباس پہنایا جائے، ہر طرح سے مخلوق خدا کی خدمت کی جائے، ہمارے اسلاف نے مخلوق خدا کی بڑی خدمت کی، حضراتِ صحابہ کرام اور سلف کی زندگی کا ایک اہم پہلو خدمت خلق سے معنون ہے۔

حضراتِ صحابہ کرام اور خدمت خلق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خدمت خلق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص دوسرے محتاج کی خدمت کرتا ہے وہ اپنے جسم کی گویا زکاۃ نکال رہا ہوتا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک بیوہ عورت کا نام لکھا ہوا ہے کہ اس کی خدمت کا کوئی کام ہے مگر آگے جگہ خالی ہے، انہوں نے اس کا نام، ایڈریس نوٹ کرلیا، اگلے دن فجر کی نماز کے بعد اس کے گھر گئے دستک دی، عرض کی اماں جان! میں خدمت کے لیے آیا ہوں، کیا کوئی خدمت ہے؟ مثلاً گھر کے اندر جھاڑو لگا دینا، برتن دھو دینا، یا باہر سے پانی بھر کے مٹکوں میں ڈال دینا تاکہ اس بوڑھی عورت کو باہر نہ جانا پڑے۔ اس بوڑھی عورت نے جواب دیا کوئی خدمت کرنے آتا ہے اور وہ یہ سارے کام کر کے چلا جاتا ہے، اب مجھے کسی اور کی خدمت کی ضروت نہیں۔ فرمانے لگے: اچھا! اب میں فجر سے پہلے آجاؤں گا۔

اگلے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر سے پہلے گئے جاکے پھر دستک دی اور فرمایا کہ میں کام کے لیے آیا ہوں۔ اس نے کہا: جو آنے والا تھا وہ تو کام کر کے جا چکا ہے، پھر انہوں نے اس بڑھیا سے پوچھا اماں! وہ کون ہے؟ وہ کہنے لگی: مجھے تو اس کے نام کا نہیں پتہ، میں نے تو اس کی شکل نہیں دیکھی، وہ آتا ہے، دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، میں پردہ کرلیتی ہوں، وہ سارے کام کر دیتا ہے۔ جب وہ جانے لگتا ہے تو پھر دروازہ کھٹکھٹاتا

ہے، میں باہر آجاتی ہوں، نہ مجھے نام کا پتہ، نہ اس کی شکل وصورت کا پتہ ہے۔ وہ بھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے فرمانے لگے: اچھا! اب اگلے دن انہوں نے تہجد کی نماز پڑھی اور جا کر راستے میں بیٹھ گئے کہ میں بھی دیکھوں کہ وہ کون ہے؟ جو رات کے اندھیرے میں اس بڑھیا کے کام کر کے جاتا ہے۔

انہوں نے دیکھا کہ جب چاروں طرف خاموشی تھی، سب لوگ سوئے ہوئے تھے، بالکل اندھیرا چھایا ہوا تھا، اس وقت ایک آدمی آہستہ آہستہ دبے پاؤں چلتا ہوا اس بڑھیا کے گھر کے قریب آرہا ہے۔ تو جب وہ قریب آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَنْ اَنْتَ ؟ آپ کون ہو؟ تو جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آواز آئی کہ ابوبکر ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیر المؤمنین رات کے اس وقت میں اس بوڑھی کی خدمت کرنے کے لیے آپ آرہے ہیں۔ اور دیکھا انہوں نے جوتے بھی نہیں پہنے ہوئے ہیں، تو پوچھا: امیر المؤمنین! کیا آپ نے ارادتاً جوتے نہیں پہنے یا جوتے تھے ہی نہیں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جوتے تو تھے مگر چونکہ یہ لوگوں کے سونے کا وقت ہے اس لیے میں گھر جوتے اتار کے آیا تاکہ میرے جوتوں کی آہٹ سے کسی دوسرے مسلمان کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ (1)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قحط زدہ لوگوں کی خدمت کرنا

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں) سخت قحط پڑا جسے ''عام الرمادہ'' کہا جاتا ہے (رمادہ کے معنی ہلاکت ہیں

(1) تاريخ مدينة دمشق: ج۳۰ص ۳۲۲،رقم الترجمة:۳۳۹۸/ أسد الغابة: ترجمة:عبدالله بن عثمان أبوبكر الصديق، ج۳ص ۳۲۴/ تاريخ الخلفاء:الخليفة الأول:أبو بكر الصديق، ص ۶۴، ۶۵

یا راکھ۔یعنی ہلاکت کا سال یا وہ سال جس میں لوگوں کے رنگ قحط کی وجہ سے راکھ جیسے ہوگئے تھے)تو ہرطرف سے عرب کھچ کر مدینہ منورہ آگئے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو ان کے انتظام، اوران میں کھانا اور سالن تقسیم کرنے کے لیے مقرر کیا۔ان لوگوں میں حضرت یزید بن اُختِ نَمِر ،حضرت مسور بن مخرمہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عبد قاری اور حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔شام کو یہ حضرات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوتے اور دن بھر کی ساری کارگزاری سناتے۔ان میں سے ہر ایک آدمی مدینہ کے ایک کنارے پر مقرر تھا اور یہ دیہاتی لوگ ثَنِیَّۃُ الوَداع کے شروع سے لے کر راتج قلعہ، بنوحارثہ، بنوعبدالاشہل ،بقیع اور بنوقریظہ تک ٹھہرے ہوئے تھے،اوران میں سے کچھ بنوسلمہ کے علاقہ میں بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔بہرحال یہ لوگ مدینہ منورہ کے باہر چاروں طرف ٹھہرے ہوئے تھے۔

ایک رات جب یہ دیہاتی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں کھانا کھا چکے تو میں نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے ہاں جو رات کا کھانا کھاتے ہیں ان کی گنتی کرو۔چنانچہ اگلی رات گنتی کی تو ان کی تعداد سات ہزار تھی۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ گھرانے جو یہاں نہیں آتے ہیں ان کی اور بیماروں اور بچوں کی بھی گنتی کرو، ان کو گنا تو ان کی تعداد چالیس ہزار تھی۔پھر چند راتیں اور گزریں تو لوگ اور زیادہ ہوگئے،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمانے پر دوبارہ گنا تو جن لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں رات کا کھانا کھایا تھا وہ دس ہزار تھے اور دوسرے لوگ پچاس ہزار تھے۔یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بارش بھیج دی اور قحط دور فرمادیا۔جب خوب بارش ہوگئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان انتظامی لوگوں میں سے ہر ایک کی قوم کے ذمّہ یہ کام لگایا کہ ان آنے والے لوگوں

میں سے جوان کے علاقے میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو ان کے دیہات کی طرف واپس بھیج دیں، اور انھیں زادِ راہ اور دیہات تک جانے کے لیے سواریاں بھی دیں، اور میں نے دیکھا کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی انھیں بھیجنے میں لگے ہوئے تھے، ان قحط زدہ لوگوں میں بھی موتیں بہت ہوئی تھیں، میرے خیال میں ان میں سے دو تہائی لوگ مر گئے ہوں گے اور ایک تہائی بچے ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہت ساری دیگیں تھیں۔ پکانے والے لوگ صبح تہجد میں اٹھ کر ان دیگوں میں کرکور (ایک قسم کا دلیا) پکاتے، پھر صبح یہ دلیا بیماروں کو کھلا دیتے۔ پھر آٹے میں گھی ملا کر ایک قسم کا کھانا پکاتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر بڑی بڑی دیگوں میں تیل ڈال کر آگ پر اتنا جوش دیا جاتا کہ تیل کی گرمی اور تیزی چلی جاتی۔ پھر روٹی کا ثرید بنا کر اس میں یہ تیل بطور سالن کے ڈال دیا جاتا (چوں کہ عرب تیل استعمال کرنے کے عادی نہیں تھے) اس لیے تیل استعمال کرنے سے ان کو بخار ہو جاتا تھا۔ قحط سالی کے اس تمام عرصے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ اپنے کسی بیٹے کے ہاں کھانا کھایا اور نہ اپنی کسی بیوی کے ہاں، بلکہ ان قحط زدہ لوگوں کے ساتھ ہی رات کا کھانا کھاتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (بارش بھیج کر) انسانوں کو زندگی عطا فرمائی۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی اہلیہ کو خدمت کے لئے لے جانا

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خلافت کے زمانے میں بسا اوقات رات کو چوکیداری کے طور پر شہر کی حفاظت بھی فرمایا کرتے تھے، ایک مرتبہ اسی حالت میں

❶ الطبقات الکبری: ترجمۃ: عمر بن الخطاب، ذکر استخلاف عمر، ج۳ ص ۲۴۰، ۲۴۱/ تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: عمر بن الخطاب بن نفیل، ج۴۴ ص ۳۴۸، ۳۴۹

ایک میدان میں گزر ہوا، دیکھا کہ ایک خیمہ ہے جو پہلے وہاں نہیں دیکھا تھا، اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب وہاں بیٹھے ہیں اور خیمہ سے کچھ کراہنے کی آواز آرہی ہے، سلام کرکے ان صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ایک مسافر ہوں، جنگل کا رہنے والا ہوں، امیر المؤمنین کے سامنے کچھ اپنی ضروریات پیش کرکے مدد چاہنے کے واسطے آیا ہوں، دریافت فرمایا کہ یہ خیمہ میں سے آواز کیسی آرہی ہے؟ ان صاحب نے کہا میاں جاؤ اپنا کام کرو۔ آپ نے اصرار فرمایا کہ نہیں بتادو کچھ تکلیف کی آواز ہے، ان صاحب نے کہا کہ عورت کی ولادت کا وقت قریب ہے، دردزہ ہورہا ہے، آپ نے دریافت فرمایا کہ کوئی دوسری عورت بھی پاس ہے؟ انہوں نے کہا کہ کوئی نہیں، آپ وہاں سے اٹھے اور مکان تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ایک بڑے ثواب کی چیز مقدر سے تمہارے لیے آئی ہے، انہوں نے پوچھا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، ایک گاؤں کی رہنے والی بیچاری تنہا ہے اس کو دردزہ ہورہا ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہاں تمہاری صلاح ہو تو میں تیار ہوں، اور کیوں نہ تیار ہوتیں کہ یہ بھی آخر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ولادت کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہو، تیل، گڑ، وغیرہ لے لو اور ایک ہانڈی اور کچھ گھی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لے لو، وہ لے کر چلیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود پیچھے پیچھے ہو لیے، وہاں پہنچ کر حضرت ام کلثوم تو خیمہ میں چلی گئیں اور آپ نے آگ جلا کر اس ہانڈی میں دانے ابالے، گھی ڈالا اتنے میں ولادت سے فراغت ہوگئی، اندر سے حضرت ام کلثوم نے آواز دے کر عرض کیا، امیر المؤمنین اپنے دوست کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دے دیجیے۔ امیر المؤمنین کا لفظ سن کر وہ صاحب بڑے گھبرائے،

آپ نے فرمایا گھبرانے کی بات نہیں، وہ ہانڈی خیمہ کے پاس رکھ دی کہ اس عورت کو بھی کچھ کھلا دیں، حضرت ام کلثوم نے اس کو کھلایا۔ اس کے بعد ہانڈی باہر دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ، رات بھر تمہاری جاگنے میں گزر گئی، اس کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر گھر تشریف لے آئے اور ان صاحب سے فرما دیا کہ کل آنا تمہارے لیے انتظام کر دیا جائے گا۔ ❶

مخلوق کی کتنی خدمت کہ رات کا وقت ہے، اپنی جان کا خوف نہیں، ساتھ اہلیہ کو بھی لے جا رہے ہیں، آج خونی رشتے والے اس طرح خدمت نہیں کرتے، جس طرح آپ نے خلیفہ وقت ہو کر رات کے اندھیرے میں اپنی اہلیہ کو ایک اجنبی شخص کے گھر خدمت کے لئے لے کر گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور خدمت خلق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کے وقت رعایا کی خبر گیری کے لئے نکلے، آپ نے دیکھا کہ ایک عورت اپنی کمر پر پانی کی مشک اٹھائے ہوئے ہے اور ننگے پاؤں چلی جا رہی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے احوال دریافت کیے، تو اس نے بتایا کہ وہ ایک عیال دار عورت ہے اور اس کے پاس کوئی خادمہ نہیں ہے، اس لئے وہ اپنے بچوں کے لیے پانی لانے کے لئے رات کے وقت خود ہی نکلی ہے، اور دن کے وقت پردے کی وجہ سے اُسے نکلنا پسند نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس کے حالات سنے تو بڑے رنجیدہ ہوئے اور خود اس کی مشک اٹھا کر اس کے گھر تک گئے، پھر فرمایا کہ تم صبح کے وقت عمر کے پاس آنا، وہ تمہارے لئے کسی خادمہ کا انتظام کر دیں گے، وہ

❶ فضائل اعمال: باب ششم، ص ۸۷،۷۹/ الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الثاني: في مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، الفصل التاسع: في ذكر منبذة من فضائله، ج ۲ ص ۳۹۰

کہنے لگی کہ میں ان تک نہیں پہنچ سکتی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں ان شاء اللہ وہ مل جائیں گے، چنانچہ جب وہ عورت صبح کے وقت ان کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو وہی ہیں، اس عورت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا، خوف وگھبراہٹ کی وجہ سے بھاگ گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے خادمہ اور نفقہ کا حکم دیا اور اس کے چلے جانے کے بعد اس کو بھیج دیا۔ ❶

اسلام کی تعلیمات کتنی پیاری ہیں کہ خلیفہ وقت راتوں کو اٹھ کر لوگوں کے احوال معلوم کرتا ہے اور ان کی پریشانیوں کو حل کرتا ہے، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم غریبوں کی مدد کریں، اپنے قرب وجوار میں غریبوں کو تلاش کریں، کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو شرم وحیا کی وجہ سے کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا پسند نہیں کرتے، ہمیں ایسے لوگوں کو تلاش کرکے ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے، جو جتنا بڑا ہے اس کی ذمہ داری بھی اتنی زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا کی خبر گیری کرنا

سحری کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلی کوچوں میں گھوم رہے تھے اور لوگوں کے حالات معلوم کررہے تھے کہ اچانک آپ کے کان میں ایک پریشان حال عورت کی آواز پڑی، جو اپنے جذبات کا ان دوشعروں میں اظہار کررہی تھی:

تَطَاوَلَ هَذَااللَّيْلُ وَاخْضَلَّ جَانِبُهُ　　وَأَرَّقَنِى إِذْ لَا خَلِيلَ أُلَاعِبُهُ

فَلَوْلَاحَذَارِ اللَّه لَاشَيْءَ مِثْلُهُ　　لَزُعْزِعَ مِنْ هَذَاالسَّرِيرِجَوَانِبُه

ترجمہ: رات طویل ہوگئی اور اس کے اطراف میں تاریکی پھیل گئی، اگر خدا کا خوف نہ ہوتا جس کے مثل کوئی نہیں، تو اس چارپائی کی جوانب ہلائی جاتیں۔

❶لن ترى مثل عمر: ج۲ ص ۲۶۰ /أخبار عمر: ص ۳۴۰

ان دوشعروں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بڑا اثر کیا، اس عورت سے اجازت لی، پھر اس سے پوچھا تو کیوں پریشان ہے؟ اس نے غمگین ہو کر کہا کہ آپ نے میرے خاوند کو اتنے مہینوں سے گھر سے دور رکھا ہے، حالانکہ مجھے اس کا اشتیاق ہو رہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنجیدگی سے پوچھا کہ کیا تمہارا ارادہ کسی برائی کا ہے؟ اس عورت نے کہا معاذ اللہ! ہرگز نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حوصلہ رکھو، تمہارے شوہر تک پیغام پہنچ جائے گا، بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک اہم بات پوچھنا چاہتا ہوں، تم اس کی وضاحت کردو، پھر دھیمی آواز میں پوچھا کہ عورت کتنے عرصہ تک اپنے خاوند سے صبر کرسکتی ہے؟ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سر شرم کے مارے نیچے کرلیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ بیٹی! بے شک اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے شرم نہیں فرماتے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حیا وشرم کی وجہ سے زبان سے تو جواب نہیں دیا، البتہ ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تین ماہ تک یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر یہ فرمان جاری کردیا کہ کوئی لشکر چار ماہ سے زیادہ نہ روکا جائے۔ [1]

یہ ہیں امیر المؤمنین کہ گلیوں میں گشت کرکے ان کے مسائل معلوم کرتے ہیں اور انہیں حل کرتے ہیں۔ آیئے عزم کیجئے کہ ہمارا منشور خدمتِ خلق ہوگا، لوگوں کی بھلائی ہوگی اور ہم خلفائے راشدین کی اتباع کریں گے، ہر ایک کے مسائل سن کر اُسے حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب تک انسان دوسرے کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی

[1] مصنف عبد الرزاق: كتاب الطلاق، باب حق المرأة على زوجها...... إلخ، ج ۷ ص ۱۵۱، رقم: ۱۲۵۹۳ / سنن سعيد بن منصور: ج ۲ ص ۲۱۰، رقم: ۲۴۶۳

مدد کرتے ہیں۔ اور ایسے پریشان حال لوگوں کی مدد سے دل کو سکون ملتا ہے، اور ان کی دعائیں انسان کو بلندیوں پر پہنچا دیتی ہیں۔

رعایا کے اموال کے پیش نظر بیٹے کو اونٹوں کی زائد رقم بیت المال میں جمع کروانے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے کچھ اونٹ خریدے اور ان کو بیت المال کی چراگاہ میں چھوڑ دیا، جب وہ خوب موٹے ہو گئے تو میں انھیں بیچنے کے لیے بازار لے آیا، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بازار تشریف لے آئے، اور نہیں موٹے موٹے اونٹ نظر آئے، تو انھوں نے پوچھا یہ اونٹ کس کے ہیں؟ لوگوں نے انھیں بتایا کہ یہ عبداللہ بن عمر کے ہیں، تو فرمانے لگے اے عبداللہ بن عمر! واہ واہ امیر المؤمنین کے بیٹے کے کیا کہنے! میں دوڑتا ہوا آیا اور میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اونٹ کہاں سے لائے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ اونٹ خریدے تھے، پھر بیت المال کی چراگاہ میں چرنے کے لیے رکھے تھے (اب میں ان کو بازار لے آیا ہوں) تاکہ میں دوسرے مسلمانوں کی طرح انھیں بیچ کر نفع حاصل کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَقَالَ ارْعَوْا إِبِلَ ابنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، اسْقُوا إِبِلَ ابْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اغْدُ عَلَى رَأْسِ مَالِكَ وَاجْعَلْ بَاقِيَهُ فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ. ❶

ترجمہ: ہاں بیت المال کی چراگاہ میں لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہوں گے، امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو چراؤ، اور امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو پانی پلاؤ

❶ السنن الکبریٰ للبیهقي: کتاب إحیاء الموات، باب ما جاء في الحمی، ج٦ ص ٢٣٤، رقم الحدیث: ١١٨١١

(میرے بیٹے ہونے کی وجہ سے تمہارے اونٹوں کی زیادہ رعایت کی ہوگی اس لیے) اے عبداللہ! ان اونٹوں کو بیچو اور تم نے جتنی رقم میں خریدے تھے وہ تو لے لو، اور باقی زائد رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادو۔

دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف اور آخرت کا خوف اور جواب دہی کا احساس کہ اپنے بیٹے سے کہا: جتنی رقم میں تم نے اونٹ خریدے تھے تو وہ لے لو اور باقی رقم بیت المال میں جمع کرادو، محض اس وجہ سے کہ شاید تمہارے اونٹوں کی بیت المال کی چراگاہ میں زیادہ خیال رکھا گیا ہوگا، حالانکہ بیت المال میں رعایا ہونے کی حیثیت سے ان کا بھی حق تھا، اور اتنا عرصہ انہوں نے اپنی ملکیت میں رکھا، اور اُن کی دیکھ بھال کی، لیکن عدل وانصاف اور رعایا کے حقوق کی پاسداری اور اپنے دامن کو پاک رکھنے کے لئے تمام زائد رقم بیت المال میں جمع کردی۔ کیا اس کی کوئی مثال تاریخ میں ملے گی؟ آج تو اپنی اولاد اور اپنے عزیز واقارب اور اپنی سیاسی جماعت والوں کو نوازا جاتا ہے، اور غریبوں اور مستحقین کے حصوں کو آپس میں تقسیم کردیا جاتا ہے، لیکن یہاں رعایا کے مال کو تقسیم کرنا تو دور کی بات، اپنے بیٹے کے جائز نفع کو بیت المال میں جمع کرکے آنے والوں کے لئے عدل وانصاف اور اخلاص وللّٰہیت کی ایک تاریخ رقم کرگئے۔

رعایا کے اموال کی حفاظت کے پیش نظر دوڑتے ہوئے اونٹ کو تلاش کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی کسی گلی میں دوڑتے ہوئے جارہے تھے، راستہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات ہوگئی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے امیر المؤمنین! کہاں جارہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ توقف کئے بغیر جواب دیا کہ زکوۃ کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعجبانہ انداز میں کہا کہ آپ

نے اپنے بعد والوں کوتو مشقت میں ڈال دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا أَبَا الْحَسَنِ لَا تَلُمْنِي، فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالنُّبُوَّةِ، لَوْ أَنَّ عُنَاقًا أَخَذَتْ بِشَاطِءِ الْفُرَاتِ لَأَخَذَ بِهَا عُمَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: اے ابوالحسن! تم مجھے ملامت نہ کرو، اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اگر ایک بکری بھی فرات کے کنارے چلی جائے تو قیامت کے دن عمر سے اس کی باز پرس ہوگی۔

بیوہ عورت کوراشن اور ضروریات مہیا کرنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بازاروں میں چکر لگا رہے تھے، لوگوں کی ضروریات معلوم کر رہے تھے کہ ایک نوجوان عورت ملی، جس پر حاجت مندی کے آثار نمایاں تھے، حیا وشرم سے کہنے لگی اے امیر المؤمنین! میرے شوہر کی وفات ہوگئی، اس نے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں، خدا گواہ ہے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے، مجھے ان بچوں کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے اور میں خُفاف بن ایماء الغفار کی بیٹی ہوں، جو حدیبیہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رک گئے، اور بشاشتِ وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا قریبی نسب پر خوش آمدید، خوش آمدید، پھر اپنے گھر تشریف لے گئے جہاں ایک اونٹ بندھا ہوا تھا، اس پر دو بوریاں غلہ کی بھر کر لادیں، اور کپڑے اور ضروری سامان رکھا، پھر اس کی مہار اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا: یہ لے جاؤ، یہ سامان ختم نہیں ہوگا، تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ تمہیں خیر وبھلائی عطا فرمائیں گے۔ ایک آدمی نے جو اس عطا وبخشش

---

❶ مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب: الباب الخمسون، ص ۱۵۳ / محض الصواب: الباب السابع والخمسون، ج ۲ ص ۶۲۱

کو دیکھ رہا تھا، کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ نے اس کو بہت زیادہ دے دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا ناس ہو:

وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هَذِهِ وَأَخَاهَا، قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ، ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! میں اس عورت کے باپ اور بھائی کو دیکھتا تھا ان دونوں نے ایک مدت تک قلعہ کا محاصرہ رکھا تھا، پھر اس کو فتح کیا اور ہم لوگ اس میں سے ان کے حصے غنیمت کے طور پر (دوسروں کو دے رہے ہیں یعنی محنت ومشقت انہوں نے کی اور اس کے ثمرات ہم حاصل کر رہے ہیں۔)

رعایا کے بچوں کو روتا دیکھ کر کندھے پر راشن لانا اور آگے جلانا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت کر رہے تھے کہ آپ کے کان میں بچوں کے رونے کی آواز آئی، جب اس آواز کے قریب ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت اپنے گھر کے اندر بیٹھی ہے، اور اس کے اردگرد بچے ہیں جو مسلسل رو رہے ہیں، اور پانی کی بھری ایک ہانڈی چولہے پر چڑھا رکھی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازہ کے قریب گئے اور پوچھا اے خدا کی بندی! یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ بھوک کے مارے رو رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہانڈی میں کیا ہے، جو چولہے پر چڑھائی ہوئی ہے؟ اس عورت نے کہا کہ میں نے ان بچوں کو بہلانے کے لئے پانی رکھا ہوا ہے تاکہ یہ کسی طرح سو جائیں، اور یہ سمجھیں کہ اس ہانڈی میں کھانے کی کوئی چیز ہے جو پک رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بہت دکھ پہنچا، فوراً بیت المال گئے اور ایک بڑا تھیلا لیا، اس میں آٹا، گھی، چکنائی، کھجوریں، کپڑے اور درا ہم بھر کر ڈالے اور اپنے غلام اسلم

❶ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب غزوة الحدیبیة، رقم الحدیث: ۴۱۶۰

سے کہا کہ اے اسلم مجھے یہ سب کچھ اٹھوا دو، اسلم! نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کی طرف سے میں اٹھا دیتا ہوں، حضرت عمر نے (تیز لہجے میں) اسلم سے کہا:

لَا أُمَّ لَکَ یَا أَسْلَمُ، بَلْ أَنَا أَحْمِلُهُ لِأَنِّی أَنَا الْمَسْؤُولُ عَنْهُمْ فِی الْآخِرَةِ قَالَ فَحَمَلَهُ عَلَی عُنُقِهِ حَتَّی أَتَی بِهِ مَنْزِلَ الْمَرْأَةِ قَالَ وَأَخَذَ الْقِدْرَ فَجَعَلَ فِیهَا دَقِیقًا وَشَیْئًا مِنْ شَحْمٍ وَتَمْرٍ وَجَعَلَ یُحَرِّکُهُ بِیَدِهِ وَیَنْفُخُ تَحْتَ الْقِدْرِ قَالَ أَسْلَمُ وَکَانَتْ لِحْیَتُهُ عَظِیمَةً فَرَأَیْتُ الدُّخَانَ یَخْرُجُ مِنْ خَلَلِ لِحْیَتِهِ حَتَّی طَبَخَ لَهُمْ، ثُمَّ جَعَلَ یَغْرِفُ بِیَدِهِ وَیُطْعِمُهُمْ حَتَّی شَبِعُوا.

ترجمہ: اسلم تیرا ناس ہو، کیا تم قیامت کے دن میرا بوجھ اٹھا سکو گے؟ اسلم خاموش ہو گئے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ سامان اٹھوایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ سامان لے کر اس عورت کے گھر گئے، وہاں پہنچ کر ہانڈی لی اور اس میں آٹا اور کچھ چربی اور کھجوریں ڈالیں اور اپنے ہاتھ سے ہلانے لگے اور ہانڈی کے نیچے پھونکتے رہے کہ دھواں آپ کی داڑھی کے اندر سے نکل رہا تھا، حتی کہ ان کے لئے کھانا تیار ہو گیا، پھر اپنے ہاتھ سے نکال نکال کر ان بچوں کو کھلاتے رہے، یہاں تک کہ ان کا پیٹ بھر گیا۔ پھر باہر آئے اور شیر کی طرح جم کر بیٹھ گئے، آپ اسی حال میں رہے حتی کہ وہ بچے خوشی سے اچھلنے لگے، پھر آپ اٹھے اور اپنے غلام اسلم سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں بیٹھ گیا تھا؟ اسلم نے کہا کہ نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رَأَیْتُهُمْ یَبْکُونَ فَکَرِهْتُ أَنْ أَذْهَبَ وَأَدَعَهُمْ حَتَّی أَرَاهُمْ یَضْحَکُونَ فَلَمَّا ضَحِکُوا طَابَتْ نَفْسِی. ❶

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴۴ ص ۳۵۳/ الریاض النضرة: الباب الثانی، الفصل التاسع، ج ۲ ص ۳۸۵

ترجمہ: میں نے ان بچوں کو روتے ہوئے دیکھا، تو مجھے یہ بات اچھی نہ لگی کہ ان کو ویسے ہی چھوڑ کر چلا جاؤں، یہاں تک کہ ان کو ہنستا ہوا دیکھوں، جب میں نے ان کو ہنستے ہوئے دیکھا تو میرا جی خوش ہوگیا (اب مجھے سکون مل گیا)۔

مستحقین کی امداد کے لئے اپنا کرتا اتار کر دے دیا

ایک مرتبہ ایک بدو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

يَا عُمَرَ الْخَيْرِ جُزِيتَ الْجَنَّهْ　　جَهِّزْ بُنَيَّاتِي وَ اكْسُهُنَّهْ
أُقْسِمُ بِاللّٰه لَتَفْعَلَنَّهْ

ترجمہ: اے عمر! لطف اگر ہے تو جنت کا لطف ہے، میری لڑکیوں اور ان کی ماں کے لیے نئے کپڑوں کا انتظام کر دے، میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ ایسا ضرور کرنا۔

اس کا یہ سوال سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں تمہارا کہنا نہ مانوں تو کیا ہوگا؟ اس بدو نے عرض کیا:

وَاللّٰهِ عَنْ حَالِي لَتُسْأَلَنَّهْ　　ثُمَّ تَكُونُ الْمَسْأَلَاتُ عَنَّهْ
وَالْوَاقِفُ الْمَسْئُولُ بَيْنَهُنَّهْ　　إِمَّا إِلَى نَارٍ وَإِمَّا جَنَّهْ

ترجمہ: تجھ سے قیامت میں میرے متعلق سوال ہوگا اور تو ہکا بکا رہ جائے گا، پھر یا تو دوزخ کی طرف تیرا جانا ہوگا یا جنت کی طرف۔

اس کے یہ اشعار سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی، پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ میرا یہ کرتا اس کو دے دو، اس وقت اس کے سوا کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے۔[1]

[1] تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۴۹، ۳۵۰/ أسد الغابة: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۶۶۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور مستحقین پر کتنا خرچ کرتے تھے، آپ کی سخاوت صرف اپنوں کے لیے نہیں بلکہ غیروں کو بھی نوازتے تھے، دیکھیں آپ میں ایثار وہمدردی کا کتنا جذبہ ہے کہ اپنے جسم کا لباس اتار کر انہیں دے دیا۔ ہمیں بھی چاہیے کہ مستحقین کو خالی ہاتھ نہ لوٹائیں، کچھ نہ کچھ حسبِ توفیق اُن کے ساتھ تعاون کریں، غریبوں کی دعائیں انسان کو وہ مقام دلا دیتی ہیں جہاں انسان بسا اوقات اپنی عبادت سے نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا کے جانوروں کی خود خدمت کرنا

عراق سے ایک وفد سخت گرمی کے زمانہ میں جب عرب کا ریگستان سورج کی گرمی کی شدت کی وجہ سے آتشِ دوزخ کا منظر پیش کر رہا تھا، آیا، جس کی قیادت حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کر رہے تھے، وہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈتے ہوئے جب پہنچے تو دیکھا کہ عمامہ اترا ہوا ہے، کمر پر پٹا باندھا ہوا ہے اور زکوۃ میں آئے ہوئے اونٹوں کا علاج معالجہ اور مالش کر رہے ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر حضرت احنف بن قیس پر پڑی تو فرمایا:

يَا أَحْنَفُ ضَعْ ثِيَابَكَ، وَهَلُمَّ فَأَعِنْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى هَذَا الْبَعِيرِ، فَإِنَّهُ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ، فِيهِ حَقُّ الْيَتِيمِ وَالْأَرْمَلَةِ وَالْمَسْكِينَ.فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ:يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَهَلا تَأْمُرُ عَبْدًا مِنْ عَبِيدِ الصَّدَقَةِ فَيُكْفِيكَ؟ فَقَالَ عُمَر:وَأَيُّ عَبْدٍ هُوَ أَعْبَدُ مِنِّي.

ترجمہ: اے احنف! کپڑے تبدیل کر واور آؤ، اس اونٹ کے (علاج معالجہ میں) امیر المؤمنین کے ساتھ تعاون کرو، اس میں یتیموں، مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے، ان لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! اللہ تعالی آپ کی مغفرت فرمائے،

آپ اپنے کسی غلام کو حکم دے دیتے، وہ یہ کام انجام دے دیتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عاجزانہ انداز میں فرمایا کہ بھلا مجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غلام ہوگا۔
جو شخص مسلمانوں کے امور کا ذمہ دار ہو وہ مسلمانوں کا غلام ہے، جس طرح ایک غلام پر اپنے آقا کی خیر خواہی اور امانت کی ادائیگی ضروری ہے، اسی طرح ان پر بھی ان امور کا بجالانا ضروری ہے۔
فائدہ: وقت کے امیر المؤمنین از خود مال مویشیوں کی دیکھ بال کر رہے ہیں اور ان کا معالجہ اور مالش بھی کر رہے ہیں، ہمیں بھی جانوروں کا خیال رکھنا چاہیے، اگر ہو سکے تو ان کی تمام تر ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے، جانوروں کو ماریں نہیں، یہ بھی اللہ کی مخلوق ہے، جو اللہ تعالی نے ہمارے نفع کے لیے بنائی ہے۔ نیز ہمیں تکبر سے بچنا چاہیے، کیونکہ تکبر بہت بری خصلت ہے، وقت کے امیر المؤمنین جن کی حکومت بائیس لاکھ مربع میل پر ہے وہ اپنے آپ کو ایک ادنی سا غلام سمجھتے ہیں، اور جانوروں کی خدمت خود کرتے ہیں، تو ہمیں بھی خدمت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔[1]

امیر المؤمنین ہو کر رعایا کا مشکیزہ اٹھانا

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کندھے پر پانی کا ایک مشکیزہ تھا، تو میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! یہ آپ کے شایانِ شان نہیں! فرمایا:

لَمَّا أَتَانِي الْوَفْدُ سَامِعِينَ مُطِيعِينَ، دَخَلَتْ فِي نَفْسِي نَخْوَةٌ فَأَحْبَبْتُ أَنْ

[1] مناقب عمر بن الخطاب: ص ٧٣/ محض الصواف في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب: ص٢٦٧/ كنز العمال: ج٥ ص ٧٦١، رقم الحديث: ١٤٣٠٧

أَكْسِرَهَا. ❶

ترجمہ: جب میرے پاس اطاعت کرتے ہوئے لوگ آنے لگے تو میرے دل میں کچھ عجب آ گیا، میں نے چاہا کہ اِس کو توڑ دوں۔

آپ مشکیزہ لے کر انصار کی ایک عورت کے حجرہ میں گئے اور اس کے برتن میں مشکیزہ انڈیل دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور خدمتِ خلق

محمد بن ہلال اپنی دادی سے راویت کرتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے محصور ہونے کے دنوں میں روزانہ خدمت عالی میں حاضر تھی۔ ایک دن میں حاضر نہ ہوسکی تو امیر المؤمنین نے دریافت فرمایا کسی نے کہا: اِن کے ہاں شب میں بچہ (ہلال) پیدا ہوا ہے۔ امیر المؤمنین نے سنتے ہی پچاس درہم اور کپڑے کا ایک جوڑا میرے پاس ارسال فرمایا، اور ساتھ ہی کہلا بھیجا:

هَذَا عَطَاءُ ابْنِكَ وَكِسْوَتُهُ فَإِذَا مَرَّتْ بِهِ سَنَةٌ رَفَعْنَاهُ إِلَى مِائَةٍ. ❷

ترجمہ: یہ آپ کے بچے کا وظیفہ اور کپڑے ہیں، جب ایک سال گزر جائے تو (وظیفہ دگنا کرکے) ہم آپ کو سو درہم دیں گے۔

ہمیں بھی اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے، اسلام نے اپنے ماتحتوں کے حقوق بتائے ہیں ان پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے، ہمارے ماتحت اگر کوئی غلطی کرلیں تو انہیں معاف کردینا چاہیے۔ اور اگر انہیں کوئی ضرورت ہو تو اُن سے تعاون کرنا چاہیے، اور اُن کے خوشی اور غم میں شریک ہونا چاہیے۔

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۷۹

❷ الطبقات الكبرى: ترجمة: محمد بن هلال، ج۵ ص ۷۰/۴ تاريخ مدينة دمشق: ج۳۹ ص ۲۲۹

بئر رومہ کا کنواں خرید کر مسلمانوں کی خدمت کے لئے وقف کرنا

حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مہاجرین مدینہ آئے تو ان کو یہاں کا پانی موافق نہ آیا، بنو غفار کے ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام "رومہ" تھا، وہ اس کنویں کے پانی کی ایک مشک ایک مد میں بیچتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں والے سے فرمایا: تم میرے ہاتھ یہ کنواں بیچ دو تمہیں اس کے بدلے میں جنت میں ایک چشمہ ملے گا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میرے اور میرے اہل وعیال کیلئے اس کے علاوہ اور کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے، اس لیے میں نہیں دے سکتا۔

یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے وہ کنواں پچیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَجْعَلُ لِيْ مِثْلَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ لَهُ عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَيْتُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَدِ اشْتَرَيْتُهَا، وَجَعَلْتُهَا لِلْمُسْلِمِيْنَ. ❶

ترجمہ: یا رسول اللہ! جیسے آپ نے اس سے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا تو کیا اگر میں اس کنویں کو خرید لوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں بالکل ملے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے صدقہ کر دیا ہے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر ایک ہزار سواریاں فراہم کرنا

حضرت قتادہ فرماتے ہیں:

أَنَّ عُثْمَانَ حَمَلَ فِی جَیْشِ الْعُسْرَةِ عَلَی أَلْفِ بَعِیرٍ إِلَّاسَبْعِینَ کملها خَیْلًا. ❷

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج٢ ص ٤١، رقم الحديث: ١٢٢٦

❷ مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ٣٢٠٣١

ترجمہ: حضرت عثمان نے غزوہ تبوک کے موقع پر ستر کم ہزار کو اونٹ پر اور باقی تیس کو گھوڑے پر سوار کر کے ہزار کا عدد پورا کیا۔

ایک ہزار اونٹوں پر لدا ہوا ساز وسامان خلق خدا پر صدقہ کر دیا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مخاطبین سے فرمایا: تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالی تمہاری تنگی دور کر دیں گے، تو صبح ہی ایک قاصد نے خبر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا لایا ہے، صبح کو غلہ کے تاجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دروازے پر دستک دی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کنارے مونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے، تاجروں سے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ، گیہوں اور کھانا آپ کا آیا ہے، آپ اسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں تاکہ فقرائے مدینہ کی تنگی رفع ہو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اندر بلایا، جب وہ لوگ اندر گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں غلہ کا بڑا ڈھیر رکھا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ میرے ملک شام سے آئے غلہ پر کس قدر نفع دو گے؟ ان لوگوں نے کہا دس کے بارہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ دو، ان لوگوں نے کہا دس کے چودہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور زیادہ دو، تو ان لوگوں نے کہا دس کے پندرہ، حضرت عثمان نے فرمایا اور زیادہ، ان لوگوں نے کہا:

مَن زَادَکَ وَنَحنُ تُجَّارُ الْمَدِینَةِ؟ قَالَ: زَادَنِی بِکُلِّ دِرْهَمٍ عَشَرَةً، عِندَکُمْ زِیَادَةٌ؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَأَشْهَدُکُمْ مَعْشَرَ التُّجَّارِ أَنَّهَا صَدَقَةٌ عَلَى

فُقَرَاءِ الْمَدِينَةِ.❶

ترجمہ: ہم لوگ تجارِ مدینہ ہیں (سب موجود ہیں) اس سے زیادہ کوئی آپ کو نہ دے گا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ کو ایک درہم پر دس درہم نفع میں دو گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہِ تجار! تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو تمام غلہ صدقہ میں دے دیا۔ (یعنی رب العالمین مجھے ایک درہم کے بدلے دس عطا فرمائیں گے۔)

مسجد نبوی کی کشادگی کے لیے جگہ اور عوامی انتظامات

حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب ۲۴ ہجری میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ خلیفہ بنے تو لوگوں نے ان سے مسجد بڑھانے کی بات کی اور شکایت کی کہ جمعہ کے دن جگہ بہت تنگ ہو جاتی ہے حتی کہ انہیں مسجد سے باہر میدان میں نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ کیا، تو سب کا اس پر اتفاق تھا کہ پرانی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ: إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أَهْدِمَ مَسْجِدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزِيدَ فِيهِ، وَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ، وَقَدْ كَانَ لِي فِيهِ سَلَفٌ وَإِمَامٌ سَبَقَنِي وَتَقَدَّمَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، كَانَ قَدْ زَادَ فِيهِ وَبَنَاهُ، وَقَدْ شَاوَرْتُ أَهْلَ الرَّأْيِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

❶ الرياض النضرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج۳ ص ۴۴

فَأَجْمَعُوا عَلَى هَدْمِهِ وَبِنَائِهِ وَتَوْسِيعِهِ، فَحَسَّنَ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ ذٰلِکَ وَدَعَوْا لَهُ. ❶

ترجمہ: اے لوگوں! میں نے اس بات کا ارادہ کرلیا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کردوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو اللہ کیلئے مسجد بنائے گا اللہ اس کیلئے جنت میں محل بنائیں گے، اور یہ کام مجھ سے پہلے ایک بہت بڑی شخصیت بھی کر چکی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کو بڑھایا بھی تھا اور اسے نئے سرے سے بنایا بھی تھا، اور میں اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ کر چکا ہوں۔ ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسجد کو گرا کر نئے سرے سے بنایا جائے اور اس میں توسیع بھی کر دی جائے، تو لوگوں نے اس بات کی خوب تحسین کی اور ان کیلئے دعا بھی کی۔

اگلے دن صبح کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کام کرنے والوں کو بلایا اور انہیں کام میں لگایا اور خود بھی اس کام میں لگے، حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اور رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے، اور مسجد سے باہر نہیں جایا کرتے تھے۔ اور آپ نے حکم دیا کہ بطن نخل میں چھنا ہوا چونا تیار کیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دس ماہ میں مسجد کا کام مکمل کروادیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خدمت خلق

ایک دن ابو مطر نامی شخص نماز کے بعد مسجد سے نکلا تو اس نے پیچھے سے آواز سنی، کوئی کہہ رہا ہے کہ اپنا تہبند اونچا رکھو، کیونکہ یہ چیز تیرے رب سے زیادہ ڈرنے والی اور تیرے کپڑوں کو زیادہ صاف رکھنے والی ہے، اور اگر تم مسلمان ہو تو سر کے بال بھی

❶ وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: الباب الرابع، الفصل الرابع عشر، ج ٢ ص ٨٢

تراشو، جب اس آدمی نے مڑکر دیکھا تو وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے جن کے ہاتھ میں درّہ بھی تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ چلتے ہوئے اونٹوں کے بازار میں داخل ہوئے اور (وہاں کے تاجروں سے مخاطب ہوکر) فرمایا:

بِيعُوا وَلَا تَحْلِفُوا، فَإِنَّ الْيَمِينَ تُنْفِقُ السِّلْعَةَ وَتَمْحَقُ الْبَرَكَةَ.

ترجمہ: معاملہ کرو مگر قسمیں نہ کھاؤ، کیونکہ قسمیں کھانے سے سامانِ تجارت تو بک جائے گا لیکن برکت ختم ہوجائے گی۔

پھر آپ ایک بائع کے پاس آئے جو کھجور بیچ رہا تھا، وہاں دیکھا کہ ایک باندی رو رہی ہے، آپ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ باندی نے روتے ہوئے کہا کہ میں نے اس آدمی سے ایک درہم کی کھجوریں خریدی تھیں، میرے مالک نے ان کھجوروں کو لینے سے انکار کردیا اور مجھے کہا کہ بائع کو واپس کرکے اس سے درہم واپس لے لو، اب یہ بائع مجھے درہم نہیں دے رہا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھجوروں کے بیچنے والے شخص سے فرمایا: اپنی کھجوریں لے لو اور اس کو درہم واپس دے دو، یہ بیچاری اپنے معاملہ میں مجبور ہے، بائع نے انکار کیا اور زور زور سے بولنے لگا، ابومطر نے بائع سے کہا کہ جانتے بھی ہو کہ تمہارے ساتھ گفتگو کرنے والا شخص کون ہے؟ بائع نے تیز لہجہ میں کہا کہ نہیں، کون ہیں یہ؟ ابومطر نے کہا کہ یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، بائع (یہ سن کر) خوف سے تھر تھر کانپنے لگا اور اسی وقت باندی سے کھجوریں لیں اور اس کو درہم واپس دے دیا، پھر کہنے لگا:

أُحِبُّ أَنْ تَرْضَى عَنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: مَا أَرْضَانِي عَنْكَ إِذَا أَوْفَيْتَهُمْ حُقُوقَهُمْ. ❶

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۴۲ ص۴۸۶/ مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج۱۸ ص۶۲/ المنتخب من مسند عبد بن حميد: ج۱ ص۶۲

ترجمہ: یا امیر المؤمنین! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تو نے حق دار کو پورا پورا حق دے دیا تو میں تجھ سے راضی ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غیر مسلم ذمیوں کے ساتھ حسن سلوک

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنو ثقیف کے ایک شخص کو جسے گورنر بنایا تھا، اُسے غیر مسلموں کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کے مطابق رہنے کی وصیت کی، اور ان کے حقوق کی رعایت رکھتے ہوئے فرمایا:

لَا تَـضْرِبَنَّ رَجُلًا سَوْطًا فِي جِبَايَةِ دِرْهَمٍ، وَلَا تَبِيعَنَّ لَهُمْ رِزْقًا وَلَا كِسْوَةَ شِتَـاءٍ وَلَا صَيْفٍ وَلَا دَابَّةً يَعْتَمِلُونَ عَلَيْهَا، وَلَا تُقِمْ رَجُلًا قَائِمًا فِي طَلَبِ دِرْهَـمٍ، قَـالَ: قُـلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذًا أَرْجِعَ إِلَيْكَ كَمَا ذَهَبْتُ مِنْ عِنْدِكَ، قَـالَ: وَإِنْ رَجَـعْـتَ كَـمَا ذَهَبْتَ وَيْحَكَ إِنَّمَا أُمِرْنَا أَنْ نَأْخُذَ مِنْهُمُ الْعَفْوَ، يَعْنِي الْفَضْلَ. ❶

ترجمہ: ان کا غلّہ اور گرمی سردی کے کپڑے اور ان کے کھیتی اور بار برداری کے کام آنے والے جانور نہ بیچنا، اور پیسوں کی وصولی کے لیے کسی کو (دھوپ میں) کھڑا نہ کرنا۔ اس امیر نے کہا: پھر تو میں جیسا آپ کے پاس سے جا رہا ہوں ایسا ہی خالی ہاتھ واپس آجاؤں گا، حضرت علی نے فرمایا: (کوئی بات نہیں) چاہے تم جیسے جا رہے ہو ویسے ہی واپس آجاؤ۔ تیرا ناس ہو! ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان سے ضرورت سے زائد مال ہی لیں۔

❶ السنن الكبرى للبيهقي: أبواب الشرائط، باب النهي عن تشديد في جباية الجزية، ج ۹ ص ۳۴۵، رقم الحديث: ۱۸۷۳۶

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور رعایا کی خدمت

حضرت زاذان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بازار میں تشریف لے جاتے، حالاں کہ آپ امیر المؤمنین تھے، جسے راستہ معلوم نہ ہوتا اسے راستہ بتاتے، گمشدہ چیز کا اعلان کرتے، کمزور کی مدد کرتے اور دکاندار اور سبزی فروش کے پاس سے گزرتے تو اسے قرآن کی یہ آیت سناتے:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ.﴾ (القصص: ۸۳)

ترجمہ: یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا۔

اور فرماتے:

نَزَلَتْ هٰذِهِ زَادَ أَبُو الْقَاسِمِ الآيَةُ وَقَالَا وَفِي أَهْلِ الْعَدْلِ وَالتَّوَاضُعِ مِنَ الْوُلَاةِ وَأَهْلِ الْقُدْرَةِ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو لوگوں کے حاکم ہیں اور انہیں تمام لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اور وہ عدل وانصاف اور تواضع والے ہیں۔

رعایا کی خدمت کے لئے بازاروں میں گشت

حضرت جرموز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آرہے ہیں اور انہوں نے قطر کی بنی ہوئی دو سرخی مائل چادریں اوڑھی ہوئی ہیں۔ ایک لنگی آدھی پنڈلی تک اور دوسری اتنی ہی کہ چادر اپنے اوپر لپٹی ہوئی ہے، ہاتھ میں

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: علی بن أبی طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۹/ مختصر تاریخ دمشق: ترجمة: علی بن أبی طالب، ج ۱۸ ص ۶۴

کوڑا بھی ہے جسے لے کر وہ بازاروں میں جایا کرتے اور بازار والوں کو اللہ سے ڈرنے کا اور عمدہ طریقہ سے بیچنے کا حکم دیا کرتے اور فرماتے:

أَوفُوا الكَيلَ وَالْمِيزَانَ. وَيَقُوْلُ لا تنفخوا اللَّحمَ. ❶

ترجمہ: پورا تولو اور پورا ناپو، اور یہ بھی فرماتے کہ گوشت میں ہوا نہ بھرو (اس طرح گوشت موٹا نظر آئے گا اور لوگوں کو دھوکہ لگے گا)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنے امراء اور گورنروں کو رعایا کے متعلق وصیت

حضرت مہاجر عامری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک ساتھی کو ایک شہر کا گورنر بنا رکھا تھا، اُسے یہ خط لکھا:

أَمَّا بَعْدُ فَلا تُطَوِّلَنَّ حِجَابَكَ عَلَى رَعِيَّتِكَ، فَإِنَّ احْتِجَابَ الْوُلَاةِ عَنِ الرَّعِيَّةِ شُعْبَةُ الضِّيقِ، وَقِلَّةُ عِلْمٍ بِالْأُمُورِ، وَالِاحْتِجَابُ يَقْطَعُ عَنْهُمْ عِلْمَ مَا احْتُجِبُوا دُونَهُ، فَيَضْعُفُ عِنْدَهُمُ الْكَبِيرُ، وَيَعْظُمُ الصَّغِيرُ، وَيَقْبُحُ الْحَسَنُ، وَيَحْسُنُ الْقَبِيحُ، وَيُشَابُ الْحَقُّ بِالْبَاطِلِ.

ترجمہ: امابعد! تم اپنی رعایا سے زیادہ دیر غائب نہ رہو (جب کسی ضرورت کی وجہ سے ان سے الگ ہونا پڑے تو ان کے پاس جلدی واپس آجاؤ) کیونکہ امیر کے رعایا سے الگ رہنے کی وجہ سے لوگ تنگ ہوں گے اور خود امیر کو لوگوں کے حالات تھوڑے معلوم ہوسکیں گے، بلکہ جن سے الگ رہے گا ان کے حالات بالکل معلوم نہ ہوسکیں گے۔ (جب امیر لوگوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھے گا بلکہ الگ رہے گا تو اسے سنی سنائی باتوں پر ہی کام چلانا پڑے گا، اس طرح سارا دارومدار سنانے والوں پر آجائے گا

❶ الطبقات الكبرى: طبقات البدريين من المهاجرين، ترجمة: علي بن أبي طالب، ج۳ ص ۲۰

اور سنانے والوں میں غلط لوگ بھی ہو سکتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ) پھر اس کے سامنے بڑی چیز کو چھوٹا اور چھوٹی چیز کو بڑا اور اچھی چیز کو برا اور بری چیز کو اچھا بنا کر پیش کیا جائے گا اور یوں حق باطل کے ساتھ خلط ملط ہو جائے گا۔

اور امیر بھی انسان ہی ہے۔ لوگ اس سے چھپ کر جو کام کر رہے ہیں وہ ان کو نہیں جانتا ہے۔ اور انسان کی ہر بات پر ایسی نشانیاں نہیں پائی جاتی ہیں جن سے پتہ چل سکے کہ اس کی یہ بات سچی ہے یا جھوٹی۔ لہذا اب اس کا حل یہی ہے کہ امیر اپنے پاس لوگوں کی آمد ورفت کو آسان اور عام رکھے (جب لوگ اس کے پاس زیادہ آئیں گے تو اسے حالات زیادہ معلوم ہو سکیں گے اور پھر یہ فیصلہ صحیح کر سکے گا۔) اور اس طرح یہ امیر ہر ایک کو اس کا حق دے سکے گا۔ لہذا تم ان دو قسم کے آدمیوں میں سے ایک قسم کے ضرور ہو گے یا تو تم سخی آدمی ہو گے اور حق میں خرچ کرنے میں تمہارا ہاتھ بہت کھلا ہو گا۔ اگر تم ایسے ہو اور تم نے لوگوں کو دینا ہی ہے اور ان سے اچھے اخلاق سے پیش آنا ہی ہے تو پھر تمہیں لوگوں سے الگ رہنے کی کیا ضرورت؟ اور اگر تم کنجوس ہو، اپنا سب کچھ روک کر رکھنے کی طبیعت رکھتے ہو، تو پھر تو لوگ چند دن تمہارے پاس آئیں گے اور جب انہیں تم سے کچھ ملے گا نہیں تو وہ خود ہی مایوس ہو کر تمہارے پاس آنا چھوڑ دیں گے، اس صورت میں بھی تمہیں ان سے الگ رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ویسے بھی لوگ تمہارے پاس اپنی ضرورتیں ہی لے کر آتے ہیں کہ یا تو کسی ظالم کی شکایت کریں گے یا تم سے انصاف کے طالب ہوں گے۔ اور یہ ضرورتیں ایسی ہیں کہ ان کے پورا کرنے میں تم پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا۔ (لہذا لوگوں سے الگ رہنے کی ضرورت نہیں ہے) اس لیے میں نے جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کر کے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور میں تمہیں صرف وہی باتیں لکھ رہا ہوں جن میں تمہارا فائدہ ہے اور جن سے تمہیں

ہدایت ملے گی ان شاء اللہ۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سونے اور چاندی کو خلق خدا میں تقسیم کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک غلام تھے جس کا نام قنبر تھا، وہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر اور ناصحانہ انداز میں کہا: اے امیر المؤمنین! آپ تو کچھ باقی نہیں چھوڑتے، آپ کے اہلِ خانہ کا بھی اس مال میں حصہ ہے، میں نے آپ کے لیے ایک چیز چھپا رکھی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حیرت سے پوچھا: وہ کیا ہے؟ قنبر نے کہا کہ میرے ساتھ چلئے، قنبر آگے بڑھے، امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے حتی کہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے، اس میں ایک دیوار کے نیچے بڑی بوری سی رکھی ہوئی تھی جسے ایک چادر سے ڈھانپا گیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کھولا تو پتہ چلا کہ یہ سونے اور چاندی کے برتنوں سے بھری ہوئی ہے، جس پر سونا جڑا ہوا ہے، جب دیکھا تو فرمایا:

ثَكِلَتْكُمْ أُمُّكُمْ، لَقَدْ أَرَدتَّ أَنْ تَدْخُلَ بَيْتِي نَارًا عَظِيمَةً، ثُمَّ جَعَلَ يَزِنُهَا وَيَأْتِي كُلَّ عَرِيفٍ بِحَصَّتِهِ.... ثُمَّ قَالَ: لَا تَغِرِّينِيْ وَاغِرِّيْ غَيْرِيْ. ❷

ترجمہ: تیرا ناس ہو! تم تو میرے گھر میں ایک بڑی آگ داخل کرنا چاہتے ہو، پھر ان برتنوں کا وزن کرتے گئے اور لوگوں میں تقسیم کرتے گئے، اور ساتھ ساتھ یہ فرما رہے تھے: اے دنیا! جا، کسی اور کو جا کر دھوکہ دے۔

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۵۱۶/ البداية والنهاية: سنة أربعين من الهجرة، ج۸ ص۸

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۷۸/ مختصر تاريخ مدينة دمشق لابن منظور: ج ۱۸ ص ۵۸

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دنیا سے کتنی بے رغبتی تھی، ذرہ برابر دنیا کی محبت نہیں تھی، غلام کے بتلانے پر بجائے خوش ہونے کے ناراض ہوئے اور فرمایا تم میرے گھر کو آگ سے بھر رہے ہو، اور اُسی موقع پر سب سخاوت کر دی اور فرمایا: اے دنیا کسی اور کو دھوکہ دے، میں تیرے دھوکے میں آنے والا نہیں ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور خلقِ خدا پر خرچ

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ تَصَدَّقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَطْرِ مَالِهِ أَرْبَعَةِ آلافٍ، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِينَارٍ، ثُمَّ حَمَلَ عَلَى خَمْسِمِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، ثُمَّ حَمَلَ عَلَى أَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةِ رَاحِلَةٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَكَانَ عَامَّةُ مَالِهِ مِنَ التِّجَارَةِ. (1)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنا آدھا مال چار ہزار درہم اللہ کے راستہ میں صدقہ کیے۔ پھر چالیس ہزار صدقہ کیے۔ پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کیے۔ پھر پانچ سو گھوڑے اللہ کے راستہ میں دیے۔ پھر ڈیڑھ ہزار اونٹ اللہ کے راستہ میں دیے۔ ان کا اکثر مال تجارت کے ذریعہ کمایا ہوا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرنا

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیمار ہو گئے:

فَاشْتُرِي لَهُ عُنْقُودُ عِنَبٍ بِدِرْهَمٍ، فَجَاءَ مِسْكِينٌ، فَقَالَ أَعْطُوهُ إِيَّاهُ،

(1) حلية الأولياء، ترجمة: عبد الرحمن بن عوف، ج ۱ ص ۹۹

فَخَالَفَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ فَاشْتَرَاهُ مِنْهُ بِدِرْهَمٍ، ثُمَّ جَاءَ بِهِ إِلَيْهِ فَجَاءَهُ الْمِسْكِينُ فَسَأَلَ، فَقَالَ أَعْطُوهُ إِيَّاهُ، فَخَالَفَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ فَاشْتَرَاهُ مِنْهُ بِدِرْهَمٍ، ثُمَّ جَاءَ بِهِ إِلَيْهِ فَجَاءَهُ الْمِسْكِينُ يَسْأَلُ، فَقَالَ أَعْطُوهُ إِيَّاهُ، ثُمَّ خَالَفَ إِلَيْهِ إِنْسَانٌ فَاشْتَرَاهُ مِنْهُ بِدِرْهَمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَرْجِعَ فَمُنِعَ وَلَوْ عَلِمَ ابْنُ عُمَرَ بِذٰلِكَ الْعُنْقُودِ مَا ذَاقَهُ. ❶

ترجمہ: ان کے لیے ایک درہم میں انگور کا ایک خوشہ خریدا گیا۔ (جب وہ خوشہ ان کے سامنے رکھا گیا تو) اس وقت ایک مسکین نے آ کر سوال کیا۔ انہوں نے کہا: یہ خوشہ اسے دے دو۔ (گھر والوں نے وہ خوشہ اس مسکین کو دے دیا، وہ لے کر چل دیا) گھر کے ایک آدمی نے جا کر اس مسکین سے وہ خوشہ ایک درہم میں خرید لیا (کیوں کہ بازار میں اس وقت انگور نایاب تھے اس لیے اس سے خریدا) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس مسکین نے آ کر پھر سوال کیا، آپ نے فرمایا: یہ اسے دے دو۔ (گھر والوں نے اسے دے دیا وہ لے کر چل دیا) گھر کے ایک آدمی نے جا کر اس مسکین سے وہ خوشہ پھر ایک درہم میں خرید لیا اور لا کر پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس مسکین نے آ کر پھر سوال کیا، آپ نے فرمایا: یہ اسے دے دو۔ (گھر والوں نے اسے دے دیا، وہ لے کر چل دیا) پھر گھر کے ایک آدمی نے جا کر اس مسکین سے وہ خوشہ پھر ایک درہم میں خرید لیا۔ (اور لا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا) اس مسکین نے پھر واپس آ کر مانگنے کا ارادہ کیا تو گھر والوں

---

❶ حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابة، ترجمة: عبد الله بن عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۲۹۷/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبدالله بن عمر، ج ۳۱ ص ۱۴۴/ صفة الصفوة: ترجمة: عبدالله بن عمر، ج ۱ ص ۲۱۸

نے اسے روک دیا۔ لیکن اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہو جاتا کہ یہ خوشہ اس مسکین سے خریدا گیا ہے اور اسے سوال کرنے سے بھی روکا گیا ہے تو وہ اسے بالکل نہ چکھتے۔

حضرت عائشہ کا ایک لاکھ اسی ہزار دراہم خلقِ خدا میں تقسیم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو بوریوں میں ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم بھیجے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک طباق منگوایا اور یہ ساری رقم لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دی یہاں تک کہ ساری رقم فقراء میں تقسیم کر دی، جب شام ہوئی تو اپنی باندی سے فرمایا کہ میری افطاری لاؤ، باندھی نے ایک روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک خادمہ ام ذرہ تھیں، انہوں نے عرض کیا:

أَمَا اسْتَطَعْتِ أَنْ تَشْتَرِیَ لَنَا لَحْمًا بِدِرْهَمٍ نَفْطُرُ عَلَیْهِ؟ قَالَتْ: لَا تَعْنُفِینِی، لَوْ کُنتِ ذَکَرْتِینِی لَفَعَلْتُ. (1)

ترجمہ: آپ نے جو مال تقسیم کیا اس میں ایک درہم کا گوشت ہمارے لئے نہیں خریدا جاسکتا تھا جس سے ہم لوگ افطار کرتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم مجھے ملامت نہ کرو، اگر تم مجھے یاد دلاتی تو میں ایسا کر لیتی یاد دلایا ہوتا تو میں خرید لیتی۔

یہ حیرت انگیز قسم کی سخاوت ہے کہ اپنی تو فکر نہیں اور ساری دنیا پر لٹا دیا اور رقم بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم، کیا ٹھکانہ ہے اس سخاوت کا۔

سفر ہجرت میں گھرانہ صدیقِ اکبر اور حضرت اسماء کی خدمت

سفر ہجرت کے لئے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے

(1) تذكرة الحفاظ: ترجمة: أم المؤمنين عائشة، ج ۱ ص ۲٦

گھر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خلوت چاہیے۔عرض کیا: اے اللہ کے محبوب! میرے گھر میں میری بیوی اور دو بیٹیوں کے سوا کوئی نہیں ہے، ان کے ذریعے کسی بات کا باہر جانے کا کوئی خطرہ نہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت کا حکم آچکا ہے، اسی وقت آپ کی بیٹی حضرت اسماء نے تیاری شروع کردی۔ اپنی چادر کے دوٹکڑے کر کے ایک گٹھڑی باندھ دی اور گھر کا سامان تیار کر کے روانہ کردیا۔

یہ بیٹی ہے لیکن اپنے والد کی دین کے معاملے میں معاون بن رہی ہے۔سفر شروع ہونے سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ آپ ہمارے لئے کھانا بنادینا، اپنے غلام فہیرہ سے کہا کہ تم بکریاں چرانا اور بکریاں چرانے کے بہانے غار ثور میں آکر ہمیں دودھ پلانا، اپنے بیٹے عبدالرحمٰن سے کہا تم سارا دن قریش مکہ کے حالات کی خبر لینا اور رات کے وقت غار میں آکر ہمیں اطلاع کرنا، اپنی بیٹی اسماء سے فرمایا کہ بیٹی تم چھوٹی ہو،تمہارے اوپر کوئی شک نہیں کرے گا،تم ہمیں غار ثور میں کھانا پہنچادینا، بیٹی نے کہا ابا حضور ضرور پہنچاؤں گی۔

اس کے بعد ہجرت کا سفر شروع ہوگیا۔کچھ دیر کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ گھر میں آئے ،اس وقت تک آپ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور نابینا بھی ہو چکے تھے۔ وہ گھر آکر پوچھنے لگے کیا ابوبکر چلے گئے ہیں، فرمایا کہ چلے گئے ہیں، انہوں نے پوچھا کیا انہوں نے تم لوگوں کے لئے کچھ چھوڑا ہے،تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باوجود یہ کہ چھوٹی تھیں،لیکن اللہ رب العزت نے فہم وفراست عطا کی تھی، انہوں نے کپڑے کے اندر کچھ چھوٹے چھوٹے پتھر درہم و دینار کی مانند اکٹھے کردیئے اور کپڑا ڈال کر دادا سے کہا ذرا ہاتھ لگا کر دیکھئے کہ ہمارے لئے بہت کچھ ہے۔ چنانچہ

انہوں نے ہاتھ لگایا اور سمجھے کہ اس میں درہم اور دینار ہیں اس لئے ان کو اطمینان ہو گیا، حالانکہ اللہ کی قسم! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ نہیں چھوڑا تھا، میں صرف اپنے دادا کو تسلی دینا چا رہی تھی:

وَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ أَتَانَا نَفَرٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِيهِمْ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ، فَوَقَفُوا عَلَى بَابِ أَبِي بَكْرٍ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوا: أَيْنَ أَبُوكِ يَا ابْنَةَ أَبِي بَكْرٍ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: لَا أَدْرِي وَاللَّهِ أَيْنَ أَبِي قَالَتْ: فَرَفَعَ أَبُو جَهْلٍ يَدَهُ، وَكَانَ فَاحِشًا خَبِيثًا، فَلَطَمَ خَدِّي لَطْمَةً طَرَحَ مِنْهَا قُرْطِي، ثُمَّ انْصَرَفُوا. ❶

ترجمہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر چلے گئے تو قریش کے چند افراد آئے، جن میں ابوجہل بن ہشام تھے، پس وہ ابوبکر کے دروازے پر آکر کھڑے ہوئے، تو حضرت اسماء کہتی ہیں میں ان کی طرف نکلی، تو انہوں نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی! تمہارے والد کہاں ہیں؟ میں نے کہا اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں ہے کہ میرے والد ابھی کہاں ہیں، تو ابوجہل جو نہایت بے حیاء اور خبیث انسان تھا، اس نے میرے رخسار پر اتنے زور سے تھپڑ مارا کہ میرے کان سے بالی نیچے گر گئی، پھر یہ سب چلے گئے۔

---

❶ حلية الأوليا: النساء الصحابيات، ترجمة: أسماء بنت الصديق، ج۲ ص ۵۵، ۵۶/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: أسماء بنت أبي بكر الصديق، ج۶۹ ص ۱۰ تا ۱۲/ السيرة النبوية لابن كثير: باب هجرة رسول الله صلى الله عليه وسلم بنفسه الكريمة من مكة إلى المدينة، ج۲ ص ۲۳۶

اسلافِ امت اور خدمت خلق

امام زین العابدین رحمہ اللہ اور خدمت خلق

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا ساری زندگی یہ معمول تھا کہ کندھے پر سامان اٹھاتے یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کے گھروں میں پہنچا دیتے، کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا کہ رات کے اندھیرے میں سامان لانے والا کون ہے، دروازے پر رکھتے، دستک دیکر چلے جاتے، انتقال کے بعد جب ان کی کمر دیکھی گئی تو اِس پر بوریوں کے نشانات تھے، انکے خادم سے پوچھا گیا؟ تو انہوں نے کہا: حضرت زین العابدین رحمہ اللہ رات کے وقت مستحقین کے گھر راشن پہنچاتے تھے اور کسی کو اطلاع نہیں کرتے تھے، انتقال کے بعد معلوم ہوا کہ سو سے زائد گھروں کا خرچہ برداشت کرنے والا زین العابدین رحمہ اللہ دنیا سے جا چکے ہیں۔ ❶

حضرت شبلی رحمہ اللہ کی مغفرت کا سبب

حضرت شبلی رحمہ اللہ کو ان کی وفات کے بعد ان کے ایک مرید نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کھڑا کر کے فرمایا: اے شبلی! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے کس عمل کی برکت سے تجھے بخش دیا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ! آپ نے کسی نیک عمل کی برکت سے مجھے بخش دیا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اخلاص فی العبادات کی وجہ سے، فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا کہ نیک لوگوں کی زیارت اور طلب علم کے لیے دور دراز سفر کرنے کی وجہ سے، فرمایا: نہیں۔

---

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: زين العابدين علي بن الحسين، ج۳ ص ۱۳۶ / البداية والنهاية: سنة أربع وتسعين، ترجمة: علي بن الحسين، ج۹ ص ۱۱۴

میں نے عرض کیا کہ میں تو انہی اعمال خیر کونجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں اور انہی کے وسیلہ سے آپ کے عفو و کرم کو حاصل کرنے کا حسن ظن کیے بیٹھا ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے، یہ سب نیک اعمال ہیں مگر تیری مغفرت ان اعمال کی وجہ سے نہیں ہوئی، میں نے عرض کیا اے اللہ! پھر کس عمل کے طفیل میری بخشش ہوئی ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے یاد ہے تو ایک مرتبہ بغداد کی ایک گلی میں جا رہا تھا، راستہ میں ایک بلی پر تیری نظر پڑی جو سخت سردی کی وجہ سے حرکت کرنے سے عاجز تھی اور برف باری اور سردی کی شدت کی وجہ سے وہ دیوار سے چمٹ رہی تھی، تو نے اس پر ترس کھا کر اس کو اپنی پوستین میں چھپا لیا تا کہ وہ کچھ حرارت اور گرمی حاصل کر لے۔

میں نے عرض کیا کہ ہاں اے میرے رب! مجھے یہ واقعہ یاد آ گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بس اس بلی پر رحم و شفقت کرنیکی وجہ سے میں نے تجھ پر رحم کیا اور تجھے بخش دیا۔ ❶

آلِ رسول کی خدمت کی وجہ سے مجوسی کو ایمان کی توفیق اور حضور کی زیارت

ایک علوی عجمی علاقے بلخ میں رہائش پذیر تھا، اس کی بیوی بھی علوی خاندان سے تھی، اور اس آدمی کی اس بیوی سے کچھ بیٹیاں بھی تھیں، وہ ہنسی خوشی زندگی گزار رہے تھے کہ خاوند اللہ کو پیارا ہو گیا، اور اس کے بعد وہ عورت اور اس کی بچیاں فقیری اور مسکینی کا شکار ہو گئیں، وہ عورت ان کو لے کر ایک دوسرے شہر میں چلی گئی شدید سردی کے دن تھے، جب وہ اس شہر میں داخل ہوئی تو اس نے اپنی بیٹیوں کو ایک مسجد میں داخل کیا جو بے آباد تھی، اور خود ان کی خوراک کا بندوبست کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوئی۔ وہ دو جماعتوں کے پاس سے گزری، ایک جماعت ایک مسلمان شخص کے پاس جمع تھی اور وہ اس شہر کا ایک بزرگ تھا، اور دوسرا شخص مجوسی تھا اور وہ اس شہر کا کفیل اور گورنر تھا۔

---

❶ حیاۃ الحیوان الکبری: باب الھاء، الھر، ج ۲ ص ۵۲۲

وہ عورت اس مسلمان کے پاس گئی اور اُسے اپنا حال سنایا اور کہا کہ میں علوی خاندان کی عورت ہوں، میرے پاس کچھ یتیم بچیاں بھی ہیں جن کو میں نے ایک خالی مسجد میں بٹھایا ہوا ہے، مجھے آج کی رات ان کی خوراک کی ضرورت ہے، وہ کہنے لگا کہ مجھے کوئی دلیل دکھا کہ تو واقعی علوی خاندان کی شریف عورت ہے۔ وہ کہنے لگی کہ میں ایک اجنبی عورت ہوں، کوئی شخص مجھے پہچانتا نہیں ہے، یہ سن کر اس مسلمان نے اس سے اعراض کرلیا۔ وہ بے چاری بڑی تنگ دلی کے ساتھ اس کے پاس سے لوٹی، اس کا دل غم سے شکستہ ہو چکا تھا، اور چار و نا چار وہ اس مجوسی کے پاس آئی اور اسے اپنے متعلق تفصیل سے بتایا اور اُسے خبر دی کہ اس کے ساتھ کچھ یتیم بچیاں بھی ہیں اور میں ایک اجنبی لیکن معزز عورت ہوں، اور اس نے مسلمان بزرگ والی بات بھی سنا دی۔ اس مجوسی نے اپنی کسی عورت کو بھیجا، وہ اسے اور ان بچیوں کو لے آئی، اس نے ان کے بہترین کھانے کا بندوبست کیا، نہایت عمدہ لباس مہیا کیا اور وہ غریب مہمان اس کے پاس عزت و نعمت کے ساتھ سو گئے۔

جب آدھی رات کا وقت ہوا تو اس مسلمان شیخ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے پاس جھنڈا بھی موجود ہے۔ اچانک اس کی نگاہ ایک سبز رنگ کے موتیوں سے تیار شدہ محل کی طرف اُٹھ گئی، جس کے بالا خانے موتیوں اور یاقوت کے تھے اور اس میں موتی اور سونے کے خیمے تھے، یہ مسلمان شیخ پوچھنے لگا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالَ: لِرَجُلٍ مُسْلِمٍ مُوَحِّدٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ مُوَحِّدٌ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَقِمْ عِنْدِي الْبَيِّنَةَ أَنَّكَ مُسْلِمٌ مُوَحِّدٌ، قَالَ: فَبَقِيَ مُتَحَيِّرًا فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَمَّا قَصَدَتْكَ الْمَرْأَةُ الْعَلَوِيَّةُ، قُلْتَ:أَقِيمِي عِنْدِي الْبَيِّنَةَ أَنَّكِ عَلَوِيَّةٌ، فَكَذَا أَنْتَ،أَقِمْ عِنْدِي الْبَيِّنَةَ أَنَّكَ مُسْلِمٌ ،فَانْتَبَهَ الرَّجُلُ حَزِينًا عَلَى رَدِّهِ،الْمَرْأَةَ خَائِبَةً.

ترجمہ:اے اللہ کے پیغمبر! یہ محل کس کا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کا ہے جوتوحید پرست ہے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی توحید پرست مسلمان ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کوئی دلیل دکھا کہ واقعی تو مسلمان موحد آدمی ہے؟ وہ آدمی تو حیرت زدہ رہ گیا اور حیرت سے تکنے لگا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اس علوی عورت نے تیرا قصد کیا تو تو نے اس سے علوی ہونے کی دلیل مانگی، اس طرح اب تو بھی اپنے مسلمان ہونے کی دلیل دکھا، جب وہ شخص بیدار ہوا تو اس عورت کو ناکام لوٹا دینے پر بہت غمگین تھا۔

چنانچہ شہر کی گلی کوچوں میں اُس خاتون کو تلاش کرنے لگا، کافی تلاش کے بعد پتہ چلا کہ وہ خاتون مجوسی کے ہاں ہے، اِس نے مجوسی کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ آتے ہیں یا میں آپ کے پاس آؤں؟ جب وہ مجوسی آیا تو اس مسلمان نے کہا میں آپ سے وہ علوی خاتون لینے آیا ہوں، اس نے جواب دیا کہ میں تمہیں وہ خاتون ہرگز نہیں دے سکتا، کیونکہ ہم سب گھر والوں نے اُن کی برکات کا مشاہدہ کیا ہے، وہ مسلمان کہنے لگا کہ مجھ سے ایک ہزار دینار لے لیں اور وہ خاتون اور اُس کی بچیاں میرے حوالے کریں۔

اس نے کہا میں ایسا نہیں کرسکتا، وہ مسلمان کہنے لگا کہ میں تو ان کو لے کر ہی جاؤں گا، اس مجوسی نے جواب دیا کہ جس چیز کا تو طلبگار ہے میں اُس کا زیادہ حق رکھتا ہوں، جس محل کو تو نے خواب میں دیکھا وہ میرے لئے تعمیر کیا گیا ہے، کیا تو مجھ پر اسلام کی

بات کرے گا کہ میں مسلمان نہیں ہوں؟

فَوَاللّٰهِ مَا نِمْتُ الْبَارِحَةَ أَنَا وَأَهْلُ دَارِي حَتَّى أَسْلَمْنَا كُلُّنَا عَلَى يَدِ الْعَلَوِيَّةِ، وَرَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَيْتَ فِي مَنَامِكَ وَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْعَلَوِيَّةُ وَبَنَاتُهَا عِنْدَكَ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: اَلْقَصْرُ لَكَ وَلِأَهْلِ دَارِكَ، وَأَنْتَ وَأَهْلُ دَارِكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ مُؤْمِنًا فِي الْأَزَلِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! پچھلی رات کو سونے سے پہلے میں اور میرے اہل خانہ اس علوی عورت کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے۔ اور میں نے بھی تیری طرح ایک خواب دیکھا، جس میں مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ علوی عورت اور اس کی بیٹیاں تیرے پاس ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! اے اللہ کے پیغمبر! آپ نے فرمایا: یہ محل تیرے لئے اور تیرے اہلِ خانہ کے لئے ہے اور تو اور تیرے گھر والے سب جنتی ہو۔ اللہ تعالی نے تجھے ازل میں مؤمن ہی پیدا کیا تھا۔

یہ سن کر وہ مسلمان غمگین دل لے کر لوٹ آیا اور اس کو جو پریشانی اور افسوس لاحق تھا اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے۔

دیکھئے کس طرح ایک بیوہ عورت اور یتیم لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بدلے میں برکات نازل ہوئیں کہ دنیا میں بھی ایسا کرنے والے کو عزت وتکریم حاصل ہوئی، اور اللہ تبارک وتعالی نے آلِ رسول کے اس خاندان کی خدمت کی وجہ سے ایمان کی توفیق

❶ الكبائر للذهبي: الكبيرة الثالثة عشرة: أكل مال اليتيم، ص۲۸، ۲۹/البر والصلة لابن الجوزي: الباب الثالث والخمسون، ص۲۵۴، ۲۵۵/التوابين لابن قدامة: ذكر خبر جماعة ممن أسلم، ص۱۸۰، ۱۸۱

دی، اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، خوبصورت محل اور جنتی ہونے کی بشارت بھی مل گئی۔

خدمت خلق کی وجہ سے لاعلاج بیماری سے صحت یاب ہوگئے

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بہت بڑے محدث اور مجاہد تھے، ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے کہا: میرے گھٹنے میں سات سال سے ایک پھوڑا نکلا ہوا ہے خون رستا رہتا ہے، ہر طرح کا علاج کر چکا ہوں، بہت سے طبیبوں سے بھی رجوع کیا، لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا، حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: جاؤ! کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں پانی کی قلت ہو اور لوگ پانی کے ضرورت مند ہوں، وہاں جا کر ایک کنواں کھدواؤ، مجھے امید ہے کہ وہاں پانی کا چشمہ جاری ہوگا تو تمہارا خون رُک جائے گا، اس شخص نے ان کے کہنے پر عمل کیا تو تندرست ہوگیا، یہ واقعہ علامہ منذری رحمہ اللہ نے امام بیہقی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے، اسے نقل کرنے کے بعد علامہ منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسی جیسا ایک واقعہ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ کا بھی ہے، ان کے چہرے پر پھنسیاں نکل آئی تھیں، بہت سے علاج کیے، مگر پھنسیاں ختم نہیں ہوئیں، تقریباً سال بھر اس تکلیف میں مبتلا رہنے کے بعد وہ جمعہ کے دن امام ابوعثمان صابونی رحمہ اللہ کی مجلس میں پہنچے اور ان سے دُعا کی درخواست کی، امام صابونی رحمہ اللہ نے ان کے لیے دعا کی، حاضرین نے آمین کہی، اگلے جمعہ ایک عورت نے امام صابونی رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک پرچہ بھجوایا، اس میں لکھا تھا کہ پچھلے جمعہ کو شیخ ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ کی دعائے صحت کے بعد میں گھر گئی وہاں جا کر بھی میں نے ان کی صحت کے لیے دعا کی، اسی رات مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ابوعبد اللہ سے کہو کہ وہ

مسلمانوں کے لیے وسعت کے ساتھ پانی پہنچانے کا انتظام کریں۔ شیخ حاکم رحمہ اللہ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے گھر کے دروازے پر پانی کی سبیل بنادی جس سے لوگ خوب پانی پیتے تھے۔ اس واقعہ کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ شیخ کے چہرے پر شفاء کے آثار ظاہر ہونے لگے، پھنسیاں ختم ہوگئیں اور چہرہ پہلے کی طرح صاف اور خوبصورت ہوگیا، اس کے بعد وہ کئی سال زندہ رہے۔ ❶

مکھی کے سیراب ہونے تک پانی نہیں پیا

حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احمد چشتی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ابوحامد دوستان رحمہ اللہ مرو میں ایک دکان پر بیٹھے تھے کہ سقہ نے ان کو پانی پینے کے لیے دیا، کچھ دیر پانی کا کٹورا انہوں نے ہاتھ میں رکھا اور دیکھتے رہے، سقہ نے کہا کہ اے شیخ پانی کیوں نہیں پیتے؟ انہوں نے کہا کہ ایک مکھی پانی پی رہی ہے وہ سیراب ہوجائے اس وقت تک میں صبر کر رہا ہوں، کیونکہ حق تعالیٰ کے دوست کسی کی تکلیف دیکھ کر کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ ❷

حضرت عبداللہ بن مبارک کا خفیہ تعاون کے ذریعے ایک نوجوان کو رہا کروانا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بڑے مشہور محدث تھے۔ شام کے شہر طرسوس میں ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا، عموماً رقہ نامی جگہ پر قیام ہوتا، وہاں ایک نوجوان ان کے پاس آتا ان کی خدمت کرتا، ان کے ضروری کام نمٹاتا اور ان سے حدیث کا درس لیتا۔ اس طرح اس سے انہیں خاصا انس ہوگیا۔ ایک دفعہ تشریف لائے تو خلافِ معمول وہ

❶ شعب الإیمان: الزکاة، ماجاء فی الطعام وسقی الماء، ج۵ ص ۶۹، الرقم: ۳۱۰۹/ الترغیب والترھیب للمنذری: کتاب الصدقات، الترغیب فی إطعام الطعام وسقی الماء والترھیب من منعه، ج۲ ص ۷۴، ۷۵

❷ نفحات الانس مترجم ص ۱۱۰

نوجوان نظر نہ آیا، جلدی میں تھے، قافلے کے ساتھ نکل گئے۔ کچھ دنوں کے بعد واپس آئے تو آتے ہی لوگوں سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا، لوگوں نے بتایا کہ نوجوان مقروض تھا، جب قرض واپس نہ کرسکا تو قرض خواہوں نے اس پر مقدمہ کردیا، چنانچہ اب وہ جیل میں ہے۔ سوال کیا کہ نوجوان پر کتنا قرض تھا؟ بتایا گیا کہ دس ہزار درہم تھا۔ اب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس آدمی کو تلاش کرنا شروع کیا، جس کا اس نوجوان کے اوپر قرض تھا، رات گئے اس آدمی سے رابطہ ہوسکا اس کو بلوایا، علیحدگی میں لے گئے اور کہنے لگے: میں تمہیں اس نوجوان کا قرض واپس کرنا چاہتا ہوں، مگر اس کے لیے ایک شرط ہے، اس نے پوچھا: کیا شرط ہے؟ کہا: جب تک میں زندہ ہوں اس نوجوان کو پتا نہیں چلنا چاہیے کہ اس کا قرض کس نے واپس کیا ہے، اس نے کہا: مجھے کیا اعتراض ہے، میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے اس کو دس ہزار درہم ادا کردیے، چونکہ رات کا وقت تھا اس لیے اس نوجوان کی قید سے رہائی کے امکانات اگلے دن ہی ممکن تھے۔ خود حضرت حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اسی رات اس شہر سے اگلے سفر پر تشریف لے گئے۔ اگلے دن اس نوجوان کو قید خانے سے رہا کردیا گیا، اسے جب معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ادھر ہی تھے اور اس کے بارے میں پوچھ رہے تھے، تو ان کی محبت نے جوش مارا اور وہ اپنے استاد کو تلاش کرنے لگے، پوچھتے ہوئے اگلی بستی میں ان سے جا ملے۔ انہوں نے پوچھا: آپ کہاں تھے؟ میں تمہاری بستی میں تھا۔ تم نظر نہیں آئے؟ اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں قرض کی مصیبت میں پھنس گیا تھا، اس لیے مجھے جیل جانا پڑا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے پوچھا، مگر یہ تو بتاؤ کہ تم جیل سے کیسے رہا ہوئے؟ نوجوان نے تفصیل بتائی: کوئی اللہ کا نیک بندہ تھا، میں

اسے نہیں جانتا، اس نے میرا قرض ادا کر دیا تو میرا مقدمہ واپس ہو گیا اور مجھے جیل سے رہائی ہو گئی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہنے لگے: میرے عزیز اس شخص کے لیے دعا کرو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں جیل سے رہا کیا ہے۔ اس نوجوان کو انھوں نے احساس تک نہ ہونے دیا کہ اس کا قرض انھوں نے ادا کیا ہے۔ اِسے قید خانے سے اپنی رہائی کی وجہ کا علم اس وقت ہوا جب حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ❶

چڑیا کے بچے کی خدمت کے سبب عقل لوٹ آئی

نوف البکالی کہتے ہیں کہ کسی شخص نے ایک بچھڑے کو اس کی ماں کے سامنے ذبح کر دیا جس سے وہ اپنی عقل کھو بیٹھا، ایک دن وہ ایک درخت کے نیچے تھا جس میں کسی پرندے کا گھونسلا تھا کہ اچانک ایک چڑیا کا بچہ اڑتا ہوا زمین پر گر پڑا اور غبار آلود ہو گیا، تو پرندہ اس کے پاس آیا اور اس کے سر کے اوپر اڑنے لگا، یہ دیکھ کر اس شخص نے پرندے کے بچے کو اٹھایا اور اس پر سے مٹی صاف کی، اور اسے اس کے گھونسلے میں واپس رکھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عقل لوٹا دی۔ ❷

ایک یتیم بچے کا حاتم طائی کی خدمت کے لئے دس بکریوں کو ذبح کرنا

ایک شخص نے حاتم طائی سے پوچھا: اے حاتم! کیا سخاوت میں کوئی تجھ سے آگے بڑھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں قبیلہ طئی کا ایک یتیم بچہ مجھ سے زیادہ سخی نکلا، جس کا قصہ یوں

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: عبداللّٰه بن المبارك أبوعبدالرحمن المروزي، ج۱۰ ص۱۵۸ / تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عبداللّٰه بن المبارك، ج۳۲ ص۴۵۵ / صفة الصفوة: ج۲ ص۳۲۷، ۳۲۸

❷ الفرج بعد الشدة للتنوخي: الباب الثاني، ج۱ ص۱۴۹

ہے کہ دورانِ سفر میں رات گزاری کے لیے اس کے گھر گیا، اس کے پاس دس بکریاں تھیں، اس نے ایک ذبح کی، اس کا گوشت تیار کیا اور کھانے کے لیے مجھے پیش کردیا، اس نے کھانے کے لیے جو چیزیں مجھے دیں ان میں مغز بھی تھا، میں نے اسے کھایا تو مجھے پسند آیا، میں نے کہا: واہ سبحان اللہ! کیا خوب ذائقہ ہے، یتیم بچہ فوراً باہر نکل گیا، اور ایک ایک کرکے تمام بکریاں میری لاعلمی میں اس نے ذبح کرڈالیں اور سب سے مغز مجھے پیش کیے، جب میں کوچ کرنے لگا تو کیا دیکھا کہ گھر کے اردگرد ہر طرف خون ہی خون بکھرا پڑا ہے، میں نے اس سے کہا: آپ نے تمام بکریاں کیوں ذبح کیں؟ اس نے کہا:

يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ، تَسْتَطِيْبُ شَيْئًا أَمْلِكُهٗ فَأَبْخَلُ عَلَيْكَ بِهِ، إِنَّ ذٰلِكَ لَسُبَّةٌ عَلَى الْعَرَبِ قَبِيْحَةٌ.

ترجمہ: بڑے تعجب کی بات ہے آپ کو میری کوئی چیز اچھی لگے اور میں اس پر بخل کروں، یہ عربوں کے لیے بدترین گالی ہے۔

حاتم سے پوچھا گیا: بدلے میں آپ نے اسے کیا دیا؟ انھوں نے کہا: تین سو سرخ اونٹنیاں اور پانچ سو بکریاں، ان سے کہا گیا: تو پھر آپ اس سے بڑے سخی ہوئے، انہوں نے جواب دیا:

بَلْ هُوَ أَكْرَمُ لِأَنَّهٗ جَادَ بِكُلِّ مَا يَمْلِكُهٗ وَإِنَّمَا جُدْتُّ بِقَلِيْلٍ مِنْ كَثِيْرٍ. [1]

نہیں وہ مجھ سے زیادہ سخی ہے کیوں کہ اس نے اپنا سب کچھ لٹا کر سخاوت کی ہے، جب کہ میں نے تو اپنے بہت سے مال میں سے تھوڑا سا خرچ کرکے سخاوت کی ہے۔

یہ یتیم بچہ باوجود یہ کہ حاتم طائی کو جانتا نہیں تھا، صرف مہمان اور مسافر سمجھ کر خدمت

[1] المستجاد من فعلات الأجواد للتنوخي: حكاية، ص ۵۸

کی، اوراللہ رب العزت نے اس نیک عمل کا آخرت سے پہلے دنیامیں بہترین بدلہ عطا فرمایا جو تین سواونٹنیوں اور پانچ سو بکریوں کی صورت میں سامنے آیا۔

ایک کوے کے ذریعے زندگی سے مایوس شخص کے لیے خوراک کا انتظام

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص کے ہاں مہمان ٹھہرا جب کھانے کا وقت آیا تو دسترخوان لگایا گیا، کیا دیکھا:

فَنَزَلَ غُرَابٌ وَسَلَبَ رَغِيفًا، فَاتَّبَعْتُهُ تَعَجُّبًا، فَنَزَلَ فِي بَعْضِ التِّلَالِ، وَإِذَا هُوَبِرَجُلٍ مُقَيَّدٍ مَشْدُودِالْيَدَيْنِ فَأَلْقَى الْغُرَابُ ذَلِكَ الرَّغِيفَ عَلَى وَجْهِهِ. ❶

ترجمہ: اچانک ایک کوا آیا اور ایک روٹی اپنی چونچ میں اٹھا کر اڑا، یہ منظر دیکھ کر میں تعجب میں اس کے پیچھے چلنے لگا آخر یہ کیا ماجرا ہے، تو دیکھا کہ وہ ایک ٹیلہ کے پاس اترا جہاں ایک شخص جس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، زندگی سے مجبور ہو کر بے حس پڑا ہوا ہے، (شاید کسی ڈاکو نے مال واسباب لیکر باندھ کر پھینک دیا تھا کہ بھوک سے مرجائے گا۔) تو کوے نے روٹی کو اس کے چہرے پر ڈال دی تو وہ شخص روٹی کھانے لگا، (اس واقعہ سے اللہ کی بے انتہا قدرت اور وسعت رحمت کا اندازہ ہوتا ہے۔)

حضرت شبلی رحمہ اللہ کا ایک چیونٹی کی خدمت

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت شبلی رحمہ اللہ شہر سے گندم خرید کر سر پر اٹھائے اپنے گاؤں لے آئے، گھر آکر گٹھڑی کو کھولا تو اس میں سے ایک چیونٹی نکل آئی جو پریشان ہو کر ادھر ادھر دوڑنے بھاگنے لگی، آپ کو اس پر بڑا ترس آیا اور یہ سوچ کر کہ نہ معلوم کس کس عزیز سے الگ ہوئی ہوگی، اس کا دل ان کی جدائی سے تڑپتا ہوگا، ساری رات نہ سو سکے، آخر اسی طرح کپڑا باندھ کر پھر سفر کر کے جہاں سے گندم لائے

❶ التفسیر الکبیر: سورۃ الفاتحۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج ۱ ص ۲۰۱

تھے وہیں لاکر اسی دکان پر کپڑا کھولا اور چیونٹی کو اس کے مستقر پر پہنچایا۔❶

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کی بلی کے بچے کے ساتھ شفقت پر مغفرت ہوگئی

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کا قصہ ہے کہ ان کو کسی نے بعد وفات خواب میں دیکھا پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: مجھ سے سوال ہوا تھا کہ ہمارے واسطے کیا لائے؟ میں نے سوچا کہ اور اعمال تو میرے ناقص ہیں ان کا تو کیا نام لوں، البتہ میں مسلمان ہوں اور بحمد للہ توحید میری کامل ہے اس کو پیش کردوں، چنانچہ میں نے عرض کیا کہ توحید لایا ہوں۔ ارشاد ہوا۔ ''اَمَاتَذْكُرُ لَيْلَةَ اللَّبَنِ'' (وہ دودھ والی رات یاد نہیں ہے) یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ ایک رات حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے دودھ پیا تھا، اس کے بعد پیٹ میں درد ہوگیا تھا، تو آپکے منہ سے نکل گیا کہ دودھ پینے سے پیٹ میں درد ہوگیا، اس پر مؤاخذہ ہوا کہ تم نے درد کو دودھ کی طرف منسوب کیا، کیا یہی توحید ہے؟ جس کو تم ہمارے واسطے لائے ہو کہ دودھ کی طرف درد کی نسبت کرتے ہو۔ حضرت بایزید رحمہ اللہ یہ سن کر گھبرا گئے اور عرض کیا: الٰہی! میرے پاس تو اور کچھ بھی نہیں، ارشاد ہوا کہ راہ پر آ گئے تو جاؤ اب ہم تم کو ایسے عمل سے بخشتے ہیں جس پر تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ اس سے بخشش ہو جائے گی، وہ یہ کہ تم نے ایک رات ایک بلی کے بچے کو سردی میں اکڑتے ہوئے دیکھا تھا، تم کو اس پر رحم آیا اور اپنے لحاف میں لاکر سلایا، اس بچے نے دعا کی کہ اے اللہ! اس کو ایسے ہی راحت دیجئے جیسے اس نے مجھے راحت دی، جاؤ آج ہم تم کو اس بلی کے بچے کی دعا سے بخشتے ہیں، سارا تصوف گاؤ خورد ہوگیا، سارے مراقبے اور مجاہدے دھرے رہ گئے اور ایک بلی کے بچے کی سفارش سے بخشش ہوگئی۔

---

❶ بوستان فارسی: ص ۷۵

فائدہ: اسباب میں فی نفسہ کچھ تاثیر نہیں یہ تو محض علامات و امارات ہیں، مؤثر حقیقت میں حق تعالیٰ ہیں اور گو آثار کی نسبت اسباب کی طرف کر دینا شرعاً جائز ہے۔ مگر کاملین سے بعض مباحات پر بھی مؤاخذہ ہوتا ہے کیونکہ ان کی نظر حقیقت پر ہوتی ہے، پھر وہ اسنادِ مجازی کا استعمال کس لئے کرتے ہیں، اِن کو ہمیشہ اسنادِ حقیقی کا لحاظ کرنا چاہیے۔ ❶

سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ اور ایک خارشی کتے کی خدمت

ایک مرتبہ سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ علیہ بازار تشریف لے جا رہے تھے، سڑک پر ایک خارشی کتا دیکھا، خارش اور بیماری کی وجہ سے اس سے چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔

جو اللہ کے نیک بندے ہوتے ہیں، ان کو اللہ کی مخلوق سے بھی بے پناہ شفقت اور محبت ہوتی ہے اور یہ محبت و شفقت اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق ہے، اس کو مولانا روم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

طریقت بجز خدمت خلق نیست ۔۔۔ زتسبیح و سجادہ و دلق نیست

یعنی تسبیح، مصلی اور گدڑی کا نام طریقت نہیں، بلکہ خدمتِ خلق کا نام طریقت ہے۔ میرے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی اس سے محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں مخلوق کی محبت ڈال دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں اللہ والوں کو انسانوں، بلکہ جانوروں تک سے اتنی محبت ہو جاتی ہے کہ ہم اور آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

بہر حال جب سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ نے اس کتے کو اس حالت میں دیکھا تو آپ کو

---

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: حضرت بایزید بسطامی کا قصہ، ص ۱۳۹، ۱۴۰/ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج ۵ ص ۵۴

اس پر ترس اور رحم آیا اور اس کتے کو اٹھا کر گھر لائے، پھر ڈاکٹر کو بلا کر اس کا علاج کرایا، اس کی دوا کی، اور روزانہ اس کی مرہم پٹی کرتے رہے، کئی مہینوں تک اس کا علاج کرتے رہے، یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کو تندرست کر دیا، تو آپ نے اپنے کسی ساتھی سے کہا کہ اگر کوئی شخص روزانہ اس کو کھلانے پلانے کا ذمہ لے تو اس کو لے جائے، ورنہ پھر میں ہی اس کو رکھتا ہوں اور اس کو کھلاؤں گا، اس طرح آپ نے اس کتے کی پرورش کی۔

اس واقعہ کے بعد ایک روز سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، بارش کا موسم تھا، کھیتوں کے درمیان جو پگڈنڈی ہوتی ہے، اس پر سے گزر رہے تھے، دونوں طرف پانی کھڑا تھا کیچڑ تھا، چلتے چلتے سامنے سے اس پگڈنڈی پر ایک کتا آ گیا، اب یہ بھی رک گئے اور وہ کتا بھی انکو دیکھ کر رک گیا، وہ پگڈنڈی اتنی چھوٹی تھی کہ ایک وقت میں ایک ہی آدمی گزر سکتا تھا، دو آدمی نہیں گزر سکتے تھے، اب یا تو کتا نیچے کیچڑ میں اتر جائے اور یہ اوپر سے؟ یا پھر یہ کیچڑ میں اتر جائیں اور کتا اوپر سے گزر جائے؟ دل میں کشمکش پیدا ہوئی کہ کیا کیا جائے؟ میں اتروں یا کتا اترے؟

اس وقت سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کا اس کتے کے ساتھ مکالمہ ہوا، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ مکالمہ کس طرح ہوا؟ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بطورِ کرامت کے اس کتے کو کچھ دیر کے لئے زبان دیدی ہو اور واقعی مکالمہ ہوا ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اپنے دل میں یہ مکالمہ کیا ہو۔ بہرحال اس مکالمہ میں حضرت سید احمد کبیر رحمہ اللہ نے کتے سے کہا کہ تو نیچے اتر جا، تاکہ میں اوپر سے گزر جاؤں۔ کتے نے جواب میں کہا: میں نیچے کیوں اتروں، تم بڑے درویش اور اللہ کے ولی ہو اور اللہ کے ولیوں کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ وہ ایثار کا پیکر ہوتے ہیں، دوسروں کے لئے قربانی دیتے

ہیں، تم کیسے اللہ کے ولی ہو کہ مجھے اترنے کا حکم دے رہے ہو، خود کیوں نہیں اتر جاتے؟

حضرت شیخ نے جواب میں فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ میرے اور تیرے اندر فرق ہے، وہ یہ کہ میں مکلّف ہوں، تو غیر مکلّف ہے، مجھے نماز پڑھنی ہے، تجھے نماز نہیں پڑھنی ہے، اگر نیچے اترنے کی وجہ سے تیرا جسم گندہ اور ناپاک ہو گیا تو تجھے غسل اور طہارت کی ضرورت نہیں ہوگی، اگر میں اتر گیا تو میرے کپڑے ناپاک ہو جائیں گے اور میری نماز میں خلل واقع ہوگا، اس لئے میں تجھ سے کہہ رہا ہوں کہ تو نیچے اتر جا۔

کتے نے جواب میں کہا: واہ! آپ نے بھی عجیب بات کہی کہ کپڑے گندے ہو جائیں گے، ارے! اگر آپ کے کپڑے گندے ہو جائیں گے تو ان کا علاج یہ ہے کہ ان کو اتار کر دھو لینا، وہ کپڑے پاک ہو جائیں گے، لیکن اگر میں نیچے اتر گیا تو تمہارا دل گندا ہو جائے گا اور تمہارے دل میں یہ خیال آ جائے گا کہ میں اس کتے سے افضل ہوں، میں انسان ہوں، اور یہ کتا ہے، اور اس خیال سے تمہارا دل ایسا گندا ہو جائے گا کہ اس کی پاکی کا کوئی راستہ نہیں۔ اس لئے بہتر یہ کے کپڑوں کی گندگی کو گوارا کر لو اور نیچے اتر جاؤ۔

بس، کتے کا یہ جواب سن کر حضرت شیخ نے ہتھیار ڈال دیئے اور کہا کہ تم نے صحیح کہا کہ کپڑوں کو دوبارہ دھو سکتا ہوں، لیکن دل نہیں دھو سکتا۔ یہ کہہ کر آپ کیچڑ میں اتر گئے، اور کتے کو راستہ دیدیا۔

جب یہ مکالمہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمہ اللہ کو الہام ہوا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اے احمد کبیر! آج ہم نے تم کو ایک ایسے علم کی دولت سے نوازا کہ سارے علوم ایک طرف اور یہ علم ایک طرف، اور یہ درحقیقت

تمہارے اس عمل کا انعام ہے کہ تم نے چند روز پہلے ایک کتے پر ترس کھا کر اس کا علاج اور دیکھ بھال کی تھی، اس عمل کی بدولت ہم نے تمہیں ایک کتے کے ذریعہ ایسا علم عطا کیا جس پر ساری علوم قربان ہیں، وہ علم یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو کتے سے بھی افضل نہ سمجھے اور کتے کو اپنے مقابلے میں حقیر خیال نہ کرے۔ ❶

اکابر علمائے دیوبند اور خدمت خلق

مولانا مظفر حسین کاندہلوی رحمہ اللہ اور خدمت

ایک مرتبہ حضرت مولانا مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ کہیں تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک بوڑھا ملا جو بوجھ لئے ہوئے جارہا تھا، بوجھ کسی قدر زیادہ تھا اس وجہ سے اس سے مشکل سے چلا جاتا تھا، مولانا مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ نے جب یہ حال دیکھا تو آپ نے اس سے بوجھ لے لیا اور جہاں وہ لے جانا چاہتا تھا وہاں پہنچا دیا، اس بڈھے نے ان سے پوچھا کہ اجی تم کہاں رہتے ہو؟ انہوں نے کہا بھائی میں کاندہلہ رہتا ہوں، اس نے کہا وہاں مولانا مظفر حسین صاحب بڑے ولی ہیں، اور ایسے ہیں ویسے ہیں، غرض بہت تعریفیں کیں، مگر مولانا مظفر حسین صاحب نے فرمایا اور تو اس میں کوئی بات نہیں؟ ہاں نماز تو پڑھتے ہیں، اس نے کہا واہ میاں ایسے بزرگ کے بارے میں تم اس طرح کہتے ہو؟ مولانا نے فرمایا میں ٹھیک کہتا ہوں وہ بڈھا ان کے سر ہو گیا، اتنے میں ایک اور شخص آگیا جو حضرت مولانا مظفر حسین کو جانتا تھا، اس نے اس بڈھے سے کہا کہ بھلے مانس مولانا مظفر حسین یہی تو ہیں، اس پر وہ بڈھا ان سے لپٹ کر رونے لگا مولانا صاحب بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔ ❷

❶ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج۵ص۵۰تا۵۴

❷ ارواح ثلاثہ: حکایت نمبر: ۱۸۸، ص۱۴۸/ اکابر دیوبند کیا تھے: سادگی اور مخلوق خدا کا خیال، ص۱۴۷

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور خدمت

مولانا محمود صاحب رام پوری فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اور ایک ہندو تحصیل دیو بند میں کسی کام کو گئے، میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندی رحمہ اللہ کے ہاں مہمان ہوا اور وہ ہندو بھی اپنے بھائیوں کے گھر کھانا کھا کر میرے پاس آ گیا کہ میں بھی یہاں ہی رہوں گا، اس کو ایک چارپائی دے دی گئی، جب سب سو گئے تو رات کو میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ الہند زنانہ میں سے تشریف لائے، میں لیٹا رہا اور یہ سمجھتا تھا کہ اگر کوئی مشقت کا کام کریں گے تو میں امداد کروں گا ورنہ خواہ مخواہ اپنے جاگنے کا اظہار کر کے کیوں پریشان کروں، میں نے دیکھا کہ مولانا اس ہندو کی طرف بڑھے اور اس کی چارپائی پر بیٹھ کر اس کے پیر دبانے شروع کیے، وہ خراٹے لے کر خوب سوتا رہا، مولانا محمود صاحب کہتے ہیں کہ میں اُٹھا اور عرض کیا کہ حضرت آپ تکلیف نہ کریں میں دبا دوں گا۔ مولانا نے فرمایا کہ تم جا کر سوؤ یہ میرا مہمان ہے، میں ہی اس کی خدمت انجام دوں گا، مجبوراً میں چپ رہ گیا اور مولانا اس ہندو کے پاؤں دباتے رہے۔ (۱)

شیخ الہند رحمہ اللہ کی خدمت پر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا ان کے لئے دعا کرنا

حجتہ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے والد ماجد جب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو قیام ان کے جانثار شاگرد حضرت مولانا محمود حسن صاحب رحمہ اللہ المعروف شیخ الہند کے مکان پر تھا، اسی دوران جبکہ دستوں کا مرض تھا، ایک دفعہ دست چارپائی پر خطا ہو گیا، اس وقت حضرت نانوتوی رحمہ اللہ بھی نہ تھے، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ موجود تھے اور نجاست اٹھانے کے لئے کوئی چیز نہ تھی، اسی لمحہ حضرت شیخ الہند

(۱) ارواح ثلاثہ: حکایت نمبر ۴۱۲، ص ۲۷۰

رحمہ اللہ نے بے تکلف ساری نجاست اپنے ہاتھوں میں لے لی اور سمیٹنی شروع کر دی، اسی وقت حضرت نانوتوی رحمہ اللہ پہنچ گئے اور دیکھا کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے دونوں ہاتھ نجاست سے آلودہ ہیں اور اسے سمیٹ سمیٹ کر بار بار باہر جاتے ہیں اور پھینک آتے ہیں، اس پر حضرت نانوتوی رحمہ اللہ بہت متاثر ہوئے اور وہیں کھڑے کھڑے جس طرح ان کے ہاتھ مصروف دیکھے اپنے ہاتھ دعا کیلئے اٹھائے اور عرض کیا کہ اے اللہ! محمود کے ہاتھوں کی لاج رکھ لے، دل سے نکلی ہوئی دعا نے اثر کر دکھایا اور وہی محمود حسن رحمہ اللہ ہند کے شیخ اور عالمگیر شخصیت بنے، جن کی فراست و جوان مردی اور جوشِ جہاد کے چرچے ہند اور بیرون ہند میں تھے اور جنہیں تاریخ میں ''شیخ الہند'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ❶

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا حافظ صاحب کے پاؤں دبانا

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ کے یہاں رمضان المبارک میں یہ معمول تھا کہ آپ کے یہاں عشاء کے بعد تراویح شروع ہوتی تو فجر تک ساری رات تراویح ہوتی تھی، ہر تیسرے یا چوتھے روز قرآن شریف ختم ہوتا تھا، ایک حافظ صاحب تراویح پڑھایا کرتے تھے، اور حضرت والا پیچھے کھڑے ہو کر سنتے تھے، خود حافظ نہیں تھے۔ تراویح سے فارغ ہونے کے بعد حافظ صاحب وہیں حضرت والا کے قریب تھوڑی دیر کے لئے سو جاتے تھے، حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ کوئی آدمی میرے پاؤں دبا رہا ہے۔ میں سمجھا کہ کوئی شاگرد یا کوئی طالب علم ہوگا، چنانچہ میں نے دیکھا نہیں کہ کون دبا رہا ہے۔ کافی دیر گزرنے کے بعد میں نے جو مڑ کر دیکھا تو حضرت شیخ الہند محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ

❶ ہمارے اسلاف: ۱۳۳، ۱۳۴

میرے پاؤں دبا رہے تھے۔ میں ایک دم سے اٹھ گیا اور کہا کہ حضرت یہ آپ نے کیا غضب کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ غضب کیا کرتا۔ تم ساری رات تراویح میں کھڑے رہتے ہو، میں نے سوچا کہ دبانے سے تمہارے پیروں کو آرام ملے گا، اس لئے دبانے کے لئے آ گیا۔ ❶

حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ اور خدمت

ایک مرتبہ مولوی وہاج الدین صاحب جو کہ حضرت گنگوہی قدس سرہ سے بیعت تھے رائپور آئے، رات زیادہ ہو چکی تھی اور سفر کا تکان بہت تھا، ایک طرف لیٹ کر سو گئے، ذرا دیر بعد دیکھا کہ ایک شخص پائنتی کی طرف بیٹھا ہوا آہستہ آہستہ ان کے پاؤں دبا رہا ہے، مگر اس احتیاط سے کہ آنکھ نہ کھل جائے، اول تو سمجھے کہ شاید حضرت نے کسی خادم کو بھیج دیا، مگر پھر غور کی نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ یہ خود حضرت ہیں، یہ گھبرا کر اٹھے اور کود کر چارپائی سے نیچے آئے کہ حضرت یہ کیا غضب کیا۔ فرمایا بھائی اس میں حرج کیا ہے آپ کو تکان بہت ہو گیا ہوگا، ذرا لیٹ جائیے کہ آرام مل جائے۔ انہوں نے کہا کہ بس حضرت معاف فرمایئے، میں باز آیا ایسے آرام سے کہ آپ سے پاؤں دبواؤں۔ ❷

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ اور خدمت

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے مکان سے ملے ہوئے مکان میں ایک بڑی بوڑھی تھیں، جنہیں سب اماں خوبی کہا کرتے تھے۔ عمر میں حضرت مفتی صاحب سے بہت بڑی تھیں۔ انہوں نے ایک دن کہا:

''عزیز الرحمٰن مکان کی چھت بہت خراب ہو گئی ہے، بارش میں ٹپکا اتنا لگا کہ رات بھر

❶ اصلاحی خطبات: تواضع رفعت اور بلندی کا ذریعہ، ج ۵ ص ۴۲

❷ آپ بیتی: فصل نمبر ۱۲، اکابر کی تواضع، ج ۲ ص ۲۶۱/ اکابر کا تقوی: فصل چہارم، ص ۴۲

ٹپکتے گزر گئی ہے۔ مٹی ڈلوانے کا کوئی بندوبست کرادو۔"

فرمایا کہ بہت اچھا۔ چنانچہ مٹی منگوائی اوران کے گھر میں ڈھیر کرادی۔ اس پر بڑی بی کہنے لگیں کہ مٹی تو آ گئی مزدور کوئی نہیں کہ اُسے چھت پر ڈلوادو، فرمایا: "اماں اس کا بھی بندوبست ہو جائے گا۔"

اس بارش میں لنگی باندھ کر خود چھت پر چڑھے اور خود ہی مٹی ڈالنی شروع فرمائی، بارش میں بھیگتے ہوئے مٹی ڈالنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ بخار آیا سخت تکلیف اٹھائی، مگر اس بوڑھی اماں پر واضح نہ ہونے دیا کہ اس مٹی ڈالنے میں کون سے مزدور نے کام کیا اور اس محنت سے اس پر کیا گزری؟ ❶

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور خدمت

شیخ الہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مہمانوں کی کثرت ہوا کرتی تھی، ان کے لئے مکان پر ایک ہی بیت الخلاء (جسے دن میں دو دفعہ صاف کرنے کی ضرورت پڑتی تھی) موجود تھا، اس میں تمام مہمان جاتے تھے، اس بیت الخلاء میں پوری غلاظت جمع ہوتی تھی، صفائی کے لئے بھنگی آتا تھا اور وہ غلاظت اٹھا کر لے جاتا تھا، لیکن حضرت کے یہاں مہمانوں کی آمد و رفت بہت زیادہ تھی، تو بھنگی کا دن میں دو دفعہ آنا بھی کافی نہیں تھا، لیکن صورتحال کیا تھی کہ لوگ صبح کو اٹھ کر بیت الخلاء استعمال کرنے جاتے تھے تو وہ بالکل صاف! اس میں غلاظت کا نام ونشان نہیں، یہ صورتحال وہاں کے حاضر ہونے والے احباب نے محسوس کی کہ یہ کون آتا ہے، بھنگی تو صبح سے پہلے نہیں آتا اور مہمانوں کی جو نوعیت ہے اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ بیت الخلاء صاف نہیں ہونا چاہیے، جب لوگوں نے اس بات کی تحقیق کی تو ان کو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

❶ مکمل ومدلل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: پیش لفظ، ج ا ص ۵۶، ۵۷

تعالیٰ روزانہ رات کے ایک بجے اس بیت الخلاء کو جاتے ہیں اور اس کی جتنی غلاظت ہوتی ہے اس کو بالٹی میں اٹھا کر جہاں بھنگی ڈالتے ہیں وہاں ڈال کر آتے ہیں اور بیت الخلاء صبح مہمانوں کو بالکل صاف ملتا ہے، اب آپ مجھے بتایئے کہ یہ خلقِ عظیم ہوا یا نہیں ہوا؟ یہ بھی خدمت خلق ہوئی یا نہیں؟ اس میں بھی تواضع اور انکساری کا دخل ہے یا نہیں؟ اس میں للّٰہیت اور فنائیت کی شان پائی جارہی ہے یا نہیں اور یہی تو روحانیت ہے۔ ❶

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور خدمت

مولانا محمد انوری رحمہ اللہ فیصل آبادی کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحب دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس تھے جو اس علمی درسگاہ کا سب سے بڑا عہدہ ہے۔ اسی زمانے میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ رہائی کے بعد دیوبند پہنچے۔ مجھے حضرت شاہ صاحب کی زیارت کا اب تک موقع نہیں ملا تھا، لیکن آپ کی علمی عظمت کا احساس آپ کے سینکڑوں تلامذہ سے سن کر دل ودماغ پر غالب تھا۔ دیوبند پہنچنے کے بعد میرے والد مجھے لیکر آستانہ شیخ الہند پر گئے۔ گرمی کا زمانہ تھا اور ظہر کی نماز ہو چکی تھی۔ حضرت کی مردانہ نشست گاہ میں ایک ہجوم حضرت کو چہار طرف سے گھیرے ہوئے بیٹھا تھا۔ چھت سے لٹکے ہوئے پنکھے کو ایک صاحب کھینچ رہے تھے جن پر انوارِ چہرہ کی معصومیت ونورانیت، شکوہ علم اور جلالت علمی کی ملی جلی کیفیت دعوت نظارہ دے رہی تھی۔ ایک صاحب نے مجھے چپکے سے کہا یہ پنکھا کرنے والے حضرت مولانا انور شاہ رحمہ اللہ دارالعلوم کے صدر مدرس ہیں۔ یہ سن کر میرے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی کہ جس ذات گرامی کی علمی شہرتوں سے عالم گونج رہا ہے اور جس کے خود اپنے شاگردوں کا اس

❶ مجالس علم وذکر: ظاہر وباطن کی اصلاح کی ضرورت، ج۲ص۱۱۴، ۱۱۵

مجلس میں ہجوم ہے کس عقیدت و احترام کیساتھ اپنے استاد کی خدمت میں مصروف ہیں۔

مالٹا سے تشریف لانے کے بعد دو پہر کو معمول حکیم صفت احمد کی حاضری حضرت شیخ الہند صاحب کے یہاں ہوتی ۔حضرت اس وقت کچھ آرام فرماتے اور حکیم آپ کا بدن دباتے۔ایک روز حضرت چادر اوڑھے ہوئے استراحت فرمارہے تھے اور حکیم صاحب حسب دستور بدن دبا رہے تھے کہ اچانک حضرت کشمیری تشریف لائے۔ آنے کو تو آ گئے لیکن یہ دیکھ کر کہ حضرت آرام فرمارہے ہیں بڑی تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ کچھ لمحات ایسے گزرے کہ اپنی سانس روکے رہے، اس طرح کہ جیسے آپ زندہ ہی نہ ہوں، ساری کوشش اس لئے تھی کہ حضرت استاد کو کسی تیسرے کی موجودگی کا احساس ہو کر آرام میں خلل نہ آئے۔ ❶

مفتی محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ اور عجز وانکساری

شیخ الادب حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کے خصائص میں تھا کہ دوسروں سے خدمت نہ لو بلکہ انکی خدمت کرو اور اپنی خدمت خود کرو۔ چنانچہ جب آپ ملتان جیل سے واپس آئے تو اس وقت بچہ بچہ آپ کی عظمت سے واقف ہو چکا تھا۔ میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ بازار سے دودھ خرید کر دیگچی ہاتھ میں لئے ہوئے جارہے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر دیگچی ہاتھ میں لینی چاہی تو پیچھے مڑ کر مجھے دیکھا اور دیگچی ہاتھ میں دیدی، میں نے عرض کیا کہ گھر میں اور کوئی نہ تھا جو اس خدمت کو انجام دیتا، تو فرمایا کہ سب سے بڑا متکبر وہ ہے جو اپنی خدمت کو اپنے لیے عار سمجھے۔ ❷

❶ اکابر کا مقام تواضع :ص ۱۴۷/ اسلاف کے حیرت انگیز واقعات :ص ۹۱/ حیات انوری :ص ۵۵، ۵۶

❷ اکابر کا مقام تواضع :ص ۲۰۸/ ماہنامہ القاسم ''مفتی اعظم نمبر'' ص ۵۴

حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ اور خدمت

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ آپ کے تذکرہ میں تحریر میں فرماتے ہیں کہ یہ عاجز حضرت مفتی صاحب کی علمی عظمت کا پوری طرح قائل ہونے کے باوجود ان کے دوسرے قسم کے کمالات سے ہمیشہ زیادہ متاثر رہا، ان کے جس کمال کا نقش میرے دل پر سب سے زیادہ گہرا ہے وہ انکی بے انتہا تواضع اور بے نفسی ہے۔ اس بارے میں اس عاجز کا جو تأثر اور احساس ہے واقعہ یہ ہے کہ اس کے اظہار کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ اللہ نے ان کو جتنی بلندیاں عطا فرمائی تھیں وہ اتنے متواضع اور بے نفس تھے۔

ان سے ملنے والے ان کے کسی نیاز مند نے بھی کبھی محسوس نہ کیا ہوگا کہ وہ اپنے کو کچھ حیثیت دیتے ہیں، بعض اوقات اپنے بہت چھوٹوں کے ساتھ اس طرح پیش آتے اور ایسا معاملہ کرتے کہ انہیں شرم آتی، اس عاجز نے اس مقام کی کسی شخصیت میں کبھی اس درجہ کا تواضع نہیں دیکھا۔ اور دوسری خاص بات جس سے عاجز بہت متاثر ہے یہ ہے جیسا کہ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ حضرت مفتی صاحب اس اُسوہ نبی کے خاص نمونہ تھے۔ اس بلند مقامی کے باوجود اپنے گھر کے بچوں کے بہت سے ایسے معمولی اور حقیر کام خود کیا کرتے تھے۔ جن کے کرنے میں ایک معمولی آدمی بھی اپنی توہین سمجھے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ عاجز حضرت مفتی صاحب کی ان سیرتی خصوصیات سے اتنا متاثر ہے کہ ان کے ہاتھ پر بڑی کرامتیں دیکھتا تو غالباً اس سے زیادہ متاثر نہ ہوتا۔ (۱)

---

(۱) اکابر کا مقام تواضع: ص ۲۰۷، ۲۰۸/ ماہنامہ القاسم ''مفتی اعظم نمبر'' ص ۱۴

حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کا سفر میں شرکاء کی خدمت

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ کسی سفر پر روانہ ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا، سفر کے آغاز میں حضرت مولانا نے فرمایا کہ اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو، ہم نے عرض کیا حضرت امیر تو متعین ہے، فرمانے لگے: اگر مجھے امیر بنانا چاہتے ہو تو پھر میری مکمل اطاعت کرنی ہوگی، ہم نے کہا: ان شاء اللہ ضرور، لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب سامان اٹھانے کا مرحلہ آتا تو خود مولانا آگے بڑھ کر نہ صرف اپنا بلکہ دوسروں کا بھی سامان اٹھا لیتے، ہم لوگ سامان اٹھانے پر اصرار کرتے تو حضرت مولانا فرماتے میں امیر ہوں میرے حکم کی اطاعت ضروری ہے۔ (1)

رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ اور خدمت

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ کا بیان کردہ یہ واقعہ بھی ان کی سرنفسی کا شاہد ہے، جس کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا:

حضرت مولانا رحمہ اللہ کے تمام تلامذہ اور احباب گواہ ہیں کہ حضرت مولانا ہر روز جب کہ تمام طلباء خواب شیریں کے مزے لے رہے ہوتے تھے، خود ہی کوزوں میں پانی بھر دیا کرتے تھے۔ طلبا جب فجر کی نماز کے لئے بیدار ہوتے تھے تو انہیں وضو کے لئے کوزے پانی سے بھرے ہوئے ملتے تھے، میں شروع شروع میں ''واں بھچراں'' گیا تو اس بات پر سخت حیران ہوتا تھا۔ میں نے ایک طالب علم ساتھی سے تذکرہ کیا تو پتہ چلا کہ یہ کام حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ خود ہی کرتے ہیں، میری حیرت کی انتہا نہ رہی، چنانچہ اگلی رات میں تصدیق کے لئے رات بھر جاگتا رہا، آخر شب جب

(1) اکابر دیوبند کیا تھے: شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ، ص ۱۰۷

پانی کے برتنوں کے اٹھانے اور رکھنے کی آوازیں آئیں تو میں دبے پاؤں اپنی جگہ سے اٹھ کر آہستہ آہستہ مسجد کی جانب گیا، دیکھا کہ حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کوزوں میں پانی بھرنے میں مصروف ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر یہ کام کرنا چاہا تو حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ کیا تم نہیں چاہتے کہ جو لوگ اللہ تعالی کے دین کا علم حاصل کرتے ہیں، ان کی تھوڑی کی خدمت سے مجھے بھی ثواب مل جائے۔ ❶

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا ایک بوڑھی عورت کے گھر پانی بھر کر لانا

ایک واقعہ بھی سنایا کہ میں دیوبند میں ایک دن فجر کی نماز کے لیے جا رہا تھا، سامنے ایک بہت ہی ضعیف بڑی بی کو دیکھا جو پانی کا گھڑا کنویں سے بھر کر لا رہی تھیں مگر اٹھانا دوبھر ہو رہا تھا۔ بمشکل چند قدم چل کر زمین پر بیٹھ جاتی تھیں، مجھ سے دیکھا نہ گیا۔ پاس جا کر کہا، لاؤ ماں یہ گھڑا تمہارے گھر پہنچا دو، یہ کہہ کر میں نے گھڑا اٹھالیا، وہ جولاہوں کے محلے میں رہتی تھی اور اسی برادری سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب میں گھڑا بڑی بی کے گھر میں رکھ کر باہر نکلا تو وہ نہایت لجاجت اور الحاح کے ساتھ دعائیں دینے لگیں جو مجھے کافی آگے تک سنائی دیتی رہیں۔

اگلے دن پھر اسی وقت اسی حالت میں ملیں، میں نے گھڑا اٹھا کر ان کے گھر پہنچا دیا۔ واپسی پر دور تک پھر ان کی دعائیں سنتا رہتا۔ میں نے یہ سوچ کر کہ یہ سودا تو بڑا سستا ہے کہ چند منٹ کی محنت پر اتنی دعائیں ملتی ہیں، میں نے روز کا یہی معمول بنالیا۔ بڑی بی بھی اس کی عادی ہو گئیں، اب میں کنویں پر ہی پہنچنے کی کوشش کرتا تھا تا کہ انھیں ڈول بھی کھینچنا نہ پڑے، بحمد للہ یہ معمول عرصہ دراز تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ بڑی بی نے ہی آنا چھوڑ دیا۔ شاید ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

❶ اکابر کا مقام تواضع: ص ۱۹۷، ۱۹۸/ سوانح مولانا حسین علی رحمہ اللہ: ص ۹۱

پھر فرمایا کہ یہ واقعہ بھی آج پہلی بار تم ہی کو بتا رہا ہوں تا کہ کچھ سبق حاصل کرو۔ ❶

خدمت کا کتنا بڑا انعام کہ رب العالمین نے انہیں کتنا بلند مقام و مرتبہ عطا فرمایا۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا نہایت بوجھل سامان اٹھا کر خدمت کرنا

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کا واقعہ ہے کہ سردیوں کی ایک رات میں حضرت مفتی صاحب بذریعہ ریل گاڑی تھانہ بھون کے اسٹیشن پر اترے، قصبہ اسٹیشن سے کافی دور تھا۔ درمیان میں کھیت اور غیر آباد زمینیں تھیں۔ بجلی بھی نہیں تھی، رات کے وقت قلی یا سواری ملنا ناممکن تھا، چند مسافر ہوتے جو اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے، گاڑی حسب معمول رکی اور روانہ ہوگئی اسٹیشن پر، اندھیری رات اسٹیشن سے قیام گاہ تک آمد و رفت عموماً پیدل ہوتی تھی۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تنہا تھے، سامان بھی ساتھ نہ تھا۔ اچانک آواز آئی، قلی قلی یہ آواز بار بار آرہی تھی۔ اب اس میں گھبراہٹ بھی شامل ہوگئی تھی، کوئی صاحب مع اہل وعیال اسی گاڑی سے اترے، قلی ہو تو ملے وہاں ایسا قلی نہ تھا جو آبادی تک سامان پہنچا دے۔ یہ مفتی صاحب رحمہ اللہ کے ایک واقف کار تھے اور عقیدت مندانہ ملتے تھے، مفتی صاحب سے اپنا بوجھ اٹھوانے پر ہرگز راضی نہ ہوتے یا عمر بھر ندامت کے بوجھ میں دبے رہتے، حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں نے جلدی سے سر پر رومال لپیٹ کر اوپر سے چادر ڈالی اور مزدورانہ ہیئت بنا کر تیزی سے پہنچ کر کہا: سامان رکھواؤ کہاں جانا ہے؟ انہوں نے مختصر پتہ بتا کر سر پر سامان لادنا شروع کر دیا، پہلا بکس ہی اتنا بھاری تھا کہ مفتی صاحب نے کبھی نہ اٹھایا تھا، اس پر دوسرا بکس رکھا، تیسرا عدد اور مفتی صاحب کی بغل میں تھمانا چاہتے تھے، مفتی صاحب نے دونوں ہاتھوں سے بمشکل ان بکسوں کو

---

❶ حیات مفتی اعظم: ص ۵۲

سنبھالتے ہوئے کہا کہ حضور میں کمزور آدمی ہوں زیادہ نہیں اُٹھا سکتا یہ (تیسرا عدد) آپ سنبھال لیں۔

یہ مختصر قافلہ روانہ ہوا بوجھ سے پاؤں ڈگمگا رہے تھے مگر حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی اس کمزوری کو ٹارچ (بیٹری) نے چھپا لیا تھا جو انہیں راستہ دکھا رہی تھی اور مفتی صاحب کی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ دیتی تھی، ان کی قیام گاہ پر سامان اتارا وہ یہ کہہ کر ذرا اندر گئے کہ ابھی آ کر پیسے دیتے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب وہاں سے غائب ہو گئے، اگلے دن وہ صاحب خانقاہ میں حسب سابق بڑی تعظیم سے ملے، مگر انہیں کیا معلوم وہ ایک قلی سے مل رہے ہیں۔

حضرت نے یہ واقعہ اس وقت بیان فرمایا جب وہ صاحب وفات پا گئے محض اس لیے کہ ان کو شرمندگی نہ ہو۔ یہ تھے ہمارے اسلاف واکابر۔ ❶

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ اور خدمت

حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری رحمہ اللہ نے دارالعلوم دیوبند میں رأس المحدثین حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب سے بخاری شریف اور حضرت عارف باللہ مولانا سید اصغر حسین صاحب قدس سرہ سے ابوداؤد شریف پڑھی تھی۔ آپ کے دل میں اساتذہ کی بہت زیادہ عظمت تھی اور اُن کی خدمت آپکی زندگی کا نصب العین بن چکی تھی۔ ایک مرتبہ گرمی کے زمانہ میں حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب دیوبند سے سہارن پور تشریف لائے اور ایک صاحب کے یہاں قیام فرمایا۔ حضرت مولانا کامل پوری رحمہ اللہ کو اطلاع ہوئی تو بہت خوش ہوئے اور چلچلاتی تیز دھوپ میں سر پر رومال ڈال کر قیام گاہ پر پہنچے اور حضرت میاں صاحب سے گفتگو شروع فرما دی، کچھ

❶ ہمارے اسلاف: ص ۱۰۷، ۱۰۸

دیر بعد صاحب خانہ نے آ کر دیکھا کہ حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ آرام فرما ہیں اور مولانا کامل پوری رحمہ اللہ اُن کے پاؤں دبا رہے ہیں۔ صاحب خانہ مولانا محمود رنگونی نے عرض کیا کہ:

''حضرت آپ نے یہ تکلیف کیوں فرمائی، ہم خدام خدمت کے لئے کافی ہیں:''

حضرت مولانا کاملپوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

شیخ! میاں صاحب میرے استاذ ہیں، میں اس خدمت سے محرومی کو کیسے گوارہ کرسکتا ہوں، ان حضرات اساتذہ کرام ہی کی برکت سے لکھ پڑھ لیتا ہوں۔

فائدہ: یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب مظاہر العلوم سہارنپور کے عہدۂ صدارت پر فائز تھے اور آپ کے سینکڑوں شاگرد موجود تھے۔ ❶

خدمت خلق کے سبب بیٹیوں کی خوشگوار زندگی

میں عبدالکریم نامی ایک شخص کو جانتا ہوں جو خدمتِ خلق کا بے پایاں جذبہ رکھتا ہے اور دوست احباب کی بچیوں کے رشتے کرانے میں سرگرم رہتا ہے۔ چنانچہ اس نے اب تک کم ازکم بیس رشتوں کا اہتمام کیا ہے، اس کا صلہ اللہ نے اسے دنیا ہی میں یہ دیا کہ اس کی تین بیٹیاں ہیں اور تینوں کے رشتے اس طرح طے ہوئے کہ کسی تیسرے فرد کو درمیان میں لانے کی ضرورت نہیں پڑی، اس کے تینوں داماد لائق اور اچھے مزاج کے ہیں اور اس کی بیٹیاں اپنے گھروں میں خوش اور آسودہ ہیں۔ ❷

یتیموں کی خدمت کرنے سے لاعلاج مرض ختم ہوگیا

حاجی صاحب لان میں چہل قدمی کررہے تھے، وہ گلاب کی کیاریوں سے اپنا سفر شروع کرتے، نپے تُلے قدموں سے چلتے ہوئے چنبیلی کی قطار تک پہنچتے، رکتے، منہ کھول کر

❶ حکایات الاسلاف: ص ۱۵۹، ۱۶۰/ تجلیاتِ رحمانی: باب ششم، ۳۶۸، ۳۶۹

❷ مکافات عمل: ص ۳۶

لمبے لمبے سانس لیتے اور کمر پر ہاتھ رکھ کر واپس گلاب کی طرف چل پڑتے۔

پچھلے آدھے گھنٹے میں یہ ان کا آٹھواں چکر تھا۔ ان کا مشہورِ زمانہ ڈنڈا امرود کے تنے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، میں حیرت سے کبھی ڈنڈے کی طرف دیکھتا اور کبھی لقا کبوتروں کی طرح سینہ پھلا کر واک کرتے حاجی صاحب پر نظر ڈالتا اور بے چین ہو کر ''لان چیئر'' پر پہلو بدلنے لگتا۔

میں حاجی صاحب کو پچھلے دس برس سے جانتا ہوں، حاجی صاحب دائم مریض ہیں، ان کا جگر سکڑ کر پندرہ فی صد رہ گیا تھا، وہ پچھلے کئی برسوں سے ہر ہفتے پیٹ سے چار بوتل پانی نکلواتے تھے، ان کے گُردے تقریباً ناکارہ ہو چکے تھے، وہ ایک وقت میں آدھے سلائس سے زیادہ غذا نہیں کھا سکتے تھے، ان کے پھیپھڑوں میں اکثر پانی بھر جاتا تھا جس سے انہیں سانس لینے میں دقّت ہوتی تھی، نقاہت اس قدر تھی کہ ملازم انہیں اٹھا کر ٹوائلٹ لے جاتے تھے، معالجوں کی کوشش سے کبھی سال چھ مہینے بعد ان کی طبیعت ذرا سی دیر کے لئے سنبھل جاتی تو وہ چھڑی (ڈنڈے) کی مدد سے اٹھ کر بیٹھ جاتے۔ تین برس پہلے ایک بار جب وہ بالکل تندرست ہو گئے تو وہ چھڑی کا سہارا لے کر بیڈ سے کرسی تک چلے جاتے تھے۔

یہ حاجی صاحب میرے ایک قریبی دوست کے والد ہیں، خاندانی رئیس ہیں، چار ماہ قبل جب میں انہیں سلام کرنے گیا تو وہ لیٹ کر ریڈیو کی ناب گھمانے کی کوشش کر رہے تھے، لیکن رعشے کے باعث ناب ان کی گرفت میں نہیں آ رہی تھی، میں نے ہاتھ بڑھا کر ناب گھمائی اور ان کی مرضی کا اسٹیشن لگا کر ریڈیو ان کے سرہانے رکھ دیا، ممنونیت سے حاجی صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے جب کہ ان کی بے بسی دیکھ کر میرا حلق نمکین ہو گیا۔

چار ماہ بعد، جی ہاں صرف چار ماہ بعد ان کے گھر داخل ہوا تو حاجی صاحب کو سہارے کے بغیر لان میں چہل قدمی کرتے دیکھا، حیرت سے میرا منہ کھل گیا، میں لان چیئر پر بیٹھ گیا، حاجی صاحب نے دور سے ہاتھ ہلا کر مجھے خوش آمدید کہا اور خود اسی طرح واک کرتے رہے، دسواں پھیرا مکمل ہوتے ہی وہ مڑے اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کرسیوں کے نزدیک آ گئے، میں ان کے احترام میں کھڑا ہو گیا، حاجی صاحب نے بازو آگے بڑھا کر مجھ سے ہاتھ ملایا، میری خیریت پوچھی اور پھر مسکرا کر میرے سامنے بیٹھ گئے، میں بھی بیٹھ گیا، حاجی صاحب کے ماتھے پر پسینے کے قطرے چمک رہے تھے، گردن میں صحت مند لوگوں جیسا تناؤ تھا اور آواز میں راجپوتوں کی روایتی گھن گرج تھی، ملازم نے ان کے کاندھوں پر تولیہ ڈال دیا، حاجی صاحب نے رگڑ کر منہ صاف کیا اور ہنس کر بولے ''میں تمہاری پریشانی سمجھ رہا ہوں، تمہاری جگہ کوئی بھی ہوتا تو اس کا یہی ردعمل ہوتا'' انہوں نے تولیہ واپس کیا اور اشارے سے چھڑی لانے کا حکم دیا، ملازم امرود کے پیڑ کی طرف چل پڑا۔

لیکن یہ واقعہ ہوا کیسے، کوئی دوا، کوئی دعا، کوئی پیتھی، کوئی تھراپی، کس نے یہ کمال دکھایا؟ مجھے اپنے سوال کے لئے مناسب الفاظ نہیں مل رہے تھے، حاجی صاحب مسکرائے تو ڈوبتے سورج کی کرنیں ان کے دودھ جیسے اُجلے دانتوں پر اتر آئیں، پھر ملازم ان کی چھڑی لے آیا، انہوں نے چھڑی کے دستے پر دونوں ہاتھ جمائے اور پھر ہاتھوں کے کوہان پر ٹھوڑی جما کر بولے:

میرے ہاتھ ایسا نسخہ آ گیا ہے کہ اگر دنیا کو معلوم ہو جائے تو سارے ڈاکٹر بے روزگار ہو جائیں، سارے ہسپتال بند ہو جائیں، اور سارے میڈیکل اسٹوروں پر تالے پڑ جائیں۔

میں مزید حیران ہوگیا، حاجی صاحب نے اپنا بیان جاری رکھا، یارکا کا جی! میرے ملازم کی ماں مرگئی، یہ چھٹی پر گاؤں چلا گیا تو میرے بچوں نے عارضی طور پر مجھے چھ سات سال کا ایک بچہ دے دیا، یہ بچہ تازہ تازہ ہمارے گھر ملازم ہوا تھا، بچہ تھالہٰذا اسے مجھے سنبھالتے ہوئے بڑی دقت ہورہی تھی، ایک روز میں نے سوچا پتہ نہیں وہ کون سی مجبوری ہے جس نے اس معصوم کو مجھ جیسی لاش سنبھالنے پر مجبور کردیا، میں نے اس سے وہ مجبوری پوچھی تو پتہ چلا کہ اس کے ماں باپ اور بہن بھائی سیلاب میں بہہ گئے تھے، ڈھورڈنگروں اور زمین جائیدار پرعزیز رشتے داروں نے قبضہ کرلیا اور خود وہ تین وقت کے کھانے اور دو کپڑوں کے عوض ہمارے گھر ملازم ہوگیا، بچے کی کہانی سن کر میرا دل پسیج ہوگیا، میں نے بچے سے پوچھا: بیٹا تم پڑھو گے؟ بچے نے ہاں میں گردن ہلادی، میں نے اپنے منیجر کو بلوایا اور بچے کو شہر کے سب سے اچھے اسکول میں داخل کرانے کی ہدایت کردی، تم یقین کرو اس روز میں نے تین سال بعد پیٹ بھر کر کھانا کھایا، میں اور میرے ڈاکٹر حیران رہ گئے، اگلے روز میں نے اس بچے کو ہوسٹل میں داخل کرادیا، اس شام ملازم نے مجھے ٹوائلٹ لے جانے کے لئے اٹھایا تو میں سہارے کے بغیر پلنگ سے اٹھ گیا، ٹوائلٹ سے واپس آیا تو میں نے ملازم بلوائے اور انہیں کل تک ایسے پانچ بچے لانے کا حکم دے دیا جن کا اس دنیا میں کوئی نہ ہو، اگلے روز پانچ بچے آگئے، میں نے انہیں بھی اسکول میں داخل کرادیا۔ حاجی صاحب خاموش ہوگئے۔ ’’پھر کیا ہوا حاجی صاحب‘‘ میں نے پریشان ہوکر پوچھا۔ ’’پھر یہ سب کچھ ہوا جو تمہارے سامنے ہے، میں اپنی ٹانگوں پر چل رہا ہوں، کھاپی رہا ہوں، قہقہے لگارہا ہوں‘‘

حاجی صاحب نے چھڑی گھاس پر پھینکی، کرسی سرکائی اور کمر پر ہاتھ رکھ کر اٹھ کھڑے

ہوئے، میں بھی کھڑا ہو گیا، وہ مسکرائے اور کھنکتی آواز میں بولے: تم بیٹھ کر چائے پیو، میں نے ابھی مزید دس پھیرے لگانے ہیں۔

میں بیٹھ گیا، حاجی صاحب سینہ پھلا کر گلاب کی کیاریوں کی طرف چل پڑے۔ ''حاجی صاحب احتیاط سے چلیں کہیں گر نہ جائیں'' میں نے ہانک لگائی، حاجی صاحب نے مڑے بغیر قہقہہ لگایا اور اسی طرح کبوتروں کی طرح چلتے چلتے بولے: میں اب نہیں گروں گا، میں گر گیا تو ان چھ یتیم بچوں کو ہر مہینے ستر ہزار روپے کون دے گا، میں نہیں گروں گا، اب میں اس وقت تک نہیں گروں گا جب تک یہ بچے اپنے قدموں پر کھڑے نہیں ہو جاتے۔

حاجی صاحب گلاب کی کیاریوں کے قریب رک گئے، میری طرف دیکھا اور ذرا اونچی آواز میں بولے: قدرت یتیموں کو چھاؤں دینے والے درختوں کے سائے لمبے کر دیا کرتی ہے۔ ❶

خدمت خلق کا جذبہ دیکھ کر ایک ہندو مسلمان ہو گیا

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ پاکستان آنے کے کچھ عرصے بعد واپس ہندوستان اپنے عزیز واقارب سے ملنے کے لئے گئے۔ مسلمانوں کے بعض ہندوؤں سے مراسم تھے، مولانا کے بھی ایک ہندو سے دوستانہ تعلقات تھے، جب حضرت رحمہ اللہ اپنے آبائی وطن پہنچے تو آپ نے اس ہندو کے بارے میں بھی پوچھا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں؟ کس حال میں ہے؟ اور کہاں ہے؟

لوگوں نے بتلایا کہ لالا جی بہت سخت بیمار ہیں، ان کو بڑی خطرناک بیماری ہو گئی ہے اور اپنے گھر میں پڑے ہیں، کوئی پرسان حال نہیں ہے، مولانا اس کی عیادت کے لئے

❶ مکافات عمل: ص ۶۲ تا ۶۵ / تحریر: مشہور کالم نگار جناب جاوید چوہدری صاحب، بشکریہ روزنامہ جنگ، ۱۷ جنوری ۲۰۱۹ء

تشریف لے گئے، کیونکہ کافر کی عیادت بھی جائز ہے، جب ان کے گھر پہنچے تو گھر والوں سے پوچھا کہ لالا جی کہاں ہیں؟ انہوں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ وہاں ہیں۔

حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عجیب ماجرا دیکھا کہ گھر والوں نے گھر کے ایک طرف دور ایک کونے میں ان کی چارپائی ڈالی ہوئی ہے، اس پر وہ پڑے ہیں، کیونکہ سارے گھر والے یہ کہتے تھے کہ اس کو بڑی خطرناک بیماری لگی ہوئی ہے، اگر ہم اس کے پاس جائیں گے تو ہمیں بھی لگ جائے گی، چھوت چھات کا تصور ہندوؤں میں بہت زیادہ ہے۔

حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سیدھا لالا جی کے پاس چلا گیا اور جا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا، اس نے مجھے پہچانا اور حیران ہو کر مجھ سے کہنے لگا کہ آپ میرے پاس آ کر بیٹھ گئے؟ کیونکہ وہ بھی یہ سمجھ رہا تھا کہ میں اتنا خطرناک مریض ہوں کہ میرے پاس کوئی آ ہی نہیں سکتا اور حضرت کیسے بے خوف وخطر آ کر بیٹھ گئے، حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارا دین تو کہتا ہے کہ کسی کی بیماری کسی دوسرے کو نہیں لگتی۔ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس کے پاس بیٹھا رہا، باتیں کرتا رہا، وہ بہت خوش ہوا، پھر اس نے کہا کہ میں جس بیماری میں مبتلا ہوں وہ تو ہے ہی ناقابل برداشت، لیکن اس سے بڑھ کر میرے لئے غم یہ ہے کہ میرے گھر والے بھی مجھ سے دور ہو گئے۔

حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب دوا کا وقت ہوا تو میں نے عجیب معاملہ دیکھا کہ ایک لمبا بانس جس کے آگے اینگل لگا ہوا ہے، گھر والوں نے اس کے اندر بالٹی لٹکائی، دوا اس میں ڈالی، اور دوا کو اس بانس کے ذریعے سے اس تک پہنچائی، لالا جی نے وہ بالٹی اس بانس سے نکالی اور پھر اس بالٹی سے دوا نکالی اور اس کو پیا اور پھر بالٹی واپس اس

بانس میں لٹکا کر جس کو اس کے گھر والوں نے کھینچ لیا، یہ معاملہ دیکھ کر مجھے بڑا افسوس ہوا اور میں نے ان کو تسلی دی، پھر میں تھوڑی دیر اس کے پاس بیٹھا رہا، اس کے بعد اس نے عجیب بات کہی کہ حضرت! میرا دل تو یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارا مذہب سچا ہے اور ہمارا مذہب جھوٹا ہے، اس لئے کہ تم میرے پاس بیٹھے ہو، یہ اس کے سچے ہونے کی علامت ہے، اگر ہمارا مذہب سچا ہوتا تو میرے گھر والے اس طرح مجھ سے دور نہ ہوتے، میرا دل یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارا مذہب سچا ہے، لہذا جلدی سے مجھے کلمہ پڑھاؤ، میں نے فوراً اس کو کلمہ پڑھایا، کلمہ پڑھنے کے تھوڑی دیر بعد ہی اس کا انتقال ہوگیا۔ ❶

خدمت خلق کے سبب جان و مال میں برکت اور حفاظت

اصغر علی چودھری بھی دیال سنگھ کالج لاہور میں میرے شاگرد تھے۔ وہ خاموش طبع اور غیر نمایاں طالب علم تھے، مگر ''بی اے'' کے بعد ان کی شادی ایک صنعت کار خاندان میں ہوگئی اور تقدیر نے انہیں ایک بہت بڑی ٹیکسٹائل مِل کا جنرل مینجیر بنادیا، وہ کروڑوں کے مالک ہوگئے اور حیرت انگیز طور پر اللہ نے انہیں بہت بڑا ظرف عطا کر دیا، وہ زکوۃ پابندی اور باقاعدگی سے نکالتے، انہوں نے فیکٹری کے اردگرد خاصے بڑے علاقے کی بیوہ عورتوں، یتیم بچوں اور غریبوں مسکینوں کے وظائف مقرر کر دیئے، اس کے علاوہ بھی وہ مستحقین کا بہت خیال رکھتے، میری سفارش پر انہوں نے متعدد بیوگان اور غریب طلبہ کے وظائف مقرر کر رکھے ہیں، کتنی ہی یتیم بچیوں کی شادیوں کے اخراجات کا انتظام ہوا ہے اور کتنے ہی قرض خواہوں کو قرض سے نجات ملی ہے۔

اس فیاضی اور خدا ترسی کا اصغر علی چودھری کو دنیا ہی میں یہ انعام ملا کہ ان کی فیکٹری میں کبھی ہڑتال نہیں ہوئی اور ان کا کاروبار انتہائی بحرانی حالات میں بھی کبھی نقصان سے

❶ انمول واقعات: ص ۸۶، ۸۷

دوچار نہیں ہوا، وہ امراء کے طبقے کے برعکس کسی بھی بیماری میں مبتلا نہیں ہیں اور پرسکون نیند سے لطف اندوز ہوتے ہیں، سیکورٹی کے نقطہ نظر سے بھی ان کا معاملہ بہت عجیب ہے، وہ بہت قیمتی اور جدید پجارو میں سفر کرتے ہیں، لیکن ان کے ساتھ کوئی گارڈ نہیں ہوتا اور آج تک وہ کسی خطرے یا حادثے سے دوچار نہیں ہوئے، ایک بار ان کی پجارو چوری ہوگئی تھی، لیکن ڈیڑھ ماہ کے بعد مل گئی تھی، اور اس دوران میں یہ پجارو ایک گیراج میں محفوظ انداز میں کھڑی رہی تھی۔ ❶

ایک ماڈرن خاتون کا خدمت کیلئے اپنی قیمتی دکان وقف کردینا

لاہور میں گلبرگ مارکیٹ کی مسجد چھوٹی تھی جس کی وجہ سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی تھی، مسجد کے ساتھ والی دکان اگر مسجد میں شامل ہوجائے تو کافی حد تک نمازیوں کو سہولت ہوجائے، اس سلسلہ میں مقامی کاروباری حضرات نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ مسجد سے ملحق دکان ایک ماڈرن خاتون کی ہے، مارکیٹ کے ایک کاروباری صاحب اپنے ایک دوست کے ہمراہ خاتون سے ملنے کے لئے گئے اور بتایا کہ وہ گلبرگ میں واقع آپ کی دکان خریدنا چاہتے ہیں، خاتون نے دکان بیچنے سے انکار کردیا کہ مجھے ہر ماہ اس سے کرایہ ملتا ہے اور ویسے بھی میں ضرورت مند نہیں۔

یہ دونوں صاحب مایوس واپس آگئے، چند دنوں کے بعد دوبارہ مشورہ کیا کہ ہم نے خاتون کو یہ تو بتایا نہیں کہ ہم دکان کس غرض سے خریدنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ دونوں حضرات دوبارہ خاتون سے ملنے کے لئے گئے اور وضاحت کی کہ ہم آپ کی دکان خرید کر مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں، خاتون نے پوچھا آپ کو معلوم ہے کہ اس جگہ کی قیمت کیا ہے؟ دونوں نے کہا ہم بھی کاروباری ہیں آپ فکر نہ کریں، ہم بلاسوچے سمجھے

❶ مکافات عمل: ص ۴۱، ۴۲

آپ کے پاس نہیں آئے، بتائیں آپ کی دکان کی قیمت کیا ہے؟ خاتون نے کہا دکان کی قیمت آپ نہیں دے سکیں گے، یہ سن کر ہم میں سے ایک صاحب نے جیب سے چیک بک نکالی اور خاتون کے سامنے رکھ دی اور کہا چیک پر رقم آپ لکھ دیں دستخط میں کردیتا ہوں، خاتون نے کہا میں کچھ بھی رقم لکھ سکتی ہوں؟ خاتون کو کہا گیا کہ کوئی بات نہیں آپ حسب منشا رقم لکھ دیں، خاتون نے چیک بک ہاتھ میں لی اور قلم تھام لیا، چند لمحے سوچنے کے بعد خاتون نے چیک بک بند کی اور واپس کردی، جی کیا مطلب؟ کیا آپ نے پھر ارادہ بدل دیا؟ خاتون نے کہا ہاں میں نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ میں وہ دکان مسجد کو دیتی ہوں، حالانکہ وہ ایک دنیادار ماڈرن قسم کی خاتون تھی، چاہتی تو اپنی مرضی کی رقم کا چیک وصول کرسکتی تھی، لیکن اس نے دنیا کے چیک پر آخرت کے چیک کو ترجیح دی اور اللہ تعالی کے ساتھ تجارت کا ایسا معاملہ کرلیا کہ بڑے بڑے دینداروں کو پیچھے چھوڑ دیا:

زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ   جانے کہ اس کریم کو تو ہے کہ وہ پسند۔ (1)

ایک عالم کو حج کرانے کے سبب پچیس گنا نفع ہوا

تقریباً پندرہ سال پہلے شادی کی ایک تقریب میں ایک تاجر اظہر میاں صاحب سے تعارف ہوا جو ''ہیپی فیملی'' کے نام سے ایک فرم کے مالک تھے اور ''الفلاح'' میں ان کا آفس تھا۔ انہوں نے بتایا کہ دوسال پہلے ایک دن ایک مولوی صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ میں فلاں مسجد میں امامت کراتا ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے تھے اور فرمایا تھا کہ اظہر میاں کے پاس جاؤ، وہ تمہارے حج کا انتظام کریں گے۔

(1) انمول واقعات: ۸۱، ۸۲

یہ سن کر میری عجیب حالت ہوئی، میں نے ایک لمحہ بھی سوچنے میں صرف نہیں کیا اور فوراً حامی بھر لی کہ آپ اگلے ہفتے آجائیں، میں چالیس ہزار روپے آپ کو ادا کردوں گا (اس زمانے میں حج پر اتنی ہی رقم خرچ ہوتی تھی) اور مقررہ دن پر میں نے وعدے کے مطابق مولوی صاحب کو چالیس ہزار روپے ادا کردیئے اور اس معاملے میں ذرا بھی تحقیق وتفتیش کرنے کی ضرورت نہ سمجھی۔

اظہر میاں صاحب نے بتایا: پروفیسر صاحب اس سال مجھے کاروبار میں دس لاکھ روپے کا نفع ہوا اور یہ بڑی غیر معمولی بات تھی۔ ❶

خدمت خلق کے سبب دنیاوی فوائد وثمرات

چودھری شیر عالم نامی ایک زمیندار تھے، چارسو ایکڑ زمین کے مالک تھے، (۷۵سال کی عمر میں ۲۰۰۰ء میں وفات پائی) اگرچہ ان پڑھ تھے لیکن بہت نیک، عبادت گزار، مخیّر اور غریب پرور تھے، گاؤں کے قریب جو زمین تھی اس میں سبزیاں، خربوزے اور گنے کاشت کراتے اور ہر شخص کو عام اجازت تھی کہ جو جب چاہے سبزیوں، خربوزوں اور گنوں کا بلا معاوضہ آزادی سے حاصل کرے، چودھری شیر عالم غرباء ومساکین اور مستحق لوگوں کو ان نعمتوں سے مستفید ہوتے دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور اللہ کا شکر ادا کرتے، یہی نہیں بلکہ چودھری صاحب نے گاؤں کے بالکل قریب ایک قطعہ زمین پرائمری اسکول کے لئے وقف کردیا، اور وہاں اسکول تعمیر کردیا جب کہ اس سے پہلے اسکول گاؤں سے بہت فاصلے پر تھا اور ننھے بچوں کو وہاں پہنچنے میں بڑی دشواری پیش آتی تھی، چودھری صاحب نے گاؤں میں دو دینی مدرسے بھی قائم کئے، ایک بچوں کے لئے، دوسرا بچیوں کے لئے، اور ان کے سارے اخراجات خود برداشت کرتے،

❶ مکافات عمل: ص۴۲، ۴۳

کہیں سے چندہ وصول نہ کرتے، غریب بچوں اور بچیوں کے لئے رہائش، کھانے اور لباس کا بھی خود ہی انتظام کرتے، جس پر ماہانہ خرچ چالیس ہزار تک پہنچ جاتا تھا۔

چودھری شیر عالم بھٹی مرحوم کو اللہ نے پانچ بیٹے عطا فرمائے، سب والدین کے فرمانبردار، نیک اور اپنے والد کے مزاج اور روایت کے امین تھے۔ وہ موصوف محترم کی زندگی میں بھی باہم متحد ہو کر ایک ہی گھر میں زندگی گزارتے رہے اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کی باہمی محبت اور تعلق میں کمی واقع نہیں ہوئی، سب بھائی خدمتِ خلق اور دینی بھلائی کے کاموں میں بدستور مصروف ہیں۔

غریب پروری اور فلاحِ عامہ کا دوسرا انعام چودھری شیر عالم کو یہ ملا کہ ان کی ساری فصلیں حیرت انگیز طور پر خوب پھلتی پھولتی ہیں، انہیں کبھی کیڑا لگا نہ کوئی دوسری موسمی افتاد متاثر کرتی تھی۔ حد تو یہ تھی کہ ۱۹۷۱ء میں دریائے راوی میں زبردست سیلاب آیا اور پورا علاقہ اس کی زد میں آ کر برباد ہو گیا مگر موصوف محترم کی فصلوں کو معمولی سا بھی گزند نہ پہنچا، یہ زمینیں مومن پورہ کے مغرب میں واقع ہیں، سیلاب آیا اور شمال اور جنوب میں تباہی مچاتا گزر گیا، لیکن چودھری صاحب کی زمینیں بالکل محفوظ رہیں۔ اللہ نے اپنے وعدے کے مطابق خلقِ خدا کے لئے نفع بخش بننے والی فصلوں کو نقصان سے بالکل محفوظ رکھا۔ ❶

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مخلوق میں اگر کوئی شخص کسی بھی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے، چاہے وہ انسان ہو، یا حیوان ہو، اللہ تعالیٰ اس عمل کی قدردانی کرتا ہے اور بسا اوقات یہ عمل اُس کی نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے، جیسا کہ ماقبل میں متعدد واقعات گزرے۔

---

❶ مکافاتِ عمل: ص ۳۲، ۳۳

اس لئے خلقِ خدا کی خدمت اپنی زندگی کا حصہ بنائیں، والدین، اساتذہ کرام اور غریبوں اور مستحقین کے ساتھ تعاون کرتے رہیں اور اُن کی دعائیں لیں، شاید یہی ہمارے لئے نجات کا ذریعہ بن جائیں، خدمت سے دعائیں دل سے نکلتی ہیں، اسی لئے کسی موقع پر بھی اگر خدمت کا موقع ملے تو اسے اپنے لئے غنیمت سمجھیں، اور اس سعادت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، شاید یہی عمل ہمارے لئے نجات کا ذریعہ بن جائے، اور ان کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ ہمیں دگنا عطا فرمائے گا، مال واولاد اور رزق میں برکتیں نصیب ہوگی اور شاید یہی عمل اللہ کے ہاں محبوبیت کا سبب بن جائے گا، اللہ رب العزت ہم سب کو اخلاص کے ساتھ خدمت خلق کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین

۴۳......غیبت کی مذمت،قباحت،اسباب،معافی کی صورتیں اور عبرت آموز واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.أَمَّابَعْد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ﴾(الحجرات:۱۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ:أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟قَالُوا:اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ،قَالَ:ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟قَالَ:إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ،فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ.❶

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ،وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ،لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ،فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ،وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ.❷

❶صحيح مسلم:كتاب البر والصلة والآداب،باب تحريم الغيبة،رقم الحديث:۲۵۸۹

❷سنن أبي داود:كتاب الأدب،باب في الغيبة،رقم الحديث:۴۸۸۰

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!
میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں غیبت جیسے کبیرہ گناہ سے روکا گیا ہے، غیبت کرنا زبان کی تباہ کاریوں میں سے ہے، غیبت کرنے کو آج معمولی گناہ سمجھا جاتا ہے، لیکن یہ ایسا گناہ ہے جسکی سخت الفاظ میں مذمت بیان ہوئی ہے، قرآن مجید میں غیبت کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی ہے، غیبت کرنے والے کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں غیبت کی مذمت وقباحت

کسی کی علانیہ برائی ناپسندیدہ ہے

﴿لَا يُحِبُّ اللَّهُ الجَهرَ بِالسُّوءِ مِنَ القَولِ إِلَّا مَن ظُلِمَ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا﴾(النساء:۱۴۸)

ترجمہ: اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی کی برائی علانیہ زبان پر لائی جائے، اِلا یہ کہ کسی پر ظلم ہوا ہو۔ اور اللہ سب کچھ سنتا ہے اور ہر بات جانتا ہے۔

تقوی اختیار کرو اور سیدھی سچی بات کہو

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيماً﴾(الأحزاب: ۷۰، ۷۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سیدھی سچی بات کہا کرو، اللہ تمہارے فائدے کے لیے تمہارے کام سنوار دے گا، اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کردے گا۔

غیبت کرنا ایسا ہے جیسا کہ مردے بھائی کا گوشت کھانا

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا أَیُحِبُّ أَحَدُکُمْ أَنْ یَأْکُلَ لَحْمَ أَخِیهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِیمٌ﴾ (الحجرات: ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور کسی کی ٹوہ میں نہ لگو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔

اس آیت نے کسی مسلمان کی آبروریزی اور توہین وتحقیر کو اس کا گوشت کھانے کی مثال ومشابہ قرار دیا ہے، اگر اس کے وہ شخص سامنے ہو تو ایسا ہے جیسے کسی زندہ انسان کا گوشت نوچ کر کھایا جائے، اس کو قرآن میں بلفظِ لمز تعبیر کر کے حرام قرار دیا ہے، جیسا کہ ابھی گزرا ”لَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَکُمْ“ اور آگے آئے گا (آیت) ”وَیْلٌ لِکُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ“ اور وہ آدمی غائب ہو اس کے پیچھے اس کے متعلق ایسی بات کہنا جس سے اس کی آبرو میں خلل آئے اور اس کی تحقیر ہو، یہ ایسا ہے جیسے کسی مردہ انسان کا گوشت کھایا جائے، جیسے مردہ کا گوشت کھانے سے مردے کو کوئی جسمانی اذیت نہیں ہوتی، ایسے ہی اس غائب کو جب تک غیبت کی خبر نہیں ہوتی اس کو بھی کوئی اذیت نہیں ہوتی، مگر جیسا کسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانا حرام اور بڑی خست ودناءت کا کام ہے، اسی طرح غیبت حرام بھی ہے اور خست ودناءت بھی کہ پیٹھ پیچھے کسی کو برا کہنا کوئی بہادری کا کام نہیں۔

اس آیت میں ظن اور تجسس اور غیبت تین چیزوں کی حرمت کا بیان ہے، مگر غیبت کی حرمت کا زیادہ اہتمام فرمایا کہ اس کوکسی مردہ مسلمان کا گوشت کھانے سے تشبیہ دے کر اس کی حرمت اور خست و دنائت کو واضح فرمایا، حکمت اس کی یہ ہے کہ کسی کے سامنے اس کے عیوب ظاہر کرنا بھی اگرچہ ایذا رسانی کی بنا پر حرام ہے مگر اس کی مدافعت وہ آدمی خود بھی کرسکتا ہے اور مدافعت کے خطرہ سے ہر ایک کی ہمت بھی نہیں ہوتی اور وہ عادتاً زیادہ دیر رہ بھی نہیں سکتا، بخلاف غیبت کے کہ وہاں کوئی مدافعت کرنے والا نہیں، ہر کمتر سے کمتر آدمی بڑے سے بڑے کی غیبت کرسکتا ہے اور چونکہ کوئی مدافعت نہیں ہوتی اس لئے اس کا سلسلہ بھی عموماً طویل ہوتا ہے اور اس میں ابتلاء بھی زیادہ ہے، اس لئے غیبت کی حرمت زیادہ مؤکد کی گئی اور عام مسلمانوں پر لازم کیا گیا کہ جو سنے وہ اپنے غائب بھائی کی طرف سے بشرطِ قدرت مدافعت کرے اور مدافعت پر قدرت نہ ہو تو کم از کم اس کے سننے سے پرہیز کرے، کیونکہ غیبت کا بقصد و اختیار سننا بھی ایسا ہی ہے جیسے خود غیبت کرنا۔ (۱)

طعن کرنے اور عیب لگانے سے بچو

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ (الهمزة: ۱)

ترجمہ: بڑی خرابی ہے اس شخص کی جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا (اور) منہ پر طعنے دینے کا عادی ہو۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

الهمزة: الطعان، و اللمزة: الذی یأکل لحوم الناس. (۲)

(۱) معارف القرآن: ج۸ ص۱۵۴، ۱۵۵

(۲) تفسیر الطبری: سورة الهمزة تحت هذه الآية، ج ۲۴ ص ۵۹۶

ترجمہ:''هُمَزَة'' سے مراد وہ شخص ہے جو دوسروں پر طعن کرتا ہے اور''لُمَزَةٍ'' سے مراد جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہو(غیبت کرتا ہو)۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں غیبت کی مذمت وقباحت

غیبت کسے کہتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ کرام سے پوچھا:

أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟

ترجمہ: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟

صحابہ کرام نے کہا، اللہ اور اسکے رسول خوب جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ.

ترجمہ: اپنے بھائی کا ایسا تذکرہ کرنا جو اسکو ناگوار گذرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اگر وہ بات اسمیں موجود ہو تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ. ❶

ترجمہ: اگر وہ بات اسمیں موجود ہو جو تم کہہ رہے ہو تب تم نے غیبت کی، اور اگر وہ بات اس میں نہ ہو تب تم بہتان لگایا۔

تو غیبت اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی ایسے شخص کے بارے میں جو موجود نہ ہو اس طرح کا ذکر کرے جس سے اس کا کوئی عیب ظاہر ہو اور وہ اس عیب کے ذکر کئے

❶ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الغيبة، رقم الحديث: ۲۵۸۹

جانے کو ناپسند کرے اور اس عیب کا تعلق خواہ اس کے بدن سے ہو یا عقل سے ہو، خواہ اس کے دین سے ہو یا دنیا سے، خواہ اس کے اخلاق وافعال سے ہو یا نفس سے، خواہ اس کے مال واسباب سے ہو یا اولاد سے، خواہ اس کے ماں باپ سے ہو یا بیوی وخادم وغیرہ سے، خواہ اس کے لباس وغیرہ سے ہو یا رفتار وگفتار سے، خواہ اس کی ہیبت کذائی سے یا نشست وبرخاست سے، خواہ اس کے حرکات وسکنات سے ہو یا عادات واطوار سے، خواہ اس کی کشادہ روئی سے ہو یا ترش روئی سے، اور خواہ اس کی تندخوئی وسخت گوئی سے ہو یا نرم خوئی اور خاموشی سے، اور یا ان چیزوں کے علاوہ کسی بھی ایسی چیز سے ہو جو اس سے متعلق ہوسکتی ہے، نیز اس عیب کے ساتھ اس کا ذکر کرنا خواہ الفاظ کے ذریعہ ہو یا اشارہ وکنایہ اور رمز کے ذریعہ، اور اشارہ کنایہ بھی خواہ لفظ وبیان کے ذریعہ ہو یا ہاتھ آنکھ، ابرو اور سر وغیرہ کے ذریعہ۔ اس سلسلہ میں یہ قاعدہ کلیہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ اگر کسی شخص کا کوئی عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے جو دوسروں کی نظروں میں اپنے ایک مسلمان بھائی کی حیثیت وشخصیت کو گھٹاتا ہے تو یہ سخت غیبت ہے اور حرام ہے اور اگر کسی کے منہ پر اس کے کسی عیب کو اس طرح بیان کیا جائے جس سے اس کو ناگواری اور دل شکنی ہو تو یہ ایک طرح کی بے حیائی، سنگدلی اور ایذاءرسانی ہے کہ یہ اور بھی سخت گناہ ہے۔

غیبت کرنے والوں کے لئے سخت عذاب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَمَّا عُرِجَ بِی مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمُشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ.

ترجمہ: جب مجھے معراج کرائی گئی، تو میرا گزر ایسے لوگوں پر سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔

میں نے پوچھا: جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا:

هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ، وَيَقَعُونَ فِي أَعْرَاضِهِمْ. ❶

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) اور ان کی بےعزتی کرتے تھے۔

مسلمانوں کی غیبت نہ کرو

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ، وَلَمْ يَدْخُلِ الْإِيمَانُ قَلْبَهُ، لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنِ اتَّبَعَ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعُ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي بَيْتِهِ. ❷

ترجمہ: اے ان لوگوں کی جماعت جو صرف زبان سے ایمان لائے ہو اور ان کے قلوب میں ایمان داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو اور نہ ان کی عزت وآبرو کے درپے رہو، اس لئے جو کسی کی عزت کے درپے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کے درپے ہو جاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ جس کی عزت کے درپے ہو جائیں تو اس کو اپنے گھر بیٹھے رسوا کر دیتے ہیں۔

غیبت کرنے والوں کے جسم سے آنے والی بدبو

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم صلی

❶ سنن أبی داود: كتاب الأدب: باب فی الغيبة، رقم الحديث: ۴۸۷۸

❷ سنن أبی داود: كتاب الأدب، باب فی الغيبة، رقم الحديث: ۴۸۸۰

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک مردار کی بدبو اٹھنے لگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتَدْرُونَ مَا هَذِهِ الرِّيحُ؟هَذِهِ رِيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ. ❶

ترجمہ: کیاتم جانتے ہو کہ یہ کیسی بدبو ہے، یہ ان لوگوں کی بدبو ہے جو مؤمنین کی غیبت کرتے ہیں۔

غیبت کی نحوست وقباحت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حضرت صفیہ کا فلاں فلاں عیب ہی اُس کے لئے کافی ہے۔ (اس سے اِن کے کوتاہ قد کی طرف اشارہ تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ. ❷

ترجمہ: بیشک تو نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر سمندر میں ڈال کر ملایا جائے تو اُس پر غالب آکر اُسے کڑوا کردے۔

مسلمانوں کی عزت نفس مجروح کرنے پروعید

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَاا لِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ. ❸

ترجمہ: سب سے بڑا سود یہ ہے کہ مسلمان کی عزت وآبرو پر ناحق زبان طعن کو دراز کیا

❶مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند جابر بن عبد الله رضى الله عنه، ج۲۳ص۹۷، رقم الحديث: ۱۴۷۸۴

❷سنن أبى داود: كتاب الأدب، باب فى الغيبة، رقم الحديث: ۴۸۷۵

❸سنن أبى داود: كتاب الأدب، باب فى الغيبة، رقم الحديث: ۴۸۷۶

جائے (یعنی کسی مسلمان کی عزتِ نفس مجروح کرنا، اُس کی تحقیر وتذلیل کرنا، یہ بہت بڑا گناہ ہے، اسلیئے دوسروں پر طعن تشنیع اور زبان درازی سے گریز کیا جائے۔)

غیبت کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہونا

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دوقبروں کے پاس سے گزرے، تو ارشاد فرمایا:

إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيُعَذَّبُ فِي الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُعَذَّبُ فِي الْغِيبَةِ. ❶

ترجمہ: ان دونوں کو عذاب ہورہا ہے، کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہورہا، (یعنی یہ لوگ اِس کو بڑا گناہ نہیں سمجھ رہے تھے، حالانکہ یہ نفس الامر میں کبیرہ گناہ ہیں) ان میں سے ایک کو پیشاب کی وجہ سے عذاب ہورہا ہے اور دوسرے کو غیبت کی وجہ سے عذاب ہورہا ہے۔

فائدہ: بعض روایات میں دوسرا گناہ چغل خوری کا ذکر ہوا ہے۔

دوسروں کی نقل اتارنا مجھے پسند نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا أُحِبُّ أَنِّي حَكَيْتُ إِنْسَانًا وَأَنَّ لِي كَذَا وَكَذَا. ❷

ترجمہ: مجھے پسند نہیں کسی آدمی کی نقل اتاروں اور مجھے اس کے عوض کتنا مال ہی کیوں نہ ملے۔

غیبت مردار کھانے سے زیادہ قبیح ہے

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز کو زنا کی سزا میں سنگسار کرایا، تو ایک

---

❶ سنن ابن ماجة: كتاب الطهارة وسننها، باب التشديد في البول، رقم الحديث: ۳۴۹

❷ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب في الغيبة، رقم الحديث: ۴۸۷۵

شخص نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اس کو کتے کی طرح اس جگہ مار ڈالا، (واپسی میں وہ دونوں آپ کے ساتھ تھے) راہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک مردار پر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے فرمایا: ''اِنْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ'' اترو اور اس مرادگدھے کا گوشت نوچ کر کھاؤ، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا مردہ جانور کا گوشت نوچ کر کھائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيكُمَا آنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَكْلٍ مِنْهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّهُ الْآنَ لَفِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيهَا. ❶

ترجمہ: تم دونوں نے ابھی جو اپنے بھائی کی عزت پامال کی وہ زیادہ سخت ہے اس کے کھانے سے، اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک وہ (ماعز) اب جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔

لوگوں کے عیوب کے پیچھے مت پڑو

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعتَ عَورَاتِ النَّاسِ أَفسَدتَّهُمْ أَوْ كِدتَّ أَن تُفْسِدَهُ. ❷

ترجمہ: بیشک اگر تو لوگوں کے عیوب کی ٹوہ میں لگا رہے گا تو انہیں خراب کر دے گا یا فرمایا کہ قریب ہے کہ تو انہیں بگاڑ دے۔

عزتِ نفس کی اہمیت وحرمت کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

❶ سنن أبی داود: کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک، رقم الحدیث: ۴۴۲۸

❷ سنن أبی داود: کتاب الأدب، باب فی النهی عن التجسس، رقم الحدیث: ۴۸۸۸

وسلم نے یوم نحر میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَموَالَكُمْ وَأَعرَاضَكُمْ عَلَيكُمْ حَرَامٌ كَحُرمَةِ يَومِكُمْ هَذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هَذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هَذَا. ❶

ترجمہ: تمہارا خون اور تمہارے اموال اور تمہاری آبرو تم پر حرام ہے، جس طرح اس دن کی حرمت ہے، اِس شہر مکہ کی حرمت ہے اور اس مہینہ (ذی الحجہ) کی فضیلت ہے۔

آپ نے یہ کلمات چند دفعہ دہرائے، پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: اے اللہ! میں نے ان کو دین پہنچا دیا، اے میرے اللہ! میں نے اِن کو دین پہنچا دیا۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جان اور مال کے ساتھ تیری اہم چیز عزت کا تذکرہ فرمایا، معلوم ہوا کہ ہر انسان کی عزت نفس کی بڑی قدر و قیمت ہے، غیبت میں دوسروں کی عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے، اسلئے یہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

عزت نفس کے دفاع کرنے کی فضیلت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرام صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَن رَدَّ عَن عِرضِ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَن وَجهِهِ النَّارَ يَومَ الْقِيَامَةِ. ❷

ترجمہ: جو اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ اُس کے چہرے کو آگ سے دور کریں گے۔

عزتِ نفس کا دفاع کرنے والا جہنم سے محفوظ رہے گا

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

❶ صحيح البخاری: كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، رقم الحديث: ۱۷۳۹

❷ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم، رقم الحديث: ۱۹۳۱

فرمایا:

مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ بِالْغِيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ. ❶

ترجمہ: جو غیبت سے اپنے بھائی کا دفاع کرے تو اللہ تعالی پر حق ہے کہ اسے جہنم سے دور کردے۔

عیب جوئی کرنے والا جہنم میں قید رہے گا

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ذَكَرَ امرأً بشيءٍ لَيْسَ فِيهِ لِيُعَيِّبَهُ حَبَسَهُ اللّٰهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَأْتِيَ بِنَفَاذِ مَا قَالَ فِيهِ. ❷

ترجمہ: جو شخص کسی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس میں نہیں ہے، تاکہ اس کی عیب جوئی کرے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں اس وقت تک قید رکھے گا جب تک وہ اپنی کہی ہوئی بات کو سچ کر کے نہ دکھادے۔

غیبت کے سبب روزِ قیامت بھائی کا گوشت کھانے کا کہا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَكَلَ لَحْمَ أَخِيهِ فِي الدُّنْيَا، قُرِّبَ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ لَهُ: كُلْهُ مَيِّتًا

---

❶ مسند أحمد: حديث أسماء بنت يزيد، ج۴۵ ص۵۸۳، رقم الحديث: ۲۷۶۰۹/قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رواه أحمد و الطبراني و إسناد أحمد حسن، مجمع الزوائد: كتاب الأدب، باب فيمن ذبّ عن مسلم غيبة، ج۸ ص۹۵، رقم الحديث: ۱۳۱۵۰

❷ الترغيب و الترهيب للمنذري: كتاب الأدب الترهيب من السباب و اللعن......الخ، ج۳ ص۳۷۶ قَالَ المنذري: رواه الطبراني باسناد جيد/قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: ورجال الثاني ثقات. (مجمع الزوائد: كتاب الأحكام، باب في الشهود، ج۴ ص۲۰۱، رقم الحديث: ۷۰۴۱)

كَمَا أَكَلْتَهُ حَيًّا،فَيَأْكُلُهُ،وَيَكْلَحُ وَيَصِيحُ. ❶

ترجمہ: جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا، قیامت کے روز بھی اُسے اس کا گوشت کھانے کے لیے قریب کر کے دیا جائے گا اور کہا جائے گا: تو اسے مردہ کھاتا تھا، اب زندہ بھی کھا۔ وہ اسے کھائے گا اور چیخے چلائے گا۔

غیبت صرف زبان سے نہیں ہوتی

غیبت صرف زبانی ذکر ہی کو نہیں کہتے بلکہ ہر وہ عمل غیبت میں داخل ہے جس سے تمہارے بھائی کا عیب کسی دوسرے پر ظاہر ہو جائے، خواہ اشارے سے ہو یا کنایہ سے ہو، یا کسی واضح یا غیر واضح حرکت سے ہو۔ غیبت کے سلسلے میں تصریح، ابہام، قول، فعل، رمز و اشارہ سب حرام اور ناجائز ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک عورت آئی، جب وہ واپس چلی گئی تو میں نے یہ بتلانے کے لیے کہ وہ پستہ قد تھی ہاتھ سے اشارہ کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! ''قَدْ اغْتَبْتِيهَا'' تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ ❷

ان آیات اور احادیث سے اندازہ لگائیں کہ غیبت کس قدر بڑا گناہ ہے اور اس پر کس قدر سخت سزاؤں کا ذکر ہے، تو غیبت کرنے سے حتی الامکان بچنا چاہیے اور غیبت سننے سے بھی گریز کرنا چاہیے۔

---

❶ قال الحافظ سنده حسن. فتح الباری: ج۱۰ ص۴۷۰/أنيس الساری فی تخريج أحاديث فتح الباری: ج۷ص۴۹۲۶، ۴۹۲۷، رقم الحديث: ۳۵۲۸، قال المصنف: قلت: و إسناده حسن/روضة المحدثين: ج۶ ص۲۲، رقم الحديث: ۲۳۳۷، إسناده حسن

❷ مسند أحمد: مسند النساء، ج ۴۱ص ۵۰۰، رقم الحديث: ۲۵۰۴۹

غیبت کی مذمت سے متعلق حضراتِ انبیاء علیہم السلام اور سلف کے چوالیس (۴۴) اقوال

مسلسل غیبت کرنا دخولِ جہنم کا سبب ہے

۱......اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کر کے ارشاد فرمایا:

مَنْ مَاتَ تَائِبًا مِنَ الغِيبَةِ فَهُوَ آخِرُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ مُصِرًّا عَلَيْهَا فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ النَّارَ. ❶

ترجمہ: جو شخص غیبت سے توبہ کرتے ہوئے وفات پا گیا تو وہ شخص آخری ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا، اور جو شخص غیبت پر اصرار کرتے ہوئے وفات پا گیا تو وہ شخص اول ہوگا جو دوزخ میں داخل ہوگا۔

مخلوق کے محاسن پر نگاہ ڈالیں

۲......حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے چند حواریوں کے ساتھ مردار کتے کے قریب سے گزرے، کسی نے کہا: اس کتے میں کتنی بد بو ہے، آپ نے فرمایا: "**مَا أَشَدَّ بَيَاضَ أَسْنَانِهِ يُعَظِّمُهُمْ وَيَنْهَاهُمْ عَنْ الْغِيبَةِ**" اس کے دانت کتنے سفید ہیں، گویا آپ نے انہیں کتے کی غیبت کرنے سے منع فرمایا اور اس بات پر تنبیہ کی کہ وہ اللہ کی مخلوق کے محاسن کا ذکر کیا کریں۔ ❷

لوگوں کا ذکر بیماری ہے

۳......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى فَإِنَّهُ شِفَاءٌ، وَإِيَّاكُمْ وَذِكْرَ النَّاسِ فَإِنَّهُ دَاءٌ ،نَسْأَلُ

❶الرسالة القشيرية: باب الصمت، ص ۲۹۱

❷تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عيسى بن مريم روح الله وكلمته، ج۴۷ ص ۴۳۸، رقم الترجمة: ۵۵۱۹

اللَّهَ حُسْنَ التَّوْفِيقِ لِطَاعَتِهِ. ❶

ترجمہ: اللہ کا ذکر کیا کرو، اس میں شفا ہے، لوگوں کا ذکر مت کیا کرو، اس میں بیماری ہے۔ ہم اللہ سے حسن توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

لوگوں کی عزتوں کا دفاع کرو

۴...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا يَمْنَعُكُمْ إِذَا رَأَيْتُمُ السَّفِيهَ يَخْرِقُ أَعْرَاضَ النَّاسِ أَنْ تُعَرِّبُوا عَلَيْهِ؟

ترجمہ: کیا چیز تم کو روکتی ہے کہ تم دیکھو بیوقوف لوگوں کو جو لوگوں کی عزت پامال کر رہا ہے کہ تم اسے روکو؟

لوگوں نے کہا: ہم اس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ذَلِكَ أَدْنَى أَن لَا تَكُونُوا شُهَدَاءَ. ❷

ترجمہ: یہ بات زیادہ قریب ہے کہ تم گواہ نہ بنو۔

بیٹے کو تین اہم نصیحتیں

۵...... حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

يَا بُنَيَّ، أَرَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِيكَ، فَاحْفَظْ مِنِّي خِصَالًا ثَلَاثًا: لَاتُفْشِيَنَّ لَهُ سِرًّا، وَلَايَسْمَعَنَّ مِنْكَ كَذِبًا، وَلَا تَغْتَابَنَّ عِنْدَهُ أَحَدًا. ❸

ترجمہ: اے میرے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ بادشاہ تمہیں قریب کر رہا ہے، پس تین

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ص ۱۴۳

❷ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذب المسلم عن عرض أخيه، ص ۱۵۰، الرقم: ۲۴۵

❸ مكارم الأخلاق للخرائطي: بَابُ ذِكْرِ حُسْنِ الْمُجَالَسَةِ وَوَاجِبِ حَقِّهَا، ص ۲۳۳، الرقم: ۷۰۶

باتیں مجھ سے محفوظ کرلو: کبھی بھی اُس کا راز فاش مت کرنا، اور کبھی بھی وہ آپ سے جھوٹ نہ سنے، اور بادشاہ کے سامنے کبھی کسی کی غیبت مت کرنا۔

دوسروں کے نہیں اپنے عیوب پر نگاہ ڈالو

٦......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَذْكُرَ عُيُوبَ صَاحِبِكَ فَاذْكُرْ عُيُوبَ نَفْسِكَ. ❶

ترجمہ: جب تم اپنے کسی دوست کے عیوب بیان کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے عیوب یاد کر لیا کرو۔

اپنے عیوب کی اصلاح کرو

٧......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

يَبْصُرُ أَحَدُكُمُ الْقَذَى فِي عَيْنِ أَخِيهِ وَلَا يَبْصُرُ الْجِذْعَ فِي عَيْنِ نَفْسِهِ. ❷

ترجمہ: بعض آدمی دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتے ہیں اور اپنی آنکھ کا شہتیر انہیں نظر نہیں آتا۔

مردار گوشت غیبت سے بہتر ہے

٨......حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایک مردار خچر پر گزرے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَأَنْ يَأْكُلَ أَحَدُكُمْ مِنْ لَحْمِ هَذَا حَتَّى يَمْتَلِئَ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ. ❸

ترجمہ: اللہ کی قسم! آدمی کا اس کو پیٹ بھر کھانا اس بات سے بہتر ہے کہ وہ کسی مسلمان کا گوشت کھائے۔

---

❶ الزهد لأحمد بن حنبل: ص ١٥٤، الرقم: ١٠٤٦

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج٣ ص ١٤٣

❸ الصمت لابن أبي الدنيا: ص ١٢٨، الرقم: ١٨٧/ ذم الغيبة والنميمة: ص ١٨، الرقم: ٣٩

عذاب قبر کے تین بڑے اسباب

۹......حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عَذَابُ الْقَبْرِ ثَلاثَةُ أَثْلاثٍ:ثُلُثٌ مِنَ الْغِيبَةِ،وَثُلُثٌ مِنَ الْبَوْلِ،وَثُلُثٌ مِنَ النَّمِيمَةِ. ❶

ترجمہ:عذاب قبر کے تین حصے ہیں:ایک تہائی غیبت کی وجہ سے ہے،ایک تہائی پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی بنا پر ہے،اورایک تہائی چغل خوری کے باعث ہے۔

غیبت برے لوگوں کا کام ہے

۱۰......حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ نے اپنے ایک شخص کوکسی کی غیبت کرتے ہوئے سنا،تو اس سے فرمایا:

إِيَّاكَ وَالْغِيبَةَ،فَإِنَّهَا إِدَامُ كِلَابِ النَّاسِ. ❷

ترجمہ:غیبت سے بچو،یہ لوگوں میں کتوں کا سالن ہے(جو بظاہر انسان ہیں لیکن اپنے طور طریقوں اور بری عادات کی بناء پر کتوں کی طرح ہیں۔)

غیبت دین میں کینسر کی طرح مضر ہے

۱۱......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاللَّهِ لَلْغِيبَةُ أَسْرَعُ فَسَادًا فِي دِينِ الْمَرْءِ مِنَ الْأَكَلَةِ فِي الْجَسَدِ. ❸

ترجمہ:اللہ کی قسم!غیبت آدمی کے دین پر اتنی تیزی سے اثر انداز ہوتی ہے کہ آکلۃ (کینسر) مرض بھی اتنی تیزی سے جسم پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

❶تنبيه الغافلين:باب النميمة،ص ١٧١،الرقم:٢١٦

❷تاريخ مدينة دمشق:ترجمة:على بن الحسين،ج ٤١ص ٣٩٩،رقم الترجمة:٤٨٧٥

❸إحياء علوم الدين:كتاب آفات اللسان،ج٣ص ١٤٣

اللہ کے محبوب بندے اپنی اصلاح کی فکر میں ہوتے ہیں

۱۲......حضرت حسن رحمہ اللہ نے اپنے ایک خطاب کے دوران فرمایا:

إِنَّکَ لَن تُصِیبَ حَقیقَةَ الْإِیمانِ حَتَّی لا تَغِیبَ النَّاسَ بِعَیْبٍ هُوَ فِیکَ، وَحَتَّی تَبدأَ بِصَلاحِ ذَلِکَ العَیبِ فَتُصلِحَهُ،فَإِذا فَعَلْتَ ذَلِکَ کَانَ شُغُلُکَ فِی خَاصَّةِ نَفْسِکَ، وَأَحَبُّ العِبَادِ إِلَی اللَّهِ مَن کَانَ هَکَذَا. ❶

ترجمہ: اے مسلمان! تو اس وقت تک ایمان کی حقیقت کا ادراک نہیں کرسکتا جب تک کہ لوگوں کو اُن کے عیب کی وجہ سے برا کہنا ترک نہیں کرے گا جو تیرے اندر موجود ہے، اور اولاً اس کی اصلاح نہیں کرے گا، پھر جب تو اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہو جائے گا تو تیرے لیے یہ مشغلہ کافی ہوگا، تجھے دوسروں کے عیوب پر نظر ڈالنے کی فرصت ہی نہیں رہے گی۔ اللہ کے محبوب ترین بندے ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں۔

غیبت والے کی طرف مٹھائی بھیجنا

۱۳......کسی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے، تو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اس کے پاس مٹھائی کا طبق بھیجا اور کہلا بھیجا کہ:

بَلَغَنِی أَنَّکَ أَهْدَیْتَ إِلَیَّ حَسَنَاتِکَ فَکَافَأْتُکَ. ❷

ترجمہ: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے اپنی نیکیوں کا طبق مجھے دیا ہے، اس لئے میں اس کے بدلے یہ بھیج رہا ہوں۔

غیبت نیک اعمال کو جلا دیتی ہے

۱۴......حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ إحیاء علوم الدین: کتاب آفات اللسان، ج۳ص ۱۴۳

❷ الرسالة القشیریة: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۹۲

إِيَّاكُمْ وَالْغِيبَةَ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَهِيَ أَسْرَعُ فِي الْحَسَنَاتِ مِنَ النَّارِ فِي الْحَطَبِ. ❶

ترجمہ: تم لوگ غیبت سے بچو، اللہ کی قسم! یہ نیکیاں جلا دینے میں آگ کی طرح تیز ہے، جیسے کہ آگ لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔

دوسروں کا ذکر تین طرح کا ہوتا ہے

۱۵...... حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَذِكْرُ الْغَيْرِ غِيبَةٌ أَوْ بُهْتَانٌ أَوْ إِفْكٌ، وَكُلُّ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى: فَالْغِيبَةُ أَنْ تَقُولَ مَا فِيهِ، وَالْبُهْتَانُ مَا لَيْسَ فِيهِ، وَالْإِفْكُ أَنْ تَقُولَ مَا بَلَغَكَ. ❷

ترجمہ: دوسروں کا ذکر تین طرح کا ہوتا ہے: غیبت، بہتان، اور افک، اور یہ سب اللہ عزّ وجلّ کی کتاب میں موجود ہیں۔ ۱...... غیبت: وہ ہے کہ جو بات اس میں ہو، وہی کہو۔ ۲...... بہتان وہ ہے کہ ایسی بات کہو جو اس میں نہ ہو۔ ۳...... افک: وہ ہے کہ جو بات تمہیں پہنچی ہو، وہ بیان کرو۔

غیبت کے مضر اثرات

۱۶...... حضرت حسن رحمہ اللہ کا قول ہے رب ذوالجلال کی قسم! غیبت لقمہ کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے مؤمن کے دین میں رخنہ ڈال دیتی ہے۔ ❸

غیبت روزِ محشر ندامت کا ذریعہ ہے

۱۷...... قیامت کے دن بندے کا اعمال نامہ جب لایا جائے گا اور وہ اس میں کوئی نیکی نہیں دیکھے گا، تو کہے گا: میری نماز، میرا روزہ اور عبادت کہاں گئی؟ جواب ملے گا:

---

❶ الصمت لابن أبي الدنيا: باب كفارة الاغتياب، ص ۱۷۴، الرقم: ۳۰۰

❷ الزواجر: الكبيرة الثامنة والتاسعة والأربعون بعد المائتين، ج۲ ص ۲۶

❸ مکاشفۃ القلوب: باب نمبر ۲۰ ص ۱۲۴

ذَهَبَ عَمَلُکَ کُلُّهُ بِاغْتِيَابِکَ لِلنَّاسِ. ❶

لوگوں کی غیبت کرنے کی وجہ سے تمہارے تمام اعمال ضائع ہو گئے۔

سننے والا بھی کہنے والے کا شریک ہوتا ہے

۱۸......عمرو بن عتبہ بن ابی سفیان کے ایک غلام نے کہا: عمرو بن عتبہ رحمہ اللہ نے مجھے ایک شخص کے ساتھ دیکھا جو کسی دوسرے کے بارے میں برائی کر رہا تھا۔ عمرو نے مجھ سے کہا: تجھ پر افسوس! حالانکہ اس نے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد مجھ سے ایسا کہا۔ پھر فرمایا:

نَزِّہ سَمْعَکَ عَنِ استِمَاعِ الخَنَا کَمَا تُنَزِّہُ لِسَانَکَ عَنِ القَولِ بِهِ، فَإِنَّ

نَزِّهْ سَمْعَکَ عَنِ اسْتِمَاعِ الْخَنَا، کَمَا تُنَزِّهُ لِسَانَکَ عَنِ الْقَوْلِ بِهِ، فَإِنَّ الْمُسْتَمِعَ شَرِيکُ الْقَائِلِ، وَإِنَّمَا نَظَرَ إِلَى شَرِّ مَا فِي وِعَائِهِ فَأَفْرَغَهُ فِي وِعَائِکَ، وَلَوْ رَدَدْتَ کَلِمَةَ السَّفِيهِ فِي فِيهِ، لَسَعِدَ بِهَا رَادُّهَا، کَمَا شَقِيَ بِهَا قَائِلُهَا. ❷

ترجمہ: جیسے تُو اپنی زبان کو گالی دینے سے پاک رکھتا ہے، ویسے ہی اپنے کانوں کو گالی سننے سے پاک رکھ۔ کیونکہ سننے والا بھی کہنے والے کا شریک ہوتا ہے۔ دراصل اس نے اپنے دل کے سب سے برے حصے کو نکال کر تیرے دل میں ڈال دیا۔ اگر بے وقوف کی بات اُسے لوٹا دی جائے تو وہ لوٹانے والے کے لیے باعثِ سعادت ہوتی، جیسے وہ کہنے والے کے لیے باعثِ شقاوت ہے۔

اپنے گناہوں سے بے خوف نہ ہوں

۱۹......حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے کہا گیا: کیا آپ لوگوں کا ذکر (برائی) نہیں کرتے؟ تو انہوں نے فرمایا:

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۹۲

❷ الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذب المسلم عن عرض أخيه، ص ۱۵۱، الرقم: ۲۴۷

مَا أَنَا عَنْ نَفْسِی بِرَاضٍ فَأَتَفَرَّغَ مِنْ ذَمِّهَا إِلَی ذَمِّ النَّاسِ، إِنَّ النَّاسَ خَافُوا اللَّهَ فِی ذُنُوبِ الْعِبَادِ وَأَمِنُوا عَلَی ذُنُوبِهِمْ. ❶

ترجمہ: میں خود اپنے نفس سے راضی نہیں ہوں، تو کیا میں اپنی برائیوں کو بھلا کر دوسروں کے عیوب بیان کرنے میں لگ جاؤں؟ لوگ دوسروں کے گناہوں سے تو اللہ سے ڈرتے ہیں، مگر اپنے گناہوں کے بارے میں بے خوف ہیں۔

کسی کی ناگواری والی بات مت کرو

۲۰......حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا قُلْتَ مَا فِی الرَّجُلِ وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ يَكْرَهُ ذَلِكَ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِذَا قُلْتَ مَا لَيْسَ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ. ❷

ترجمہ: جب تم کسی شخص کے بارے میں وہ بات کہو جسے وہ ناپسند کرتا ہے، تو تم نے اس کی غیبت کی۔ اور اگر تم اس کے بارے میں ایسی بات کہو جو اس میں نہیں ہے، تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔

لوگوں کے عیوب بیان کرنے والا اپنے آپ سے غافل ہوتا ہے

۲۱......حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

مَاأَحسِبُ أَحَدًا تَفَرَّغَ لِعَيبِ النَّاسِ إِلَّا مِن غَفلَةٍ غَفلَهَا عَن نَفْسِهِ. ❸

ترجمہ: میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص لوگوں کے عیب بیان کرنے کے لیے فارغ ہو، یہ وہی شخص ہوسکتا ہے جو اپنے نفس سے غافل ہو۔

---

❶صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل الكوفة من التابعين ومن بعدهم، ترجمه: الربيع بن خثيم، ج۲ ص۳۵، رقم الترجمة: ۴۰

❷الصمت لابن أبي الدنيا: باب ذب المسلم عن عرض أخيه، ص۱۳٦، الرقم: ۲۱۰

❸حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عون بن عبدالله، ج۴ ص۲۴۹

حلال سے روزہ رکھ کر حرام سے افطار نہ کرو

۲۲......حضرت یحیی بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَصُومُ الرَّجُلُ عَنِ الْحَلَالِ الطِّيِّبِ، وَيُفْطِرُ عَلَى الْحَرَامِ الْخَبِيثِ، لَحْمِ أَخِيهِ يَعْنِي اغْتِيَابَهُ. ❶

ترجمہ: آدمی حلال اور پاکیزہ چیزوں سے روزہ رکھتا ہے، لیکن افطار حرام اور ناپاک چیز پر کرتا ہے، یعنی اپنے بھائی کے گوشت پر (یعنی مراد اس کی غیبت کرنا ہے۔)

کل روزِ محشر اپنی نیکیاں ضائع ہونے سے بچائیں

۲۳......امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے سنا کہ قیامت کے دن بندے سے کہا جائے گا:

قُم إِلَى فُلَانٍ فَخُذ حَقَّكَ مِنهُ،فَيَقُولُ:يَا رَبِّ مَا أَعرِفُ لِي عِندَهُ مِن حَقٍّ،فَيُقَالُ:بَلَى إِنَّهُ ذَكَرَكَ يَومَ كَذَا بِكَذَا وَيَومَ كَذَا بِكَذَا.

ترجمہ: فلان کے پاس جاؤ اور اس سے اپنا حق لے لو۔ وہ کہے گا: اے رب! مجھے نہیں یاد کہ میرا اِس کے پاس کوئی حق ہے، تو کہا جائے گا: کیوں نہیں، اس نے تمہارا ذکر فلان دن اور فلان دن اِس طرح اور اِس طرح کیا تھا۔ (یعنی اِس نے آپ کی غیبت کی تھی۔)

پھر امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا:

أَفَنَاصِحٌ لِنَفسِهِ مَن يَقضِي مِن حَسَنَاتِهِ غَدًا وَهُوَ يَنظُرُ إِلَى ذُلٍّ خَاشِعٍ يَوَدُّ لَو كَانَ بَينَهُ وَبَينَ أَخِلَّائِهِ أَمَدًا بَعِيدًا. ❷

❶حلية الأولياء:الطبقة الأولى من التابعين،ترجمة:يحيى بن أبى كثير، ج۳ص ۶۹

❷الحلم لابن أبى الدنيا: ص۷۵،الرقم: ۱۲۱

ترجمہ: کیا وہ شخص اپنے آپ کا خیر خواہ ہے جو کل اپنی نیکیاں کسی ذلیل وخوار کو دے دے گا، جبکہ وہ یہ چاہے گا کہ کاش اُس کے اور اُس کے درمیان بہت دوری ہوتی؟

تین خصلتوں پر کاربند رہیں

۲۴......حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِيَكُنْ حَظُّ الْمُؤْمِنِ مِنْكَ ثَلَاثَ خِصَالٍ :إِن لَمْ تَنْفَعْهُ فَلَا تَضُرَّهُ، وَإِن لَمْ تُسَرَّهُ فَلَا تُغْمِهِ، وَإِن لَمْ تَمْدَحْهُ فَلَا تَذُمَّهُ. ❶

ترجمہ: کسی مؤمن کے لئے تجھ سے تین قسم کا حصہ ہونا چاہیے۔ اگر تو اُسے فائدہ نہیں پہنچا سکتا، تو اُسے نقصان بھی نہ پہنچا۔ اگر تو اسے خوش نہیں کرسکتا تو اُسے مغموم بھی نہ کر۔ اور اگر اس کی مدح نہیں کرسکتا تو مذمت بھی نہ کر۔

غیبت کا کفارہ کیا ہے؟

۲۵......حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

كَفَّارَةُ أَكْلِكَ لَحْمَ أَخِيكَ أَن تُثْنِيَ عَلَيْهِ وَتَدْعُوَ لَهُ بِخَيْرٍ. ❷

ترجمہ: اپنے بھائی کا گوشت کھانے کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس کی تعریف کرو اور اس کے لیے خیر کی دعا کرو۔

غیبت معزز لوگوں کا شیوہ نہیں ہے

۲۶......حضرت قتیبۃ بن مسلم رحمہ اللہ نے ایک آدمی کو دوسرے کی غیبت کرتے سنا، تو فرمایا:

أَمَا وَاللّٰهِ لَقَد تَلَمَّظتَ بِمُضغَةٍ طَالَمَا لَفَظَتْهَا الكِرَامُ. ❸

❶الرسالة القشيرية:باب الصمت، ج ۱ ص ۲۹۲

❷الصمت لابن أبي الدنيا:باب كفارة الاغتياب، ص ۱۷۱، الرقم: ۲۹۲

❸الصمت لابن أبي الدنيا:باب كفارة الاغتياب، ص ۱۷۳، الرقم: ۲۹۸

ترجمہ: اللہ کی قسم! تم نے ایک ایسا نوالہ چکھا ہے جسے شریف لوگوں نے طویل عرصے تک باہر پھینکا ہوا تھا۔

کسی کی ذمہ داری اور پیشے کو حقیر نہ سمجھو

۲۷......حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَو قُلتَ لِلأَقطَعِ: فُلانٌ الأَقطَعُ كَانَتْ غِيبَةً. ❶

ترجمہ: اگر تم کسی ہاتھ کاٹنے والے کے لیے کہو: فلان ایک ہاتھ کاٹنے والا ہے، تو یہ بھی غیبت ہے۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر میں نے یہ بات ابو اسحاق سے ذکر کی، تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے صحیح کہا۔

تصویر کا ایک رخ دکھانا ظلم ہے

۲۸......امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ظُلْمٌ لِأَخِيكَ أَنْ تَذْكُرَ مِنْهُ أَسْوَأَ مَا تَعْلَمُ وَتَكْتُمَ خَيْرَهُ. ❷

ترجمہ: یہ اپنے بھائی کے ساتھ ظلم ہے کہ تم اس کے بارے میں سب سے اُس کے عیوب بیان کرو اور اس کی خوبیاں چھپالو۔

اپنے عیوب سے غفلت دھوکہ ہے

۲۹......حضرت بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ مُولَعًا بِعُيُوبِ النَّاسِ نَاسِيًا لِعَيْبِهِ فَاعلَمُوا أَنَّهُ قَد مُكِرَ بِه. ❸

❶ الصمت لابن أبی الدنیا: باب جامع لماتقدم من الأبواب، ص ۲۱۳، الرقم: ۲۵۷

❷ صفة الصفوة: ذکر المصطفین من أهل البصرة من التابعین ومن بعدهم، ترجمة: محمد بن سیرین، ج ۲ ص ۱۴۵، رقم الترجمة: ۵۰۴

❸ الصمت لابن أبی الدنیا: باب ذب المسلم عن عرض أخیه، ص ۱۳۲، الرقم: ۱۹۹

ترجمہ: اگر تم کسی شخص کو لوگوں کی عیبوں میں مشغول دیکھو، اور وہ اپنی عیبوں کو بھول چکا ہو، تو جان لو کہ اِسے (نفس وشیطان) نے دھوکے میں رکھا ہے۔

نیک لوگوں پر تنقید برے ہونے کی علامت ہے

۳۰......حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكَفٰى بِالْمَرْءِ شَرًّا أَنْ لَا يَكُونَ صَالِحًا وَيَقَعَ بِالصَّالِحِينَ. ❶

ترجمہ: انسان کے لیے شر یہ کافی ہے کہ وہ خود صالح نہ ہو اور نیک لوگوں پر تنقید کرے یا ان کا عیب تلاش کرے۔

دل سے دوسروں کے خیر خواہ رہیں

۳۱......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُبَّمَا قَالَ الرَّجُلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَأَخْشٰى عَلَيْهِ النَّارَ.

ترجمہ: بعض اوقات آدمی کہتا ہے: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" یا "سُبْحَانَ اللّٰهِ" اور مجھے ڈر ہوتا ہے کہ وہ اس کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔

پوچھا گیا: یہ کیسے؟ تو فرمایا:

يَغْتَابُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيُعْجِبُهُ ذٰلِكَ فَيَقُولُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَيْسَ هٰذَا مَوْضِعَهُ، إِنَّمَا مَوْضِعُ هٰذَا أَنْ يُنْصِحَ لَهُ فِي نَفْسِهِ وَيَقُولَ لَهُ: اتَّقِ اللّٰهَ. ❷

ترجمہ: اس کے سامنے کسی کی غیبت کی جاتی ہے، اور اسے یہ بات پسند آتی ہے، پھر وہ کہتا ہے: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" حالانکہ یہ اس کا موقع نہیں۔ اس موقع پر اِسے چاہیے تھا اپنے دل میں اِس کے لئے خیر خواہی کرتا اور اِسے کہتا کہ: اللہ سے ڈرو۔

---

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل البصرة من التابعين ومن بعدهم، الطبقة الثالثة، ترجمة: مالك بن دينار، ج ۲ ص ۱۶۷، رقم الترجمة: ۵۲۲

❷ عيون الأخبار: كتاب الطبائع وأخلاق المذمومة، باب الغيبة والعيوب، ج ۲ ص ۱۸

جس کی غیبت کی جائے اُس کے گناہ جھڑتے ہیں

۳۲......امام قشیری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

مَن اغْتِيبَ بِغَيْبَةٍ غَفَرَ اللّٰهُ تَعَالَى لَهُ نِصفَ ذُنُوبِهِ. ❶

ترجمہ: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی غیبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جس شخص کی غیبت کی جاتی ہے۔اس کے نصف گناہ معاف کردیتا ہے۔

غیبت قرض سے بدتر ہے

۳۳......حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الدَّينِ،اَلدَّينُ يُقضَى،وَالْغِيبَةُ لَا تُقْضَى. ❷

ترجمہ: غیبت قرض سے بھی شدید تر ہے، کیونکہ قرض چکادیا جا سکتا ہے، لیکن غیبت کونہیں چکا جا سکتا۔

قرض کا مطالبہ کرنے والا موجود ہوتا ہے اور اِس کی ادائیگی کا انسان فکرمند ہوتا ہے، جب کہ اول تو غیبت کو گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا، اگر سمجھ بھی لے تو حقوق العباد کے پیش نظر بندے سے معافی نہیں مانگی جاتی اور جس کی غیبت کی ہے وہ بھی آکر اس کا مطالبہ نہیں کرتا، اسلئے اِس کی ادائیگی نہیں ہوتی۔

زبان سے سلامتی عیوب سے حفاظت کی ضامن ہو

۳۴......حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ:اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ،يَقُولُ:أَنْتَ مِنِّي سَالِمٌ،وَأَنَا مِنكَ سَالِمٌ،ثُمَّ يَدْعُولَهُ وَيَقُولُ:وَعَلَيكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ،فَلَا يَنْبَغِي لِهٰذَينِ إِذَا سَلَّمَ

❶ الرسالة القشيرية:باب الصمت، ج ١ ص ٢٩٢

❷ حلية الأولياء:ترجمة:سفيان بن عينية، ج٧ص ٢٧٥

بَعْضُهُمَا عَلٰی بَعْضٍ أَن يَذْكُرَهُ مِنْ خَلْفِهِ بِمَا لَا يَنْبَغِي لَهُ مِنْ غِيبَةٍ أَوْ غَيْرِهٖ. ❶

ترجمہ: اس کے قول ”اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ“ کا مطلب ہے: تم مجھ سے سلامت ہو، اور میں تم سے سلامت ہوں۔ پھر وہ اس کے لیے دعا کرتے ہوئے کہتا ہے: ”وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه“ لہٰذا، ان دونوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ جب ایک دوسرے کو سلام کریں، تو بعد میں اس کی پیٹھ پیچھے ایسی بات کریں جو غیبت یا کسی اور ناپسندیدہ چیز کے زمرے میں آتی ہو۔

جو باتیں اپنی پوشیدہ رکھنا چاہو تو دوسروں پر بھی پردہ ڈالو

۳۵......حضرت حمدون بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تُفْشِ عَلٰی أَحَدٍ مَا تُحِبُّ أَنْ يَكُونَ مَسْتُورًا مِنكَ. ❷

ترجمہ: کسی کی ایک ایسی بات ظاہر نہ کرو جسے تم اپنے بارے میں پسند کرتے ہوئے (کہ اگر وہ تمہارے اندر ہوتی تو تم اُسے) چھپاتے۔

میرے نامہ اعمال میں غیبت کا گناہ نہیں ہوگا

۳۶......ابو عبد اللہ البخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ وَلَا يُحَاسِبَنِي أَنِّي اغْتَبْتُ أَحَدًا. ❸

ترجمہ: مجھے امید ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ مجھ سے غیبت کے بارے میں محاسبہ نہ ہوگا۔

---

❶حلية الأولياء: ترجمة: سفيان بن عيينة، ج۷ ص ۲۸۲

❷صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل نيسابور، ترجمه: أبو صالح حمدون بن أحمد، ج۲ ص ۳۱۴، رقم الترجمة: ۶۸۶

❸سير أعلام النبلاء: الطبقة الرابعة عشرة، ترجمة: أبو عبد اللّٰه البخاری، محمدبن إسماعيل، ج۱۲ ص ۴۳۹ تا ۴۴۱، رقم الترجمة: ۱۷۱

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے سچ فرمایا، اور جوان کے جرح وتعدیل کے کلام پر غور کرے گا، اِسے ان کے لوگوں کے رواۃ کے بارے میں محتاط طرزِ عمل کا پتا ہوگا، انہوں نے کس قدر احتیاط اور انصاف کا دامن تھام کر رکھا۔

وہ جنہیں ضعیف قرار دیتے تھے، زیادہ تر یہی کہتے یہ: "منکر الحدیث" ہے یا اس کے بارے میں "سکتوا عنه" (سکوت اختیار کیا گیا ہے) یا "فیه نظر" (اس میں نظر ہے) اور اسی طرح کے الفاظ وہ شاذ و نادر ہی کسی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں۔ "کذّاب" (بہت جھوٹا ہے) یا "یضع الحدیث" (فلاں شخص حدیث گھڑتا تھا) یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا: جب میں کہوں: "فلا ن فلان فی حدیثه نظر" (فلاں کی حدیث میں نظر ہے) تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ متّہم اور کمزور ہے۔

یہی ان کے اس قول کا مفہوم ہے: 'اللہ میرا احساب نہیں لے گا کہ میں نے کسی کی غیبت کی ہو، اور بخدا، یہ پرہیز گاری اور احتیاط کی انتہاء ہے۔

غیبت ظاہر میں سرسبز اور حقیقت میں بدبودار لاش کی مانند ہے

۳۷......امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے غیبت کی قباحت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

أَلَمْ تَرَ إِلَى جِيفَةٍ خَضْرَاءَ مُنْتِنَةٍ. ❶

ترجمہ: کیا تم نے ایک سبز، بدبودار لاش نہیں دیکھی؟

غیبت کے ذریعے نیکیاں ضائع نہ کریں

۳۸......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ كُنتُ مُغْتَابًا أَحَدًا لَاغْتَبْتُ وَالِدَىَّ لِأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِحَسَنَاتِي. ❷

❶ الزهد لوكيع: باب الغيبة، ص ۷۴۷، الرقم: ۴۳۲

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ص ۲۹۲

ترجمہ: اگر مجھے کسی کی غیبت کرنی ہوتو میں اپنے والدین کی غیبت کرتا ہوں، اس لیے کہ یہ دونوں میرے نیکیوں کے زیادہ حقدار ہیں۔

لوگوں کی عزت نفس کی حفاظت اہم حکم ہے

۳۹......ایک بزرگ فرماتے ہیں:

أَدْرَكْنَا السَّلَفَ وَهُمْ لا يَرَوْنَ الْعِبَادَةَ فِي الصَّوْمِ وَلا فِي الصَّلاةِ وَلَكِنْ فِي الْكَفِّ عَنْ أَعْرَاضِ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: ہم نے اکابرین سلف کو دیکھا ہے وہ لوگ (صرف) نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کو عبادت نہیں سمجھتے تھے، بلکہ لوگوں کی عزت نفس کو مجروح کرنے سے بچنے کو عبادت سمجھتے تھے۔

کفار تم سے بچے لیکن مسلمان محفوظ نہ رہا

۴۰......سفیان بن حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا کہ میں نے کسی شخص کا تذکرہ کیا، تو ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ نے کہا: کیا تم نے اس سال ترکوں اور رومیوں پر حملہ کیا تھا؟ میں نے کہا: نہیں، انہوں نے کہا:

سَلِمَ مِنْكَ التُّرْكُ وَالرُّومُ، وَمَا سَلِمَ مِنْكَ أَخُوكَ الْمُسْلِمُ. ❷

ترجمہ: تم سے ترک اور رومی بچ گئے، لیکن تمہارا مسلمان بھائی تم سے نہیں بچ سکا۔

غیبت بغیر کسی نفع کے اپنے نیکیوں کا ضیاع ہے

۴۱......امام قشیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَثَلُ الَّذِي يَغْتَابُ النَّاسَ كَمَثَلِ مَنْ نَصَبَ مَنْجَنِيقًا يَرْمِي بِهِ حَسَنَاتِهِ

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ص ۱۴۳

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ص ۲۹۲

شَرْقًا وَغَرْبًا، يَغْتَابُ وَاحِدًا خُرَاسَانِيًّا وَآخَرَ حَجَازِيًّا وَآخَرَ تُرْكِيًّا، فَيُفَرِّقُ حَسَنَاتِهِ وَيَقُومُ وَلَا شَيْءَ مَعَهُ.❶

ترجمہ: لوگوں کی غیبت کرنے والے کی مثال اُس شخص کی سی ہے جس نے منجنیق فٹ کی اور اپنی نیکیوں کو مشرق ومغرب کی طرف پھینکتا ہے، وہ کبھی کسی خراسانی، کبھی حجازی اور کبھی کسی ترک کی غیبت کرتا ہے، پھر اپنی نیکیوں کو بکھیر دیتا ہے اور بغیر کسی نفع کے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ (یعنی غیبت کے ذریعے اپنے نیک اعمال ضائع کر دیئے اور بغیر کسی دنیاوی واخروی نفع کے مجلس سے اٹھ جاتا ہے، نفع تو کوئی نہ ہوا اور نقصان اتنا کہ نیک اعمال شرق وغرب میں بکھر گئے۔)

عالم کی غیبت کا نقصان

۴۲......حضرت ابوحفص الکبیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں کسی انسان کی غیبت کرنے کو ماہ رمضان کے روزے نہ رکھنے سے بدتر سمجھتا ہوں۔ نیز فرمایا جس نے کسی عالم کی غیبت کی تو قیامت کے دن اس کے چہرے پر لکھا ہوگا یہ اللہ رب العزت کی رحمت سے ناامید ہے۔❷

جس کی غیبت کی جائے اُس کی نیکیاں بڑھ جاتی ہیں

۴۳......روزِ محشر ایک آدمی کو اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا اور وہ اس میں ایسی نیکیاں دیکھے گا، جو اس نے کبھی نہ کی تھیں، تو اسے کہا جائے گا کہ:

هَذَا بِمَا اغْتَابَكَ النَّاسُ وَأَنْتَ لَمْ تَشْعُرْ.❸

ترجمہ: ان غیبتوں کے عوض میں ہے، جو لوگوں نے تیری کیں اور تجھے معلوم بھی نہ تھا۔

❶ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ص ۲۹۱

❷ مکاشفۃ القلوب: باب نمبر ۲۰ ص ۱۲۴

❸ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ا ص ۲۹۲

غیبت کرنے والے کو حتی الامکان روکیں

۴۴......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّهُ يَنْبَغِي لِمَن سَمِعَ غِيبَةَ مُسْلِمٍ أَنْ يَرُدَّهَا وَيَزْجُرَ قَائِلَهَا، فَإِنْ لَمْ يَنْزَجِرْ بِالْكَلَامِ زَجَرَهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِالْيَدِ وَلَا بِاللِّسَانِ، فَارَقَ ذَلِكَ الْمَجْلِسَ، فَإِنْ سَمِعَ غِيبَةَ شَيْخِهِ، أَوْ غَيْرِهِ مِمَّن لَهُ عَلَيْهِ حَقٌّ، أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْفَضْلِ وَالصَّلَاحِ، كَانَ الْاعْتِنَاءُ بِمَا ذُكِرَ أَكْثَرَ. ❶

ترجمہ: جان لو کہ جو شخص کسی مسلمان کی غیبت سنے، اُسے چاہیے کہ وہ اِسے دفع کرے اور کہنے والے کو جھڑک دے، (اور سمجھائے) اگر وہ سمجھانے سے نہیں رکتا تو اسے اپنے ہاتھ سے روکنا چاہیے، اگر ہاتھ یا زبان سے نہیں روک سکتا تو اُسے چاہیے کہ اس مجلس کو چھوڑ دے، اگر وہ اپنے شیخ کی غیبت سنے، یا کسی اور کی غیبت سنے جس پر اس کا حق ہے، یا جو نیک اور صالح لوگوں میں سے ہے، تو اُسے چاہیے کہ اس بات پر زیادہ توجہ دے جو ہم نے بیان کی ہے۔ (یعنی اُسے سمجھانے کی کوشش کرے اور ترغیب وترہیب کے ذریعے اِس گناہ سے روکے۔)

غیبت کرنے کے مختلف اسلوب وانداز

بعض اوقات جب اہل مجلس کسی شخص کا عیب سننے کے لیے متوجہ نہیں ہوتے تو کہتے ہیں: سبحان اللہ کس قدر عجیب بات ہے، یہاں اللہ کا نام عظمت وتقدیس کے اظہار واعتراف کے لیے نہیں لیا جاتا، بلکہ اپنے باطنی خبث کے اظہار کے لیے لیا جاتا ہے۔ کبھی غیبت کے لیے یہ پیرایہ اختیار کرتے ہیں کہ ہم اپنے دوست کی فلاں حالت

---

❶ الأذكار للنووي: كتاب حفظ اللسان، بابُ أمرِ مَنْ سَمعَ غيبةَ شيخِهِ أو صاحبِهِ أو غيرهما بردها وإبطالها، ج ١ ص ٥٤٦، الرقم: ١٧٤١

کی بناء پر سخت رنجیدہ اور غمگین ہیں، اللہ تعالیٰ اِسے راحت دے، یہ غم خواری اور دعا ترحم کے جذبے سے نہیں ہوتی بلکہ محض اپنی برتری کا اظہار مقصود ہوتا ہے، اگر واقعتاً دعا مقصود ہوتی تو نماز کے بعد تنہائی میں کرتے نہ کہ مجلس میں۔ اسی طرح اگر واقعتاً انہیں رنج ہوا ہوتا تو وہ اس واقعہ کا اظہار ان لوگوں کے سامنے کیوں کرتے جو اس سے ناواقف تھے۔ کبھی اس طرح کہتے ہیں کہ فلاں شخص بیچارا بڑی مصیبت میں گرفتار ہے، اللہ ہمیں اور اِسے توبہ کرنے کی توفیق بخشے، بظاہر یہ دعا ہے لیکن اللہ باطنی خبث پر مطلع ہے، وہ جانتا ہے کہ ان کے دلوں میں کیا بھرا ہوا ہے، لیکن وہ اپنی جہالت کے باعث یہ نہیں سمجھتے کہ وہ اس دعا سے ثواب کی بجائے عذاب کے مستحق ہو گئے ہیں۔ (1)

غیبت سننا اور اس پر تعجب کرنا بھی غیبت ہے

غیبت سننا اور اس پر تعجب کا اظہار کرنا بھی غیبت ہے، کیوں کہ سننے سے اور اس پر تعجب ظاہر کرنے سے غیبت کرنے والے کو غیبت پر جرأت ملتی ہے، مثال کے طور پر کسی کی برائی سن کر کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ بھائی تم نے آج عجیب بات بتلائی ہے، ہم تو اسے ایسا نہیں سمجھتے تھے، ہم اسے آج تک اچھا ہی سمجھتے رہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس عیب سے محفوظ رکھے، یہ تبصرہ گویا غیبت کرنے والے کی تصدیق ہے اور غیبت کی تصدیق بھی غیبت ہی ہے، غیبت سن کر چپ رہنے والا بھی غیبت کرنے والے کا شریک سمجھا جائے گا۔

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے رجم کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے جن دو آدمیوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا تھا کہ وہ کتے کی طرح مارا گیا تو آپ نے کوڑے پر پڑے ہوئے مردار گدھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان دونوں سے فرمایا تھا: اسے

(1) إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ص ۱۴۵

نوچو، اس کا گوشت کھاؤ، حالانکہ کہنے والا ایک تھا، آپ نے دونوں کوشریک کیا، اس سے معلوم ہوا کہ سننے والا بھی غیبت کے گناہ میں شریک ہے۔ ❶

غیبت کے دنیوی نقصانات

غیبت سے صرف آخرت ہی تباہ نہیں ہوتی، آخرت کے ساتھ دنیا بھی برباد ہوتی ہے، غیبت میں کئی دنیوی نقصانات ہیں، مثلاً:

۱......غیبت آپس میں نااتفاقی اوراختلاف کی جڑ ہے۔غیبت عداوت کا باپ بھی ہے اور بیٹا بھی، یعنی کبھی غیبت سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور کبھی عداوت سے غیبت۔ اکثر غیبت ہی کی وجہ سے لوگوں کے درمیان رنجش، بغض اور کینہ پیدا ہوجاتا ہے اور پھر آپس میں قطع تعلق کی نوبت آجاتی ہے، قطع تعلق کا حرام ہونا اور اس سے دنیا کے نقصانات سب جانتے ہی ہیں۔

۲......غیبت کرنے والے کے دل میں بزدلی اور دورخاپن پیدا ہوجاتا ہے، بزدلی کی وجہ سے وہ لوگوں کی برائیاں ان کی پیٹھ پیچھے کرتا ہے۔اور جب ان کے سامنے آتا ہے تو ان کی تعریفیں کرنا شروع کردیتا ہے، پھر اس کی یہ حرکت جلد ہی ظاہر ہوجاتی ہے، تو لوگوں میں ذلیل ہوجاتا ہے۔

۳......جوشخص کسی کے سامنے کسی دوسرے شخص کی غیبت کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں کے سامنے اس شخص کی غیبت کرتا ہے جس کے سامنے ابھی دوسرے کی غیبت کررہا ہے، اس طرح یہ شخص لوگوں کے درمیان فتنہ وفساد پیدا کرتا ہے۔ جب یہ حقیقت کھلتی ہے کہ سارا فتنہ اسی نے بھڑکایا ہے تو سب اس کے دشمن ہوجاتے ہیں۔ ❷

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الحدود، باب رجم ماعزبن مالک، رقم الحدیث: ۴۴۲۸

❷ ارشاد الرشید: غیبت پر عذاب، ج۱ص۱۹۳

غیبت کے آٹھ اسباب

پہلا سبب: کینہ اور غصہ

یعنی کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جو دل میں غصہ کی آگ بھڑکا دے، جب دل میں غصہ کی آگ بھڑکتی ہے تو وہ غصہ دلانے والے کے عیوب کے ذکر ہی سے ٹھنڈی ہوتی ہے، خواہ خود کرے یا دوسرے کریں، اس کی تحریک طبیعت کے تقاضے سے ہوتی ہے، بشرطیکہ کوئی دینی مانع موجود نہ ہو، بعض اوقات آدمی بظاہر غصے پر قابو پالیتا ہے لیکن دل میں کینہ باقی رہتا ہے، کینہ غصے سے بدتر ہے، کیوں کہ دل میں کینہ رہنے سے ہمیشہ کے لیے برا کہنے کی بنیاد پڑتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ کینہ اور غضب دونوں ہی غیبت کے سبب ہیں۔

دوسرا سبب: دوستوں اور ہم نشینوں کی موافقت

یعنی دوستوں اور ہم نشینوں کی تائید و تصدیق کرنا اور ان کی دیکھا دیکھی خود بھی غیبت میں لگ جانا اور غیبت پر ان کی معاونت و موافقت کرنا، چنانچہ جب اہل مجلس کسی شخص کی عزت سے کھیلتے ہیں اور اس کا مضحکہ اُڑاتے ہیں تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے اس کا انکار کیا اور ان سے اتفاق نہ کیا یا گفتگو کا موضوع بدلا یا مجلس سے اٹھ کر چلا گیا تو یہ لوگ ناراض ہوں گے اور مجھ سے نفرت کرنے لگیں گے، اسی خیال سے وہ ان کی تائید کرتا ہے۔ اور اسے حسن معاشرت اور ملنساری کی اہم بنیاد تصور کرتا ہے۔

تیسرا سبب: بدگمانی کے سبب دوسروں پر سبقت کرنا

کبھی کسی شخص کو یہ گمان ہوتا ہے کہ فلاں شخص میری تاک میں ہے، وہ فلاں بڑے آدمی کے یہاں میری برائی کرے گا یا میرے بارے میں ہرزہ سرائی کرے گا یا فلاں معاملے میں میرے خلاف شہادت دے گا، وہ ان اندیشوں کے پیش نظر خود ہی سبقت

کرتا ہے اور اس کی برائی شروع کر دیتا ہے اور اس کو ہدفِ تنقید بناتا ہے، تاکہ جو بات وہ کہنے والا ہے اس کا اثر زائل ہو جائے اور جو گواہی وہ دینے والا ہے اس کا اعتبار ساقط ہو جائے یا اس کے متعلق اولاً صحیح بات کہے، جب لوگوں میں یہ مشہور ہو جائے کہ فلاں شخص کے متعلق اس کی اطلاعات صحیح ہوتی ہیں تو اس کے متعلق جھوٹی باتیں اور افواہیں پھیلانی شروع کر دے اور یہ کہے کہ جھوٹ بولنا میری طبیعت نہیں ہے، میں نے اس کے متعلق پہلے جو کچھ کہا وہ سچ نکلا، اس طرح یہ باتیں بھی سچ ہیں، اس پیش بندی اور احتیاط سے وہ یقیناً محفوظ رہ جائے گا کیوں کہ دوسرا شخص اول تو اس کی برائی کرنے کی جرات نہ کرے گا اور اگر اس نے جرات کی بھی تو اس کی ہرزہ سرائی کو اہمیت نہ دی جائے گی اور لوگ یقین ہی نہ کریں گی۔

چوتھا سبب: اپنی صفائی اور براءت کے لئے

کبھی کسی برائی سے اپنی براءت مقصود ہوتی ہے، اس صورت میں دوسرے شخص کا حوالہ دے کر وہ یہ کہتا ہے کہ تنہا میں نے ہی یہ کام نہیں کیا بلکہ فلاں شخص بھی کر چکا ہے یا وہ بھی میرے ساتھ شریک تھا، حالاں کہ اگر براءت ہی مقصد تھی تو اپنا عذر بیان کرنا چاہیے تھا، دوسرے کا حوالہ دینے کی کیا ضرورت تھی؟ لیکن کیوں کہ دوسرے کے ذکر سے اپنا موقف مضبوط ہوتا ہے اس لیے دوسرے کو بھی شامل کر لیا۔

پانچواں سبب: اپنی برتری ظاہر کرنے کے لئے دوسروں کے عیوب بتانا

وہ اس طرح کہ دوسرے شخص میں عیب نکال کر اپنی برتری ظاہر کرے، مثلاً یہ کہے کہ فلاں شخص جاہل ہے، اس کی سمجھ ناقص ہے، اس کا کلام کمزور اور لچر ہے، اس تنقید سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ مخاطب پر اپنی فضیلت کا اظہار کرے اور یہ ثابت کرے کہ میں ان کے مقابلے میں زیادہ علم رکھتا ہوں، مجھے فہم کی قوت میسر ہے اور میری گفتگو عمدہ ہے،

اور یہ تنقید اس لیے ہوتی ہے کہ کہیں لوگ میری طرح اس کی بھی تعظیم نہ کرنے لگیں اور معاشرے میں اِسے نمایاں مقام حاصل نہ ہوجائے۔

چھٹا سبب: حسد

کبھی جذبہ حسد غیبت پر ابھارتا ہے، یہ دیکھ کر کہ لوگ محسود کی بے حد تعریف کرتے ہیں، اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کا اعزاز واکرام کرتے ہیں اس سے برداشت نہیں ہوتا اور وہ یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح اس سے یہ نعمت سلب کرلی جائے، لوگ اس سے نفرت کرنے لگیں اور اس کی عزت باقی نہ رہے، یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے وہ محسود کے عیب ظاہر کرتا ہے، حسد کینہ اور غضب کے علاوہ ایک جذبہ ہے، غضب اور کینہ اس وقت ہوتا ہے جب دوسرا شخص کچھ زیادتی کرتا ہے، دراصل یہ دونوں جذبے انتقام کا مظہر ہیں، حسد میں یہ بات نہیں ہے، بعض دفعہ آدمی اپنے محسن دوست اور مونس رفیق سے بھی حسد کرنے لگتا ہے۔

ساتواں سبب: دل لگی اور تفریح کے لئے

یعنی دوسرے کے عیب اس لیے بیان کیے جاتے ہیں کہ محفل میں دلچسپی کی فضا پیدا ہو اور اہل مجلس کو ہنسنے ہنسانے کا موقع ملے اور اُن کے گمان کے مطابق اچھا وقت گزرے۔

آٹھواں سبب: دوسروں کی تحقیر وتذلیل کرنا

کبھی اس لیے برائی کی جاتی ہے کہ دوسرے شخص کی تحقیر وتذلیل ہو، یہ متکبرین کا شیوہ ہے، اس میں موجودگی اور غیر موجودگی کی بھی قید نہیں ہے، بعض لوگ سامنے بیٹھے ہوئے آدمی ہی کو اپنی تنقید اور مذاق کا ہدف بنا لیتے ہیں، یہ نہیں سوچتے کہ اس طرح کس قدر رسوائی ہوگی، نیز اگر وہ اس کی جگہ ہوتے تو خود ان کی کیا حالت ہوتی۔ [1]

[1] إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ ص ۱۴۶، ۱۴۸

چھ مواقع پر غیبت کی رخصت

اگر کسی شخص کی غیبت کرنے میں کوئی صحیح دینی مصلحت پوشیدہ ہو اور وہ مقصد اس کے بغیر حاصل نہ ہوتا ہو تو غیبت کرنا گناہ نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ بعض مواقع پر شریعت نے غیبت کی اجازت بھی دی ہے، یہ کل چھ مواقع ہیں:

۱......ظلم کی دادرسی کے لیے

مثال کے طور پر کوئی مظلوم حاکم سے یہ شکایت کر رہا ہے کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میرے ساتھ خیانت کی ہے یا پھر مجھ سے رشوت لی ہے، تو یہ غیبت نہیں ہے، لیکن اگر وہ مظلوم نہیں تو یہ شکایت غیبت سمجھی جائے گی اور اس کا گناہ ہوگا، مظلوم کے لیے اجازت کی وجہ یہ ہے کہ وہ حاکم کو صحیح واقعہ بتلائے بغیر اپنا حق وصول نہیں کرسکتا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

فَإِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا.[1]

ترجمہ: حق والے کو بات کرنے کا اختیار رہتا ہے۔

۲......غلط فہمی دور کرنے اور منکر و معصیت کے ازالے کے لئے

جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اِن کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشغولیت کی وجہ سے پتا نہ چلا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے سلام کیا ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں شکایت کی کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور انہوں نے جواب نہیں دیا، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے کیوں سلام کا جواب نہیں

[1] صحیح البخاری: کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ فی قضاء الدیون، رقم الحدیث: ۲۳۰۶

دیا؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰہِ مَا شَعَرْتُ أَنَّکَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ آپ میرے پاس سے گزرے اور مجھے سلام کیا۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان نے سچ کہا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غلط فہمی کو دور کیا۔ اب دیکھیں یہ شکایت غیبت میں داخل نہیں ہے، اِس لئے اِس سے مقصود غلط فہمی کو دور کرنا تھا۔

اسی طرح قاضی وقت یا حکمران کو رعایا میں سے کسی کی معصیت کی شکایت کرنا تاکہ وہ ان کی سرزنش سے گناہ سے باز آجائے، اس سے مقصود اُس کی تحقیر وتذلیل نہ ہو، بلکہ خیر خواہی اور اصلاح کے جذبے کے پیش نظر ہو۔

۳......سوال اور فتوی کے حصول کے لئے

مثلاً کسی مفتی یا عالم سے جا کر یہ دریافت کرنا کہ مجھ پر میرے باپ، بھائی یا بیوی نے نے یہ ظلم کیا ہے، میرے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ بہتر تو یہ ہے کہ استفتاء میں کنایہ الفاظ سے کام لے یعنی اس طرح دریافت کرے کہ اگر کسی شخص پر اس کا باپ، بھائی یا بیوی ظلم کرے تو اُسے کیا کرنا چاہیے، تاہم ان موقع پر صراحت بھی گناہ نہیں ہے، جیسا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا:

إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ سِرًّا؟

ترجمہ: بے شک ابوسفیان ایک بخیل شخص ہے، کیا مجھ پر کوئی حرج تو نہیں ہے کہ میں اس کے مال میں سے چھپکے سے کچھ لے لوں؟

❶ مسند أحمد: مسند أبی بکر الصدیق، ج ۱ ص ۲۰۱، رقم الحدیث: ۲۰

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خُذِی أَنْتِ وَبَنُوکِ مَا یَکْفِیکِ بِالْمَعْرُوْفِ. ❶

ترجمہ: اپنے اور اپنے بچوں کے لیے جو دستور کے مطابق ہو اتنا لے لو۔

دیکھیے! ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اوپر اور بچوں پر ہونے والی زیادتی کی شکایت کی اور شوہر کے نام کی بھی صراحت کردی لیکن آپ نے اُسے ڈانٹا نہیں، کیوں کہ اس کا مقصود غیبت کرنا نہیں تھا بلکہ شرعی حکم دریافت کرنا تھا۔

۴......کسی مسلمان کو شر سے بچانے کے لیے

مثلاً تم کسی فقیہ کو بدعت کی طرف مائل دیکھو یا کسی شخص کو فسق میں مبتلا دیکھو اور یہ اندیشہ ہو کہ اس کی بدعت اور اس کا فسق کسی دوسرے مسلمان کی طرف تعدی کر جائے گا، اس صورت میں تمہارے لیے جائز ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کو اس کی بدعت اور فسق سے آگاہ کرو، اس غرض کے علاوہ کسی دوسری غرض مقصود نہ ہو۔ یعنی کسی کو فتنے سے بچانے کے لئے اُس شخص کی بدعات اور باطل نظریات کا ذکر کرنا تا کہ لوگ اُس سے محفوظ رہیں اس کی اجازت ہے۔

۵......عرف میں اس عیب کے ساتھ معروف ہو

اگر کسی شخص کا کوئی عیب معروف ہو گیا ہو اور لوگ اُسے اُس عیب کے حوالے سے بلاتے ہوں، مثلاً اندھا، کانا، لنگڑا وغیرہ، تو اِس صورت میں تم بھی اگر اُسی نام سے بلاؤ یا غائبانہ اُس کا نام لو تو اس میں کوئی گناہ نہیں، کیوں کہ حدیث کی کتابوں میں اس طرح کی اسناد منقول ہیں "روی أبی الزناد عن الأعرج" عن سلیمان الأعمش عن أبی وائل"، یعنی ابوالزناد نے اعرج (لنگڑے) سے روایت کی ہے اور سلیمان

❶ صحیح البخاری: کتاب البیوع، باب مَنْ أَجْرَی أَمْرَ الْأَمْصَارِ عَلَی مَا یَتَعَارَفُونَ بَیْنَهُمْ: فِی الْبُیُوعِ ......الخ، رقم الحدیث: ۲۲۱۱

اعمش (یہ آنکھوں کی بیماری ہے جس کی وجہ سے دن میں واضح نظر نہیں آتا) انہوں نے ابووائل سے روایت نقل کی، علماء نے اس کی اجازت پہچان کی وجہ سے دی ہے، خود وہ لوگ بھی جن کے نام اسی طرح کے عیوب پر دلالت کرتے ہیں ان ناموں سے شہرت پانے کے بعد برا نہیں مناتے، البتہ اگر ان کے ناموں کا کوئی بہتر بدل مل جائے یا کسی دوسرے لفظ کے ذریعہ ان کا تعارف کرانا ممکن ہو تو یہ زیادہ موزوں و مناسب ہے۔

۶......کھلم کھلا فسق و فجور میں مبتلا ہو

اس طرح اگر کوئی شخص کھلم کھلا فسق کا ارتکاب کرتا ہو، مثلاً مخنث، شراب خور یا لوگوں سے رشوتیں وصول کرتا ہو، لوگوں کی برائیاں عموماً لوگوں پر عیاں رہتی ہیں بلکہ بعض لوگ ان برائیوں کے مظاہر میں بھی کوئی عیب نہیں سمجھتے اور نہ ان عیوب کی اپنی طرف نسبت پر برا مناتے ہیں، ایسے لوگوں کی غیبت کرنا جائز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ لِفَاجِرٍ حُرْمَةٌ.

ترجمہ: فاجر کے لیے کوئی عزت واحترام نہیں۔

فاجر سے مراد انہوں نے وہ شخص لیا ہے جو علی الاعلان فسق و فجور میں مبتلا رہتا ہو، چھپ کر کرنے والے کا یہ حکم نہیں ہے اس کی عزت و احترام کی پاسداری اور رعایت ہوئی چاہیے۔

صلت بن طریف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ اپنے فسق کو ظاہر کرنے والے کے فسق کا تذکرہ کرنا غیبت ہے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا: غیبت نہیں ہے اور نہ ایسے آدمی کے لیے کوئی عزت واحترام ہے۔ [1]

[1] ماخوذ از إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ ص ۱۵۲، ۱۵۳

غیبت کا گناہ کیسے معاف کرایا جائے

غیبت کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ اپنے فعل پر نادم ہو، تأسف کا اظہار کرے اور توبہ کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کے حق سے بری الذمہ ہو جائے، پھر اس شخص سے معافی مانگے جس کی غیبت کی ہے، صرف زبان سے معافی کی درخواست کرنا کافی نہیں ہے، بلکہ دل کا متأسف اور غمگین و نادم ہونا بھی ضروری ہے، اس لیے کہ ریا کار بظاہر اپنا قصور معاف کراتا ہے لیکن دل میں ذرہ برابر بھی ندامت نہیں ہوتی اور مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگ اُسے متقی پرہیزگار سمجھیں، یہ ایک دوسری مصیبت ہے، غیبت کا گناہ تو ذمے تھا ہی کہ اب ریا کاری کا گناہ بھی سر پر پڑ گیا۔

معاف کرانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی خوب تعریف کرے، اس سے قریب ہو اور زیادہ وقت اس کے ساتھ گزارے تاکہ اس کا دل صاف ہو جائے، اور قصور معاف کر دے، اگر اس کا دل صاف نہیں ہوا اور وہ قصور معاف کرنے پر رضامند نہ ہو تب بھی معافی کے لیے یہ تگ ودو اور کوشش رائیگاں نہیں جائے گی بلکہ اس کا اجر وثواب ملے گا، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غیبت کے مقابلے میں یہ عمل نیکی بن جائے، یعنی اپنی مکمل کوشش کرکے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور دل وجان سے معذرت خواہ ہو تو اُمید ہے کہ اِس کا یہ گناہ معاف ہو جائے گا، اور صاحب حق بھی معاف کر دے گا۔ (1)

صاحب حق سے معافی کا طریقہ

اس کی تلافی کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنے کے ساتھ جس کی غیبت یا برائی کی ہے اُس بندے سے معافی مانگ لی جائے، کیوں کہ اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے، ہاں یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کو پورا معاملہ بتایا جائے، بس عمومی انداز میں

(1) إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ص ۱۵۳، ۱۵۴

کہہ دیا جائے کہ اگر کبھی آپ کی حق تلفی ہوئی ہو تو آپ معاف کردیں یا کوئی اور انداز اختیار کرلے، الغرض دنیا میں اس سے معاف کروالیں، اگر اس کا ملنا مشکل ہو تو اللہ سے معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ اس کے حق میں کثرت سے استغفار کرتے رہیں اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہیں، البتہ جن لوگوں کی غیبت کی ہے اگر انہیں غیبت کا علم نہ ہو تو ان سے معافی مانگنا شرعاً واجب نہیں، صرف اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرنا اور ان کے لیے دعا اور استغفار کرنا بھی کافی ہوگا۔

غیبت کے بارہ نقصانات اور اُن کا علاج

حضرت مولانا الحاج شاہ ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آج کل غیبت کا بہت زور ہے، حالانکہ یہ ایسی بری عادت ہے جس سے دنیا و دین دونوں کی رسوائی وخرابی کا قوی اندیشہ ہے، اس لیے بعض احباب کی خواہش پر مختصر طور پر اس کے کچھ نقصانات اور اس کا علاج بزرگوں کی کتب وارشادات سے مرتب کرکے شائع کیا جارہا ہے، اِن باتوں کو بار بار سوچنے سے اور ان پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ! اس مرض کا ازالہ ہوجائے گا اور اس سے حفاظت رہے گی:

(۱) غیبت کا ضرر ونقصان یہ ہے کہ اس سے افتراق پیدا ہوتا ہے اور افتراق سے مقدمہ بازی لڑائی جھگڑے سب کچھ ہوتے ہیں اور اتفاق کے اندر جو مصالح ومنافع ہوتے ہیں، افتراق کی صورت میں اُن سے محرومی ہوجاتی ہے۔

(۲) غیبت کرنے کے ساتھ ہی قلب میں ایسی ظلمت پیدا ہوتی ہے جس سے سخت تکلیف ہوتی ہے جیسے کسی نے گلا گھونٹ دیا ہو، جس کے دل میں ذرا بھی حس ہو اس کو یہ بات محسوس ہوتی ہے۔

(۳) غیبت کرنے سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔ دنیا کا نقصان یہ ہے کہ

جس کی غیبت کی ہے وہ اگر سُن پاوے تو غیبت کرنے والے کی فضیحت کر ڈالے گا، اگر بس چلے تو بری طرح سے خبر لے گا۔ دین کا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالی ناراض ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی گویا سامانِ دوزخ ہے۔

(۴) حدیث شریف میں ہے کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ ضرر کا باعث ہے۔

(۵) غیبت کرنے والے کی اللہ تعالی بخشش نہ فرمائیں گے جب تک بندہ معاف نہ کرے، کیوں کہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔

(۶) غیبت کرنا گویا اپنے مردار بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ بھلا کون ایسا ہوگا جو اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے گا، یہ جیسا اس کو براونا گوار خیال کیا جاتا ہے اسی طرح غیبت کے ساتھ معاملہ چاہیے۔

(۷) غیبت کرنے والا بز دل ڈرپوک ہوتا ہے۔ جب ہی تو پیٹھ پیچھے (غیر موجودگی میں) برائی کرتا ہے۔

(۸) غیبت کرنے سے چہرے کا نور پھیکا پڑ جاتا ہے اور ایسے شخص کو ہر شخص ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(۹) غیبت کا بڑا ضرر یہ ہے کہ قیامت کے دن غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی ہے اُس کو دے دی جائیں گی۔ اگر اس سے کمی پوری نہ ہوئی تو جس کی غیبت کی ہے اس کی بدیاں اس کی گردن پر لاددی جائیں گی جس کے نتیجے میں جہنم کا داخلہ ہوگا۔ ایسے شخص کو حدیث شریف میں مفلس فرمایا گیا ہے۔ لہذا دنیا ہی میں اس کی معافی کرالینی چاہیے۔

(۱۰) غیبت کا عملی علاج بھی کرنا چاہیے، وہ یہ ہے کہ جب کوئی غیبت کرے اور منع کرنے پر قدرت ہو تو منع کر دے ورنہ وہاں سے خود اُٹھ جانا ضروری ہے اور اس کی

دل شکنی کا خیال نہ کرے کیوں کہ دوسرے کی دل شکنی سے اپنی دین شکنی (دین کو نقصان پہنچانا) زیادہ قابلِ احتراز ہے، یوں اگر نہ اُٹھ سکے تو کسی بہانے سے اُٹھ جاوے یا قصداً کوئی مباح تذکرہ شروع کردیا جائے۔

(۱۱) غیبت کا عجیب وغریب ایک عملی علاج یہ ہے کہ جس کی غیبت کرے اُس کو اپنی اس حرکت کی اطلاع کردیا کرے، تھوڑے دن اس پر مداومت سے ان شاء اللہ تعالیٰ! یہ مرض بالکل دور ہوجائے گا۔

(۱۲) نفع کامل کے لیے ان باتوں کے ساتھ ساتھ کسی کامل مصلح سے اصلاحی تعلق بھی ضروری ہے تاکہ اگر ان تدابیر کا اثر ظاہر نہ ہوتو ان سے رجوع کیا جاسکے، واللہ اعلم۔

تنبیہ نمبر(۱) غیبت کے معنی یہ ہے کہ کسی مسلمان کے پیٹھ پیچھے اس کے متعلق کوئی ایسی بات ذکر کرنا کہ اگر وہ سنے تو اُس کو ناگوار گزرے، مثلاً کسی کو بے وقوف یا کم عقل کہنا یا کسی کے حسب ونسب میں نقص نکالنا یا کسی شخص کی کسی حرکت یا مکان یا مویشی یا لباس غرض جس شی سے بھی اس کا تعلق ہو اُس کا کوئی عیب ایسا بیان کرنا جس کا سننا اُسے ناگوار گزرے، خواہ زبان سے ظاہر کی جائے یا رمزو کنایہ سے یا ہاتھ اور آنکھ کے اشارہ سے یا نقل اتاری جائے، یہ سب غیبت میں داخل ہے۔

تنبیہ نمبر(۲) بعض صورتوں میں غیبت جائز ہے۔ مثلاً جہاں کسی شخص کی حالت چھپانے سے دین کا یا دوسرے مسلمانوں کا ضرر ہونے کا گمان غالب ہوتو وہاں اُس کی حالت ظاہر کردینا چاہیے، یہ منع نہیں ہے، یہ خیر خواہی ونصیحت میں داخل ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ جس کی غیبت کرنا چاہیں پہلے اُس کے حالات لکھ کر عالم باعمل سے پوچھ لیں اس کے فتوے کے بعد اس پر عمل کریں۔ اگر دینی ضرورت نہیں ہے بلکہ محض نفسانیت ہی نفسانیت ہے تو ایسی صورت میں حالت واقعی بیان کرنا غیبت حرام میں

داخل ہے اور بلا تحقیق کسی کا عیب بیان کرنا تو بہتان ہے۔

تنبیہ نمبر (۴) اگر شیخ کی مجلس میں بھی غیبت ہونے لگے تو فوراً اُٹھ جانا چاہیے، جیسے بارش عمدہ چیز ہے اس میں نہانا مفید ہے مگر اولے پڑنے لگیں تو بھاگنا ہی چاہیے۔ ❶

غیبت سے متعلق نصیحت اور عبرت آموز واقعات

غیبت کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوں

حضرت فقیہ ابوالحسن علی بن فرحون قرطبی رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ''الزاہر'' میں فرماتے ہیں کہ میرے ایک چچا تھے جو سن ۵۵۵ھ میں فاس شہر میں فوت ہوئے، میں نے ان کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ میرے گھر آئے ہیں، میں ان کے لئے اٹھا اور دروازہ کے پاس ملاقات کی اور سلام کیا، وہ اندر آئے تو میں بھی ان کے پیچھے پیچھے اندر آ گیا، جب وہ گھر کے وسط میں پہنچے تو دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے ان کو کمزور اور اڑے ہوئے رنگ میں دیکھا، تو ان سے کہا اے چچا جان! آپ کو اپنے پروردگار سے کیا ملا؟ فرمایا:

مَا يَلْقَى مِنَ الْكَرِيمِ يَا بُنَيَّ، سَمَحَ لِي فِيْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي الْغِيبَةِ، فَإِنِّي مُنْذُ فَرَّقْتِ الدُّنْيَا إِلَى الْآنَ مُحْبَسٌ فِيهَا، مَا سَمَحَ لِي بَعْدُ فِيهَا، فَأَنَا أُوصِيكَ يَا بُنَيَّ: إِيَّاكَ وَالْغِيبَةَ وَالنَّمِيمَةَ، فَمَا رَأَيْتُ فِي هَذِهِ الدَّارِ شَيْئًا أَشَدَّ بَطْشًا وَطَلَبًا مِنَ الْغِيبَةِ. وَتَرَكَنِي وَانْصَرَفَ.

ترجمہ: مہربان سے کیا ملا کرتا ہے؟ اے بیٹے! ہر گناہ سے چشم پوشی فرمائی ہے، غیبت سے نہیں، میں نے جب سے دنیا چھوڑی ہے اب تک اس میں بندھا ہوا ہوں، اب تک اس سے درگزر نہیں ہوا۔ اے بیٹے! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اپنے آپ کو غیبت اور

❶ روح کی بیماریاں اوران کا علاج: ص ۱۴۵ تا ۱۴۷

چغل خوری سے بچانا۔ میں نے آخرت میں غیبت سے زیادہ پکڑ اور مواخذہ والی اور کوئی شی نہیں دیکھی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

يَمُوتُ كُلُّ الْأَنَامِ طَرًّا مِنْ صَالِحٍ كَانَ أَوْ خَبِيثٍ

فَمُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ

ترجمہ: ہر انسان نے مرنا ہے چاہے وہ نیک ہو یا گنہگار۔ یا تو وہ راحت میں رہے گا یا (اس کی موت) سے (لوگ) راحت پائیں گے، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

یہ مذکورہ دونوں شعر ابوالحسن علی بن عبدالغنی قیروانی حصری رحمہ اللہ کے ہیں، جن میں انہوں نے حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ. [1]

ترجمہ: یہ دنیا چھوڑ کر راحت میں منتقل ہوا ہے یا اس کے دنیا چھوڑنے سے لوگوں کو راحت ہوئی ہے۔

غیبت کا خیال آنے پر جنید بغدادی رحمہ اللہ کی خواب میں اصلاح

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں مسجد شونیزیہ میں بیٹھا ایک جنازے کی نماز کا منتظر تھا، اہل بغداد اپنی جگہوں میں بیٹھے جنازے کا انتظار کر رہے تھے، میں نے ایک فقیر کو دیکھا، اُس سے آثارِ عبادت ظاہر تھے، لوگوں سے سوال کر رہا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا:

لَوْ عَمِلَ هٰذَا عَمَلًا يُصُونُ بِهِ نَفْسَهُ كَانَ أَجْمَلَ بِهِ. فَلَمَّا انصَرَفْتُ إِلَى

[1] صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب سكرات الموت، رقم الحديث: ٦٥١٢/ بحر الدموع: الفصل التاسع والعشرون، ص ١٣٢، ١٣٣

مَنْزِلِی، وَكَانَ لِی شَیْءٌ مِّنَ الْوِرْدِ بِاللَّيْلِ حَتَّى الْبُكَاءِ وَالصَّلَاةِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، ثَقُلَ عَلَيَّ جَمِيعُ أُورَادِی، فَسَهِرْتُ وَأَنَا قَائِدٌ.

ترجمہ: اگر یہ شخص کوئی عمل کرتا جس کی آمدنی سے اپنے کوسوال کرنے سے بچاتا تو کیا خوب تھا؟ جب میں اپنے گھر واپس آیا، رات کا کچھ وظیفہ مجھ کو پڑھنا تھا، کچھ نوافل کچھ آہ وزاری اوراس کے سوااور کچھ باقی تھا، مجھ پر یہ سب گراں دوشوار گزرا، مگر میں بیٹھا جاگتا رہا۔

اسی حالت میں نیند نے غلبہ کیا اور میں سو گیا، خواب میں اس فقیر کو (جو لوگوں سے سوال کررہا تھا) دیکھا کہ ایک طویل دسترخوان بچھایا اور مجھ سے آکر کہنے لگا تو اس کے گوشت کو آکر کھا، تو نے اس کی غیبت کی ہے، اسی حالت خواب میں مجھ پر سب حال ظاہر ہو گیا، میں نے کہا میں نے تو اس کی کبھی غیبت نہیں کی، البتہ دل میں خیال آیا تھا، مجھ سے کہا گیا تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے کہ ایسی خفیف باتیں تجھ سے ہم ناپسند کریں، جا اس فقیر سے اپنا قصور معاف کرا، جب صبح ہوئی میں اس کی تلاش میں پھرنے لگا یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا، ایک جگہ سبزیاں دھونے سے پانی میں کچھ سبزیاں اور پتے وغیرہ گر جاتے ہیں (اور دھونے والے قصداً انہیں چھوڑ دیتے ہیں، یہ فقیر وہ) اٹھا رہا تھا، میں نے اس کو سلام کیا، اس نے کہا: اے ابوالقاسم! پھر ایسی تقصیر کرو گے اور دوسرے بندگانِ خدا کا عیب نکالو گے، میں نے کہا پھر ایسا نہ کروں گا، کہا: اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بخشش دے۔ ❶

غیبت سننے والا بھی جرم میں شریک ہے

حضرت میمون رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک روز خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک زنگی کا

❶ روض الریاحین: الحکایة الثامنة والعشرون بعدالمائة، ص: ۱۵۵/الرسالة القشیریة: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۹۳

مردہ جسم ہے اور کوئی کہنے والا ان کو مخاطب کر کے یہ کہہ رہا ہے کہ اس کو کھاؤ، میں نے کہا کہ اے خدا کے بندے میں اس کو کیوں کھاؤں، تو اس شخص نے کہا: اس لئے کہ تو نے فلاں شخص کے زنگی غلام کی غیبت کی ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے تو اس کے متعلق کوئی اچھی بری بات کی ہی نہیں، تو اس شخص نے کہا کہ ہاں، لیکن تو نے اس کی غیبت تو سنی ہے اور تو اس پر راضی رہا۔ حضرت میمون رحمہ اللہ کا حال اس خواب کے بعد یہ ہو گیا کہ نہ خود کبھی کسی کی غیبت کرتے اور نہ کسی کو اپنی مجلس میں کسی کی غیبت کرنے دیتے تھے۔ ❶

غیبت کے سبب اعمال وانوارات سے محروم ہو گیا

حضرت ابو جعفر بلخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ بلخ کا ایک نوجوان تھا، وہ بہت عبادت گزار تھا لیکن لوگوں کی غیبت بہت کیا کرتا تھا، کہتا تھا وہ فلاں ایسا ہے، فلاں ایسا ہے، پس ایک دن میں نے دھوبی والے مخنثوں کے ساتھ دیکھا کہ وہ ان کے پاس سے نکلا، میں نے کہا: اے فلاں کیا حال ہے؟ اس نے کہا:

تِلْکَ الْوَقِیعَةُ فِی النَّاسِ أَوْقَعَتْنِی إِلَی هَذَا، اُبْتُلِیتُ بِمُخَنَّثٍ مِنْ هَؤُلَاءِ وَأَنَاهُوَ ذَا أَخْدُمُهُمْ مِنْ أَجْلِهِ، وَتِلْکَ الْأَحْوَالُ کُلُّهَاقَدْ ذَهَبَتْ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ یَرْحَمَنِی. ❷

ترجمہ: لوگوں کی اس بے عزتی نے مجھے یہاں تک پہنچایا، میں نے ان میں سے ایک کی غیبت کی، تو اس وجہ سے ان کی صحبت میں پڑھ گیا، اور وہ تمام احوال (وحالات، اور باطنی کیفیات) ختم ہو چکی ہیں، اس لیے میرے لئے اللہ سے دعا کرو کہ اللہ رب

❶ معارف القرآن: ج۸ص۱۵۵/معالم التنزیل للبغوی: سورہ حجرات آیت نمبر۱۲ کے تحت، ج۴ص ۲۶۴ / التفسیر المظھری: تحت ھذہ الآیة، ج۹ ص ۵۵

❷ الرسالة القشیریة: باب الصمت، ص ۲۹۳

العزت مجھ پر رحم کرے (اور پہلی حالت کی طرف مجھے لوٹا دے۔غیبت کی وجہ سے مخنثوں کے چکر میں پڑ گیا اور اعمال واحوال سے محروم ہو گیا۔)

غیبت کی وجہ سے خواب میں خنزیر کا گوشت کھلایا گیا

حضرت خالد ربعی رحمہ اللہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک مجلس میں پہنچا، میں نے دیکھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کررہے ہیں، میں بھی اس مجلس میں بیٹھ گیا، اب باتیں کرنے کے درمیان کسی کی غیبت شروع ہوگئی، مجھے یہ بات بری لگی کہ ہم یہاں مجلس میں بیٹھ کر کسی کی غیبت کریں، چنانچہ اس مجلس سے اٹھ کر چلا گیا، اس لئے کہ اگر کسی مجلس میں غیبت ہو رہی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ اس کو روکے اور اگر روکنے کی طاقت نہ ہو تو کم از کم اس گفتگو میں شریک نہ ہو بلکہ اٹھ کر چلا جائے۔

چنانچہ میں اُٹھ کر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد خیال آیا کہ اب مجلس میں غیبت کا موضوع ختم ہوگیا ہوگا، اس لئے دوبارہ اس مجلس میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا، اب تھوڑی دیر اِدھر اُدھر کی باتیں ہوئیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر غیبت شروع ہوگئی، لیکن اب میری ہمت کمزور پڑ گئی اور میں اس مجلس سے اُٹھ نہ سکا اور جو غیبت وہ لوگ کرتے رہے میں اِسے سنتا رہا۔

پھر میں نے بھی غیبت کے ایک دو جملے کہہ دیئے، جب میں اس مجلس سے گھر آیا اور رات کو سویا تو خواب میں ایک انتہائی سیاہ فام آدمی کو دیکھا جو ایک بڑے طشت میں میرے پاس گوشت لے کر آیا، جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ خنزیر کا گوشت ہے اور وہ سیاہ فام آدمی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ خنزیر کا گوشت کھاؤ، میں نے کہا میں مسلمان ہوں، خنزیر کا گوشت کیسے کھاؤں؟ اس نے کہا یہ تمہیں کھانا پڑے گا، پھر زبردستی اس گوشت کے ٹکڑے میرے منہ میں ٹھونسنے لگا، اب میں منع کرتا جاتا ہوں

اور وہ ٹھونستا جارہا ہے یہاں تک کہ مجھے متلی اور قے آنے لگی مگر وہ ٹھونستا جارہا تھا، پھر اسی شدید اذیت کی حالت میں میری آنکھ کھل گئی، جب بیدار ہونے کے بعد میں نے کھانے کے وقت کھانا کھایا تو خواب میں جو خنزیر کے گوشت کا آثار اور بدبودار ذائقہ تھا وہ ذائقہ مجھے اپنے کھانے میں محسوس ہونے لگے:

فَوَاللّٰهِ لَقَدْ مَكَثْتُ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا مَا أَكَلْتُ طَعَامًا إِلَّا وَجَدْتُّ طَعْمَ ذٰلِكَ اللَّحْمِ وَنَتَنَهُ فِيْ فَمِيْ. (1)

ترجمہ: اللہ کی قسم! تیس دن یا چالیس دن جس وقت بھی میں کھانا کھاتا تو ہر کھانے میں اس خنزیر کے گوشت کا بدترین ذائقہ اوراس کی بدبو میں اپنے منہ میں محسوس کرتا تھا۔

(اس واقعہ سے اللہ تعالی نے اس پر متنبہ فرمایا کہ ذرا سی دیر میں نے مجلس میں غیبت کی اور سنی تھی اس کا برا ذائقہ میں تیس دن تک محسوس کرتا رہا۔)

غیبت سے اعمال کی لذت اور نورانیت ختم ہو جاتی ہے

دو آدمی مسجد کے دروازے پر نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک مخنث جس نے اپنی حرکت چھوڑ دی تھی، ادھر سے گزرا۔ وہ دونوں آدمی کہنے لگے: اس میں مخنث ہونے کا اثر اب بھی موجود ہے، اتنے میں جماعت کھڑی ہوگئی، وہ دونوں اندر جا کر نماز پڑھنے لگے، نماز کے دوران انہیں خیال ہوا کہ مخنث کے متعلق انہیں ایسی بات نہ کہنی چاہیے تھی، نماز کے بعد وہ لوگ حضرت عطاء رحمہ اللہ کے پاس آئے، واقعہ بیان کیا "فَأَمَرَهُمَا أَنْ يُعِيدَا الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ، وَأَمَرَهُمَا أَنْ يُقْضِيَا الصِّيَامَ إِنْ

---

(1) اصلاحی خطبات: غیبت ایک عظیم گناہ، ج۴ص۱۰۲،۱۰۳/تنبیہ الغافلین: باب الغيبة، ص ١٦٥ / الصمت لابن أبي الدنيا: ص ١٢٦، الرقم: ١٨٢ /المنامات لابن أبي الدنيا: ص ٦٥، الرقم: ١٠٦

كَانَا صَائِمَيْنِ" آپ نے انہیں دوبارہ وضو کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر وہ روزے سے تھے تو اس کی بھی قضا کریں۔ ❶

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو تین باتوں کی نصیحت کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: اے میرے بیٹے!

إِنِّي أَرَى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يُقَرِّبُكَ، وَيَسْتَشِيرُكَ مَعَ أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَخْلُو بِكَ، فَاحْفَظْ عَنِّي ثَلَاثًا اتَّقِ اللَّهَ لَا يُجَرِّبَنَّ عَلَيْكَ كِذْبَةً، وَلَا تُفْشِيَنَّ لَهُ سِرًّا، وَلَا تُعَاتِبَنَّ عِنْدَهُ أَحَدًا. ❷

ترجمہ: میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر المؤمنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) تمہیں بلاتے ہیں اور تمہیں اپنے قریب بٹھاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ کے ساتھ تم سے بھی مشورہ لیتے ہیں، لہٰذا تم میری تین باتیں یاد رکھنا۔ اللہ سے ڈرتے رہنا، کبھی ان کے تجربہ میں یہ بات نہ آئے کہ تم نے جھوٹ بولا ہے، یعنی کبھی ان کے سامنے جھوٹ نہ بولنا۔ اور ان کا کوئی راز فاش نہ کرنا۔ اور کبھی ان کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔

حضرت عامر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: ان تین باتوں میں سے ہر بات ایک ہزار (درہم) سے بہتر ہے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں، ان میں سے ہر ایک دس ہزار (درہم) سے بہتر ہے۔

ایک مرتبہ کی غیبت کو سوزنا سے بدتر سمجھتا ہوں

حضرت ابواللیث بخاری رحمہ اللہ حج کے لئے گھر سے روانہ ہوئے اور دو دینار جیب میں ڈال لئے، روانہ ہوتے وقت قسم کھائی کہ اگر میں نے مکہ مکرمہ کو جاتے یا گھر واپس

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج٣ص ١٤٣

❷ حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابة، ترجمة: عبد الله بن العباس، ج ١ ص ٣١٨

آتے ہوئے کسی کی غیبت کی تو یہ دو دینار اللہ رب العزت کے نام پر صدقہ کردوں گا۔ آپ مکہ تشریف لے گئے اور گھر واپس آئے مگر دینار اسی طرح جیب میں محفوظ رہے۔ ان سے غیبت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا میں ایک مرتبہ کی غیبت کو سو مرتبہ کے زنا سے بدترین سمجھتا ہوں۔ ❶

غیبت کے کفارے پر تین دین کھانا نہیں کھایا

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ ایک دعوت میں مدعو تھے، یہ وہاں گئے ایک ایسے شخص کا ذکر لوگوں نے چھیڑ دیا جو ابھی نہیں آیا تھا، انہوں نے اس کے متعلق کہا کہ وہ بھاری جسم والا ہے، یہ سن کر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے کہا: میرے ساتھ جو کچھ کیا میرے نفس نے کیا، میں ایسی جگہ آ گیا ہوں جہاں لوگ ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ نکل کر چلے گئے اور (اِس کے کفارے میں) تین دن تک کھانا نہیں کھایا۔ ❷

غیبت وچغل خوری جانبین میں فساد کا ذریعہ ہے

ایک غلام کو بیچتے ہوئے اعلان کیا گیا کہ "لَیْسَ بِهِ عَیْبٌ إِلَّا أَنَّهُ نَمَّامٌ" اس میں سوائے چغل خوری کے کوئی عیب نہیں۔ ایک شخص نے اس عیب کو ہلکا جانا اور اسے خرید لیا۔ اب وہ غلام اس مالک کے پاس چند دن تک چغلی سے رکا رہا، پھر ایک دن اس نے اپنے مالک کی بیوی سے چغلی لگائی کہ "أَنَّهُ یُرِیدُ التَّزَوُّجَ" اس کا شوہر کسی عورت کو پسند کرتا ہے، یا اس سے شادی کرنا چاہتا ہے، اور اسے مشورہ دیا کہ "استرا لے کر اپنے شوہر کی گدی کے چند بال مونڈ دے، تاکہ میں ان بالوں پر جادو کا عمل کر

❶ مکاشفۃ القلوب: باب نمبر ۲۰ ص ۱۲۴

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۹۱

سکوں۔‘‘اس عورت نے اس کی بات کو سچ سمجھا اور ایسا ہی کرنے کا پختہ ارادہ کیا، پھر وہ غلام اپنے مالک کے پاس آیا اور اس کی بیوی کے بارے میں چغلی کھائی کہ ’’اتَّخَذَتْ لَهَا خِدْنًا‘‘ اس کا خفیہ یار ہے، جس سے وہ محبت کرتی ہے، ’’وَتُرِيدُ ذَبْحَكَ اللَّيْلَةَ‘‘ اور آج رات تمہیں ذبح کرنا چاہتی ہے، لہذا تم جھوٹ میں سوجانا، تاکہ خود ہی دیکھ لو۔ اس مالک نے اولاً انکار کیا کہ میری بیوی تو مجھ سے محبت کرتی ہے، ایسا نہیں ہوسکتا، لیکن غلام کی بات کی وجہ سے ایک وہم پیدا ہو گیا، تو اُس نے آنکھیں بند کردیں لیکن حقیقت میں سویا نہیں، جب اس کی بیوی اس کے بال مونڈنے کے لیے آئی اس نے خود سے کہا ’’صَدَقَ الْغُلَامُ‘‘ غلام نے سچ کہا تھا۔ لہذا جب اس کی بیوی اس کے حلق کے بال مونڈ کے لیے جھکی تو اس نے وہی تیز دھار استرا لے کر اسے ذبح کردیا۔ جب اس عورت کے خاندان کے لوگ آئے اور اسے مردہ پایا تو انہوں نے اس کے شوہر کو قتل کردیا۔ اس چغلی خوری کی وجہ سے دونوں خاندانوں میں لڑائی شروع ہوگئی، جانبین سے کئی لوگ مارے گئے، تو یہ وہ گناہ ہیں جو صرف فرد کے لیے نہیں بلکہ پورے معاشرے کے لیے ناسور ہیں۔ ❶

شیطان سے زیادہ نقصان دہ فعل

’’عَمَلُ النَّمَّامِ أَضَرُّ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ‘‘ چغل خور کا عمل شیطان سے زیادہ نقصان دہ ہے، ’’فَإِنَّ عَمَلَ الشَّيْطَانِ بِالْوَسْوَسَةِ‘‘ کیونکہ شیطان کا عمل دل میں وسوسے کے ذریعہ ہوتا ہے، ’’وَعَمَلَ النَّمَّامِ بِالْمُوَاجَهَةِ‘‘ جب کے چغل خور کا عمل آمنے سامنے ہوتا ہے۔ ❷

❶الکبائر: الكبيرة الثالثة والأربعون: النمام، ص۱۶۳ /تنبيه الغافلين: باب: النميمة، ص ۱۷۱

❷تنبيه الغافلين: باب: النميمة، ص ۱۷۲

آئندہ کبھی غیبت نہیں کروں گا

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کسی کے بارے میں کوئی منفی بات کی۔ آپ نے اُس غیبت کرنے والے سے کہا: ''إِنْ شِئْتَ نَظَرْنَا فِيْ أَمْرِكَ'' اگر آپ چاہتے ہو تو ہم تمہارے معاملے کی تحقیق کریں ''فَإِنْ كَذَبْتَ'' اور اگر آپ جوٹھے نکلے ''فَأَنْتَ مِنْ أَهْلِ هٰذِهِ الْآيَةِ'' تو اس آیت مبارکہ کے مصداق قرار پاؤگے۔ ﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ﴾ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لیکر آئے تو اس کی تحقیق کرلو۔ ''وَإِنْ صَدَقْتَ'' اور اگر آپ سچے ہو ''فَمِنْ أَهْلِ هٰذِهِ الْآيَةِ'' تو یہ آیت مبارکہ تم پر صادق آئے گی ﴿هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ (القلم: ۱۱) ذلیل ہے جو دوسروں پر عیب لگاتا ہے، چغل خور ہے۔ ''وَإِنْ شِئْتَ عَفَوْنَا عَنْكَ'' اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں معاف کردیں۔ اس نے عرض کیا: اَلْعَفْوُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ'' اے امیر المومنین! ہمیں معاف کردیں، ''لَا أَعُودُ إِلَيْهِ أَبَدًا'' آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ (یعنی کسی کی غیبت اور اُس کے عیوب تلاش نہیں کروں گا۔) ❶

میرا نامہ اعمال غیبت کے گناہ سے محفوظ ہے

جتنے بڑے علماء ومحدثین گزرے ہیں وہ غیبت سے بچنے کا بڑا اہتمام کرتے تھے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالی کی ذات سے اُمید ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالی میرے اعمال کا محاسبہ کرے گا تو اِس میں غیبت کا گناہ نہیں ہوگا:

إِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ وَلَا يُحَاسِبُنِيْ أَنِّيْ اِغْتَبْتُ أَحَداً. ❷

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ ص ۱۵٦

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: محمدبن إسماعيل بن إبراهيم، ج۲ ص ۱۳ /سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبدالله البخاري محمدبن إسماعيل، ج۱۲ ص ۴۳۹

ترجمہ: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی غیبت کے بارے میں میرا محاسبہ نہیں کرے گا، اس لئے کہ میں نے آج تک کسی کی غیبت نہیں کی۔

دیکھیے کتنے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے ہاں میرے نامہ اعمال میں غیبت کا گناہ نہ ہوگا، اور ایسا دعوی وہی شخص کرسکتا ہے جس نے نہایت احتیاط کے ساتھ زندگی گزاری ہو، تب اللہ نے یہ مقام عطا فرمایا کہ آپ کو ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' بنایا، اور ان کی کتاب ''صحیح بخاری'' ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ'' کہلاتی ہے، اللہ تعالی نے انہیں علم شریعت کا ایک آفتاب بنایا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے عمر بھر کسی کی غیبت نہیں کی

امام مسلم رحمہ اللہ کے بارے میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِن کے عجائبات میں سے ہے کہ آپ نے عمر بھر کسی کی غیبت نہیں کی، اور نہ کسی کو مارا، اور نہ کسی کو گالی دی۔ ❶

ان لوگوں نے پوری زندگی ایسی گزاری کہ ایک دن بھی اِن سے یہ گناہ سرزد نہیں ہوا، ہماری پوری زندگی کا کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں کہ جس میں ہم نے کسی کی غیبت نہ کی ہو، ہماری زندگی کا کوئی ایک دن ایسا نہیں ہے، جب کہ اِن لوگوں کی پوری پوری زندگیاں ایسے گزر گئیں، اس لئے اگر ہم چاہیں کہ اللہ رب العزت ہم سے بھی دین کا بڑا کام لے، اور ہم اللہ کے محبوب بن جائیں تو اِس گناہ سے بچیں، اس سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنی مجلس میں کسی دوسرے کا تذکرہ ہی نہ کریں۔ جب بھی کریں تو خیر اور بھلائی کے ساتھ کریں۔

---

❶ بستان المحدثین مترجم: صحیح مسلم اور صحیح البخاری کا موازنہ، ص ۲۸۰

غیبت اور چغل خوری کی وجہ سے عذاب قبر میں مبتلا ہونا

عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کی بہن مدینہ کے نواح میں رہتی تھی، وہ بیمار ہوگئی تو یہ شخص اس کی تیمارداری میں لگا رہا لیکن وہ مرگئی، تو اس شخص نے اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا، آخر جب اسے دفن کر کے واپس لوٹا تو اسے یاد آیا کہ وہ رقم کی ایک تھیلی قبر میں بھول آیا ہے۔ اس نے اپنے ایک دوست سے مدد طلب کی، دونوں نے جا کر اس کی قبر کھود کر تھیلی نکال لی، تو اس نے دوست سے کہا ذرا ہٹنا میں دیکھوں تو سہی میری بہن کس حال میں ہے؟ اس نے لحد میں جھانک کر دیکھا تو وہ آگ سے بھڑک رہی تھی، وہ واپس چپ چاپ چلا آیا اور ماں سے پوچھا میری بہن میں کیا کوئی خراب عادت تھی؟ ماں نے کہا تیری بہن کی عادت تھی وہ ہمسایوں کے دروازوں سے کان لگا کر ان کی باتیں سنتی تھی اور چغل خوری کیا کرتی تھی، پس اس شخص کو معلوم ہوگیا کہ عذاب کا سبب کیا ہے، پس جو شخص عذاب قبر سے بچنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ غیبت اور چغل خوری سے پرہیز کرے۔ ❶

ہر غیبت پر محاسبہ ہوگا چاہے وہ ظالم ہو یا فاجر

حضرت عوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس گیا اور حجاج بن یوسف کو برا بھلا کہنے لگا، تو اس پر امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى حَكَمٌ عَدْلٌ، فَكَمَا يَأْخُذُ مِنَ الْحَجَّاجِ يَأْخُذُ لِلْحُجَّاجِ، وَإِنَّكَ إِذَا لَقِيتَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ غَدًا كَانَ أَصْغَرُ ذَنْبٍ أَصَبْتَهُ أَشَدَّ عَلَيْكَ مِنْ أَعْظَمِ ذَنْبٍ أَصَابَهُ الْحَجَّاجُ. ❷

❶ مکاشفۃ القلوب: باب نمبر ۲۰، ص ۱۲۳/شرح الصدور: فصل فيه فوائد، ص ۱۷۸، ۱۷۹

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۹۱

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ایک عادل بادشاہ ہے، جس طرح لوگوں کے حقوق کا مطالبہ حجاج سے کرے گا، اسی طرح حجاج کے حقوق کا مطالبہ بھی کرے گا اور جب تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے آئے گا تو چھوٹے سے چھوٹا گناہ بھی جو تم نے کیا ہوگا، وہ اس بڑے سے بڑے گناہ سے جس کو حجاج نے کیا، تمہارے لئے زیادہ سخت ہوگا۔

چغل خور کی وجہ سے بارش کا نہ ہونا

حضرت کعب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل قحط کا شکار ہوئے، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی بار بارش کی دعا کی، لیکن قبول نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی، میں نہ آپ کی دعا قبول کروں گا اور نہ ہی ان کی جو آپ کے ساتھ ہیں، اس لیے کہ "فِيكُمْ نَمَّامٌ" تم میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو چغل خور ہے، "قَدْ أَصَرَّ عَلَى النَّمِيمَةِ" اور بار بار چغل خوری کرتا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: "يَا رَبِّ مَنْ هُوَ؟" اے رب وہ کون ہے، "حَتَّى نُخْرِجَهُ مِنْ بَيْنِنَا؟" تاکہ ہم اس کو اپنے درمیان سے نکال دیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "يَا مُوسَى" اے موسیٰ! "أَنْهَاكُمْ عَنِ النَّمِيمَةِ" جس چیز سے تم بندوں کو منع کرتا ہوں "وَأَكُونُ نَمَّامًا" کیا خود ایسا کروں۔ بس ان سب نے اجتماعی توبہ کی تو بارش ہوگئی۔ (1)

بہر حال چغل خوری کرنا، فتنہ فساد پھیلانے کے لیے ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا، مجلس کی باتیں دوسرے تک پہنچانا، یہ کبیرہ گناہ ہے۔

ہم نے تو جس قدر بھی غور کیا ہماری سمجھ میں یہی آیا ہے کہ چغل خور اپنی ہمدردی خیر خواہی جتانے اور دوسرے کو ذلیل کرنے کے لیے یہ حرکت کرتا ہے اور خود اسی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(1) إحياء علوم الدين: الباب الثاني في آداب الدعاء، فضيلة الدعاء، ج ۱ ص ۳۰۷

یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ چغل خوری صرف آخرت ہی میں خسارے کا باعث نہیں ہوتی، بلکہ دنیا میں بھی اس کا برا بدلہ ملنا شروع ہوجاتا ہے، چغلی کھانے سے کبھی چین سکون نصیب نہیں ہوتا، انسان ہر وقت بے چین اور بے قرار رہتا ہے، اور اس کا وبال یہ ہوتا ہے کہ اس کے اپنے اہل وعیال اور خاندان میں اس کی عزت ختم ہوجاتی ہے، اور آئے دن گھریلو اور معاشرتی ناچاقیاں سامنے آنا شروع ہوجاتی ہیں، دوسروں کے گھروں کو برباد کرنے والا اپنے گھر کے سکون کو تباہ کردیتا ہے، اور پھر اس کا نتیجہ گھر کی بربادی، بے سکونی اور بے خوابی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

معاشرے میں غیبت کا گناہ کیسے پایا جاتا ہے

اس کی مثال جیسے کسی کے گناہ کا ذکر کرنا، عیوب بیان کرنا، نسب میں طعن کرنا، برے القاب سے یاد کرنا، اس کے اہل وعیال کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا اور ہر وہ چیز جس سے دل دکھے یہ سب غیبت میں داخل ہے۔

عورتوں میں یہ بڑا مرض ہے کہ بات بات میں نام دھرتی ہیں اور طعن وتشنیع کرتی ہیں، جہاں دو چار مل کر بیٹھیں عیب لگانے شروع کردیئے۔ فلاں کالی ہے، بے ڈھنگی، جاہل ہے، اسے خاندان کے رسم ورواج کا علم نہیں، کپڑے ڈھنگ کے نہیں پہنتی، نہ کپڑا سینا جانتی ہے، نہ کاٹنا، خود بھی شکایت کرتی ہیں اور دُوسروں سے بھی سُنتی ہیں، اور اِس کی جستجو میں رہتی ہیں۔ یہ سب غیبت میں شامل ہیں۔

غیبت آج کل ہماری مجلسوں میں زیادہ ہے، جہاں بھی دو آدمی بیٹھتے ہیں، تو تیسرے کا تذکرہ شروع ہوجاتا ہے۔ عموماً غیبت کی ابتداء تعریف سے ہوتی ہے کہ فلاں آدمی بہت اچھا ہے، نیک ہے، بات شروع کریں گے تعریف سے پھر خامیوں پر بات چلی جاتی ہے، اور انسان غیبت میں پڑ جاتا ہے۔ اِس غیبت سے نا اِتفاقی ہوجاتی ہے،

آپس میں عداوت ہوجاتی ہے، جس کی غیبت کی اگر اُسے معلوم ہوجائے تو انسان اس کی نظروں میں گر جاتا ہے، اور وہ محبت اور تعلق نہیں رہتا جو پہلے تھا۔

غیبت کرنے والے کو عموماً توبہ کی توفیق نہیں ہوتی

غیبت کرنے والے کو عموماً توبہ کی توفیق نہیں ہوتی، اس لیے کہ غیبت کرنے والا اس کو ایک ہلکی چیز سمجھتا ہے، کیونکہ جب کوئی برائی عام ہوجاتی ہے تو اس کی قباحت دل سے نکل جاتی ہے اور لوگ اس میں مبتلا ہوکر اِس کی برائی محسوس نہیں کرتے، یا یہ بات بھی بعید اَز امکان نہیں ہوسکتی ہے کہ غیبت کرنے والا غیبت کو سرے سے کوئی برا فعل ہی نہ سمجھے، بلکہ اس کو جائز وحلال جانے اور اس طرح وہ کفر کے بھنور میں پھنس جائے۔ غیبت کرنے والا توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ بذاتِ خود کارگر نہیں ہوتی، بلکہ اس توبہ کا صحیح ومقبول ہونا اس شخص کی رضا مندی اور اس کی طرف سے معاف کردیئے جانے پر موقوف ہوتا ہے، جس کی اس نے غیبت کی ہے، کیوں کہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔ اور یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے اس کی قباحت کو بیان کیا کہ اگر تمہارا بھائی مردہ ہو، تو کیا تم اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کو پسند کروگے؟ یعنی کوئی انسان بھی اس کو پسند نہیں کرے گا، تو اللہ تعالی نے فرمایا، جس طرح تم یہ پسند نہیں کرتے اس طرح تم غیبت بھی نہ کرو، یہ ایسا گناہ ہے، جیسا تم نے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھایا۔

غیبت سے بچنے کے گیارہ طریقے

زبان کو غیبت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان غیبت کے نقصانات کو سوچے، کس قدر نقصانات ہیں، معمولی نفس کی لذت کے لئے اپنے نیک اعمال کو ضائع نہ کرے اور رب تعالی کی ناراضگی سے بچے۔

۱......غیبت اللہ کی ناراضگی اور گناہوں کی کثرت کا ذریعہ ہے

غیبت کا ایک علاج یہ ہے کہ آدمی اس حقیقت پر یقین رکھے کہ غیبت کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتا ہے، جیسا کہ روایات و آثار سے ثابت ہے، نیز یہ کہ غیبت کی وجہ سے قیامت کے روز نیکیاں ضائع ہو جائیں گی، کیوں کہ غیبت آدمی کی نیکیوں کو اس شخص کی طرف منتقل کر دیتی ہے جس کی اس نے غیبت کی ہے، اگر اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں نہ ہوں تو دوسرے کی برائیاں اس کی برائیوں میں اضافہ کر دیتی ہیں، علاوہ ازیں انسان اپنے بھائی کی غیبت کر کے مردار کھانے والے سے مشابہ ہو جاتا ہے، یہ کتنی بڑی رسوائی ہے، اگر کسی شخص کے اعمال نامے میں نیکیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی لیکن برائیوں کا پلڑا بھاری اور جھکا ہوا ہے تو وہ شخص دوزخ میں جائے گا۔ فرض کیجیے ایک شخص کے دونوں پلڑے برابر ہیں، اتفاق سے اس شخص کے ایک گناہ نے توازن بگاڑ دیا، اور وہ غیبت کا گناہ تھا جس کی وجہ سے وہ مستحق عذاب ہو گیا۔ غیبت سے انسان کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور دوسروں کے نامہ اعمال میں چلی جاتی ہیں۔

کسی شخص نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا: میں نے سنا ہے کہ آپ میری غیبت کیا کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میری نظر میں تمہاری یہ حیثیت نہیں ہے کہ اپنی نیکیاں تمہارے حوالے کر دوں۔ ❶

۲......اپنے عیوب پر نگاہ ڈالیں

غیبت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے عیوب پر نگاہ ڈالے، اگر بالفرض اُس میں یہ عیب ہے تو میرے اندر اتنی کمی کوتاہیاں موجود ہیں، جب اللہ رب العزت نے میرے عیوب پر پردہ ڈالا ہے تو ہمیں بھی دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈالنا چاہیے۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ص ۱۴۸

یہ تدبیر بھی مفید ثابت ہو سکتی ہے کہ آدمی غیبت کرنے سے پہلے اپنے باطن پر بھی نگاہ دوڑا لے۔ شاید کوئی ایسا ہی عیب اپنے اندر بھی مل جائے ، اگر ایسا ہو تو دوسرے کی غیبت کر کے گناہ کمانے کے بجائے اپنے اِس عیب کے ازالے کی فکر کریں، عقل مند ہے وہ شخص جو اپنے عیوب پر نظر رکھ کر اُن کی اصلاح میں لگا رہے۔

اگر کسی شخص کو اپنے باطن میں عیب نظر آئے تو پہلے اپنے نفس کی مذمت کرے، اسے برا بھلا کہے، دوسروں کو برا کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ کتنی شرم کی بات ہے کہ اپنے نفس کو تو کچھ نہ کہا جائے اور دوسرے کو دل کھول کر برا کہا جائے۔ اِسے سوچنا چاہیے کہ جس طرح وہ اپنا عیب دور نہیں کر سکا اسی طرح دوسرے بھی نہ کر سکے ہوں گے، یہ اس صورت میں ہے جب کہ وہ عیب اختیاری ہو اور اگر پیدائشی ہو تو اس کی مذمت کرنا خالق کی مذمت کرنا ہے، جیسا کہ ایک شخص نے کسی مردِ دانا سے کہا: او بدصورت! اس نے جواب دیا: بھائی! اگر خوب صورتی اور بدصورتی میرے اختیار میں ہوتی تو میں اپنا چہرہ اچھا بناتا۔ مخلوق کی مذمت حقیقت میں خالق پر طعن ہے، جو ایک مسلمان کے لئے زیبا نہیں۔ اور اگر اپنے نفس میں کوئی عیب نہ پائے تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے گناہ سے بچنے کی توفیق عطا کی ہے۔ غیبت کے بارے میں سوچے کہ یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ قرآن میں اِس کے متعلق سخت وعید ہے، مردار کا گوشت کھانے سے زیادہ برا عمل کون سا ہوگا؟ دیکھا جائے تو کوئی انسان بھی عیب سے خالی نہیں ہے، بے عیب ذات صرف اللہ کی ہے، کسی شخص کا یہ سمجھنا کہ وہ ہر طرح کے عیوب سے پاک ہے سراسر جہالت اور احمقانہ خیال ہے، یہ خود ایک بڑا عیب ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بے عیب خیال کرے۔ (1)

(1) إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ ص ۱۴۸

۳......جس کی غیبت کی اُس کی تعریف کرو

غیبت سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان اُس کی تعریف کرے جس کی اُس نے غیبت کی ہے، جب مجلس میں اُس کا ذکرِ خیر کرے گا، تو پھر اپنا نفس ملامت کرے گا اور وہ اُس کی غیبت کرے، اس لئے کہ اپنا ضمیر کہے گا کہ تو فلاں فلاں مجلس میں اُس کی تعریف کررہا تھا اس کی خوبیاں اور کمالات بیان کررہا تھا اور اب اس کے نقائص اور خامیاں کو گن رہا ہے، تو اِس طرح وہ مہلک گناہ سے بچ جائے گا، اسی طرح اُس کے حق میں دُعا کرتا رہے تو اس عمل کی بدولت وہ گناہ بےلذت سے محفوظ ہوجائے گا۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

كَفَّارَةُ أَكْلِكَ لَحمَ أَخِيكَ أَن تُثنِيَ عَلَيهِ وَتَدعُوَ لَهُ بِخَيرٍ. ❶

ترجمہ: اپنے بھائی کا گوشت کھانے کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس کی تعریف کرو اور اس کے لیے خیر کی دعا کرو۔

۴......دوسروں کو اپنے اوپر قیاس کریں

انسان اپنے اوپر دوسروں کو قیاس کرے، یعنی یہ سوچے کہ جس طرح مجھے اپنی غیبت سے تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح دوسرے کو بھی میری غیبت سے تکلیف ہوگی، جس طرح میں اپنی غیبت پر راضی نہیں ہوں، اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی غیبت پر راضی نہیں۔ جس طرح پس پشت میرے کوئی عیب بیان کرے تو مجھے ناگواری ہوتی ہے تو دوسروں کو بھی اسی طرح اپنے عیوب سے تکلیف پہنچتی ہے، ایک مؤمن کی علامت یہ ہے کہ وہ دوسروں کے لئے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶الصمت لابن أبي الدنيا: باب كفارة الاغتياب، ص ١٧١، الرقم: ٢٩٢

لا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ، حَتّٰی یُحِبَّ لِأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ. ❶

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔

۵......غیبت نیک اعمال کے ضیاع کا سبب ہے

انسان اس پر غور کرے کہ وہ غیبت کر کے اپنی نیکیاں کیوں ضائع کرے، جو نیک اعمال اتنی مشقت سے کیے اِس تھوڑی سے نفس کی لذت کی خاطر کیوں ضائع کریں، تو اپنے اعمالِ حسنہ کو محفوظ کرنا ہے تو اِس زنا سے بدتر گناہ سے بچیں، غیبت سے نیک اعمال یوں ضائع ہو جاتے ہیں جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا دیتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِی یَغْتَابُ النَّاسَ کَمَثَلِ مَن نَصَبَ مَنْجَنِیقًا یَرْمِی بِهِ حَسَنَاتِهِ شَرْقًا وَغَرْبًا، یَغْتَابُ وَاحِدًا خُرَاسَانِیًّا وَآخَرَ حَجَازِیًّا وَآخَرَ تُرْکِیًّا، فَیُفَرِّقُ حَسَنَاتِهِ وَیَقُومُ وَلَا شَیْءَ مَعَهُ. ❷

اس شخص کی مثال جو لوگوں کی غیبت کرتا ہے اس شخص کی سی ہے، جس نے ایک منجنیق نصب کر رکھی ہے اور ہر جہت میں اپنی نیکیوں کو اس منجنیق کا نشانہ بنا رہا ہے۔ وہ کبھی کسی خراسانی کی غیبت کرتا ہے، کبھی حجازی کی اور کبھی ترکی کی۔ اس طرح وہ اپنی نیکیوں کو تقسیم کر دیتا ہے اور جب اٹھتا ہے، تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا۔

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِیَّاکُمْ وَالْغِیْبَةَ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَهِیَ أَسْرَعُ فِی الْحَسَنَاتِ مِنَ النَّارِ فِی

❶ صحیح البخاری: کتاب الإیمان، بَابٌ: مِنَ الإِیمَانِ أَنْ یُحِبَّ لِأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ، رقم الحدیث: ۱۳

❷ الرسالة القشیریة: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۹۱، ۲۹۲

الْحَطَبِ. ❶

ترجمہ: تم لوگ غیبت سے بچو، اللہ کی قسم! یہ نیکیاں جلا دینے میں آگ کی طرح تیز ہے، جیسے کہ آگ لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔

۶......اپنے آپ کو غصے سے بچائیں

ایک علاج یہ ہے کہ ان اسباب پر نظر ڈالے جو غیبت کرنے پر اُکساتے ہیں، ہر مرض کا علاج اس کے سبب کا خاتمہ کر کے ہی ممکن ہے، غیبت کے اسباب میں سے ایک کا سبب غصہ ہے، تو اس کا علاج اس طرح کرنا چاہیے کہ اگر میں نے غصہ کیا اور اس پر قابو نہ پایا تو اللہ تعالیٰ غیبت کی وجہ سے مجھ پر ناراض ہوں گے، اس لیے کہ اُس نے مجھے غیبت سے منع کیا ہے اور میں نے غیبت کر کے اس کی نافرمانی کی ہے اور اس کے حکم کو غیر اہم تصور کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لِلنَّارِ بَابٌ لَا يَدْخُلُ مِنْهُ إِلَّا مَنْ شَفَى غَيْظَهُ بِسَخَطِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: دوزخ کا ایک دروازہ ایسا ہوگا جس میں صرف وہی شخص داخل ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنا غصہ نکالا ہو۔

اپنے آپ کو غصے سے بچائے اور اس کی فضیلتوں پر غور کرے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَهُ اللَّهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ مَا شَاءَ. ❸

ترجمہ: جو شخص غصہ نکالنے پر قدرت رکھنے کے باوجود پی جائے قیامت کے دن اُسے

❶ الصمت لابن أبي الدنيا: باب كفارة الاغتياب، ص ۱۷۴، الرقم: ۳۰۰

❷ شعب الإيمان: حسن الخلق، ج ۱۰ ص ۵۵۲، رقم الحديث: ۷۹۸۷

❸ سنن أبي داود: كتاب الأدب، باب من كظم غيظا، رقم الحديث: ۴۷۷۷

اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے سامنے بلائیں گے اور اُسے اپنی پسندیدہ حور منتخب کرنے کا اختیار دیں گے۔

بعض انبیاء علیہم السلام پر نازل ہونے والے صحیفوں میں لکھا ہے: اے ابن آدم! اپنے غصے کے وقت مجھے یاد کرلیا کر، میں اپنے غصہ کے وقت تجھے یاد کروں گا اور تجھے ان لوگوں کے ساتھ تباہ نہیں کروں گا جو میرے غصے سے ہلاک ہونے والے ہیں۔ ❶

۷......صدقہ کریں

غیبت سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے اوپر صدقہ لازم کردے، نفس پر صدقہ بہت گراں ہوتا ہے، اِس کے سبب انسان گناہ سے بچ جاتا ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ جو دوسری صدی ہجری کے مشہور محدث اور فقیہ ہیں، فرماتے ہیں:

جَعَلْتُ عَلَى نَفْسِي كُلَّمَا اغْتَبْتُ إِنْسَانًا صِيَامَ يَوْمٍ، فَهَانَ عَلَيَّ، فَجَعَلْتُ عَلَيْهَا إِذَا اغْتَبْتُ إِنْسَانًا عَلَيَّ صَدَقَةَ دِرْهَمٍ فَثَقُلَ عَلَيَّ وَتَرَكْتُ الْغِيبَةَ. ❷

ترجمہ: میں نے غیبت سے بچنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس دن کسی کی غیبت کردیتا، اگلے دن نفس کو سزا دینے کے لیے روزہ رکھ لیتا، لیکن اب یہ میرے لئے آسان ہوگیا، اور روزہ رکھنا عادت سی بن گئی (اور سزا کی تلخی کے بجائے اس میں لطف محسوس ہونے لگا، ظاہر ہے جس چیز پر لطف ہو، وہ سزا کیسے ہوسکتی ہے، اس لیے پھر) میں نے روزہ کے بجائے ہر غیبت کے عوض ایک درہم صدقہ کرنا شروع کیا، یہ سزا نفس پر شاق گزری اور یوں غیبت کے گناہ سے نجات مل گئی۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج۳ص ۱۴۹

❷ ترتيب المدارك وتقريب المسالك: ترجمة: عبد الله بن وهب بن مسلم، ج۳ص ۲۴۰

۸......دوسروں کی خوبیاں بیان کریں

غیبت سے بچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انسان دوسروں کی خوبیاں بیان کرے، یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ دوسروں کے عیوب بیان کئے جائیں اور اُن کی خوبیوں کو بھلا دیا جائے، ان کے معمولی عیوب تو پہاڑ بنا کر دکھایا جائے اوران کی سمندر کی مانند خوبیوں کو قطرہ کی طرح ظاہر کیا جائے۔عیوب سے کوئی خالی نہیں، ہمارا کام دوسروں کے مثبت اعمال وافعال اور کردار اور خوبیوں کا تذکرہ ہے۔

امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ظُلُمٌ لِأَخِیکَ أَنْ تَذْکُرَ مِنهُ أَسوَأَ مَا تَعلَمُ وَتَکتُمَ خَیرَهُ. ❶

ترجمہ: یہ اپنے بھائی کے ساتھ ظلم ہے کہ تم اس کے بارے میں سب سے اُس کے عیوب بیان کرو اور اس کی خوبیاں چھپا لو۔

۹......لوگوں کا تذکرہ نہ کریں

جب انسان اپنی مجلس میں کسی غائب کا ذکر نہیں کرے گا تو وہ غیبت سے محفوظ رہے گا، مجلس میں اللہ رب العزت اور آپ کے محبوب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کریں لوگوں کا ذکر بیماری ہے، اس سے بچائیں، اللہ کے ذکر میں امراضِ باطن کی شفاء ہے، وہ کثرت سے کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عَلَیکُم بِذِکرِ اللّٰهِ تَعَالَی فَإِنَّهُ شِفَاءٌ، وَإِیَّاکُم وَذِکرَ النَّاسِ فَإِنَّهُ دَاءٌ ،نَسأَلُ اللّٰهَ حُسنَ التَّوفِیقِ لِطَاعَتِهِ. ❷

---

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل البصرة من التابعين ومن بعدهم، ترجمة: محمد بن سيرين، ج ۲ ص ۱۴۵ ،رقم الترجمة: ۵۰۴

❷ إحياء علوم الدين: كتاب آفات اللسان، ج ۳ ص ۱۴۳

ترجمہ: اللہ کا ذکر کیا کرو، اس میں شفا ہے، لوگوں کا ذکر مت کیا کرو، اس میں بیماری ہے۔ ہم اللہ سے حسن توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

۱۰......غیبت عذاب قبر کا سبب ہے

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین گناہ ایسے ہیں جن کی وجہ سے انسان عذاب قبر میں مبتلا ہوتا ہے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

عَـذَابُ الْقَبْرِ ثَلَاثَةُ أَثْلَاثٍ: ثُـلُـثٌ مِـنَ الْغِيبَةِ، وَثُلُثٌ مِنَ الْبَوْلِ، وَثُلُثٌ مِنَ النَّمِيمَةِ. ❶

ترجمہ: عذاب قبر کے تین حصے ہیں: ایک تہائی غیبت کی وجہ سے ہے، ایک تہائی پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی بناپر ہے، اور ایک تہائی چغل خوری کے باعث ہے۔

۱۱......غیبت بزدلی کا سبب ہے

غیبت کرنے والے کے دل میں بزدلی اور دورخاپن پیدا ہوجاتا ہے، بزدلی کی وجہ سے وہ لوگوں کی برائیاں ان کی پیٹھ پیچھے کرتا ہے۔ اور جب ان کے سامنے آتا ہے تو ان کی تعریفیں کرنا شروع کردیتا ہے، پھر اس کی یہ حرکت جلد ہی ظاہر ہوجاتی ہے، تو لوگوں میں ذلیل ہوجاتا ہے۔ ❷

غیبت سے بچنے اور معافی کا طریقہ

حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ میرے پاس آتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی غیبت کی تھی، مجھے معاف کردیجئے، میں ان سے کہتا ہوں کہ میں تمہیں معاف کردوں گا، لیکن ایک شرط ہے، وہ یہ کہ پہلے یہ بتادو کہ کیا غیبت کی

❶ تنبيه الغافلين: باب النميمة، ص ۱۷۱، الرقم: ۲۱۶

❷ ارشاد الرشید: غیبت پر عذاب، ج ۱ ص ۱۹۳

تھی؟ تا کہ مجھے پتہ تو چلے کہ میرے پیچھے کیا کہا جاتا ہے۔

کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا؟

اگر بتا دو گے تو میں معاف کر دوں گا۔ پھر فرمایا کہ میں اس حکمت سے پوچھتا ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ جو بات میرے بارے میں کہی ہو وہ درست ہو، اور واقعی میرے اندر وہ غلطی موجود ہو، اور پوچھنے سے وہ غلطی سامنے آجائے گی، تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بچنے کی توفیق دے دیں گے، اس لئے میں پوچھ لیتا ہوں۔

لہذا اگر غیبت کبھی سرزد ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ اس سے کہہ دو کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے، اس وقت دل پر بہت آرے تو چلیں گے، اپنی زبان سے یہ کہنا تو بڑا مشکل کام ہے، لیکن علاج یہی ہے دو چار مرتبہ اگر یہ علاج کر لیا تو ان شاء اللہ آئندہ کے لئے سبق ہو جائے گا۔ بزرگوں نے اس سے بچنے کے دوسرے علاج بھی ذکر فرمائے ہیں، مثلاً حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب دوسرے کا تذکرہ زبان پر آنے لگے تو اس وقت فوراً اپنے عیوب کا استحضار کرو، کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو عیب سے خالی ہو، اور یہ خیال لاؤ کہ خود میرے اندر تو فلاں فلاں برائی ہے، میں دوسروں کی کیا برائی بیان کروں، اور اس عذاب کا دھیان کرو جس کا بیان ابھی ہوا کہ ایک کلمہ اگر زبان سے نکال دوں گا لیکن اس کا انجام کتنا برا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ یا اللہ! اس بلا سے نجات عطا فرما دیجئے۔ جب کبھی مجلس میں کوئی تذکرہ ہونے لگے تو فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلو، یا اللہ! یہ تذکرہ مجلس میں آرہا ہے۔ مجھے بچا لیجئے، میں کہیں اس کے اندر مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (۱)

آپ غیبت کے گناہ کی وجہ سے فاسق ٹھہرے، لہذا آپ کی گواہی قابل قبول نہیں، اور

(۱) اصلاحی خطبات: غیبت ایک عظیم گناہ، ج ۴ ص ۹۳، ۹۴

آپ کے گناہ کو میں خود کانوں سے سن رہا ہوں، تو آپ ہی بتائیں کہ وہ زیادہ برا ہوا یا آپ؟

غیبت سننے سے بچنے کے لیے اس واقعہ سے سبق حاصل کریں، جو کسی کی غیبت شروع کرے اس کے سامنے یہ چھ نمبر بیان کردیا کریں اور اس سے یوں کہیں: ''آپ تو غیبت کی وجہ سے فاسق ٹھہرے اور فاسق کی شہادت قبول نہیں۔''

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ (الحجرات: ٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب کوئی فاسق تمہیں کوئی خبر دے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو۔ (بلاتحقیق اس کی بات کو صحیح نہ سمجھ لیا کرو۔) ❶

غیبت سننے سے بچنے کے لئے چھ اہم نکات

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک بار ایک مولوی صاحب نے میرے سامنے کسی کی غیبت شروع کردی، میں نے ان سے کہا کہ آپ جس کی غیبت کررہے ہیں اگر واقعتاً اس سے یہ غلطی ہوئی ہے تو وہ گزشتہ زمانہ کی بات ہے اور مجھ سے غائب ہے، اور آپ اس وقت میرے سامنے غیبت کا گناہ کررہے ہیں۔

میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کے مختصر سے جواب کی تشریح کرتا ہوں اور نمبر لگا کر بیان کرتا ہوں تا کہ یاد کرنا آسان ہو۔

۱......اس نے گناہ گزشتہ زمانے میں کیا ہے اور آپ اس وقت کررہے ہیں۔

۲......اس نے چھپ کر گناہ کیا ہوگا یا کم از کم مجھ سے تو پوشیدہ ہے اور آپ میرے

❶ ارشاد الرشید: غیبت پر عذاب، ج ۱ ص ۱۹۵، ۱۹۶

سامنے علانیہ گناہ کررہے ہیں، علانیہ گناہ زیادہ برا ہے۔

۳......اس نے چھوٹا گناہ کیا ہوگا اور آپ اتنا بڑا گناہ کررہے ہیں جو زنا سے بدتر ہے۔

۴......وہ گناہ کر کے اپنے کو حقیر سمجھ رہا ہوگا، اور آپ اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہے ہیں، جبھی تو اس کی برائی بیان کررہے ہیں۔

۵......شاید اس نے گناہ سے توبہ کرلی ہو اور آپ ابھی گناہ میں مبتلا ہورہے ہیں۔

۶......میرے سامنے اس گناہ کے شاہد آپ خود ہیں اور آپ غیبت کے گناہ کی وجہ سے فاسق ٹھہرے، لہذا آپ کی گواہی قابل قبول نہیں، اور آپ کے گناہ کو میں خود کانوں سے سن رہا ہوں، تو آپ ہی بتائیں کہ وہ زیادہ برا ہوا یا آپ؟

غیبت سننے سے بچنے کے لیے اس واقعہ سے سبق حاصل کریں، جو کسی کی غیبت شروع کرے اس کے سامنے یہ چھ نمبر بیان کردیا کریں اور اس سے یوں کہیں: ''آپ تو غیبت کی وجہ سے فاسق ٹھہرے اور فاسق کی شہادت قبول نہیں۔''

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ (الحجرات: ۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب کوئی فاسق تمہیں کوئی خبر دے تو اس کی تحقیق کرلیا کرو۔ (بلاتحقیق اس کی بات کو صحیح نہ سمجھ لیا کرو۔) (1)

تو غیبت کرنا اور سننا گناہ کبیرہ ہے، اس لیے اس گناہ سے اپنے آپ کو بچائیں، اس لئے کوشش کریں کہ اپنی زبان کو اللہ رب العزت کے ذکر سے تر رکھیں، مجلس میں غائب آدمی کا تذکرہ ہی نہ کریں، عموماً غیبت تعریف سے شروع ہوتی ہے، پھر کچھ صفات بیان کر کے اُس کے نقائص وعیوب شروع کردیئے جاتے ہیں، اس لئے دوسروں کے

(1) ارشاد الرشید: غیبت پر عذاب، ج۱ص ۱۹۵، ۱۹۶

عیوب کا تذکرہ نہ کریں، اپنے عیوب پر اور دوسروں کی خوبیوں پر ہمہ وقت نگاہ رکھیں، اپنے آپ کو مشغول رکھیں، اپنا وقت وعبادات اور مطالعہ میں گزاریں، عوامی مجالس سے گریز کریں، ہر رات اپنا محاسبہ کریں کہ آج دن بھر میں کسی کی غیبت تو نہیں ہوئی۔ غیبت سے بچنے پر اللہ رب العزت عبادت کی لذت اور محدثین کی طرح قوتِ حافظہ فرمائے گا، اللہ رب العزت اِس گناہ کبیرہ سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

۴۳......رشوت کی مذمت وقباحت اور رشوت لینے والوں کا بھیانک انجام

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَلا تَأْكُلُوا أَمْوالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِها إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقاً مِنْ أَمْوالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾(البقرة:۱۸۸)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ جاؤُكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئاً وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾(المائدة:۴۲)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ:لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ.❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صداحترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا، ان میں رشوت جیسے بڑے گناہ کی مذمت

❶سنن الترمذی:أبواب الأحكام،باب ما جاء في الراشي والمرتشي في الحكم،رقم الحديث:۱۳۳۷

کی گئی ہے، رشوت ایک گناہ کبیرہ ہے، آج کل رشوت عام ہو چکی ہے اور اس کا نام ''چائے پانی'' رکھ دیا گیا ہے، اس وقت چپڑاسی سے لیکر اوپر عہدداران تک شاید ہی کوئی رشوت سے محفوظ ہو، اس وقت ہر کام رشوت کے بل بوتے پر ہو رہا ہے، اس میں جائز ناجائز کی، اور اہل غیر اہل کی تفریق ختم ہو گئی ہے، سرکاری محکموں میں رشوت کے بغیر کوئی کام ہوتا اب نظر نہیں آتا، یہ اللہ کے عذاب کو سرعام دعوت دینا ہے۔

رشوت کیا ہے؟

رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کے پورا کرنے کے لیے کسی ذی اختیار یا کارپرداز شخص کو کچھ دے۔

رشوت کی جامع تعریف جو تمام اقسام رشوت پر حاوی ہے یہ ہے کہ کسی غیر متقوم چیز کا عوض لینا۔ ❶

آج جب کہ زمانہ بہت تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور آئے دن نت نئی ایجادات سامنے آ رہی ہیں، ایسے ترقی یافتہ دور میں رشوت کی کوئی خاص شکل وصورت متعین نہیں ہے، اور اب صرف کاغذ کے چند نوٹوں کے لین دین کا نام رشوت نہیں ہے، بلکہ زمانہ اور حیثیت کے اعتبار سے رشوت کی شکلیں بھی مختلف ہوتی رہتی ہیں، اگر کوئی عام آدمی کسی کلرک کو رشوت دیتا ہے تو وہ وہ چند نوٹوں کی شکل میں ہوتا ہے، لیکن اگر یہی رشوت کوئی خاص شخص کسی بڑے عہدہ دار، مثلاً وزیر یا کسی بڑے صاحبِ منصب کو دیتا ہے تو وہ کبھی بنگلہ، گاڑی یا پھر کسی بیرون ملک کے سیاحتی ٹکٹ وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہے، جسے وہ ہدیہ یا نذرانہ کا خوبصورت نام دے دیتا ہے، لیکن درحقیقت وہ رشوت کی ترقی یافتہ شکل ہوتی ہے، اس لیے صرف کاغذ کے چند نوٹوں کے لین دین کو ہی رشوت

❶ مجالس حکیم الامت: ص ۹۸

نہیں کہہ سکتے، اس کے علاوہ بھی ہر وہ شئی جو اپنے جائز یا ناجائز مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کسی اہل منصب کو دیا جائے گا وہ رشوت ہی ہوگا۔ ❶

قرآن کریم کی روشنی میں رشوت کی مذمت وقباحت

آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقاً مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۸)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ، اور نہ ان کا مقدمہ حاکموں کے اس سے غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہے کہ:

هَذَا فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عَلَيْهِ مَالٌ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ فِيهِ بَيِّنَةٌ، فَيَجْحَدُ الْمَالَ وَيُخَاصِمُ إِلَى الْحُكَّامِ، وَهُوَ يَعْرِفُ أَنَّ الْحَقَّ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ آثِمٌ آكِلُ حَرَامٍ. ❷

یعنی یہ آیت ایسے شخص کے بارے میں ہے جس کے پاس کسی کا حق ہو لیکن حق والے کے پاس ثبوت نہ ہو، اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر وہ عدالت یا حاکم مجاز سے اپنے حق میں فیصلہ کروالے اور اس طرح دوسرے کا حق غصب کر لے، یہ ظلم ہے اور حرام ہے۔ عدالت کا فیصلہ ظلم اور حرام کو جائز اور حلال نہیں کرسکتا۔ یہ ظالم عنداللہ مجرم ہوگا۔

❶ ماہنامہ دارالعلوم، شمارہ ۷، ۸، جلد ۹۷، رمضان، شوال ۱۴۳۴ھ ہجری مطابق جولائی، اگست ۲۰۱۳ء

❷ تفسير ابن كثير: سورة البقرة تحت هذه الآية، ج ۱ ص ۳۸۴

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ آیت مذکورہ کی تفسیر میں حلال وحرام کے اسباب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شریعت اسلام میں جتنے معاملات باطل یا فاسد اور گناہ کہلاتے ہیں ان سب کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان میں وجوہِ مذکورہ میں کسی وجہ سے خلل ہوتا ہے، کہیں دھوکہ فریب ہوتا ہے، کہیں نامعلوم چیز یا نامعلوم عمل کا معاوضہ ہوتا ہے، کہیں کسی کا حق غصب ہوتا ہے، کہیں کسی کو نقصان پہنچا کر نفع حاصل کیا جاتا ہے، کہیں حقوق عامہ میں ناجائز تصرف ہوتا ہے، سود، قمار وغیرہ کو حرام قرار دینے کی اہم وجہ یہ ہے کہ وہ حقوق عامہ کے لیے مضر ہیں، ان کے نتیجہ میں چند افراد پلتے بڑھتے ہیں، اور پوری ملت مفلس ہوتی ہے، ایسے معاملات فریقین کی رضامندی سے بھی اس لیے حلال نہیں کہ وہ پوری امت کے خلاف ایک جرم ہے، آیت مذکورہ ان تمام ناجائز صورتوں پر حاوی ہے۔ ❶

یہ آیت اپنے ترجمہ کے لحاظ سے رشوت کی ممانعت میں صاف وصریح ہے کیوں کہ رشوت بھی ایک ایسا عمل ہے جس کا اثر حقوق عامہ پر براہِ راست پڑتا ہے، اور اس کی وجہ سے حقدار کا حق مارا جاتا ہے۔

یہودیوں کی قباحتیں

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ فَإِنْ جَاؤُكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ شَيْئاً وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (المائدة: ۴۲)

❶ معارف القرآن: ج۱ ص ۵۲۷

ترجمہ: یہ کان لگا لگا کر جھوٹی باتیں سننے والے، جی بھر بھر کر حرام کھانے والے ہیں۔ چنانچہ اگر یہ تمہارے پاس آئیں تو چاہے ان کے درمیان فیصلہ کردو، اور چاہے ان سے منہ موڑلو اگر تم ان سے منہ موڑلو گے تو یہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، اور اگر فیصلہ کرنا ہو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

قرآن مجید میں اس جگہ لفظ ''لِلسُّحتِ'' سے مراد رشوت ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ، حضرت حسن بصری، حضرت مجاہد، حضرت قتادہ، امام ضحاک رحمہم اللہ وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس کی تفسیر رشوت سے کی ہے۔ رشوت کو ''سُحتِ'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسکا لغوی معنی ہے جڑ، بنیاد ہے، چونکہ رشوت نہ صرف لینے دینے والوں کو برباد کرتی ہے، بلکہ پورے ملک وملت کی جڑ، بنیاد اور امن عامہ کو تباہ کرنے والی ہے۔ جس ملک یا محکمہ میں رشوت چل جائے، وہاں قانون معطل ہو کر رہ جاتا ہے اور قانونِ ملک ہی وہ چیز ہے جس سے ملک وملت کا امن برقرار رکھا جاتا ہے، وہ معطل ہوگیا تو نہ کسی کی جان محفوظ رہتی ہے، نہ آبرو، نہ مال۔ اس لیے شریعتِ اسلام میں اس کو سُحت فرما کر اشد حرام قرار دیا ہے اور اس کے دروازہ کو بند کرنے کے لیے امرا و حکام کو ہدیے اور تحفے پیش کیے جاتے ہیں، ان کو بھی صحیح حدیث میں رشوت قرار دے کر حرام کر دیا گیا ہے۔ ❶

اِن کے مشائخ وعلماء انہیں حرام سے کیوں نہیں روکتے

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَتَرىٰ كَثِيراً مِنهُم يُسارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ

❶ معارف القرآن: ج۳ص۱۶۷/أحكام القرآن للجصاص: ج۴ص۷۰

لَبِئْسَ ما كانُوا يَعْمَلُونَ. لَوْلا يَنْهاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ ما كانُوا يَصْنَعُونَ﴾ (المائدة: ۶۲، ۶۳)

ترجمہ: اوران میں سے بہت سوں کو تم دیکھو گے کہ وہ گناہ، ظلم اور حرام خوری میں لپک لپک کر آگے بڑھتے ہیں، سچ تو یہ ہے کہ جو حرکتیں یہ کرتے ہیں وہ نہایت بری ہیں۔ ان کے مشائخ اور علماء ان کو گناہ کی باتیں کہنے اور حرام کھانے سے آخر کیوں منع نہیں کرتے؟ حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ طرزِ عمل نہایت برا ہے۔

اہل کتاب کے علماء ناحق کھاتے ہیں

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (التوبة: ۳۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! (یہودی) احبار اور (عیسائی) راہبوں میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ لوگوں کا مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں، اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔

آیت میں مسلمانوں کو مخاطب بنا کر یہود ونصارٰی کے علماء ومشائخ کے ایسے حالات کا ذکر ہے جن کی وجہ سے عوام میں گمراہی پھیلی، مسلمانوں کو مخاطب کرنے سے شاید اس طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ یہ حالات یہود ونصارٰی کے علماء ومشائخ کے بیان ہورہے ہیں لیکن ان کو بھی اس سے متنبہ رہنا چاہیے کہ ان کے ایسے حالات نہ ہوجائیں۔

اس آیت میں ارشاد فرمایا کہ یہود ونصارٰی کے بہت سے علماء ومشائخ کا یہ حال ہے کہ باطل طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور اللہ کے سیدھے راستہ سے ان کو روکتے ہیں۔

یہود ونصاریٰ کے اکثر علماء ومشائخ کا یہی حال تھا اور ایسے حالات میں عام طور پر کہنے والے سبھی کو برا کہا کرتے ہیں، لیکن قرآن کریم نے اس جگہ لفظ ’’ كَثِيْــرًا ‘‘ کا اضافہ کر کے مسلمانوں کو دشمنوں کے معاملہ میں بھی احتیاط کلام کی تلقین فرمادی کہ یہ حال سب لوگوں کی طرف منسوب نہیں فرمایا، بلکہ یہ فرمایا کہ ان میں بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں، ان کی گمراہی یہ بتلائی گئی کہ وہ لوگوں کے اموال باطل طریقہ سے کھاتے ہیں، باطل طریقہ سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ بعض اوقات ان لوگوں سے پیسے لے کر حکم تورات کے خلاف فتوی دیدیتے تھے، اور بعض اوقات احکام الٰہی میں اخفاء اور تلبیس سے کام لیتے تھے، اس پر مزید ان کی یہ گمراہی بتلائی گئی کہ یہ کم بخت صرف خود ہی گمراہ نہیں بلکہ دوسرے طالبانِ رُشد وہدایت کو اللہ کے راستہ سے روکنے کا سبب بھی ہیں، کیوں کہ جب لوگ اپنے مقتداؤں کو ایسے کام کرتے دیکھیں تو ان میں بھی جذبہ حق پرستی مرجاتا ہے، اس کے علاوہ ان کے غلط فتووں کی بنیاد پر وہ گمراہی اور غلطی ہی کو صواب وصحیح سمجھنے لگتے ہیں۔ ❶

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں رشوت کی مذمت وقباحت

رشوت لینے اور دینے والوں پر لعنت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ. ❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے والے پر بھی اور رشوت دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

---

❶ معارف القرآن: ج۴ص۳۰۴

❷ سنن الترمذی: أبواب الأحکام، باب ما جاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم، رقم الحدیث: ۱۳۳۷

بھائی کی سفارش کرنے میں ہدیہ دینے والے کے لئے وعید

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ شَفَعَ لِأَخِيهِ بِشَفَاعَةٍ،فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا،فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا. ❶

ترجمہ: جوشخص (کسی بادشاہ وحاکم سے) کسی (شخص مثلاً زید) کی سفارش کرے اور وہ (زید) اس (سفارش کرنے والے) کے پاس سفارش کے عوض کوئی چیز بطورِ ہدیہ تحفہ بھیجے اور وہ (سفارش کرنے والا) اس تحفہ کو قبول کرے تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ میں داخل ہوا۔

آج کل ہدیہ رشوت بن چکا ہے

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ:

كَانَتِ الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً،وَالْيَوْمَ رِشْوَةٌ. ❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہدیہ ہدیہ تھا اور آج کل کے زمانے میں رشوت ہے۔

رشوت وہ گناہ ہے حدیث میں جس پر لعنت کی گئی ہے، اور ہدیہ کے نام پر جو دیا جاتا ہے وہ درحقیقت رشوت دینا چاہتا ہے تو عہدہ ملنے سے پہلے کیوں نہیں دیتا تھا؟ اور

❶سنن أبی داود: کتاب البیوع ،باب فی الهدیة لقضاء الحاجة،رقم الحدیث: ۳۵۴۱

❷صحیح البخاری: کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها،باب من لم یقبل الهدیة لعلة، ج۳ص ۱۵۹

صرف متعلقہ اسی افسر کو کیوں دیا جاتا ہے جس سے وہ کام وابستہ ہے؟ شریعت میں اس گناہ سے بڑی تاکید کے ساتھ روکا گیا ہے، اس لئے انسان اس کبیرہ گناہ سے اپنے آپ کو بچائے اور اپنے اہل وعیال کو ایسا حرام مال نہ کھلائے، جس سے اُن کے اخلاق وکردار میں فرق آجائے۔

سلف کے اقوال کی روشنی میں رشوت کی مذمت وقباحت

رشوت ناشکری اور مالِ حرام ہے

۱......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلرِّشوَۃُ فِی الُحُکمِ کُفُرٌ وَھِیَ بَینَ النَّاسِ سُحُتٌ. ❶

ترجمہ: رشوت حکم میں کفر (وناشکری) ہے، اور لوگوں کے درمیان مالِ حرام ہے۔

اپنی حاجت پوری ہونے پر ہدیہ دینا رشوت ہے

۲......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَلسُّحتُ أَنُ تَطلُبَ لِأَخِیکَ الحَاجَۃَ فَتُقضَی فَتهُدِیْ إِلَیُکَ هَدِیَّةً فَیَقُبَلُهَامِنُهُ. ❷

ترجمہ: رشوت یہ ہے تو اپنے بھائی سے کوئی حاجت طلب کرے، پس جب وہ پوری ہوجائے تو آپ اِس کی طرف ہدیہ بھیجواور وہ آپ کے ہدیہ کو قبول کرے۔

❶ المعجم الکبیر: باب العین، ج۹ ص۲۲۶، رقم الحدیث: ۹۱۰۰/قَالَ الُمُنُذِرِیُ: رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُ مَوُقُوُفًابِإِسُنَادٍ صَحِیحٍ/الترغیب والترھیب: کتاب القضاء وغیرہ، ج۳ص۱۲۶، الرقم: ۳۳۵۴

❷ الکبائر للذھبی: الکبیرۃ الثانیۃ والثلاثون، ص۱۳۲ /الزواجر: باب القضاء، ج۲ص۳۱۲

مسلمان سے مال کے عوض تکلیف دور کرنا رشوت ہے

۴......حضرت مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن زیاد سے کسی ظلم کے متعلق بات کی، تو انہوں نے ان کو رد کیا، تو صاحب ظلم نے ان کو ایک ہدیہ بھیجا، تو ابن زیاد نے قبول نہیں کیا، اور کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے:

مَنْ رَدَّ عَنْ مُسْلِمٍ مَظْلِمَةً فَأَعْطَاهُ عَلَى ذٰلِکَ قَلِيْلًا أَوْ كَثِيْرًا فَهُوَ سُحْتٌ.

ترجمہ: جو کسی مسلمان سے ظلم دور کرے اور وہ اسکو کچھ تھوڑی یا زیادہ چیز دیں تو رشوت ہے۔ اس شخص نے کہا کہ ہم رشوت فی الحکم کو حرام سمجھتے ہیں، تو ابن زیاد رحمہ اللہ نے فرمایا:

ذٰلِکَ كُفْرٌ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ وَمَكْرُوْهٍ. ❶

ترجمہ: یہ تو کفر ہے، ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اور اللہ سے معافی اور عافیت مانگتے ہیں ہر آزمائش اور ناپسندیدہ بات پر۔

رشوت کے معاشرتی، دینی اور دنیاوی نقصانات اور قبائح

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ رشوت کا گناہ شراب نوشی اور بدکاری سے بھی زیادہ سنگین ہے۔

بعض برائیاں تو ایسی ہوتی ہیں جن کے بارے میں لوگوں کی آراء مختلف ہوسکتی ہیں ایک شخص کے نزدیک وہ برائی ہے اور دوسرا اسے کوئی عیب نہیں سمجھتا، لیکن رشوت ایک ایسی برائی ہوتی ہے جس کے بُرا ہونے پر ساری دنیا متفق ہے، کوئی مذہب وملت، کوئی مکتب فکر یا انسانوں کا کوئی طبقہ ایسا نہیں ملے گا جو رشوت کو بدترین گناہ یا جرم نہ سمجھتا ہو،

❶ الکبائر للذھبی: الكبيرة الثانية والثلاثون، ص ۱۳۲/الزواجر: باب القضاء، ج ۲ ص ۳۱۲

حد یہ ہے کہ جولوگ دن کے وقت دفتروں میں بیٹھ کر دھڑ لے سے رشوت کا لین دین کرتے ہیں وہ بھی جب شام کوکسی محفل میں معاشرے کی خرابیوں پر تبصرہ کریں گے،تو ان کی زبان پر سب سے پہلے رشوت کی گرم بازاری ہی کا شکوہ آئے گا اوراس کی تائید میں وہ (اپنے نہیں) اپنے رفقائے کار کے دوچار واقعات سنادیں گے، سننے والے یاتو ان واقعات پر ہنسی مذاق میں کچھ فقرے چست کردیں گے،یا پھر کوئی بہت سنجیدہ محفل ہوئی تو اس میں غم وغصہ کا اظہار کیا جائے گا لیکن اگلی ہی صبح سے یہی شرکائے مجلس پورے اطمینان کے ساتھ اسی کاروبار میں مشغول ہوجائیں گے۔

غرض رشوت کی خرابیوں سے پوری طرح متفق ہونے کے باوجود کوئی شخص جو اس انسانیت سوز حرکت کا عادی ہوچکا ہو اسے چھوڑنے کے لئے تیار نظر نہیں آتا اور اگر اس کے بارے میں کسی سے کچھ کہا جائے تو مختصر سا جواب یہ ہے کہ ساری دنیا رشوت لے رہی ہے تو ہم کیا کریں؟ گویا ان کے نزدیک رشوت چھوڑنے کی شرط یہ ہے کہ پہلے دوسرے تمام لوگ اس برائی سے تائب ہوجائیں تب ہی چھوڑنے پر غور کرسکتا ہوں اس کے بغیر نہیں اور چونکہ رشوت لینے والے کے پاس بھی بہانہ ہے،لہٰذا یہ تباہ کن بیماری ایک وبا کی شکل اختیار کرچکی ہے،فرق یہ ہے کہ جب کوئی وباء پھیلتی ہے تو وہاں کوئی مریض یہ سوال نہیں کرتا کہ جب تک تمام دوسرے لوگ تندرست نہ ہوجائیں میں بھی صحت کی تدبیر نہیں کروں گا،لیکن رشوت کے بارے میں یہ استدلال ناقابل تردید سمجھ کر پیش کیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ ایک استدلال نہیں ایک بہانہ ہے،اور بات صرف یہ ہے کہ رشوت لینے والے کواپنے اس عمل میں فوری طور سے کافی فائدہ ہوتا نظر آتا ہے،اس لئے نفس اس فائدے کو حاصل کرنے کے لئے ہزار حیلے بہانے تراش لیتا ہے،لیکن آیئے ذرا یہ

دیکھیں کہ رشوت لینے میں واقعتاً کوئی فائدہ ہے بھی یا نہیں؟ بظاہر تو رشوت لینے میں یہ کھلا فائدہ نظر آتا ہے کہ ایک شخص کی آمدنی کسی زائد محنت کے بغیر بڑھتی جاتی ہے لیکن اگر ذرا باریک بینی سے کام لیا جائے تو اس وقتی فائدے کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے ایک ٹائیفائڈ میں مبتلا بچے کو چٹ پٹی غذاؤں میں بڑا لطف آتا ہے لیکن بچے کے ماں باپ یا اس کے معالج جانتے ہیں کہ یہ چند لمحوں کا فائدہ نہ صرف اس کی تندرستی کو دور سے دور تر کردے گا بلکہ انجام کار اسے زیادہ طویل عرصہ تک لذیذ غذاؤں سے محروم ہوجانا پڑے گا۔

یہ مثال صرف رشوت کے اخروی نقصانات پر ہی صادق نہیں آتی بلکہ ذرا انصاف سے کام لیا جائے تو رشوت کے دنیوی نقصانات کے بارے میں بھی اتنی ہی سچی ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جب معاشرے میں یہ لعنت پھیل جاتی ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی ایک جگہ سے کوئی رشوت وصول کرتا ہے تو اسے دسیوں جگہ خود رشوت دینی پڑتی ہے، بظاہر تو وہ ممکن ہے کہ اسے آج سو روپے زیادہ ہاتھ آگئے لیکن کل جب اسے خود دوسرے لوگوں سے کام پڑیگا تو یہ سو روپے نہ جانے کتنے سو ہوکر خود اس کی جیب سے نکل جائیں گے۔

پھر رشوت کا یہ نقد نقصان کیا کم ہے کہ اس کی بدولت پورا معاشرہ بدامنی اور بے چینی کا جہنم بن جاتا ہے، کیوں کہ کسی بھی ملک میں باشندوں کے امن وسکون کی سب سے بڑی ضمانت اس ملک کا قانون اور اس قانون کے محافظ ادارے ہی ہوسکتے ہیں لیکن جس جگہ رشوت کا بازار گرم ہو وہاں بہتر سے بہتر قانون بھی بالکل مفلوج اور ناکارہ ہوکر رہ جاتا ہے، آج ہم معاشرے کی بدامنی کو ختم کرنے کے لئے کوئی قانون بنانے بیٹھتے ہیں تو سب سے بڑا مسئلہ یہ پیش آتا ہے کہ اس قانون کو رشوت کے زہر سے کیسے

بچایا جائے؟ چوری، ڈاکے، قتل، اغواء، بدکاری اور دھوکے فریب کے انسانیت کش حادثات سے آج ہر شخص سہا ہوا ہے لیکن یہ نہیں سوچتا کہ ان حادثات کے روز افزوں ہونے کا سبب درحقیقت وہ رشوت ہے جو ہر اچھے سے اچھے قانون کو چند نوٹوں کے عوض بیچ کر اس کی ساری افادیت کو خاک میں ملا دیتی ہے اور جسے ہم نے اپنے روزمرہ کے طرز عمل سے شیر مادر بنا کر رکھ دیا ہے۔

ہم نے اگر کسی مجرم سے رشوت لے کر اسے قانون کی گرفت سے بچالیا ہے تو درحقیقت ہم نے جرم کی اہمیت، قانون کے احترام اور سزا کی ہیبت کو دلوں سے نکالنے میں مدد دی ہے اور ان مجرموں کا حوصلہ بڑھایا ہے جو کل خود ہمارے گھر پر ڈاکہ ڈال سکتے ہیں۔

ایک سرکاری افسر کسی سرکای ٹھیکہ دار سے رشوت لے کر اس کے ناقص تعمیری کام کو منظور کرادیتا ہے اور مگن ہے کہ آج آمدنی زیادہ ہوگئی، لیکن وہ یہ نہیں سوچتا کہ جس ناقص پل کی تعمیر پر اس نے منظوری کی ہے کل جب گرے گا تو اس کی زد میں خود وہ اور اس کے بچے بھی آسکتے ہیں، جس ناقص مال کی بنی ہوئی سڑک اس نے منظور کرادی ہے وہ ہزارہا دوسرے افراد کی طرح خود اس کے لئے بھی عذاب جان بنے گی، اور سب سے بڑھ کر یہ سرکاری کاموں کے سلسلے میں رشوت کے عام لین دین سے ہم نے سرکاری خزانے کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کا بار کوئی حکمران ہی نہیں اٹھائے گا، بلکہ اس کے نتائج زائد ٹیکسوں کی شکل میں ملک کے تمام باشندوں کو بھگتنے پڑیں گے، جن میں ہم خود بھی داخل ہیں اس سے ملک میں گرانی بھی پیدا ہوگی، خزانہ بھی کمزور پڑے گا، ملک کے ترقیاتی کام بھی رکیں گے، اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی منزل بھی دور ہوگی، اور دوسری اقوام ہمیں بدستور لقمہ تر سمجھتی رہیں گی۔

یہ تو چند سرسری سی مثالیں تھیں، لیکن اگر ہم ذرا اس رخ سے مزید سوچیں تو اندازہ ہو کہ

رشوت کے لین دین کی بدولت ہم خود دنیا میں مستقل طور سے کن پیچیدہ مصائب اور سنگین مشکلات میں مبتلا ہو گئے ہیں؟

رشوت کے یہ دنیوی نقصانات تو اجتماعی نوعیت کے ہیں اور بالکل سامنے کے ہیں، لیکن اگر ذرا اور گہری نظر سے دیکھئے تو خاص رشوت لینے والے کی انفرادی زندگی بھی رشوت کی تباہ کاریوں سے محفوظ نہیں رہتی۔ حدیث میں ہے:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ. ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے رشوت دینے والے پر بھی اور رشوت لینے والے پر بھی۔

جس ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کے حق میں بھی دعائے خیر ہی کی ہو اس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی شخص پر لعنت بھیجنا معمولی بات نہیں۔ اس کا اثر آخرت میں تو ظاہر ہوگا ہی، لیکن دنیا میں بھی یہ لوگ اس لعنت کے اثر سے بچ نہیں سکتے، چنانچہ جو لوگ معاشرے کو تباہی کے راستے پر ڈال کر حق داروں کا دل دکھا کر غریبوں کا حق چھین کر اور ملت کی کشتی میں سوراخ کر کے رشوت لیتے ہیں۔ بظاہر ان کی آمدنی میں خواہ کتنا اضافہ ہو جاتا ہو، لیکن خوشحالی اور راحت و آسائش روپے پیسے کے ڈھیر، عالیشان کوٹھیوں، شاندار کاروں اور اپ ٹو ڈیٹ فرنیچر کا نام نہیں ہے، بلکہ دل کے اس سکون اور روح کے اس قرار اور ضمیر کے اس اطمینان کا نام ہے جسے کسی بازار سے کوئی بڑی سے بڑی قیمت دے کر بھی نہیں خریدا جا سکتا، یہ صرف اور صرف اللہ کی دین ہوتی ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی کو یہ دولت دیتا ہے تو ٹوٹے چھونپڑے، کھجور

❶ سنن الترمذی: أبواب الأحکام، باب ما جاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم، رقم الحدیث: ۱۳۳۷

کی چٹائی اور ساگ روٹی میں بھی دے دیتا ہے اور کسی کو نہیں دیتا تو شاندار بنگلوں، کاروں اور کارخانوں میں بھی نصیب نہیں ہوتی۔

آج اگر آپ کو رشوت کے ذریعے کچھ زائد آمدنی ہوگئی ہے، لیکن ساتھ ہی کوئی بچہ بیمار پڑ گیا ہے تو کیا یہ زائد آمدنی آپ کو کوئی سکون دے سکے گی؟ آپ کی ماہانہ آمدنی کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے، لیکن اگر اسی تناسب سے گھر میں ڈاکٹر اور دوائیں آنے لگی ہیں تو آپ کو کیا ملا؟ اور اگر فرض کیجئے کہ کسی نے مر مار کر رشوت کے روپے سے تجوریاں بھر لیں، لیکن اولاد نے باغی ہو کر زندگی اجیرن بنادی، داماد نے جینا دوبھر کر دیا، یا اسی قسم کی کوئی اور پریشانی کھڑی ہوگئی تو کیا یہ ساری آمدنی اسے کوئی راحت پہنچا سکے گی؟

واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے باغی ہو کر روپیہ تو جمع کر سکتا ہے لیکن اس روپے کے ذریعے راحت وسکون حاصل کرنا اس کے بس کی بات نہیں، عام طور سے ہوتا یہ ہے کہ حرام طریقے سے کمائی ہوئی دولت پریشانیوں اور آفتوں کا ایسا چکر لے کر آتی ہے جو عمر بھر انسان کو گردش میں رکھتا ہے۔ قرآن کریم نے جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ ایسے مصائب کا شکار کر دیئے جاتے ہیں جن کی موجودگی میں لذیذ سے لذیذ غذا بھی آگ معلوم ہوتی ہے۔

لہٰذا رشوت خوروں کے اونچے مکان اور شاندار اسباب دیکھ کر اس دھوکے میں نہ آنا چاہیے کہ انہوں نے رشوت کے ذریعے خوش حالی حاصل کر لی، بلکہ ان کی اندرونی زندگی میں جھانک کر دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے بیشتر افراد کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا ہیں۔

اس کے برعکس جو لوگ حرام سے اجتناب کر کے اللہ کے دیئے ہوئے حلال رزق پر قناعت کرتے ہیں، ابتداء میں انہیں کچھ مشکلات پیش آسکتی ہیں، لیکن مآل کار دنیا

میں بھی وہی فائدے میں رہتے ہیں، ان کی تھوڑی سی آمدنی میں بھی زیادہ کام نکلتے ہیں، ان کے اوقات اور کاموں میں بھی برکت ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ دل کے سکون اور ضمیر کے اطمینان کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔

اوپر رشوت کے جونقصانات بیان کئے گئے وہ تمام تر دنیوی نقصانات تھے، اور اس لعنت کا سب سے بڑا نقصان آخرت کا نقصان ہے، دنیا میں اور ہزار چیزوں میں اختلاف ہوسکتا ہے، لیکن اس بارے میں کسی مذہب اور کسی مکتبِ فکر کا اختلاف نہیں کہ ہرانسان کو ایک نہ ایک دن موت ضرور آئے گی اگر بالفرض رشوتیں لے لے کر کسی شخص نے چندروز مزے اڑا بھی لئے تو بالآ خر اس کا انجام جہنم ہے۔

اس لحاظ سے رشوت کا گناہ شراب نوشی اور بدکاری سے بھی زیادہ سنگین ہے کہ شراب نوشی اور بدکاری سے اگر کوئی شخص صدق دل کے ساتھ توبہ کرلے تو وہ اسی لمحے معاف ہوسکتا ہے، لیکن رشوت کا تعلق چونکہ حقوق العباد سے ہے، اس لئے جب تک ایک ایک حقدار کو اس کی رقم نہ چکائے یا اس سے معافی نہ مانگے، اس گناہ کی معافی کا کوئی راستہ نہیں، عام طور سے جب انسان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اپنی آخرت کی فکر لاحق ہو ہی جاتی ہے، اگر اس وقت عارضی دنیوی مفاد کے لالچ میں ہم یہ گناہ کرتے رہے تو یقین کیجئے کہ موت سے پہلے ہی جب آخرت کی منزل سامنے ہوگی تو یہ اعمال دنیا کے ہر آرام وراحت کو مستقل عذاب جان بنا کر رکھ دیں گے اور اس عذاب سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر تنہا میں نے رشوت ترک کردی تو اس سے پورے معاشرے پر کیا اثر پڑے گا؟ لیکن یہی وہ شیطان کا دھوکہ ہے جو معاشرے سے اس لعنت کے خاتمے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، جب ہر شخص دوسرے کا انتظار کرے گا تو

معاشرہ کبھی اس لعنت سے پاک نہیں ہوگا۔آپ رشوت کوترک کر کے کم از کم خود اس کے دنیوی اور آخرت کے نقصانات سے محفوظ ہوسکیں گے،اس کے بعد آپ کی زندگی دوسروں کے لئے نمونہ بنے گی، کیا بعید ہے کہ آپ کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس لعنت سے تائب ہوجائیں،تاریکی میں ایک چراغ جل اٹھے تو پھر چراغ سے چراغ جلنے کا سلسلہ تناور ہوسکتا ہے کہ اس سے پورا ماحول بقعۂ نور بن جائے، پھر جب کوئی شخص اللہ کے لئے اپنے نفس کے کسی تقاضے کو چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال ہوتی ہے،دور دور سے ایک کام کو مشکل سمجھنے کے بجائے اسے کر کے دیکھئے، اللہ تعالیٰ سے اس کی آسانی کی دعا مانگئے۔ان شاء اللہ اس کی مدد ہوگی ضرور ہوگی بالضرور ہوگی،اور کیا عجب ہے معاشرے کو اس لعنت سے پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو منتخب کیا ہو۔ ❶

رشوت اور قوم یہود کا شیوہ

علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں رشوت کے چلن پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ عرب کے کاہن اپنی مفروضہ غیبی طاقت کی بنا پر بعض مقدموں کے فیصلے کرتے تھے،اہل غرض ان کو اس کے لیے مزدوری یا رشوت کے طور پر کچھ نذرانہ دیتے تھے،اس کو حلوان (مٹھائی) کہتے تھے،اسلام آیا تو اوہام کا یہ دفتر ہی اڑ گیا،اس پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہن کے حلوان کی خاص طور سے ممانعت فرمائی۔

اسی طرح عرب میں یہودیوں کے مقدمے ان کے احبار اور رئیس فیصلہ کرتے تھے، قانون کی زد سے بچنے کے لیے مال دار اور اہل ثروت طبقہ علانیہ رشوت دیتے اور ان

❶ فرد کی اصلاح: رشوت کا گناہ،ص ۹۷ تا ۱۰۱

کے کاہن اور قاضی یہ رشوت لے کران کے حق میں فیصلہ سنادیتے تھے،اور اتنا ہی نہیں بلکہ تورات کے احکام پر پردہ ڈالتے تھے۔ چنانچہ تورات کے قوانین میں تحریف کا ایک بڑا سبب یہی رشوت خوری تھی،قرآن مجید کی اس آیت میں اسی گناہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْکِتَابِ وَیَشْتَرُوْنَ بِه ثَمَنًا قَلِیْلًا، أُولٰئِکَ مَا یَأْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلاَّ النَّارَ وَلاَ یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَایُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ﴾(البقرة:۱۷۴)

ترجمہ:حقیقت یہ ہے کہ جولوگ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب کو چھپاتے ہیں اوراس کے بدلے تھوڑی سی قیمت وصول کرلیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ کے سوا کچھ نہیں بھر رہے، قیامت کے دن اللہ ان سے کلام بھی نہیں کرے گا،اور نہ ان کو پاک کرے گا، اوران کے لیے دردناک عذاب ہے۔

عہد نبوت میں خیبر کے یہودیوں سے زمین کی آدھے آدھ پیداوار پر مصالحت ہوئی تھی، جب پیداوار کی تقسیم کا وقت آتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے،وہ ایمانداری سے پیداوار کے دو حصے کردیتے تھے اور کہہ دیتے تھے کہ ان دو میں سے جو چاہو لے لو، یہودیوں نے اپنی عادت کے مطابق ان کو بھی رشوت دینی چاہی، آپس میں چندہ کرکے اپنی عورتوں کے کچھ زیورات اکٹھے کیے اور کہا کہ یہ قبول کرو،اوراس کے بدلہ تقسیم میں ہمارا حصہ بڑھادو، یہ سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یَا مَعْشَرَ یَهُودَ،وَاللّٰهِ إِنَّکُمْ لَمِنْ أَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَیَّ وَمَا ذَاکَ بِحَامِلِیْ عَلٰی أَنْ أَحِیفَ عَلَیْکُمْ،فَأَمَّا مَا عَرَّضْتُمْ مِنَ الرِّشْوَةِ فَإِنَّهَا سُحْتٌ،وَإِنَّا لَا

نَأْكُلُهَا. فَقَالُوا: بِهَذَا قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ. ❶

ترجمہ: اے یہودیو! خدا کی قسم تم خدا کی ساری مخلوق میں مجھے مبغوض ہو، لیکن یہ مجھے تم پر ظلم کرنے پر آمادہ نہیں کرسکتا اور جو تم نے رشوت پیش کی ہے وہ حرام ہے، ہم (مسلمان) اس کو نہیں کھاتے، یہودیوں نے ان کی تقریر سن کر کہا کہ یہی وہ انصاف ہے جس سے آسمان وزمین قائم ہیں۔

رشوت کی قسمیں اور حکم

رشوت کی چار قسمیں ہیں:

۱......رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر حرام ہے، وہ قاضی یا کسی عہدہ کے حصول کیلئے رشوت دینا۔

۲......رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر حرام ہے، وہ یہ کہ قاضی اسکے حق میں فیصلہ کرے۔

۳......رشوت لی تا کہ معاملہ قاضی کے سامنے صحیح واضح کریں، اس صورت میں لینے والے پر رشوت حرام ہوگی۔

۴......جان یا مال کے خوف سے رشوت دینا، اس صورت میں رشوت دینے والے کیلئے جائز ہے لیکن لینے والے کیلئے حرام ہے۔ ❷

رشوت دینے کی گنجائش کب ہوسکتی ہے؟

لغت میں رشوت کے معنی ہیں وہ نذرانہ جو اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے کسی کو پیش کیا جائے، خواہ وہ مقصد جائز ہو یا ناجائز، اسی لیے امام ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ اس حدیث

❶ موطأ مالک: کتاب المساقاة، ما جاء فی المساقاة، ج۴ ص۱۰۱۶، رقم الحدیث: ۲۵۹۵

❷ حاشية ابن عابدين: كتاب القضاء، ج۵ ص۳۶۲

کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: رشوت لینے اور دینے والے دونوں شخص گناہ وسزا کے مستحق اس وقت ہوں گے جب کہ دونوں کا مقصد باطل اور ناحق کی حمایت کرنا ہو، کسی پر ظلم کرنا یا کرانا ہو، یا شرعی حکم کی پامالی ہو، مثلاً ایک شخص جس کا ایک چیز میں شرعاً کوئی حق نہیں بنتا، وہ صاحب اختیار کو رشوت دے کر اپنے حق میں فیصلہ کرالیتا ہے، یا ایک چیز ایک شخص کی ملکیت یا اس کا حق ہے، اس کے پاس ثبوت بھی ہیں، جو اس نے فراہم کردیے، مگر دوسرا شخص رشوت کے زور پر صاحب اختیار سے اس کے خلاف فیصلہ کرالیتا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق نہ مل سکے، مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ رشوت دینا بلاشبہ لعنت کا سبب ہے۔

اسی طرح رشوت لینے والا شخص بھی وعید کا مصداق اس وقت ہوگا، جب اس نے ایسے حق یا عمل کی انجام دہی پر رشوت لی ہو جو اس کے اوپر از روئے شریعت واجب ہے، یا وہ کوئی کام ایسا کررہا ہے۔ جس کے کرنے کا کوئی جواز نہیں اور دوسرے کا اس سے نقصان ہورہا ہے، جب تک اس کی مٹھی گرم نہ کی جائے، وہ اپنے اس ناحق عمل سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہ ہو، مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں ایسا شخص ملعون ہے۔

البتہ ایک شخص کا حق ہے کہ جو اسے ملنا چاہیے، رشوت دیے بغیر نہیں ملے گا، یا اتنی دیر سے ملے گا۔ جس میں اسے غیر معمولی مشقت برداشت کرنی پڑے گی۔ اسی طرح اس کے اوپر کسی فرد کی طرف سے ظالمانہ مطالبات عائد ہوگئے ہیں اور رشوت دیے بغیر ان سے خلاصی مشکل ہے تو امید ہے کہ دینے والا شخص گناہ گار نہ ہوگا، البتہ دیانت شرط ہے جس کی ذمہ داری خود اس پر ہوگی۔ اسی طرح ایک شخص حکام اور ارباب اختیار کے نزدیک اپنی ذاتی وجاہت کی وجہ سے باحیثیت مانا جاتا ہے، اگر ایسے شخص کے ذریعے اپنا جائز حق وصول کرنے کے لیے حاکم تک رسائی حاصل کی جائے اور وہ

شخص جس پر اس کام کی شرعاً کوئی ذمہ داری نہیں ہے، حق الخدمت کے طور پر کچھ وصول کرتا ہے تو یہ اس کے لیے حلال ہوگا، کیوں کہ یہ نہ تو باطل کی اعانت ہے، نہ کسی پر ظلم ہے اور نہ ہی اس پر یہ کام کرنا ازروئے شریعت واجب ہے، لیکن نہ لینا موجب اجروثواب ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سفارش کردو،ثواب پاؤگے۔ تجربہ شاہد ہے کہ جن ناگوار حالات میں رشوت دینی پڑتی ہے، ان میں دینے والا تو مجبور ہوتا ہے، مگر لینے والا مجبور نہیں ہوتا۔

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے رشوت دینے کی گنجائش

آخر میں رشوت دینے اور لینے سے متعلق فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ العالی کی ایک عبارت نقل کرنا چاہتا ہوں، جس میں انہوں نے علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ کے حوالہ سے رشوت لینے اور دینے کی حرمت بیان کی ہے، مزید یہ کہ رشوت دینے کی گنجائش کن صورتوں میں ہوسکتی ہے؟

رشوت لینا جس طرح حرام ہے، اسی طرح اصولی طور پر رشوت کا دینا بھی حرام ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کے یہاں ایک متفق علیہ اصول ہے کہ جس چیز کا لینا جائز نہیں اس کا دینا بھی جائز نہیں۔ ’’مَاحَرُمَ أَخْذُهُ حَرُمَ إِعْطَائُهُ‘‘ البتہ چوں کہ رشوت لینا کبھی بھی مجبوری نہیں بن سکتی اور رشوت دینا بعض دفعہ مجبوری بن جاتی ہے، اس لیے فقہاء نے ضرورت اور مجبوری کے مواقع پر رشوت دینے کی اجازت دی ہے اور اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو پیش نظر رکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ شر پسند شعراء کو اس لیے کچھ دیا کرتے تھے کہ وہ بے ہودہ ہجو پر مبنی اشعار کہنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے سے اجتناب کریں۔

رشوت دینے کی گنجائش کب ہوگی؟ اس سلسلہ میں فقہاء نے یہ اصول متعین کیا ہے کہ

اگر رشوت نہ دے تو ناحق طریقہ پر اس کو جانی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو، یا یہ اندیشہ ہو کہ جس ذمہ دار کے پاس اس کی درخواست زیر غور ہے وہ اس کے ساتھ انصاف سے کام نہ لے گا اور اس کے اور دوسرے امیدواروں کے درمیان مساویانہ سلوک روا نہیں رکھے گا۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَلرِّشْوَةُ لِخَوْفٍ عَلَى نَفْسِهِ أَوْمَالِه أَوْلِيُسَوِّى أَمْرَهُ عِنْدَ السُّلْطَانِ أَوْأَمِيْرٍ. ❶

جان یا مال پر خوف کی وجہ سے نیز اس لیے کہ سلطان یا امیر کے پاس معاملہ کی صحیح صورتِ حال رکھے رشوت دینے کی گنجائش ہے یہ ممنوع صورتوں سے مستثنیٰ ہے۔ ❷

رشوت خوری کے پندرہ دنیاوی نقصانات

۱......انسان کا ایمان متزلزل ہوجاتا ہے۔

۲......انسان کا وقار مجروح ہوجاتا ہے۔

۳...... باہمی ہمدردی اور رحم دلی کا جذبہ ختم ہوجاتا ہے۔

۴......حق و باطل کی تمیز ختم ہوجاتی ہے۔

۵......رشوت خور انسان بد اخلاق اور بدنیت ہوجاتا ہے۔

۶......رشوت خوری سے دل اور ضمیر مردہ ہوجاتا ہے۔

۷......انسان میں شرم وحیا اور غیرت ختم ہوجاتی ہے۔

۸......یقین اور توکل ختم ہوجاتا ہے۔

---

❶ جدید فقہی مسائل: ج۱ص۳۰۰/الأشباه والنظائر: القاعدة الرابعة عشرة، ص ۱۳۲

❷ ماہنامہ دارالعلوم: مضمون از مولانا غفران ساجد قاسمی صاحب شمارہ ۷، ۸، ج۹۷، رمضان، شوال ۱۴۳۴ہجری مطابق جولائی، اگست ۲۰۱۳ء

۹......رشوت خور انسان فضول خرچ بن جاتا ہے۔

۱۰......سکون قلب ختم ہوجاتا ہے۔

۱۱......عوام وخواص میں اس کی عزتِ نفس اور وقار مجروح ہوجاتا ہے۔

۱۲......خدمتِ خلق کے جذبے کا فقدان ہوجاتا ہے۔

۱۳......دوسرے انسانوں کے درمیان رشوت خور کی کوئی عزت نہیں رہتی۔

۱۴......رشوت خور انسان شیطانی خواہشات کا غلام بن جاتا ہے۔

۱۵......مال حلال سے بھی برکت ختم ہوجاتی ہے۔

حضراتِ سلف کا یہ طریقہ رہا کہ وہ رشوت سے کوسوں دور رہتے تھے، اگر سفارش بھی کرنی ہوتی تو مفت سفارش کرتے اور اس پر کوئی عوض اور ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے، مسلمان تو دور کی بات کسی غیر مسلم سے بھی سفارش پر ہدیہ نہیں لیتے تھے۔

شہد کا مٹکا واپس کرکے مفت سفارش کی

امام اوزاعی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ وہ بیروت میں سکونت پزیر تھے، ایک عیسائی شخص ان کے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ بعلبک کے والی وامیر نے میرے اوپر ظلم کیا ہے، اور میری رائے ہے کہ آپ ان کو ایک خط لکھیں اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کو شہد کا ایک مٹکا پیش کیا، تو امام اوزاعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو مٹکا واپس لے جائیں، میں اِس امیر کی طرف ویسے ہی آپ کے لیے خط لکھ دوں گا، پھر انہوں نے اس والی کی طرف خط لکھا کہ اس کا جزیہ وٹیکس کم کردو، اس نصرانی نے اپنا مٹکا اور خط لیا اور اس والی کے پاس گیا اور ان کو خط دیا، تو اس والی نے امام اوزاعی رحمہ اللہ کی سفارش پر اس نصرانی کے خراج اور ٹیکس میں تیس درہم کم کردیئے (امام اوزاعی رحمہ اللہ نے ان کے حالات، آمدنی اور مسائل دیکھ کر جائز سفارش کی، لیکن رشوت میں شہد کے مٹکے کو قبول

نہیں کیا،اور مفت میں سفارش کی۔)❶

بہر حال رشوت جیسے کبیرہ گناہ سے بچیں، عموماً جولوگ اِس گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، زندگی میں اُنہیں سکون نہیں ملتا، لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، بیوی بچے نافرمان ہوجاتے ہیں، اور جو مال اس حرام راستے سے کمایا ہوتا ہے وہ خوشی، راحت اور اطمینان کا ذریعہ نہیں بنتا، اور ایسا مال انسان کو نصیب نہیں ہوتا، اور بسا اوقات انسان اس گناہ کی وجہ سے عذاب قبر میں بھی مبتلا ہو جا تا ہے۔

رشوت لینے والوں کے بھیانک انجام کے عبرتناک واقعات

ایک رشوت خور پولیس افسر کی قبر ٹیڑھی ہوگئی

راولپنڈی کے قبرستان رتہ امرال میں پیش آنے والے سرکاری محکمہ کے ایک افسر کا دردناک واقعہ پڑھیے:

۲۷ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ کی ایک پولیس افسر کا جنازہ قبرستان لایا گیا، جب اسے قبر میں اتارا جانے لگا تو اس کی قبر یکا یک ٹیڑھی ہوگئی، پہلے پہلے تو لوگوں نے اسے گورکن کا قصور قرار دیا، دوسری جگہ قبر کھودی گئی اور میت کو اتارنے لگے تو قبر ایک بار پھر ٹیڑھی ہوگئی، اب لوگوں میں خوف و ہراس پھیلنے لگا، تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا، قبر حیرت انگیز حد تک اس قدر ٹیڑھی ہوجاتی کہ تدفین ممکن نہ رہتی، بالآخر شرکائے جنازہ نے مل جل کر مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی اور پانچویں قبر میں ہر حال میں تدفین کا فیصلہ کیا گیا، چنانچہ پانچویں بار قبر ٹیڑھی ہونے کے باوجود زبردستی پھنسا کر میت کو اتار دیا گیا۔

اس کے بعد لوگوں نے اسکے رشتہ داروں سے اسکے متعلق پوچھ گچھ کی تو معلوم ہوا کہ یہ

---

❶ الکبائر: الکبرۃ الثانیۃ و الثلاثون، ص ۱۳۲، ۱۳۳/الزواجر عن إقتراف الکبائر: باب القضاء، ج ۲ ص ۳۱۵

افسر رشوت لیتا تھا جس کا اسکو مرتے وقت انجام ملا اور اب آگے اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ اس نے افسر کیساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ ❶

رشوت خور کے دو بیٹے اور بیٹیاں ڈوب کر مر گئیں

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بتایا: بھائی پھیرو میں ایک پٹواری تھا، یوپی کا مہاجر پٹھان تھا، وہ ترقی کر کے تحصیل دار بن گیا اور اس کی تقرری محکمہ بحالیات میں ہوگئی، بس پھر کیا تھا اس نے رشوت کی حد کر دی اور بے پناہ دولت بنائی، بھائی پھیرو میں بہت بڑی ایک متروکہ حویلی پر بھی قبضہ کرلیا۔

اس کی سزا یوں شروع ہوئی کہ اس کے گھر کے چار افراد یعنی دو بیٹے اور دو بیٹیاں اپنے تانگے پر نہر کے کنارے سیر کر رہے تھے کہ گھوڑا بدک کر نہر میں کود گیا اور یہ چاروں بہن بھائی ڈوب کر مر گئے، ان کی لاشیں بڑی کوشش سے کئی دن کے بعد ملیں، کوچبان نے البتہ چھلانگ لگا کر اپنی جان بچالی تھی۔

اس صدمے سے مذکورہ تحصیل دار شدید بیمار ہوگیا اور بستر سے لگ گیا، تشخیص ہوئی تو پتہ چلا کہ اسے ٹی بی ہوگئی ہے، یہ مرض اس زمانے میں لاعلاج تھا، چنانچہ خاصی مدت تک غیر معمولی تکلیف میں مبتلا رہ کر تحصیل دار فوت ہوگیا، اس کے پیچھے اس کی بیوی اور ایک بیٹی رہ گئی تھی، بیوی بھی ایک روز برین ہیمرج سے مرگئی، بیٹی کو اس کے رشتے دار کراچی لے گئے اور اس طرح سارے خاندان کا صفایا ہوگیا۔ ❷

رشوت خور کی اولاد جرائم پیشہ بن گئی

پروفیسر احسان الحق چیمہ صاحب نے بتایا: میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو محکمہ

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۳۲

❷ مکافات عمل: ص ۲۸۲، ۲۸۳

بحالیات میں افسر تھا، وہاں اس نے رشوت کی انتہا کردی، کلیموں کی خرید وفروخت میں بہت بڑی جائیداد بنالی، چودہ پندرہ مربعے زمین اور زرعی فارم۔

اس کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں، بڑا بیٹا دنیا جہاں کی خرابیوں میں مبتلا ہوگیا، آوارگی، جعل سازی، بدمعاشی، شراب نوشی، اس کی وجہ سے باپ کی بے حد رسوائی ہوئی حتی کہ اسے عاق کردیا گیا۔

مذکورہ افسر کی بیگم بھی بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہوگئی، سکون اور اطمینان اس گھر میں کبھی نظر نہیں آیا، ہر طرف مالِ حرام کی نحوست کے اثرات دکھائی دیتے تھے۔ (1)

ایک ماہر ڈاکٹر کا دس سالہ تجربہ کہ رشوت خور کی موت اذیت ناک ہوتی ہے

میں نے اپنے دس سالہ میڈیکل کیریئر میں اس بات کا بغور تجزیہ کیا ہے کہ ایسے افراد جو رشوت خوری کرتے ہیں ان کی موت بڑی ہی اذیت ناک ہوتی ہے، ان کے جسم سے جب روح نکلتی ہے تو اس کی اذیت کا اندازہ وہ خود کرسکتا ہے، اس کی تکلیف کو دیکھ کر بہت سے ڈاکٹر کانپ جاتے ہیں، ایسے لوگوں پر فالج دل کے خطرناک امراض شوگر بلڈ پریشر ایک ساتھ حملہ آور ہوتے ہیں، ایسے مریضوں کو بڑی خراب حالت میں آئی، سی یو میں رکھا جاتا ہے اور کئی دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایسے راشی لوگوں پر کسی دوا کا اثر تک نہیں ہوتا، مریض خود بھی یہ چاہتا ہے کہ جلدی سے زندگی کا خاتمہ ہوجائے لیکن اس کے گناہوں کی وجہ سے اس کے جسم سے روح بڑی اذیت کے بعد نکلتی ہے، اکثر ایسی تکلیف والے مریضوں سے میں نے پوچھا: تم کیا کام کرتے تھے تو وہ خود اس بات کا اعتراف کرلیتے تھے کہ وہ بہت رشوت لیتا تھا، یا اس کے گھر والے کہتے تھے کہ ہم نے بہت منع کیا لیکن یہ کسی کی بات ماننے کے لیے تیار ہی نہ ہوتا تھا، کوئی دوا کوئی

(1) مکافات عمل: ص ۲۸۳

دعا اس کو اس تکلیف سے نجات نہیں دلا سکتی۔

لیکن اس کے برعکس ایسے مریض بھی آتے ہیں جو بہت نیک ہوتے ہیں، انہوں نے اپنے آپ کو حرام خوری سے دور رکھا ہوتا ہے ان کی موت اتنی آسان ہو جاتی ہے کہ خود ڈاکٹر کو پتہ نہیں چلتا کہ مریض کب چل بسا، ایسی موت کو دیکھ کر ہم لوگ حسرت کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہم کو بھی ایسی موت دے، نیک لوگوں کی موت کو دیکھ کر ڈاکٹر اس بات کا اندازہ لگا لیتے ہیں کہ مرنے والا بڑا نیک آدمی تھا، ایسے مریض جو اذیت سے مرتے ہیں ان کو دیکھ کر اندازہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ یہ ضرور حرام خوری کرتے ہوں گے۔

اکثر لوگ شکایت کرتے ہیں کہ فلاں ڈاکٹر ٹھیک نہیں ہے، فلاں ہسپتال ٹھیک نہیں ہے، بہت پیسہ خرچ کرنے کے باوجود مریض کی اذیت کم نہیں ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے، یہ صرف اس حرام کمائی کی وجہ سے ہے، وہ اس کمائی سے جو بھی دوا خریدتا ہے بے اثر ہو جاتی ہے، تمام ڈاکٹر ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں، تمام ہسپتال بھی ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں حالانکہ نیک کمائی والے لوگوں کو صرف ایک معمولی گولی سے ہی آرام آ جاتا ہے اور ایسے لوگ سرکاری ہسپتال سے علاج کروا کر بھی مطمئن ہو جاتے ہیں، جبکہ راشی حضرات بڑے ہسپتال میں جا کر بھی تکلیف اٹھاتے ہیں، اسی لیے ایسے لوگ کسی ڈاکٹر یا ہسپتال سے مطمئن نہیں ہوتے۔ یہ تمام قصور صرف اس کمائی کا ہے جو حرام طریقے سے حاصل کی گئی ہے، پھر یہی نہیں ایسی کمائی سے راشیوں کی اولاد بھی نقصان اٹھاتی ہے، گناہ گھر کا ایک فرد کرتا ہے اور تکلیف تمام گھر اٹھاتا ہے، یہ ایسے زندہ حقائق ہیں جن سے ہر آدمی کا واسطہ پڑتا ہے، ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ حرام کمائی والے کو موت کے وقت اتنی اذیت ہوتی ہے کہ وہ کلمہ ہی نہیں پڑھ سکتا، اس کی زبان سے کلمہ ادا بھی نہیں ہوتا جبکہ نیک لوگوں کو کلمہ نصیب ہوتا ہے اور وہ سکون کے ساتھ اس

دنیا سے رخصت ہوتے ہیں، رشوت خور مرتا بھی اذیت سے ہے، کلمہ بھی نصیب نہیں ہوتا اور حرام کی دولت ڈاکٹر کی نذر ہو جاتی ہے، ایسے لوگوں کو سوائے گناہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ❶

رشوت خور کی قبر میں دراڑیں اور آگ کے شعلے

ایک بہت نیک شخص تھے، وہ پانچوں وقت پابندی سے نماز بھی پڑھا کرتے تھے، مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے سخی دل بھی تھے، دل کھول کر غریبوں اور بیواؤں کی امداد کیا کرتے تھے، کئی یتیم بچیوں کی شادیاں بھی کرادیں، حج بھی کیا ہوا تھا، ۱۹۷۳ء کی ایک صبح کو ان کا انتقال ہوگیا، بے حد ملنسار اور با اخلاق تھے، اہل محلّہ ان سے بے حد متاثر تھے، لہٰذا سوگواروں کا تانتا بندھ گیا ان کے جنازے میں لوگوں کا کافی مجمع تھا، سب لوگ قبرستان آئے قبر کھود کر تیار کر لی گئی جونہی میت قبر میں اتارنے کے لیے لائے کہ غضب ہوگیا، یکا یک قبر خود بخود بند ہوگئی، سارے لوگ حیران رہ گئے دوبارہ زمین کھودی گئی جب میت اتارنے لگے تو تو پھر قبر بند ہوگئی، سارے لوگ پریشان تھے ایک آدھ بار مزید ایسا ہی ہوا آخر چوتھی بار تدفین میں کامیاب ہو ہی گئے، فاتحہ پڑھ کر سب لوٹے اور ابھی چند ہی قدم چلے تھے کہ ایسا محسوس ہوا کہ زمین زور زور سے ہل رہی ہے، سب لوگوں نے بے ساختہ مڑ کر دیکھا تو ایک ہوش اڑا دینے والا منظر تھا۔

آہ! قبر میں دراڑیں پڑ چکی تھیں، اس میں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور دھواں اٹھ رہا تھا اور قبر کے اندر سے چیخ و پکار کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی، یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر سب کے اوسان خطا ہو گئے اور سب لوگ جس سے جس طرف بن پڑا بھاگ کھڑے ہوئے۔

---

❶ نا قابل فراموش سچے واقعات: ۵۵۲

سب لوگ بے حد پریشان تھے کہ بظاہر نیک سخی اور با اخلاق انسان کی آخر ایسی کونسی خطا تھی کہ جس کے سبب اس قدر ہولناک عذاب قبر میں مبتلا ہو گیا؟

تحقیق کرنے کے بعد اسکے حالات کچھ یوں سامنے آئے۔

مرحوم بچپن سے ہی بہت ذہین تھا لہٰذا ماں باپ نے اعلیٰ تعلیم دلوائی، جب خوب پڑھ لکھ لیا تو کسی طرح سفارش اور رشوت کے زور پر ایک سرکاری محکمہ میں ملازمت اختیار کرلی، رشوت کی لت پڑ گئی، رشوت کی دولت سے پلاٹ بھی خریدا اور اچھا خاصا بینک بیلنس بھی بنایا اسی سے حج بھی کیا اور ساری سخاوت بھی اسی حرام مال سے کی تھی۔ ❶

رشوت خور کا سارا خاندان ختم ہو گیا

بیگم کوٹ کے علاقے میں ایک ریٹائرڈ تھانیدار تھا، نام تو اس کا کچھ اور تھا مگر سہولت کی خاطر آپ اسے کامران کہہ سکتے ہیں، وہ سالہا سال تک اس علاقے میں تعینات رہا، رشوت وہ خوب لیتا اور دھڑلے سے لیتا، اسے یہ علاقہ اتنا پسند آیا کہ اس نے یہیں شاندار مکان بنایا، کاروبار کی خاطر اینٹوں کا بھٹہ قائم کیا اور ایک پلازہ بھی تعمیر کرڈالا۔

کامران تھانیدار کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، عجیب بات یہ ہے کہ اپنی بداعمالیوں کے باوجود اس نے چاروں بیٹوں کو قرآن پاک حفظ کروایا، لیکن یوں لگتا ہے کہ اس کے گھر اور رزق میں مالِ حرام کی اس قدر بہتات تھی کہ حافظ قرآن ہونے کے باوجود چاروں بیٹے اپنے باپ کی طرح خوفِ خدا سے، اخلاق، دیانت، امانت اور رحم سے بالکل بیگانہ تھے اور چاروں عبرت ناک انجام سے دوچار ہوئے۔

۱...... بڑا بیٹا اپنے بہنوئی کے قتل کرنے گیا مگر اس نے اپنے دفاع میں اس پر گولی چلادی اور یہ موقع پر جاں بحق ہو گیا، اس وقت اس کی عمر ۲۵ سال سے زائد نہ تھی۔

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۳۳، ۱۳۴

۲......دوسرا بیٹا لاہور جارہا تھا جب راوی کے پل پر اس کی گاڑی میں آگ لگ گئی اور وہ جل کر مر گیا۔

۳......تیسرا بیٹا وی سی آر اور فلمیں کرائے پر دیا کرتا تھا، وہ شرقپور روڈ پر کسی جگہ وی سی آر دینے جارہا تھا کہ بس سے ٹکرا کر ہلاک ہو گیا۔

۴......کامران تھانیدار کے چوتھے بیٹے نے ساری جائیداد اپنے نام لگوانے کے لئے سترہ رمضان کو اپنی دو بہنوں کو قتل کر دیا، چند ہی روز کے بعد اس کے بہنوئیوں نے اسے اس وقت گولی ماردی جب وہ اپنے زیر تعمیر پلازہ کے سامنے کھڑا تھا، اس طرح کامران تھانیدار کے چار بیٹے اور دو بیٹیاں اس کی نظروں کے سامنے قتل ہو گئے اور اللہ نے اسے مالِ حرام جمع کرنے اور اسے ہی ملجا و ماویٰ سمجھنے کی کڑی سزا دے دی، یہ الگ بات ہے کہ وہ اس قدر سفاک آدمی تھا کہ اس کے مظالم سے تنگ آکر اس کا سگا چھوٹا بھائی بیگم کوٹ سے ترکِ مکانی کر کے لاہور چلا گیا، اس کی بیوی ۲۰۰۰ء میں اس وقت ہارٹ اٹیک سے مر گئی تھی جب اس کے بیٹے کے ہاتھوں اس کی دو بیٹیاں قتل ہوئی تھیں۔ کامران تھانیدار نے ۲۰۰۰ء میں تقریباً اسی سال کی عمر میں ایک نوعمر لڑکی سے شادی کی اور خدا نے اسے اس حوالے زیادہ سے زیادہ ذلیل کرنے کے لئے لمبی عمر عطا کی، وہ ۲۰۰۹ء میں ستاسی سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوا۔ ❶

ایک بوڑھے کی حالتِ زار نے رشوت جیسے سنگین گناہ سے بچالیا

مجھے محکمہ سٹلمینٹ میں ملازم ہوئے ابھی چند روز ہوئے تھے، ایک دن حسب معمول میں دفتر میں کام کر رہا تھا کہ ایک بڑے میاں آئے اور نہایت خوشامدانہ لہجے میں مجھ سے کہنے لگے: بیٹا! میرے مکان کا کلیم گم ہو گیا ہے اور عدالت میں مجھے اس کی نقل

❶ مکافات عمل: ص ۲۹۸، ۲۹۹

پیش کرنی ہے، اس لیے اپنے ریکارڈ سے کاپی نکال دو تاکہ میں اس کی نقل کروا کے عدالت میں پیش کرسکوں، پچاس روپے لگیں گے میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا، اس نے مردہ سی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا: جیب میں پھوٹی کوڑی تک نہیں، پچاس روپے کہاں سے لاؤں؟

میں نے ترش روئی سے جواب دیا کہ جیب خالی ہے تو میں کیا کروں اور اپنے کام میں مصروف ہوگیا، کچھ دیر بعد سر اٹھا کر دیکھا تو وہ جا چکے تھے، دوسرے روز میں ابھی دفتر میں داخل ہوا ہی تھا کہ وہی بڑے میاں آئے اور پچاس روپے میری طرف بڑھاتے ہوئے بولے:

کہو بابو جی! اب تو کام ہوجائے گا، قبل اسکے کے میں انہیں کچھ جواب دیتا میری نظر ان کے چہرے پر پڑی، بڑے میاں کی آنکھوں سے آنسو نکل کر داڑھی میں جذب ہورہے تھے اور انہیں صاف کرنے کی کوشش میں مصروف تھے، میں نے رونے کی وجہ پوچھی، پہلے تو وہ پس وپیش کرتے رہے مگر میرے اصرار پر انہوں نے بتایا کہ کل یہاں سے جا کر اپنی جواں سال بیٹی کے بندے جو میں نے چند آنے روزانہ کی بچت کر کے اس کی شادی کے لیے بنوائے تھے فروخت کردیئے تاکہ آپ کا خرچ پورا کرسکوں، اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکے، میں نے اٹھ کر فائل سے اس کی کاپی نکال دی اور جبراً وہ روپے ان کی جیب میں ٹھونس دیئے، ان کے جاتے ہی میں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی رشوت نہ لوں گا، مجھے محسوس ہورہا تھا جیسے بڑے میاں کے ضعیف وناتواں بازوؤں نے مجھے دوزخ کے دہانے سے کھینچ لیا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔ ❶

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۴۱، ۱۴۲

رشوت خور پر دنیاوی عذاب اور رسوائی

اس سلسلے میں مجھے اپنا ’’بی اے‘‘ کا کلاس فیلو اکرام اللہ خان کبھی نہیں بھولا، یہ ایک تھانیدار کا بیٹا تھا، ’’بی اے‘‘ ایل ایل بی‘‘ کرنے کے بعد سول جج بن گیا تھا، بدقسمتی سے اس کی دینی یا اخلاقی اعتبار سے ذرا بھی تربیت نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے رشوت اور جلب زر میں کمال حاصل کیا، خوب دولت بنائی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں بیوی کے نام پر خاصا بڑا مکان بھی خریدلیا، ریس بھی کھیلتا تھا اور عیاشی کی دیگر صورتوں کو بھی جائز سمجھتا تھا۔

اور پھر دو بیٹیوں اور دو بیٹوں کے ہوتے ہوئے اکرام اللہ خان نے ایک نوجوان نرس سے اس وقت شادی کرلی جب اس کی عمر تقریباً اٹھاون سال تھی اور اس کے سارے بچے جوان ہوگئے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان میں ہنگامہ کھڑا ہوگیا، بیٹوں اور بیٹیوں نے باپ کی باقاعدہ پٹائی کی اور بیوی نے پستول کی نوک پر اس سے طلاق نامے پر دستخط کرالئے اور اس مکان سے اسے ہمیشہ کے لئے بے دخل کردیا گیا جو اس نے بڑے شوق سے خریدا تھا۔

اب اکرام اللہ خان گزشتہ دس سال سے اپنی نرس بیوی کے ساتھ کرائے کے مکان میں رہتا ہے، دوسری بیوی سے اس کا ایک بیٹا ہے، ایک بیٹی ہے۔ بچوں کی عمریں بالترتیب چھ سال اور چار سال ہیں۔ بیوی ایک ہسپتال میں نرس ہے، وہ ملازمت پر چلی جاتی ہے تو یہ بچوں کی خبر گیری کے لئے گھر پر ڈیوٹی دیتا ہے، اور اڑسٹھ سال کی عمر میں اس کی زندگی مسائل اور مصائب کا ایک مجموعہ بن کے رہ گئی ہے اور یہ سارا وبال مالِ حرام کا اور بے وقت عشق بازی کا ہے۔ [1]

---

[1] مکافات عمل: ص ۱۱، ۱۲

رشوت خور کی موت ایک مچھر سے ہوئی

قدرت اللہ صاحب نے بتایا: چودھری اکبر علی عرف پہلوان محکمہ انہار میں چیف انجینئر تھا، وہ تونسہ بیراج پر گیارہ ارب روپے کے پروجیکٹ کا نگران تھا، موصوف پرلے درجے کا مغرور اور بداخلاق آدمی تھا، اپنے ماتحت افسروں کو اور عام ملازمین کو بات بات پر ننگی گالیاں دیا کرتا اور باقاعدہ غنڈہ گردی پر اتر آتا تھا۔ وہ بڑا ہی بدعمل اور رشوت خور بھی تھا۔

یہ اکتوبر ۲۰۰۹ء کی بات ہے، وہ تونسہ بیراج میں اپنی کوٹھی کے لان میں ٹہل رہا تھا جب اس کے کان پر ایک مچھر نے کاٹ لیا، حیرت انگیز طور پر یہ مچھر اس قدر زہریلا تھا کہ اس کے ہاتھ پاؤں سن ہوگئے، پورے جسم میں زہر پھیل گیا اور وہ شدید قسم کی خارش میں مبتلا ہوگیا، اسے فوری طور پر کراچی کے آغا خان ہسپتال منتقل کیا گیا، ہر طرح کا علاج ہوا لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوئی اور وہ کراچی ہی میں فوت ہوگیا۔ وفات کے وقت اس کی عمر ۵۵ سال تھی۔ ❶

رشوت اور حرام کھانے والوں کے دس عبرتناک واقعات

۱...... میرا ایک عزیز ترقی کرتے کرتے سول سرجن ہوگیا، اس خدا کے بندے نے کبھی کسی پر رحم نہیں کھایا، بغیر رشوت کے کسی کا کام ہی نہیں کرتا تھا، نتیجہ یہ کہ بہت سارو پیہ کمایا، اس کی بھی کوئی اولاد زندہ نہیں رہی اور آخر کار ایک ایسا مرض لگ گیا جس کے علاج کے لیے وہ سارے یورپ میں بھاگا بھاگا پھرا اور اس طرح وہ بینک بیلنس جو رفتہ رفتہ خوشی خوشی جمع کیا تھا، تھوڑے سے دنوں میں سب ختم ہوگیا۔

۲...... میرا ایک دوست کلرک تھا، بے حد رشوت لیتا تھا، اور کام بھی کر کے نہ دیتا تھا۔

---

❶ مکافات عمل: ص ۳۰۱

اس کی لڑکی کو بیماری لاحق ہوگئی، ہزاروں روپیہ پر پانی پھر گیا اور بلا آخر لڑکی بھی رخصت ہوگئی اور میاں خان بالکل ننگے ہوگئے۔

۳...... جب میں شروع شروع میں لاہور آیا تو میرے مکان کے برابر اسی بلڈنگ میں ایک داروغہ رہتے تھے، انہیں میں نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا ہے کہ وہ ترکاری، گوشت اور پھل روزانہ دکانداروں سے بالکل مفت لاتے تھے۔ بجلی ہم سب کی چوری سے جلاتے تھے، ان کے مکان کے نیچے درزی رہتا تھا، اس سے کپڑے مفت سلاتے تھے، میرے آنے سے پہلے نلکے کا بل بھی جو بلڈنگ کا مشترک تھا، دوسروں سے دلواتے تھے، خود کبھی ایک پیسہ نہیں دیا۔ باوجود ان تمام باتوں کے میں نے کبھی ان کے بچوں کے بدن پر ڈھنگ کا کپڑا نہیں دیکھا، محلے والے ان کی حرکتوں سے بہت تنگ تھے، نہ معلوم کس کا صبر پڑا کہ انہوں نے قتل کے سلسلہ میں رشوت لی اور پکڑے گئے، برخاست ہوئے اور لاہور سے بھاگ گئے اب ملتے ہیں تو بڑی خستہ حالت میں ہوتے ہیں، مجھے دیکھ کر نظریں نیچی کر لیتے ہیں اور آنکھ بچا کر نکلنا چاہتے ہیں سچ ہے:

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں

۴...... ایک داروغہ جی ہمارے دوست تھے، یہ عالم تھا کہ ہر موسم گرما میں کسی پہاڑ پر جاتے اور خوب کھاتے اڑاتے، اچانک ہارٹ فیل ہوگیا۔ تجارت کرتے تھے یہ تجارت کسی کی شرکت میں تھی پتہ نہ چلا روپیہ کہاں گیا۔ کچھ روپیہ اور زیور لڑکا فاحشہ عورتوں کو دے آیا اور وہ بھی مر گیا۔ اس گھر کا دیا گل ہوگیا اب کوئی نرینہ اولاد نہیں، بیوی دست نگر ہے۔

۵...... ایک داروغہ جی درد میں بری طرح تڑپتے تھے اور جب یہ درد اٹھتا کہتے حسینہ

مجھے معاف کردے، لوگوں نے پوچھا کیا قصہ ہے، کہنے لگے دنیا بھر کے علاج کرچکا ہوں اس درد سے نجات نہیں ملتی۔ میں ایک جگہ تھانیدار تھا، وہاں ایک بیوہ عورت کا اکلوتا بیٹا قتل ہوگیا، میں نے اصل قاتل کو بچانے کے لیے یہ ثابت کیا کہ اس کی ماں نے ہی لڑکے کو بنا بر اپنی آوارگی کے قتل کیا ہے، کیوں کہ یہ اِس کے لیے مانع ہوتا تھا، اس دن سے میری یہ حالت ہوگئی کہ میں اپنا دل ودماغ کھو بیٹھا ہوں اور بیماری کی بناء پر استعفیٰ دینے پر مجبور ہوگیا ہوں اور یہ درد مجھے لاحق ہوگیا ہے میں اکثر اس مظلومہ کو خواب میں دیکھتا ہوں۔

۶......ایک دوست نے چارسوبیں کرکے بڑا روپیہ پیدا کیا، لڑکے کو اعلیٰ تعلیم دلائی، حتی کہ باوجود معمولی انسان ہونے کے تعلیم کے لیے لڑکے کو ولایت بھیجا، اس لڑکے نے اتنی محنت کی کہ پاگل ہوگیا، اور کسی طرح آرام نہ ہوا۔

۷......ایک صاحب نے لاکھوں روپیہ تجارت سے ناجائز کمایا، کار، کوٹھی، بینک بیلنس سب کچھ ختم ہوگیا، ان کا بھی کوئی لڑکا زندہ نہ رہتا، صرف ایک بچہ تھا اسے پڑھایا لکھایا شادی کی اور اس کے بعد وہ بھی مرگیا، جس کے لیے سب کچھ کیا تھا وہ چلتا بنا مگر اب پچھتاوے سے کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

۸......ایک صاحب نے تمام ناجائز کمائی کی اور ایک لاکھ روپے چھوڑ کر مرے، دو بیٹے چھوڑے، ان دونوں حقیقی بھائیوں کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ ہر ہفتہ لاہور آتے، ایک دوست کو ساتھ لیتے شراب وکباب میں اڑاتے اور تینوں ہیرامنڈی جاتے۔ دوست کا سارا خرچ بھی یہی برداشت کرتے حتی کہ سب روپیہ ختم ہوگیا اور بالآخر وہ گدی نشین سے خاک نشین ہوگئے۔

۹......میرے عزیزوں میں ایک صاحب تھانیداری سے پنشن لے کر آئے، سنا تھا کہ

سونے چاندی کی اینٹیں تک لائے ہیں، انہوں نے ایک بڑا بھاری کارخانہ کھولا۔ ایک دکان پر بڑے لڑکے کو بٹھایا، یہ دکان کپڑے کی تھی، غرض خوب کھایا اور کھلایا۔ ان کی ایک لڑکی تھی جو زچہ گری میں اپاہج ہوگئی، بہت روپیہ صرف کیا آرام نہ ہوا، پھر داروغہ جی کو استقاء ہوگیا، بڑے علاج کئے آخر چل بسے، دو بیٹے چھوڑ گئے تھے، بڑے بیٹے نے اپنے حصہ میں دکان لے لی اور چھوٹے نے کارخانہ، دونوں آوارہ تھے دونوں نے دکان اور کارخانہ کھا کر برابر کردیا۔ ماں کو مار مار کر اور روپیہ بیچ بیچ کر خوب اڑایا، جب وہ ختم ہوگیا تو ایک کمپوڈر ہوگیا اور دوسرا لپٹن کمپنی میں ملازم ہوگیا۔

۱۰...... ہمارے عزیزوں میں دو بھائی تھانیداری سے پنشن لے کر آئے، تحریکِ خلافت کا دور تھا، وہ دنوں امن سبھا کے ممبر تھے، قصبے میں ان کا طوطی بولتا تھا، نہ معلوم کس بلا کا روپیہ کمالائے تھے کہ ان کے یہاں مرد اور عورتیں کوئی چوبیس ملازم تھے۔ کتے، مرغے، بلیاں، کبوتر علیحدہ پلے ہوئے تھے، غرض ایک نوابی ٹھاٹھ باٹھ تھا۔ محلے والے کو انہوں نے تنگ کر رکھا تھا، جس کو چاہتے پٹوا دیتے، غرض اس طرح ظلم کرتے ایک دفعہ ایک پھیری والا بنارسی کپڑا لایا، انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی کے لیے سارا کپڑا خرید لیا اور ایک ہفتہ کے بعد دام دینے کا وعدہ کیا، اس بیچارے کو کیا پتہ؟ دیکھا شریف لوگ ہیں اعتبار کیا اور چلا گیا، ہفتہ کے بعد دام مانگنے آیا تو انہوں نے اسے خوب پٹوایا آخر روتا پیٹتا چلا گیا، ان کا گھر جو ایک اچھا خاصا محل تھا، وہاں اب الو بولتے ہیں۔ بیٹا دونوں بھائیوں میں سے کسی کا نہ تھا، بیٹیاں ہی بیٹیاں تھیں، دونوں بھائی مقروض ہو کر مرے، ان کے مرتے ہی مکان بنئے نے نیلام پر چڑھا دیا اور سب کچھ فنا ہوگیا۔ ❶

---

❶ ناقابل یقین سچے واقعات: ص ۱۳۴ تا ۱۳۷

رشوت سے بچنے پر وافر رزقِ حلال اور حج و عمروں کی سعادت

میرے آبائی گاؤں کوٹ بھگت (واقع تحصیل سمبڑیال، ضلع سیالکوٹ) کے قریب ہی ایک دوسرا گاؤں کوٹ بلند ہے۔ وہاں میرے ایک عزیز دوست چودھری محمد نواز گھمن رہتے ہیں، وہ خود چھوٹے زمیندار ہیں مگر ان کے رشتے دار بارسوخ لوگ ہیں۔ ۱۹۹۰ء کے لگ بھگ ان کے بڑے بیٹے نوید نواز گھمن نے ''بی اے'' کیا، تو اسے ملازمت کی تلاش ہوئی، رشتے داروں کے اثر ورسوخ کی وجہ سے اسے پولیس میں اے ایس آئی کی پیش کش ہوئی، مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ پولیس میں رہ کر رشوت سے بچنا مشکل ہوتا ہے اور وہ کسی قیمت پر مالِ حرام کے قریب نہیں جانا چاہتا۔

کچھ وقت کے بعد چودھری محمد نواز گھمن کے ایک رشتہ دار نے بتایا کہ نوید کو نائب تحصیل داری کا منصب مل سکتا ہے، لیکن اس کے لئے ایک لاکھ روپے خرچ کرنے پڑیں گے، نواز گھمن صاحب راضی ہو گئے اور انہوں نے جذبہ مسرت کے ساتھ نوید کو یہ خوشخبری سنائی کہ تم عنقریب نائب تحصیل دار بن جاؤ گے، لیکن یہ جان کر کہ اس کے لئے ایک لاکھ روپے رشوت میں دینے پڑیں گے، نوید نے دوٹوک انداز میں انکار کر دیا کہ مجھے خواہ کتنا ہی عرصہ بیکار رہنا پڑے، لیکن میں رشوت کے بَل پر ہرگز کوئی ملازمت قبول نہیں کروں گا، چودھری محمد نواز گھمن نے بتایا کہ نوید کی یہ بات سن کر میں بہت برہم ہوا کہ آخر تم چاہتے کیا ہو؟ تھانیداری تم نے مسترد کر دی اور اب تحصیل دار بننے سے تم انکار کر رہے ہو، آخر تم زندگی میں کیا بننا چاہتے ہو؟

اس کے جواب میں نوجوان نوید نے کہا: میں مسلمان ہوں، اور میں صرف اور صرف حلال کے رزق پر زندگی گزارنا چاہتا ہوں، ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں، اس لئے میں

رشوت دے کر یا لے کر جہنم میں نہیں جانا چاہتا، اس نے بڑے اعتماد سے کہا آپ فکر نہ کریں، اللہ مالک ہے، وہ اپنا فضل فرمائے گا اور میری ملازمت کا ان شاء اللہ بہت اچھا انتظام ہو جائے گا۔

چودھری محمد نواز گھمن نے بتایا: سچی بات ہے دینی معلومات کی کمی کی وجہ سے ان دنوں میرا ایمان خاصا کمزور تھا، چنانچہ میں اپنے بیٹے کی بات کو نہ سمجھ سکا اور بڑبڑانے لگا کہ دیکھوں گا خدا تمہیں محض ''بی اے'' کی بنیاد پر تھانیداری سے اور تحصیلداری سے اچھی ملازمت کیسے دیتا ہے؟ تم خواب دیکھ رہے ہو اور خواب اکثر پورے نہیں ہوتے۔

لیکن حیرت انگیز طور پر ایک ہی مہینے کے بعد نوید کو سعودی عرب سے بلاوا آ گیا، اس کے ایک ماموں وہاں ٹھیکے دار تھے، انہوں نے اسے ویزہ بھجوادیا، وہاں جاتے ہی اسے ایک بین الاقوامی ادارے ''یونی لیور'' میں ملازمت مل گئی اور تیس ہزار روپے تنخواہ مقرر ہوئی اور اس طرح ثابت ہو گیا کہ مالِ حرام سے نفرت کرنے اور رزقِ حلال کی طلب کرنے والوں کی اللہ اپنے فضل سے مدد کرتا ہے۔

نوید گھمن اب بھی سعودی عرب میں باعزت ملازمت کر رہا ہے، اور مالی کشادگی کے علاوہ متعدد حج اور عمروں کی سعادت سے فیض یاب ہو چکا ہے۔ ❶

ان واقعات سے اندازہ لگائیں کہ رشوت خوروں کو اللہ تعالیٰ نے کیسی دنیا میں سزائیں دیں، اور جو لوگ رشوت سے بچے اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا ہی میں انعامات سے نوازا، اس لئے رشوت خوری سے بچیں، ان واقعات سے اندازہ ہوا کہ کسی رشوت خور کو مال نصیب نہ ہوا، لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہو گئے، اولادیں نافرمان ہو گئیں، بیویاں بداخلاق ہو گئیں، عبادت واعمال کی توفیق نہ ملی، دنیا والوں کی نظر میں بھی ذلیل ورسوا

❶ مکافات عمل: ص ۳۹، ۴۰

ہو گئے، راتوں کا سکون ختم ہو گیا، نرینہ اولاد سے محروم ہو گئے، اور جن کی اولادیں ہوئیں تو وہ بھی نافرمان ہو گئیں، اور والد کا سارا مال عیاشی میں صَرف کر دیا، اور آخر خاتمہ بھی براہوا، یہ تو دنیا کا عذاب ہے، قبر اور آخرت کا عذاب تو اس کے علاوہ ہے، اللہ رب العزت ہم سب کو رزق حلال عطا فرمائے، ہمیں اور ہماری اولاد کو حرام اور رشوت سے بچائے، آمین۔